تاریخ اودہ

۱۸۰

جلد دویم

مفصل و مکمل حالات از نواب سعادت خان برہان الملک بانی
سلطنت اودہ تا خاتم السلاطین جان عالم واجد علیشاہ
تحقیق مستند واقعات من اولہ تا آخرہ

مرتبہ

جناب مولانا حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری
ابن مولوی محمد عبد الغنی خان ابن مولوی عبد العلی خان ابن مولوی
محمد عبد الرحمن خان ابن حاجی مولوی محمد سعید خان محمد شاہی مدرس اعلے
فارسی مہلا تا ہائی اسکول اودے پور
مؤلف و مصنف کتب متعددہ متعلق تاریخ طب صرف و نحو وغیرہ

ستمبر سنہ ۱۹۱۹ء

نامی مطبع مطلع العلوم مرادآباد میں انیس ابن علی محمد پرنٹر نے چھاپا
اور شائع کیا

طبع اول ۵۰۰ ۱۶۱ نمبر از سنہ ۹۶ قیمت جلد ۴ر

مرادآباد کے ظروف

جو اپنی عمدگی نقش و نگار اور دیرپا قلعی اور مضبوطی کے باعث مشہور ہیں ہمارے کارخانہ میں ہر قسم کے مثل سیاہ قلم رنگین قلم۔ سیاہ قلم سفید قلم و سادہ موجود رہتے ہیں اور خاص فرمائش کی بھی تعمیل ہوتی ہے۔ بلحاظ قیمت ہمارا مال نہایت ہی اچھا ہوتا ہے ایکمرتبہ خرید کرکے دیکھئے آپ ہمیشہ منگولیتے رہینگے۔

المشتہر

حاجی شیخ سراج احمد و نصیر احمد چوک مرادآباد

ہمارے ذریعہ سے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کو نہایت آسانی سے ادنیٰ صرف کے روپیہ بھیجا جاسکتا ہے

اخبار نیر اعظم مرادآباد

[illegible] سے کامیابی کے ساتھ ہفتہ وار شائع ہوتا ہے۔ روہیلکھنڈ میں سب سے پرانا۔ آزاد۔ اور مہذب پرچہ ہے۔ ہر معاملہ پر آزادی سے بحث کرتا ہے۔ ہر مذاق کے موافق ہے ملک اور ملت والونکی ضروریات کو پورا کرنیوالا۔ گورنمنٹ کا خیرخواہ۔ رعایا کا سچا ہمدرد۔ بیجا حمایت۔ جھوٹی خوشامد سے پاک۔ مقابلۃً بہتر۔ ۱۶ بڑے صفحہ پر شائع ہوتا ہے۔ قیمت ارزان۔ نمونہ دو کا ٹکٹ آنے پر مفت ✦ **المشتہر** مینجر اخبار نیر اعظم مرادآباد

غلط نامہ تاریخ اودھ حصہ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٨	١٩	مناسب سمجہہ کر	مناسب نہ سمجھکر
٩	١٠	اپنا جہو	اپنا چہرہ
٩	١١	اورحسن شکلی خاص	اورحسن کی خاص
٩	١٢	ف بڑے	طرف بڑے
١٠	١١	بیاہی نہین ہو	بیاہی نہین ہے
١٢	٨	مقدرمین	مقدرمین ہوتا
١٣	١١	اورخیال پر	اوراس خیال پر
١٤	١٣	بڑی منزلین	بڑی بڑی منزلین
١٥	١٣	شجاع الدولہ نے جمادی الاولی ۱۱۷۴	شجاع الدولہ نے۔ جمادی الاولی ۱۱۷۳
١٦	١٥	خارج تہے اور نکلی	خارج تہے اور نکلے
١٧	١٦	ایکبار زدتارہی	ایکبار زدتارد سے
١٨	١٣	نا انضافی کرکے	نا اتفاقی کرکے
١٨	١٣	مقرر فرمایا کہ مشہور	مقرر فرمایا مگر مشہور
١٨	١٥	مضافات مالو	مضافات مالوہ
١٨	١٦	شاہ نے ہمین	شاہ نے ہتین
٢٠	٨	خام طبع	خام طمع
٢٢	١٤	احمد شاہ ایرانی	احمد شاہ ابدالی
٢٤	١٩	جن دشواریکو بہاد	جن دشواریونکو بہاد
٢٥	١١	۱۱۶۹	۱۱۷۴
٢٦	١	لاتے تہے اور	لاتے تہے لے اور
٢٧	١٣	لڑائی ہوتی تھی	لڑائی ہورہی تہی
٢٨	٧	حکومت پہرگی مین	حکومت پہر دلی مین
٣٣	٢٢	لیے ہوے دہانکے	لیے ہوے کابلی گیے وہانکی
٣٤	١٣	لال نے جو شجاع	لال نے جو ہمت بہادر کے سکے شجاع
٣٥	١	جانب شمال پہنچکر	جانب شمال ہی پہنچکر
٣٥	٣	راجہ ہندبت	راجہ ہندپت
٣٥	١٨	اورایک حال	اوریہ سب حال
٣٦	٦	ساتہہ شکست پائی ہی	ہاتہہ سے شکست پائی تہی
٣٦	١٧	لکہنؤ لے بہاگا	لکہنؤ سے لے بہاگا
٣٧	٢٤	فرخ کا اڈنک	فرخ آباد تک
٣٨	١١	نواب احمد خان نے	نواب احمد خان نے سمجہی فخرالدولہ کو اونکے پاس بہیجا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
			اوراشرفانونکو بجزلی سے بچنے کے واسطے مدد مانگی۔ حافظ رحمت خان اس خوف سے کہ
٤٠	٩	اوسکے درین	اوسکے ذریعہ سے
٤٠	٢١	دوتین ون	دوتین ورق
٤٢	١٣	ان لوگون اوس	ان لوگونکی اوس
٤٢	١٨	بلا حصول حضرت وہان پہنچکر	بلا حصول حضرت وہان سے چلے آنا مہتاب خان وہان پہنچکر
٤٧	٧	استقبال کو لیگئے	استقبال کو گئے۔
٤٧	٢١	بنگالی ہوجاسکے	بنگالے پر ہوجا نکلے۔
٤٩	٥	فوج کے ناگونکو	فوج کے پٹہانونکو
٤٩	٥	وقت پٹہانون	وقت پٹہانونکا ایک گانون
٥١	١٦	ملکہ سہرام پہنچکر	ملکہ سہسرام پہنچکر
٥٢	١٨	ہزارون	ہزارون ہوئیتی
٥٣	١٦	اوریہ جعفرکو	اورمیر جعفرکو
٥٣	١٩	دریاے کوہن	دریاے سوہن
٥٣	٢٠	پہلوڑی	پہلواڑی
٥٦	١٠	مطابق شہر مدجوت	مطابق شہر ادرمورچوت
٥٧	١٣	اول سے بہتا ہی	اوس سے بہتا ہی
٥٩	١٦	مرزا بہلول	مرزا بہلو
٥٩	٢٠	سر بریع دیکہا	سرسر بریع دیکہا
٦٨	٢٣	دنیا گواتہوا	دنیا گوارا تہوا
٧٠	١٨	لڑائی بہی	یہ لڑائی بہی
٧٣	٨	مالگذاری زمینداری	مالگذاری سواے مالگذاری
٧	٨		زمینداری
٧٣	٢٠	مصیبت شریفون کا	مصیبت زدہ شریفون کا
٧٤	١	کپتان سٹیلیس	کپتان سٹیپلیس
٧٤	٥	کہ مین چار آدمی	کہ مین چار آدمی
٧٩	١٤	پاکر کہ وزیر کی	پاکر کہ وزیر کو زہر
٧٩	١٦	مئی ۱۷۱۵ء	مئی ۱۷۶۶ء
٧٩	١٥	معلوم ہوتا ہے کہ وہ	معلوم ہوتا ہے کہ حافظ
٨٧	٨	اور مرض طبع ہوئی	اورطمع کی ہوئی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۷	۱۲	عبور کیا اور فرح	عبور کیا فرح
۱۷۷	۱۶	سنی مذکور سے	صبشی مذکور نے
۱۷۷	۱۷	ہو آخر دم	ہو کر آخر دم
۱۷۷	۲۵	مقابلہ کیا	مقام کیا
۱۷۹	۲۴	اور اوسی تمام ساختہ	اور اوس کا تمام ساختہ
۱۸۰	۱۴	یہ لوگ گوڑ ہانکو	یہ لوگ گڈھہ ہانکو
۱۸۱	۱۴	لسنبرج	لسشبرج
۱۸۱	۲۵	پٹہ سرونج	پٹہ سرنج
۱۸۳	۱۹	اوسی دن سے	اوسی وہان سے
۱۸۳	۲۳	تنخواہ دینے کا	تنخواہ نہ دینے کا
۱۸۳	۱۰	ساتھہ حیہ ملیٹنین	ساتھہ جہات ملیٹنین
۱۸۴	۲۲	تنخواہ بھی ملک	تنخواہ بھی ملک مین
۱۸۴	۲۴	عمل کیا	عمل نکیا
۱۸۵	۳	بتوسط عنایت	بتوسط کو عنایت
۱۸۵	۹	پھر ایک مختار الدولہ	پھر ایک خط مختار الدولہ
۱۸۸	۴	جاگرا ور گنجیات	جاگیر اور گنجیات
۱۸۹	۷	ہالسنے ملا تھا	ہان سے نہ ملا تھا
۱۸۹	۱۳	اور سرپیر جواہر	اور سرپیچ جواہر
۱۹۴	۱۴	اکبر آباد کو چلا گیا بہنڈ کے انتظام کا بہانہ کر کے آصف الدولہ سے رخصت حاصل کر کے چلا گیا اور بہنڈ کو	چلا گیا اور بہنڈ کو
۱۹۷	۲۵	اسوقت علیخان	اوس وقت سعادت علیخان
۲۰۳	۱۳	کو چونکہ	کو چلا گیا چونکہ
۲۰۳	۱۷	اور نول کی راہ	اور منو تکبری راہ
۲۰۳	۱۸	انکار سے نہ یہ	انکار محض کیا کہ ٹیپو یہ
۲۰۵	۵	اوباشی اور نوشی	اوباشی اور خرابی نوشی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۵	۱۹	بھرے پر	بھرے سرپر
۲۱۰	۹	اور غلن خان	اور غلن رضا خان
۲۱۰	۱۰	بہت نیک	بہت نیک طینت
۲۱۰	۱۷	کلکتہ کے آکر	کلکتہ سے آکر
۲۱۰	۸	دلا کر سند بلا	دلا کر سند مین
۲۱۲	۳	او رخان ولد	اور احمد خان ولد
۲۱۲	۲۲	اور سنہ ہجری	اور سنہ ۱۲۱۲ ہجری
۲۱۳	۱۵	سنہ ۱۷۶۶ ہجری	سنہ ۱۷۶۶ عیسوی
۲۱۷	۴	ساٹھ ہزار	ساٹھہ ہزار
۲۱۷	۱۰	متوطن شہر نارند	متوطن بنارس شہر بنارس
۲۱۹	۶	ہوئی اور آگئے	نہ ہوئی اور آگئے
۲۱۹	۲۱	ملی ہے ان	ملتی ہے ان
۲۲۱	۱۲	دو لاکھہ ہزار روپیہ	دو لاکھہ ساٹھہ ہزار روپیہ
۲۲۳	۳	اور ایک مقرر ہو	اور ایک صد مقرر ہو
۲۲۳	۹	ایک دفعہ ۲۲۵ لاکھہ روپیہ	ایک دفعہ ۲۲۵ لاکھہ روپیہ توجہہ سے اس بہانے سے لیلیا ہے کہ سرکار کمپنی کا روپیہ دینا نہایت ضروری ہے اب دوبارہ بتیس لاکھہ روپیہ کی
۲۲۵	۱۴	ہاتھون ہاتھہ سنگوالیا	ہاتھون ہاتھہ منگوالیا
۲۲۸	۴	کو کلکتے	کو لیکر کلکتے
۲۲۸	۵	اونہون نے اپنا لیا	اونہون نے اتنا لیا
۲۲۹	۴	چالیس لاکھہ	چوالیس لاکھہ
۲۳۱	۲۳	فیض اللہ خان اس	فیض اللہ خان نے ریاست ضبط کرلی اور نواب فیض اللہ خان اس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۷	۱۵	اورا وسکو	اوراوسکو لوٹ کے دار [illegible] کی جگہ
۸۷	۱۷	توپخانہ واسباب غیرہ	توپخانہ واسباب غیرہ ومتعلقات کے مقرر کیں اونکے
۸۷	۱۸	اور ۲۲ ہزار	اور ۲۲ ہزار بندوقچیون
۸۷	۱۹	برق انداز جو	برق انداز جو بعلیخان
۸۸	۱	چار ہزار	بارہ ہزار
۸۸	۲۵	سوار کے جسقدر	سوار کے سوا جسقدر
۸۹	۶	حسام اللہ خان	حسام الدین خان
۹۰	۲۵	شام عالم بینی گنج	شاہ عالم بینی گنج
۹۵	۱۱	بچاس لاکہہ	بچاس لاکہہ روپے
۹۷	۲۳	سفر رام	سفر رام گہاٹ
۹۵	۲۴	سفر دیگر جو	سفر دیگر رخصت کردیا جو
۱۰۰	۱۰	کچہہ کہالا	کچھہ کہانے کو منگادے
۱۰۰	۱۱	انہا مسراحت	دہین استراحت
۱۰۶	۶	اوجے پور سی	اوجے پور مین
۱۰۹	۴	واگر باستیز جنگ	واگر باستیزہ و جنگ
۱۰۹	۱۳	اور کچہہ نہین ہوتا	اور کچہہ نہین معلوم ہوتا
۱۱۳	۲۰	اور زیادہ	اور زیادہ آمادہ
۱۱۳	۲۲	جو وہ کہتے تہے	جو وہ کہتے تہے سو کرتی تہی
۱۱۶	۲۲	اونہون سے کہ	اونہون نے سمجہا کہ
۱۱۴	۱۴	اور دو سے	اور دو آسیے
۱۲۶	۱۱	عذر میل کرکے	عذر پیش کیا [illegible] صاحب نے شانزدہ ہزار روپیہ اونکے پاس بہیجا [illegible] جسنے [illegible] کا عذر پیش
۱۲۹	۱۳	توپخانہ انگریزی	توپخانہ دیگر انگریزی
۱۳۲	۱	جب یہ شناخت	جب یہ شناخت ہوا
۱۳۲	۸	روپئے دے	روپئے دئے گئے
۱۳۲	۱۱	اور شاہ بہی	اور شاہ عالم بہی
۱۳۳	۷	اوسکے ہتے	اوسکے بیٹے کے لیتے
۱۳۳	۸	اوس نے آمد آمد	اوس نے خوف آمد آمد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۶	۱۳	بسنت کو کمپو	بسنت کو مع کمپو
۱۳۸	۹	اوسکو لیا تہا	اوسکو سوک لیا تہا
۱۴۰	۱۱	مرزا مضائی	مرزا رضائی
۱۴۲	۲۰	بیلی بہیت	بیلی بہیت سے
۱۴۵	۲	اس باب مین ٹہیرا تہا	اس باب مین نہ ٹہیرا تہا
۱۴۶	۲۰	وصول ہوا	وصول نہ ہوا تو
۱۴۷	۱۵	علاقہ پیلی بہیت	[illegible] اوس مین
۱۴۸	۱۱	اور نواب المستقیم خان	اور نواب [illegible] مستقیم خان
۱۵۰	۱۵	تمام ضلع	تمام حکام ضلع
۱۵۲	۸	رخصت کرکے دیرے	رخصت کرکے آپ بہی [illegible]
۱۵۴	۱	اوجاؤن اور کاشی	اوجاؤن اور کاہر
〃	۲	بلاسیوا اور بہر	بلاسیورا اور ریہہر
۱۵۴	۱۸	جیساکہ حاکم کے	جیساکہ ہمیشہ حاکم کے تبدیل ہونے کے
۱۵۸	۵	بہیدیا کرتا تہا	بہیجا کرتا تہا
۱۶۲	۷	وصلوۃ تہے	وصلوۃ سنتے تہے
۱۶۴	۱۵	گیارہ سینسٹہہ مین	گیارہ سو سینسٹہہ مین
۱۶۵	۴	سینی بیگم	مستی بیگم
۱۶۹	۳	مرزا ہزرگ	مرزا بزرگ
۱۶۹	۷	مصطفوی مین	مصطفوی خان مین
۱۶۹	۹	بہادرشاہ اورنگ	بہادرشاہ مین اورنگ
۱۷۰	۷	بہو بیگم	بہو بیگم والدہ
۱۷۱	۱	نافرمانی	نافرمانی مین
۱۷۳	۸	عہدمین بعہدہ	عہدمین عہدہ
۱۷۳	۱	کرتاہے اور مجدالدولہ	کرتاہے اور مختار الدولہ
۱۷۴	۱۵	نواب فیض اللہ خان	نواب سعد اللہ خان
۱۷۶	۲	جسواڑہ کی عطا	جسواڑہ کی حکومت عطا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۷	۱۷	عبور کیا اور فرح	عبور کیا فرح
۱۷۷	۱۶	سنی مذکور سے	حبشی مذکور نے
۱۷۷	۱۷	ہو آخر دم	ہو کر آخر دم
۱۷۷	۲۵	مقابلہ کیا	بمقام کیا
۱۷۹	۲۳	اور اوسی تمام ساختہ	اور اوس کا تمام ساختہ
۱۸۰	۱۴	یہ لوگ گوڑ مانکپور	یہ لوگ گڈھ مانکپور
۱۸۱	۱۴	لبنبرج	لیشبرج
۱۸۱	۲۵	پٹہ سردنج	پٹہ سرنج
۱۸۳	۱۹	اوسی دن سے	اوسی وہان سے
۱۸۳	۲۳	تنخواہ دینے کا	تنخواہ ندینے کا
۱۸۳	۱۰	ساتھ چیہ ملٹینین	ساتھ چہات ملٹینین
۱۸۴	۲۲	تنخواہ بھی ملک	تنخواہ بہی ملک مین
۱۸۴	۲۴	عمل کیا	عمل نکیا
۱۸۵	۳	بتوسط عنایت	متوسط کو عنایت
۱۸۵	۹	پھر ایک مختار الدولہ	پھر ایک خط مختار الدولہ
۱۸۸	۴	جاگر اور گنجیات	جاگیر اور گنجیات
۱۸۹	۷	ان سے ملا تھا	ان سے نہ ملا تھا
۱۸۹	۱۳	اور سرپر جواہر	اور سرپیچ جواہر
۱۹۴	۱۴	اکبر آباد کو چلا گیا بہنڈ کے انتظام کا بہانہ کرکے آصف الدولہ سے رخصت حاصل کرکے چلا گیا اور بہنڈ کو	چلا گیا اور بہنڈ کو
۱۹۷	۲۵	اسوقت علی خان	اوس وقت سعادت علیخان
۲۰۳	۱۳	کو چونکہ	کو چلا گیا چونکہ
۲۰۳	۱۷	اور نول کی راہ	اور نونگلہ کی راہ
۲۰۳	۱۸	انکار سے یہ	انکار محض کیا کہ مینو یہ
۲۰۵	۵	او ہاتھی اور نوبتی	او ہاتھی اور خزانہ نوبتی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۵	۱۹	بھرے پر	بھرے سر پر
۲۱۰	۹	اور غنس خان	اور غنس رضا خان
۲۱۰	۱۰	بہت نیک	بہت نیک طینت
۲۱۰	۱۷	کلکتے کے آکر	کلکتے سے آکر
۲۱۰	۸	دلا کر سند بلا	دلا کر سندین
۲۱۲	۳	او رخان ولد	اور احمد خان ولد
۲۱۲	۲۲	اور سنہ ہجری	اور سنہ ۱۲ ہجری
۲۱۳	۱۵	سنہ ۱۷۶ ہجری	سنہ ۱۷۶ عیسوی
۲۱۷	۴	ساٹھ ہزار	ساٹھ ہزار
۲۱۷	۱۰	متوطن شہر بنارس	متوطن بنارس شہر بنارس
۲۱۹	۶	ہوئی اور آگے	نہ ہوئی اور آگے۔
۲۱۹	۲۱	ملی ہے ان	ملی ہے ان
۲۲۱	۱۲	دو لاکھ ہزار روپیہ	دو لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ
۲۲۳	۳	اور ایک مقرر ہو	اور ایک صدر مقرر ہو
۲۲۳	۹	ایک دفعہ ۲۰۰ لاکھ روپیہ	ایک دفعہ وہ ۲۶ لاکھ روپیہ توجہ سے اس بات کے سننے لیے لیکا ہے کہ سرکار کمپنی کا روپیہ دینا نہایت ضروری ہے اب دوبارہ تیس لاکھ روپیہ کو
۲۲۵	۱۴	ہاتھوں ہاتھ سلگوا لیا	ہاتھوں ہاتھ نکلوا لیا
۲۲۸	۴	کو کلکتے	کو لیکر کلکتے
۲۲۸	۵	اونہوں نے اپنا لیا	اونہوں نے اتنا لیا
۲۲۹	۴	چالیس لاکھ	چوالیس لاکھ
۲۳۱	۲۳	فیض اللہ خان اس	فیض اللہ خان نے ریاست ضبط کر لی اور نواب فیض اللہ خان اس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۰	۱۸	جس راستے سے لوٹے	جس راستے سے گئے تھے اوسی راستے سی لوٹے
۲۴۴	۴	معاملہ درست	معاملہ درست کیا
۲۴۴	۱۲	اکبر علی خان	اکبر علیخان و حسین علیخان
۲۴۶	۱۲	جب فقیر نے	جب فقیر بیگ نے
۲۴۸	۱۹	ازین عقد فرخ دلم شاد شد	ازین عقد فرخ دلم شاد شد کہ این خانہ دولت آباد شد
۲۴۹	۵	آمدنی نہیں ہے	آمدنی ایسی ہے
۲۵۱	۷	گورنرونکی	گورونکی
۲۵۱	۱۱	رام کی جانب	رامپور کی جانب
〃	۱۵	الماس خان	الماس علی خان
۲۵۱	۱۹	اور مرزا داروغہ	اور بیگ مرزا داروغہ
۲۵۲	۲۰	انگریزوں خفیہ	انگریزوں سی خفیہ
۲۵۳	۲۲	ایک اور شخص کو	ایک شخص کو
۲۵۳		کی خوشی	جسکی خوشی
۲۵۴	۱۰	باقی جماعت	باقی ہوئی جماعت
۲۵۵	۴	فاتحہ ودیگر	فاتحہ در دیگر
۲۵۶	۸	بھاگ گئے ہوئی اور سردار	بھاگ گئے ہوئی سپاہی اور سردار
۲۵۶	۲۰	گرفتند آن دو	گرفتند آن درہ
〃	۲۲	نام مخفیا جور	نام مختفیا جور
۲۵۸	۱۲	جبکہ متفقہ	جبکہ معہ متفقہ
۲۵۹	۱۲	لشکر کے خفیے	لشکر کے خیمے
۲۶۰	۳	صید خان	صید خان کو
〃	۶	اسکاٹ صاحب	اسکاٹ صاحب نواب صاحب کے
۲۶۱	۸	قسم کی نہیں	قسم کی تکلیف نہیں
۲۶۴	۷	پہنچ گئی تھی	اسکے اوپر یہ حاشیہ ہے دیکھو جنگنامہ معظم
۲۶۴	۱۴	دیوان فیض اللہ خان	نواب فیض اللہ خان
۲۷۰	۳	سبب تا مدد	سبب سے یا مدد
۲۷۷	۱۵	پچاس سال بھی	پچاس سال سے
۲۸۴	۲۴	غزنی اوڑائے تھے	غزنے نہ اوڑائے تھے
۲۸۶	۲۰	اونکو ستایا کرتی تھی	اونکو ایذا دیا کرتے تھے
۲۸۷	۱۱	سقیم کردیا	سقیم پر کردیا
۲۸۷	۱۸	آپکو حاصل	آپکو حاصل رہے گا
〃	۲۲	گورنر جنرل وزیر علی	گورنر جنرل نے وزیر علی
۲۹۱	۵	اور تمام جلوس پچاس	اور تمام جلوس امارت سو پچاس
۲۹۱	۱۴	اطراف کئی اطراف	اطراف
۲۹۴	۱۹	کہ جو شخص	یہ دھرم ہے کہ جو شخص

تاریخ اودھ حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجاع الدولہ کی مسند نشینی

جبکہ ۱۱۶۷ ہجری مطابق ۱۷۵۴ء مین صفدر جنگ مرگئے اور شجاع الدولہ جانشین ہوئے تو اسمعیل خان کابلی اونکا مدارالمہام[۵] تہا۔ اوسنے چاہا کہ نواب کو صاحبزادونکی طرح رکہے۔ اور خود حکومت کرے اصلی سرداران مغلیہ کو متفق کرکے شجاع الدولہ سے منحرف کردیا۔ پس اونمین سے کوئی شجاع الدولہ کی خاطر خواہ اطاعت نہین کرتا تہا۔ بلکہ ہر ایک اپنے آپ کو شجاع الدولہ کا چچا سمجہتا تہا۔ اور ہمیشہ محمد قلیخان کے جو الہ آباد کا حاکم تہا دولتخواہ تہے۔ اور یہ چاہتے تہے کہ اوسی کو مسند نشین کرکے شجاع الدولہ کے لئے کوئی جاگیر مقرر کردین۔ اور اسیطرح انکی راے تھی کہ دوسرے عزیزان صفدر جنگ کے لئے بھی جاگیرین مقرر کردیجاتین۔ چونکہ نواب کا بخت قوی تہا کسی کی کوشش کارگر نہوتی تھی اور اسلئے کہ مغلیہ اون سے بالکل انحراف رکہتے تہے۔ اور شجاع الدولہ

---

[۵] دیکہو گیان پرکاش ۱۲

عیاش بھی تھے۔ امراؤگر اور ہمت بہادر سے زیادہ مانوس تھے۔ یہی دونون نواب کی صحبت مین رہتے تھے۔ اگرچہ امراؤگر عمر مین بڑا تھا۔ شجاع الدولہ سنہ گیارہ سو چوالیس ہجری مین پیدا ہوتے تھے۔ اونکی ولادت کی تاریخ اس شعر کے دوسرے مصرع سے نکلتی ہے ؎

بدولت خانۂ نواب منصور ٭ برآمد آفتاب از مطلع نور

چونکہ اس شعر مین بظاہر کوئی ایسی بات نہین ہے جو اسکے تاریخ ہونے پر دلالت کرتی ہو اسلیے مفتاح التواریخ کے مولف نے وہ مصرع اوسپر اپنی طرف سے لگاکر یون تاریخ تمام کی ؎

چو آن فرخندہ اختر شد نمایان ٭ بدولت خانۂ نواب منصور
فلک برگفت تاریخ تولد ٭ برآمد آفتاب از مطلع نور

اس حساب سے شجاع الدولہ کی عمر مسند نشینی کے وقت ۲۳ - ۲۴ سال کی تھی

شجاع الدولہ کا سرِراہ ایک کھتری کی نوجوان لڑکی کو دیکھ کر فریفتہ ہوجانا اور ناگون کو شب کے وقت اوس کے مکان پر بھیجکر اوس کا پلنگ اٹھوا منگوانا اس فعل کے سرزد ہونے سے مغلون کا اونکی معزولی پر آمادہ ہونا۔ اونکی والدہ کی کوشش سے اونکے سر سے اس بلا کا ٹل جانا

ایک دن نواب شجاع الدولہ ہاتھی پر سوار ہوکر شہر مین ایک رستے سے نکلے۔ ایک محلے مین ایک کوٹھے پر ۱۴ برس کی ایک لڑکی کھڑی تھی اوسپر نظر جا پڑی۔ اوسکی دلفریب صورت دیکھکر فریفتہ ہوگئے۔ بعد اسکے مخبرون سے کہا کہ اس مکان کے مالک کا پتا لگاوین۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ گھر ایک کھتری کا ہے۔ نواب وہانسے اپنے مکان مین پہنچے۔ مگر عشق کی وجہہ سے پلنگ پر بیچین رہے۔ اور رات بھر کچھہ نہ کہایا سوئے۔ دوسرے روز راجہ ہمت بہادر نے ہندو مذہب کی دو کٹنیان نواب سے ملادین۔ نواب نے اونکو انعام و عنایات کا امیدوار کرکے اوس عورت کا پتا دریافت کرانے کے لیے بھیجا۔ اونہون نے سب حال معلوم کرکے نواب کی خدمت مین عرض کرایا اور تمین

روز کے بعد راجہ نے اپنے ہمراہی چند ننگے آدمی رات کے وقت اوس کھتری کے مکان پر بطور چورون کے بھیجے ۔ اوس عورت کے گہر کے آدمی خوف سے سہم گئے ۔ یہ لوگ اوس کا پلنگ اوٹھا کر نواب کے پاس لے آتے ۔ نواب کی عمر اوسوقت ۲۳ یا ۲۴ سال کی تھی ۔ اوس سے صحبت کر کے رخصت کر دیا ۔ وہ گرتی پڑتی اپنے گہر کو گئی ۔ وارثون نے دریافت کیا کہ شب کہان رہی اور کیا بلا پیش آئی ۔ اوس نے تمام حال بیان کیا ۔ گہر والون نے قرینے سے دریافت کر لیا کہ وہ آدمی نواب شجاع الدولہ کے ایما سے آئے تہے ۔ کوئی اون مین سے چور نہ تہا بلکہ ننگے تہے جنکو ہمت بہادر نے بھیجا ہوگا ۔ پس چند آدمیون نے متفق ہو کر راجہ رام نراین دیوان کے پاس جا کر زمین پر پگڑیان ڈالکر کہا کہ رعیت پروری اسی کا نام ہے ۔ ہم یہان سے جلا وطن کرین گے ہماری سکونت یہان ممکن نہین ۔ راجہ رام نراین اور راجہ ٹکیت نراین اوس کا بھتیجا دس بارہ ہزار کھتریون کا مجمع لیکر ننگے سر اور ننگے پانون اسمٰعیل خان کابلی کے پاس گیا اور عرض کیا کہ والی ملک نے رعیت کے آزار پر کمر باندھی ہے ۔ ہم آپکو صفدر جنگ کی جگہ جانتے ہین ۔ اب ہم کو آپ اجازت دین کہ یہان سے نکلکر اور کسی ملک مین چلے جاوین ۔ یا ہماری فریادرسی کرنا چاہیے ۔ اسمٰعیل خان نہایت ناراض ہوا ۔ اوسنے مغل سردارونکو بلاکر یہ سارا ماجرا اون سے بیان کیا اور سب کو اس بات پر آمادہ کیا کہ ہمت بہادر اور اوسکے بہائی کو نواب سے لیکر سزا دینا چاہیے ۔ اگر نواب اونکے سپرد کرنے پر راضی ہوئے تو بہتر ہے نہین تو محمد قلی خان کو الہ آباد سے بلا کر مسند نشین کر دینا چاہیے ۔ اور نواب کے لیے جاگیر مقرر کر دیجائے ۔ سبنے اسمٰعیل خان کی راے سے اتفاق کر کے نواب کو پیام دیا کہ ہمت بہادر اور اوسکے بہائی کو ہمارے حوالے کر دینا چاہیے ۔ نواب نے کہا کہ ہمت بہادر میرا محکوم ہے ۔ اوس نے جو کچھہ کیا میرے حکم سے کیا ہے تمکو مجھہ سے بازپرس کرنا چاہیے نہ ہمت بہادر سے ۔ اور یہ بات بخوبی یقین کر لو کہ جب تک مین زندہ ہون کسی کی یہ مجال نہین کہ ہمت بہادر کو ایذا پہونچا سکے مین ایسی ریاست کا خواہان نہین ایسی مسند سے فقیر کا بوریا ہزار درجہ بہتر ہے ۔ تمکو اپنی جمعیت پر ناز ہے ۔ مین اس تھوڑی سی جماعت سے مقابلے کو حاضر ہون ۔ جب ارادہ کروگے اودہر سے کمی نہ پاؤگے مغلیہ سردارون نے محمد قلی خان کو لکھہ کر الہ آباد سے طلب کیا اور دربار مین اپنی آمد و رفت موقوف کر دی ۔ شجاع الدولہ کی والدہ نے رام نراین کو اپنی ڈیوڑہی پر بلا کر پردے کی آڑ مین اوس سے کہا کہ اپنے آقا زادے کے ساتھہ یہی سلوک کرنا چاہیے تہا ۔ لاکہون روپے جسکے باپ کے یہان سے پائے ۔ کیا تم کو صفدر جنگ نے اسی دن کے لیے پرورش کیا تہا ۔ ایکبار

ہندو کے واسطے اتنی ہنگامہ آرائی مناسب نہ تھی ۔ مانا کہ محمد قلی خان صفدر جنگ کا بھتیجا ہے لیکن شخص کا نام بیٹے سے باقی رہتا ہی نہ بھتیجے سے ۔ رام نراین نے کہا کہ اگر صاحبزادی میری جان چاہین تو حاضر ہے ۔ مگر جو رویہ اونہون نے اختیار کیا ہی اوس سے ملک ویران ہو جاتے ہین دوست دشمن بنجاتے ہین ۔ یہ جو کچھ شورش تھی صرف اس سے یہ مقصود تہا کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نکرین جس سے بدنامی ہندوستان مین ہوگی ۔ جبکہ بیگم صاحبہ نے رام نراین کو اپنے شوہر کے احسانات جتا کر قائل و معقول کیا تو اوس نے کہا مین تابعدار ہون اگر مجھکو معلوم ہوتا کہ اس معاملہ کو اتنا طول ہوگا تو اونہین کو پہلے ہی راضی کرلیتا ۔ اب آپ اسمٰعیل بیگ اور دوسرے سرداران مغلیہ کو بلاکر اسی طرح تالیف کردین تو امید اصلاح کی ہے ۔ چنانچہ اونہون نے سب کو بلا کر اسیطرح کے کلمات کہے کہ سب محجوب ہوے اور معزولی کے ارادے سے باز آئے[1] ۔ گیان پرکاش و سیر المتاخرین و مخلص التواریخ مین لکھا ہی کہ شجاع الدولہ کی مسند نشینی سے آٹھ مہینے کے بعد اسمٰعیل خان چیلہ مرگیا تو تمکین خان خواجہ سرا نائب ہوا اور رام نراین و مہانراین کار نیابت کے سوال و جواب مین رہنے لگے ۔ شجاع الدولہ گو جوان لاابالی تھے مگر بسبب شجاعت کے صوبہ اودہ کے سرکشونکی تادیب اور انتظام خوب کیا ۔ اور دنیا مین بجز شراب نوشی کے منہمک تھے ۔ اکثر عورتونکی مباشرت پر راغب ۔ اور لہو لعب مین مصروف رہتے تھے ۔ لیکن مزاج مین حیا و شرم اور عفو و اغماض اور ترحم تہا[2]

نواب شجاع الدولہ کا نواب سعد اللہ خان روہیلے سے دستار بدلنا

شجاع الدولہ کو عماد الملک غازی الدین خان کی طرف سے ہمیشہ کھٹکا رہتا تہا کہ مبادا وہ بادشاہ کے مزاج کو اونکی طرف سے مکدر کردے ۔ اسلئے علاء الدول عرف میر منجھلے پسر غلام احمد خلف خانجہان بہادر کوکہ محی الدین اورنگزیب عالمگیر کو نواب سعد اللہ خان کے پاس بہیجکر دوستی اور تبدیل دستار کی خواہش ظاہر کی ۔ نواب سعد اللہ خان نے اونکو جواب مین خط لکھا جس مین نہایت تپاک ظاہر کیا اور وہ خط میر مذکور کے حوالے کیا میر منجھلے وہ خط نواب شجاع الدولہ کے پاس لیگیا اور جسقدر دوستی و محبت کا اشتیاق نواب سعد اللہ خان کی زبان سے سنا تہا وہ بھی بیان کیا ۔ نواب شجاع الدولہ نے اپنی دستار سربستہ نواب سعد اللہ خان کو میر منجھلے کے ہاتھ بھجوائی ۔ اور اونکی دستار سربستہ آپ

---

[1] دیکھو عماد السعادت [2] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

منگوائی اور تمام ہندوستان میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ یہ دونوں رئیس دستار بدل بھائی ہیں اور ہر ایک دوسرے کا ہر حال میں شریک ہے۔ فرح بخش میں یہ واقعہ اسی طرح آیا ہے۔ اور حافظ رحمت خان کی اولاد نے تبدیل دستار کے متعلق ایک اور طرح حکایت بیان کی ہے۔ جسکو ہم آگے چلکر ذکر کرینگے۔

غازی الدین خان عماد الملک کی شجاع الدولہ پر چڑھائی۔ نواب سعد اللہ خان کا شجاع الدولہ کی مدد کرنا اور اونکی مداخلت سے باہم تصفیہ ہو جانا

سنہ ۱۱۷۰ ہجری میں احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر بڑے زور و شور سے حملہ کیا اور دہلی میں پہنچکر تمام شہر کو لوٹ لیا دس ماہ تک شہر میں رہے۔ جب احمد شاہ نے غازی الدین خان سے روپیہ بطور پیشکش کے طلب کیا تو اوسنے احمد شاہ سے عرض کیا کہ کسی تیموری شاہزادے کو میرے ساتھ کر دیجیے تو ملک انتربید (ملک ما بین دوآبہ گنگا و جمنا) میں جاکر زر بطریق نذرانہ وصول کر کے لاؤں۔ مگر اس سے اوس کا اصل منشا یہ تھا کہ شجاع الدولہ والی اودھ سے جبراً روپیہ وصول کرے۔ احمد شاہ کے حکم سے ہدایت بخش ولد عالمگیر ثانی اور مرزا بابر داماد عالمگیر ثانی کو مع افواج درانی زیر حکم جان باز خان ساتھ لیکر غازی الدین خان فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا۔ گل رحمت میں لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حافظ رحمت خان کو بھی تحریر کیا تھا کہ عماد الملک شاہی فوج کے ساتھ صوبہ اودھ کی طرف روانہ ہوا ہے تاکہ شجاع الدولہ سے ہمارے لیے پیشکش وصول کرے۔ اگر شجاع الدولہ دینے میں عذر کرے تو عماد الملک کی مدد کیجیو۔ چنانچہ حافظ رحمت خان فوج جمع کرنے اور عماد الملک کا انتظار کرنے لگے۔ نواب احمد خان بنگش نے بہت سے گھوڑے ہاتھی اور اسباب دیا اور تھوڑے سے پٹھان بھی مدد کے لیے ساتھ کر دیے۔ عماد الملک نے گنگا کو عبور کر کے شجاع الدولہ پر چڑھائی کی۔ اور کودیور پرگنہ مہر آباد کے میدان میں ڈیرے کر دیے اور شجاع الدولہ کو پیام بھیجا کہ ملک بادشاہی فوراً خالی کرنا چاہیے۔ اور صفدر جنگ کا تمام مال بھیجنا چاہیے۔ اور شاہزادوں کے لیے پیشکش حاضر کرنا چاہیے۔ اس پیام سے شجاع الدولہ بہت خائف ہوئے۔ اور وہ بھی لکھنؤ سے روانہ ہو کر حملہ آوروں کے روکنے کے ارادہ سے سانڈی پالی تک آئے۔ یہ مقام لکھنؤ سے ۸۰ میل ہے۔

فرح بخش کا مولف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے میر منجھلے کو نواب سعد اللہ خان کی خدمت میں بھیجکر التماس کیا کہ ایسے وقت میں اس دوستدار کی مدد کرنا چاہیے۔ میر منجھلے نے تمام حال نواب سعد اللہ خان سے بیان کیا کہ عماد الملک شاہزادوں کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ

کی بربادی کے درپے ہی۔ اور صفدر جنگ کے تمام خزانون اور مال کی ضبطی کے لئے بڑی بھاری فوج سے چڑھائی کی ہی۔ ایسے وقت مین آپ مدد کرین۔ نواب سعد اللہ خان نے تیاری کر کے اپنے بھائیونکو ہمراہ لیکر اور حافظ رحمت خان دوندی خان بخشی سردار خان فتح خان خانساماں عبد الستار خان شیخ محمد کبیر ملا محسن۔ اور سید معصوم وغیرہ کی سپاہ کے ساتھ آنولے سے کوچ کیا۔ اور میر غلام رسول کو پیشتر سے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا۔ اور ایک خط اس مضمون کا اوسکے ساتھ کیا کہ جان و مال اور ملک و ناموس بموجب اوس عہد و پیمان کے ہمارا آپ کا ایک ہے آپ کسی قسم کا تردد نکرین۔ ہم بہت جلد پچاس ہزار سپاہ کے ساتھ پہنچتے ہین۔ نواب سعد اللہ خان میر فتح علی کی روانگی کے بعد گڑھ سے کوچ کر کے کودپور مین پہنچ گئے۔ اور دونون لشکرونکے درمیان مین قیام کیا۔ اور اپنے دربار مین زور سے برملا کہا کہ جو کوئی نواب شجاع الدولہ کا مخالف و معاند ہے وہ ہمارا دشمن ہی۔ اوس کو چاہئے کہ وہ اول میرا سر کاٹے پھر نواب شجاع الدولہ کے سر کے کاٹنے کا ارادہ کرے۔ اس عرصے مین عالمگیر ثانی کے متواتر فرمان نواب سعد اللہ خان کو پہنچتے رہے کہ شاہزادہ کی خدمت گذاری اور اطاعت اچھی طرح انجام دین۔ اور شجاع الدولہ کو نکالکر صفدر جنگ کا مال ضبط کرلین۔ اس خدمت کے صلے مین عنایت بادشاہی کے مورد ہونگے مگر نواب سعد اللہ خان نے بادشاہ کے احکام کی تعمیل نہ کی بلکہ برخلاف اون احکام کے نواب عماد الملک کو صاف کہلا بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ سے نہ لڑنا چاہئے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ شاہجہان آباد کو لوٹ جائین۔ گل رحمت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان احمد شاہ درانی کے احکام کی پابندی کی وجہ سے بظاہر عماد الملک کے جنبہ دار تھے۔ شجاع الدولہ نے ساندی پالی سے حافظ رحمت خان کو خط لکھا کہ عماد الملک میری خانہ ویرانی کے درپے ہے کسی صورت سے صلح پر راضی نہوگا۔ آپ میرے چچا کی جگہ مین ایسی تدبیر کرین کہ صلح ہو جاوے۔ اور میری طرف سے احمد شاہ کا مزاج بھی ناخوش نہو۔ حافظ رحمت خان نے صفدر جنگ کی دوستی کی وجہ سے شجاع الدولہ کو تسلی آمیز خط لکھے۔ اور صلح کی کوشش مین مصروف رہے۔ اس عرصے مین شجاع الدولہ نے عماد الملک کے پاس سفیر بھیجکر صلح کی استدعا کی۔ چونکہ عماد الملک کو شجاع الدولہ کی خانہ ویرانی منظور تھی اس لئے اتنا روپیہ مانگا جو شجاع الدولہ ادا نہ کرسکتے تھے اور اسی عرصے مین طرفین کے قراولونمین چھوٹی چھوٹی لڑائیان بھی شروع ہوگئین۔ حافظ

رحمت خان عماد الملک کے مافی الضمیر پر مطلع ہوکر صلح کی فکر مین ہوتے اور نواب سعد اللہ خان کو کہلا بھیجا کہ تم شجاع الدولہ کے ڈیرے پر جاکر صلح کی تدبیر کرو۔ چنانچہ نواب موصوف نے شجاع الدولہ کے پاس پہنچکر تبدیل دستار کرکے اخوت پیدا کرلی۔ اور اپنے ڈیرے کو لوٹ آئے حافظ صاحب نے بظاہر نواب سعد اللہ خان کے اس کام سے ناخوشی ظاہر کی۔ مگر اس قریب سے صلح کی گنجایش پاکر عماد الملک کو کہلا بھیجا کہ سعد اللہ خان نے بیخردی سے جو خردسالی کا مقتضے ہے شجاع الدولہ سے صلح کرلی ہی جسکا حال آپنے سنا ہی ہوگا۔ شجاع الدولہ بھی اپنی مقدرت کے موافق روپیہ دینے کو حاضر ہین۔ اور ہمکو احمد شاہ درانی کا بھی حکم ہے کہ اگر شجاع الدولہ پیشکش ادا کرنے مین حیلہ و حجت کرین اور لڑائی بر نوبت پہونچے تو عماد الملک کی مدد کیجیو۔ اگر میری صلاح مانو تو صلح کرلو ورنہ مین اپنے ملک کو لوٹ جاونگا۔ اور شاہ کو سارا حال لکھ بھیجونگا۔ عماد الملک نے مجبور ہوکر پانچ لاکھ روپیہ نذرانہ شاہزادون کو پیش کرنے پر صلح کرلی —

فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ نواب سعد اللہ خان نے ان پانچ لاکھ روپیونکے خود ادا کرنے کا ذمہ لے لیا۔ اور ضمانت نامہ لکھکر عماد الملک کے پاس بھیجدیا۔ پھر شجاع الدولہ نے یہ روپیے نواب سعد اللہ خان کے پاس پہنچا دیے۔ اور نواب سعد اللہ خان نے اپنے خزانہ سے یہ روپے بادشاہ کے حضور مین بھجوا دیے۔ شجاع الدولہ نواب سعد اللہ خان کے بہت ممنون و مشکور رہتے اور صلح کے انعقاد کے بعد ۹ شوال سنہ ۱۱۶۹ ہجری کو شجاع الدولہ نے سانڈی سے کوچ کیا۔ اور چار روز مین لکھنؤ پہونچ گئے۔ اور نواب سعد اللہ خان آنولے کو لوٹ گئے۔ سیر المتاخرین اور مآثر الامرا مین بیان کیا ہی کہ یہ لڑائی نواب سعد اللہ خان کی وجہ سے شجاع الدولہ کے سر سے ٹل گئی۔

شجاع الدولہ کا گنا بیگم دختر علی قلی خان والہ داغستانی کے ساتھ مناکحت کرنا

تاریخ مظفری مین لکھا ہی کہ علی قلی خان والہ تخلص نے سنہ ۱۱۷۰ ہجری مین انتقال کیا۔ تاریخ وفات اس مصرع سے ظاہر ہے ؎ خرد گفت پیوستہ والہ برحمت ٭ اوسکی بیٹی گنا بیگم نہایت حسن وجمال رکھتی تھی شجاع الدولہ اوسکی مواصلت کے خواستگار ہوتے۔ اور شیر انداز خان کو اوسکی ماں کے پاس نکاح کا پیام لیکر بھیجا۔ وہ عورت رضامند ہوگئی — اور اپنی بیٹی کو لیکر دہلی سے

لکہنو کو روانہ ہوئی۔ جب اکبرآباد مین پہونچی تو جواہر سنگہ پسر سورج مل جاٹ والی بہرت پور اوس کے حسن و جمال کا شہرہ سنکر مفتون ہوگیا۔ اور آدمی بہیجے کہ اوس لڑکی کو چہین لین۔ کٹرہ وزیر خان مین شیر انداز خان کے آدمیون سے اور جواہر سنگہ کے آدمیون سے لڑائی ہوئی۔ لڑکی کی مان نے یہ خبر سنکر چالبازی کی۔ اور تہوڑے دنون لطائف الحیل مین بسر کرکے ایک دن موقع پاکر لڑکی کو لیکر فرخ آباد مین نواب احمد خان بنگش کے پاس چلی گئی۔ یہان غازی الدین خان عماد الملک احمد شاہ ابدالی کے خوف سے موجود تہا۔ اور ماوس کے انجام کار کا منتظر تہا۔ اوسنے گنا بیگم کے حسن و جمال کا حال سنکر چاہا کہ اوس کو اپنے عقد مین لائے۔ اور نواب احمد خان پر اپنا ما فی الضمیر ظاہر کیا۔ مگر نواب نے شجاع الدولہ کا پاس خاطر کیا۔ اور گنا بیگم کو اونکے پاس بہیجا دیا۔ جنہونے اوس سے نکاح کرلیا۔ آروِن صاحب کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ علی قلی خان والہ داغستانی کی ایک بیٹی بنو بیگم نام عماد الملک کے عقد مین تہی جس سے اوسکے ایک بیٹا ناصر الدولہ نام پیدا ہوا۔ بہرصورت گنا بیگم علی قلی خان داغستانی کی بیٹی ہے نہ قزلباش خان امید کی جیسا کہ محمد حسین آزاد نے آبحیات مین غلطی سے لکہا ہے۔

شاہزادہ عالی گہر کا عماد الملک کے خوف سے دہلی سے نکل جانا۔ اور اودہ کے ملک مین وارد ہونا۔ شجاع الدولہ کا اپنی چچازاد بہائی محمد قلی خان صوبہ دار الہ آباد کو دغا و فریب کے ساتھ گرفتار کرکے تباہ و برباد کردینا

شاہزادہ عالی گہر جو بادشاہ ہوکر شاہ عالم ثانی کہلاتے۔ غازی الدین خان کے فساد کی وجہ سے دہلی مین ٹہیرنا مناسب سمجہکر ملک بنگالے کے قصد سے دہلی سے نکلے۔ اور کہجور کے راستے سے ہوتے ہوے سہارنپور مین نجیب الدولہ کے پاس آئے اونہون نے آٹھ مہینے تک شاہزادے کو اپنا مہمان رکہا۔ پہر شاہزادے بنگالے کی تسخیر کے ارادے سے اودہر کو روانہ ہوے۔ اور مراد آباد۔ رامپور۔ آنولہ۔ بریلی ہوتے ہوی پورب کیطرف بڑہے۔ اور ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۱۷۳ ہجری کو بلگرام مین پہنچ گئے۔ اونکے ساتھ انشا زلمین آرا الدولہ و نوبت خان و بہادر علیخان مصاحبان

ریواڑی والے بہی تہے۔ شاہزادے بلگرامہ سے کوچ کرکے ملانوہ مین داخل ہوئے اور وہان سے روانہ ہوکر تین دن مین قصبہ عین مین کہ موہان کے متصل لکہنؤ سے سات کوس ہے ٹہیرے۔ جبکہ صوبہ اودہ کی حد مین قدم رکہا تہا تو شجاع الدولہ نے اصالت خان اور محلدار خان کی معرفت پچاس[۵۱] ہزار روپیہ نقد اور خیمے و ہاتہی و گہوڑے اور تحایف وغیرہ شاہزادے کے حضور مین بہیجے تہے اور آپ بہی ۹۔ جمادی الاولے کو منزل متصل موہان مین حاضر ہوئے اور حیلوں و مکر سے ہمراہی کا ارادہ ظاہر کرکے اور پہر بہانہ کرکے رخصت کیا[۵۲] خزانہ عامرہ عالم شاہی مین لکہا ہے کہ شجاع الدولہ نے ایک سو ایک اشرفی نذر گذرانی تہی اور مدد خرچ کے لئے ایک لاکہہ روپیہ نقد اور دو ہاتہی مع عماری سایبان دار اور نالکی مرصع اور سات گہوڑے اور ایک خوان پر از جواہر اور بہت شایستہ خیمے اور برتن اور دس چہکڑے پیشکش کئے۔ شاہزادے نے چار گہڑی تک شجاع الدولہ سے خلوت کی اور خاص اپنا جیغہ مع سرپیچ کے اور جس کی خاص پالکی مرحمت فرما کر رخصت کیا اور خود شاہزادے الہ آباد کی طرف بڑہے۔ محمد قلی خان شجاع الدولہ کا چچا زاد بہائی الہ آباد کا صوبہ دار تہا وہ شاہزادے کے پاس حاضر ہوا۔ شاہزادے نے اپنی سرکار کی تمام مہمات کا مختار بنایا۔ اور حکم دیا کہ فوج بہرتی کرے۔ شاہزادے نے الہ آباد کی سیر کے بعد عظیم آباد کا ارادہ کیا۔ اثنائے راہ مین راجہ مہندو سنگہہ برادر پرتہی سنگہہ حاضر ہوا۔ اور غرہ جمادی الاخرے کو موضع جہوسی مین بیرم خان نے ملازمت حاصل کی۔ ۸۔ ماہ مذکور کو محمد قلی خان نے اپنے قیام گاہ پر شاہزادے کی دعوت کی اس موقع پر شاہزادے نے مرزا نجف خان کو ذوالفقار الدولہ کا خطاب دیا۔ ۷۔ رجب کو دریا سے کرمناسہ کو عبور کیا ۱۲۔ کو مخلص خان وغیرہ نے عرضداشت رام نراین صوبہ دار عظیم آباد کی پیش کی۔ پہر صوبہ دار مذکور خود تحائف وغیرہ بطور نذر کے لیکر محمد قلی خان کی وساطت سے حاضر حضور ہوا۔ شاہزادے نے اوسکو خلعت دیا اور محمد قلی خان سے ارشاد کیا کہ تم کو وزارت مبارک ہو۔ اوس نے عرض کیا کہ یہ حق شجاع الدولہ کا ہے اسلئے اوسکی عرض کے موافق وزارت شجاع الدولہ کے لئے تجویز ہوئی اور بخشی گری محمد قلی خان پر قرار پائی[۵۳]۔ اس محمد قلی خان کو شجاع الدولہ ہی نے شہزادے کے ساتہہ ہوکر بنگالے کے تسخیر کرنے کی ترغیب دی تہی کیونکہ وہ مدت سے یہ چاہتے تہے کہ کسی طور سے محمد قلی خان کو الہ آباد سے علیحدہ کرین[۵۴]۔

سیرالمتاخرین مین محمد قلی خان کے ساتہہ شجاع الدولہ کی جعل کرنیکے قصے کو اسطرح بیان کیا ہے کہ شجاع الدولہ

---

[۵۱] تاریخ سلاطین متاخرین ہند مین پچاس ہزار لکہا ہے۔ فقط پچہزار ہو ۱۲ [۵۲] دیکہو سیرالمتاخرین وغیرہ ۱۲ [۵۳] دیکہو مرات آفتاب نما [۵۴] دیکہو سیرالمتاخرین ۱۲

کو چونکہ محمد قلی خان سے دغا منظور تھی اسلئے محمد قلی خان سے آکر یون کہا کہ تم خاطر جمع رکھو اور کسی طرح متردد نہو متعاقب مین آؤنگا - مگر مین اپنے اہل و عیال کیطرف سے متفکر ہون کہ اون کو کسیجگہہ رکھوا - چاہتا ہون کہ کسی محفوظ مقام مین اون کو چھوڑکر اپنے دشمنون یعنی عماد الملک اور احمد خان بنگش وغیرہ سے اطمینان خاطر حاصل کرلون - اور دلجمعی کرکے بنگالے کی تسخیر کا ارادہ کرون مگر مجھکو ایسی کوئی جگہہ دکھلائی نہین دیتی اور چنار گڑھ مین قلعہ تو ہے مگر وہان کوئی عمارت لایق بود و باش بیگمات کے نہین اور اوسکی آب و ہوا بھی پہاڑونکی وجہہ سے چندان سازگار نہین اگر مرزا نجف خان کو ایک حکم لکھدو تو مین قلعہ الہ آباد مین کہ عمدہ اور پرامن اور مضبوط جگہہ ہے اپنے اہل و عیال کو تمھارے اہل و عیال کے ساتھ ایک آبرو سمجھکر ایک جگہہ رکھکر اعانت کرونگا محمد قلی خان اپنی ناسمجھی سے شجاع الدولہ کے مضمون مکر و فریب کو نہ سمجھا - رقعہ مہری اور دستخطی اپنا مرزا نجف خان قلعہ دار الہ آباد کے نام لکھکر شجاع الدولہ کے حوالے کردیا اور روبرو بھی مرزا نجف خان کو مزید تاکید سے پروانگی دی کہ چونکہ نواب صاحب سے کسیطرح جدائی نہین ہے چچازاد بھائی ہین حاضر و غائب ہمارے ورثے کے مالک ہین - وہ جو کچھہ کہین اونکے حکم کی تعمیل کیجو بہرحال شجاع الدولہ نے رقعہ خاطر خواہ لکھا کر مسرت کی جبکہ رام نراین صوبہ دار عظیم آباد شاہزادے کی عنایت سے ممتاز ہوگیا تو بعض کوتہ اندیشون نے اوس سے محاسبہ چاہا جو کہ اس کا ادا کرنا اوسکی قدرت سے باہر تھا اسلئے باغی ہوگیا - اور عظیم آباد کے قلعہ مین متحصن ہوگیا - شاہزادے کی فوج نے محاصرہ کیا - گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ محمد قلی خان نے قلعہ کے فتح کرنے کے لئے بڑی کوشش کی اور مورچے قلعہ کے تلے پہنچا دئے اور برج شمالی مین نقب لگا کر بارود پہنچا دی - صرف یہ کام باقی تھا کہ آگ دیجاے - اللہ کی مرضی نہ تھی کہ قلعہ فتح ہو - پردۂ غیب سے ایک دوسری صورت پیدا ہوگئی وہ یہ کہ نواب سالار جنگ اور راجہ بینی بہادر نے متفق ہوکر نواب شجاع الدولہ سے کہا کہ اگر محمد قلی خان کے ترددات سے قلعہ عظیم آباد فتح ہوگیا تو آپکی وزارت مین رخنہ پڑجائیگا شجاع الدولہ نے اس بات پر یقین کرکے الہ آباد کی طرف کوچ بطریق یلغار کیا اور قلعہ کے حوالے کرنے کی نجف خان سے درخواست کی اوس نے جواب دیا کہ محمد قلی خان کے حکم کے بغیر نہین دے سکتا - اسوجہ سے وزیر کے دل مین زیادہ کدورت آئی - شجاع الدولہ نے سوچا کہ کہ اگر محمد قلی خان کے عیال و اطفال کو گرفتار کرلیا جاوے تو وہ ضرور اپنی کوششون کو ناتمام چھوڑکر عظیم آباد سے لوٹ آویگا - سیر المتاخرین اور مرات آفتاب نما کے مولف لکھتے ہین کہ

اسی نیت سے شجاع الدولہ نے اون کو گرفتار کرنا چاہا سیف خان نے جو مزاحمت کی تو بلطائف الحیل اونکو قلعہ سے نکالکر نظربند کرلیا۔ جبکہ محمد قلی خان کو یہ خبر پہنچی کہ شجاع الدولہ نے دغا کرکے اوس کے قلعہ دار سے قلعہ الہ آباد چھین لیا ہے اور خود قابض اور متصرف ہوگئے ہین۔ اور اوسکے اہل و عیال کو نظربند کرلیا ہے نہایت مضطرب ہوا۔ اون اسی اثنا مین اوس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ قلعہ عظیم آباد کے محصورین کی مدد کے لئے بنگالے سے لشکر عظیم آرہا ہے تو اوسکی ہمت پست ہوگئی اور بیقرار ہوکر شجاع الدولہ کی طرف مراجعت کی۔ گیان پرکاش کے مولف نے لکھا ہے کہ خود شجاع الدولہ نے لکھکر محمد قلی خان کو عظیم آباد سے واپس بلالیا۔ اونکی تحریر پہنچتے ہی وہ راسخ الاعتقادی کی وجہ سے وہان سے روانہ ہوا۔ مگر شجاع الدولہ کا لکھکر بلانا کسی دوسری کتاب سے ثابت نہین ہوتا۔

بہرصورت جب محمد قلی خان عظیم آباد سے واپس ہونے لگا تو پہلوان سنگھ وغیرہ رفقانے اوسکو سمجھایا کہ اب شجاع الدولہ سے نرمی کی امید نامعقول ہے اسی جگہ لڑنا چاہیے مگر اوس نے نہ مانا صبح ہوتے ہی کوچ کا ڈنکا بجوا کر اپنے ملک کی راہ لی شاہزادے نے بھی مجبور ہوکر وہان سے کوچ کردیا۔ جب شجاع الدولہ نے یہ خبر سنی کہ شاہزادہ۔ اور محمد قلی خان بے فتح کئے لوٹ رہے ہین تو کمال نامردی سے مروت و ایمان چھوڑ[٥] کر اپنے نائب راجہ بینی بہادر اور بلونت سنگھ زمیندار بنارس کو حکم دیا کہ متفق ہوکر محمد قلی خان کے روبرو جاؤ اور سختی سے بندوبست کرو کہ وہ الہ آباد مین نہ گھس سکے اور جس طرح ممکن ہو اوسے گرفتار کرلو راجہائے مذکور حسب الحکم متفق ہوکر مقابل بنارس دریاے گنگا کے کنارے رام نگر سے دو کوس پیشتر مقیم ہوئے رام نگر بلونت سنگھ کا آباد کیا ہوا اور اوس کا وطن اصلی تھا ان دونون نے توپین محمد قلی خان کے لشکر کے مقابل لگا کر مستعد مزاحمت ہوئے۔ شاہزادے اور موشیر لاک فراسیس کو کہلا بھیجا کہ تمہین آپ سے کچھ کام نہین جدہر عزم ہو چلے جائیے مگر محمد قلی خان کو مجال حرکت نہ دینگے تا کہ اپنی جگہ سے ایک قدم آگے بڑہائے۔ شاہزادے نے اپنا نکلنا ایسی بلاے ناگہانی اور مخمصہ آسمانی سے غنیمت سمجھا موشیر لاک کو اپنا رفیق بناکر چھپرہ

---

[٥] یہ الفاظ سیرالمتاخرین مین لکھے ہین ۱۲

میں قیام کرنے کی غرض سے مرزاپور ہوتے ہوئے ملک بوندیلکھنڈ کی راہ دلی اور محمد قلی خان سید راجی کی سرا سے کسی قدر فاصلہ پر خیمہ زن تھا - جو کوئی اوس کے لشکر میں سے بلکہ عظیم آباد کی طرف سے آگے کو قدم بڑہاتا - زمینداران اطراف بلونت سنگہ کا شکار ہو جاتا[1] - محمد قلی خان مع لشکر کے اسیر دام تحیر ہوا - چاپلوسی کے سوال جواب میں بسر کرتا تہا اور وقع الوقتی سے اپنا کام نکالتا تہا - اور امیدوار تہا کہ شاید پھر دوبارہ خداوند کریم سے تائید نمودار ہو جائے - اکثر ہمراہیوں نے جو صاحب جرات تھے صلاح دی کہ بینی بہادر اور بلونت سنگہ سے جنگ کرو - اور فی الواقع یہی بہتر تہا کیونکہ جو کچہہ مقدر میں عزت و ناموس سے ہوتا مگر بدحواسی نے اس حواس باختہ کو جرات نہ دلائی - چند روز کے بعد محمد قلی خان نے درخواست کی کہ تہوڑے سے ہمراہیوں کے ساتہہ مجکو شجاع الدولہ کے پاس چلا جانے دیجئے - مزاحموں نے شجاع الدولہ سے اجازت لیکر رخصت دی - اور اس شخص نے صلہ رحمی کی امید پر اور خیال پر کہ شجاع الدولہ میرے چچازاد بہائی ہیں - بارہ سوار اور چند خدمتگار ساتھ لیکر گنگا کو عبور کیا - اور شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا - اور یہ سمجہا کہ بروقت ملنے یہ سب رنجیدگی خاطر اور کبیدگی دل برطرف ہو جائیگی یہ تمام فتور دشمنوں نے ڈالدیا ہے - وہ منافقین بالکل جاتا رہے گا - اور شجاع الدولہ کے یہاں سے حکم ہو چکا تہا کہ جب محمد قلی خان روانہ ہو اوس کی روانگی کے چند روز بعد اوسکے لشکرگاہ کو لوٹ کر تمام و اسباب ضبط کرلیں - حکم جدید کے منتظر نہیں - اس حکم قطعی سمجہیں - جب محمد قلی خان کی روانگی کو دو تین روز کا عرصہ گذرا راجہ بلونت سنگہ اور بینی بہادر نے اوسکے لشکر کو لوٹنے کے ارادے سے چڑہائی کی - ان کی دست درازی اور تعدی سے لشکر میں جزع و فزع اور محشر کے آثار نمودار ہوئے - ایک خلق کثیر بلائے بیدرمان میں مبتلا ہوئی - اکثر لشکری بے آبرو ہوئے اور مال و اسباب غارت ہوا - چند بے نام و نشان آدمی ان دونوں راجونکی قرابت داریکی وجہ سے اوس لشکر میں چہپ کر محفوظ رہے اور بہت سے آدمیونکو بارہے کے ایک سید نے جو بینی بہادر کے لشکر میں جمعدار تہا بچا لیا[3] - الغرض محمد قلی خان شجاع الدولہ کے پاس پہونچا اونہوں نے بغلگیر کیا اور خیر و عافیت پوچہہ کر ابہی نہ گہڑی ہونے پائی اوسکو قید کرلیا[2] - خزانۂ عامرہ میں لکہا ہے کہ شجاع الدولہ نے محمد قلی خان کو قید کرکے لکہنؤ میں رکہا اور [illegible]

---

[1] - دیکہو سیر المتاخرین - [3] دیکہو گیان پرکاش ۱۲

نواب شجاع الدولہ کا نجیب الدولہ کی مدد کے لیے مرہٹون کے مقابلے کے واسطے نجیب آباد کو جانا

جنکو اور اوس کا چچا دتا سیندھیا محرم سنہ ۱۱۷۱ ہجری مین دکن سے ہند مین آئے اور ان دونون نے اتفاق کر کے روہیلون کے ملک کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اور بعد اسکے صوبہ اودہ مین مداخلت کا قصد تھا۱؎ ۔ وزیر اعظم غازی الدین خان نے بھی اونکو یہی صلاح دی سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین انہون نے جمنا کو عبور کر کے نجیب الدولہ پر چڑہائی کی نجیب الدولہ نے گنگا کے کنارے مظفر نگر کے پاس سکرتال مین جو میرٹھ سے شرقی وشمالی جانب ۲۴ کوس کے فاصلے پر ہے پناہ لی اس واقعہ کی تاریخ اس مصرعہ سے نکالی ہے ع ببرے راسکتار آہو گرد ؛ (سکرتال لفظ ہندی ہے سین مہملہ مضموم اور کاف تازی مشدد اور راے مہملہ ساکن اور تاے قرشت اور الف ولام سے) اور وہان سے نواب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران روہیلکھنڈ سے امداد کے واسطے درخواست کی یہان سے موسم برسات کے ختم ہونے تک مدد پہونچنے مین دیر ہوئی اور رجب تک نجیب الدولہ نے اون مٹی کی دیوارون کی آڑ مین بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی سرداران روہیلہ عین موسم برسات مین کوچ کر کے لمبی لمبی منزلین کرتے ہوئے امروہے پہنچکر ٹھہر گئے ۔ اور نواب سعد اللہ خان نے میر غلام رسول کو شجاع الدولہ کے پاس بھیجا کہ وہ بھی مدد کرین ۔ حسین شاہی مین امام الدین حسینی نے بیان کیا ہے کہ غازی الدین خان نے نواب شجاع الدولہ کو لکھا تھا کہ آپ بھی آکر ہمارے شریک ہو جئے تو ہم اور آپ متفق ہو کر اس پٹھان یعنی نجیب الدولہ کو یہان سے دور کر دین اور اس سلطنت کا انتظام اپنی مرضی سے کرین شجاع الدولہ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے علی بیگ خان جارچی کو جو نہایت ظریف اور دانا تھا عماد الملک کے پاس بھیجکر لطائف الحیل مین رکھا تاکہ مخالفت پر آمادہ نہو ۔ اسی ایام مین نجیب الدولہ نے بھی نواب شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ مینے احمد شاہ درانی کو بلایا ہے مناسب یہ ہی کہ اسوقت مین آپ ہماری مدد کرین کہ یہ بات ہماری اور آپکے حق مین بہت مفید ہو اگر مرہٹون نے ہمارے ملک پر قبضہ پا لیا تو آپکے ملک کا بھی

۱؎ دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲

طمع کرینگے۔ شجاع الدولہ جانتے تھے کہ غازی الدین خان بدطینت اور مفسد ہی کیونکہ سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین شاہزادہ ہدایت بخش اور مرزا بابر کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ کی بربادی کے لیے فرخ آباد کے راستے سے اودھ پر چڑہائی کی تھی۔ اور شجاع الدولہ نے دانائی کر کے نواب سعد اللہ خان سے بگڑی بدل کے اور روہیلون کو متفق کر کے اوس کے شر سے نجات پائی تھی اس سبب سے شجاع الدولہ نے اوس کے قول پر اعتماد نہ کیا اور نجیب الدولہ کی رفاقت کو بہتر سمجھا کیونکہ اس مین اونکو اپنے ملک کی بہلائی بہی نظر آتی تھی چنانچہ شجاع الدولہ فوراً تیاری کر کے ۱۵ شوال سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین لکھنؤ سے برآمد ہوے اور شاہ آباد ضلع ہردوئی مین پہنچکر چند مہینے یہان قیام کیا۔ کیونکہ گنگا کی طغیانی سکرتال پہنچنے مین مانع تھی۔ دتا سیندہیا کو اتفاق مذکور کا پرچہ لگا اور گنگا کی طغیانی مین کمی ہوئی تو اوس نے گوبند راے بندیلے کو اپنے لشکر سے مع بیس ہزار پیادہ و سوار کے الگ کر کے روانہ کیا۔ اوس نے ٹہاکر دوارے کے پاس گنگا کو پایاب عبور کر کے چاندپور نگینہ وغیرہ اوس طرف کے پرگنات کو لوٹنا شروع کیا۔ شجاع الدولہ اوائل ربیع الاول سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین تیس ہزار سوار کے ساتھ شاہ آباد سے روانہ ہوے اور بڑی منزلین کر کے نواب سعد اللہ خان کے شریک ہو گئے۔ سیندہیا کے حکم کی تعمیل معقول طور پر کی گئی اور ایک مہینہ سے کچھ زیادہ عرصے مین مرہٹون نے قریب تیرہ سو گانون اطراف امروہہ کے تباہ کر ڈالے۔ تاریخ مظفری مین لکہا ہے کہ مرہٹون نے قصبۂ امروہہ کو لوٹ کر وہانکے اکثر سیدون اور شریفون کو قید کر لیا۔ ذوالفقار الدولہ نے اون غریبون پر رحم کر کے مرہٹون کو اونکی رہائی کے عوض اپنے پاس سے روپئے دینے کا وعدہ کر کے اونکو رہا کرا دیا آخرکار روہیلے اور نواب شجاع الدولہ چاندپور پہنچ گئے۔ اونہون نے حسبدل چاندپور سے کوچ کیا مرہٹونکی فوج راہ مین کم کم نظر آئی پانچ کوس چلکر بلہدوہ[1] پرگنہ چاندپور مین پہنچے تو خبر آئی کہ مرہٹون نے اکثر مقامات پر زور باندہ رکہا ہے۔ شجاع الدولہ نے اپنی فوج مین سے انوپ گر گوسائین اور امراؤ گر گوسائین کو مرہٹونکی سرکوبی کے لیے ایک طرف بہیجا اور اپنے خالہ زاد بہائی میر نجف علی خانکو پانچہزار سوارونکے ساتھ اور میر باقر ہمدانی کو چار ہزار سوارونکے ساتھ مرہٹون کے پڑاو کی طرف روانہ کیا ان سردارون نے مرہٹونکی خوب گوشمالی کی خاصکر انوپ گر نے ایک سو مرہٹے زندہ گرفتار کیے اور دو سو مارے گئے اور بہت سا اونکا مال و اسباب اور بیشمار گہوڑے چہین لیے مرہٹے گوبند پنڈت کی ماتحتی مین ہار کر ہٹتے ہٹتے گنگا کو عبور کر گئے۔ اس عبور مین اونکے بہت سے آدمی ڈوب گئے اور جو گنگا مین بہ سکے وہ

---

[1] بلہدوہ بفتح با و سکون لام و ضم دال مہملہ و فتح واو و ہای ساکن ۱۲ خزانۂ عامرہ سنہ ۵ دیکہو خزانۂ عامرہ ۱۲

مارے گئے یہ واقعہ ماہ نومبر ۱۷۵۹ء مطابق جمادی الاولی ۱۱۷۳ ہجری کا ہے - صبح کو ملہر وہ سے کوچ ہو گیا اور نجیب الدولہ کے پاس پہنچ گئے - مگر مرہٹے گنگا پار کا علاقہ تباہ کرتے رہے اور جب افواج اسلام کے سامنے پڑتے پوری سزا اوٹہاتے سیندھیا کی فوج اوس ٹکڑے کے لوٹنے سے جو روہیلکھنڈ کو بھیجا گیا تھا ایسی کمزور ہو گئی کہ وہ صلح کا خواہان ہوا - مگر اس وجہ سے زیادہ قوی وجہ یہ تھی کہ نجیب الدولہ اور تمام پٹھانون اور ہندوستان کے راجون نے مرہٹون اور غازی الدین خان وزیر کے فساد سے تنگ ہو کر احمد شاہ ابدالی کی خدمت مین عرضیان لکھی تہین اور استدعا کی تھی کہ آپ ہندوستان تشریف لاتے - چنانچہ احمد شاہ قندہار سے ہندوستان کی طرف کوچ کر کے بہت قریب آ پہونچے تہے - غرضکہ مرہٹون نے شجاع الدولہ اور روہیلون سے آشتی کی شرطین پیش کین اور اون شرطون کے موافق صلح باہم ہوئی اور مرہٹے احمد شاہ کے خوف سے صلح کا نام کر کے ۱۷۵۹ء مین بالکل روہیلون کے ملک سے چلے گئے - روہیلون نے شجاع الدولہ کے سامنے کشتیان کپڑون اور جواہر کی اور ہاتھی گہوڑے اور زر نقد پیش کیا - اور ان سردارون نے شاہ کی آمد آمد کی خبر سنکر جلدی سے شجاع الدولہ کو رخصت کر دیا اس خیال سے کہ احمد شاہ آجائینگے تو شجاع الدولہ کو رخصت حاصل نہو سکیگی - شجاع الدولہ نے جمادی الاول ۱۱۷۳ ۱۲ ہجری کو وارد بلگرام ہوئے اور نوین کو لکھنؤ مین داخل ہو گئے - اور ان سردارون نے عرضیان اس مضمون کی احمد شاہ کو لکھین کہ نواب شجاع الدولہ کسی قدر علیل ہو گئے تھے اور اونکے ملک مین فساد پیدا ہو گیا تھا اسلئے اودھ کو رخصت کر دئے گئے - شجاع الدولہ نے اپنی سپاہ مین سے تین ہزار سوار علی بیگ خان کی ماتحتی مین احمد شاہ کے شریک ہونے کے لئے نجیب الدولہ کے پاس چہوڑ دئے تھے[1]

جنگ پانی پت مین شجاع الدولہ کی کارروائی

دتا سیندھیا نجیب الدولہ سے صلح کا نام کر کے احمد شاہ درانی کے مقابلہ کو روانہ ہوا - اگرچہ مرہٹونکے رفیق جاٹون نے اس زمانے مین اونکی مدد نہ کی تھی - مگر باوصف اس کے اسی ہزار سوار جرار اونکے لڑائی کے میدان مین موجود تھے یہ سوار ایسے دو گروہون مین منقسم تھے کہ ایک گروہ کو دوسرے گروہ سے کسی قدر فاصلہ تھا انہین سے ایک گروہ دتا سیندھیا کی ماتحتی مین

---

[1] دیکھو جلد سوم مرآت احمدی ۱۲

تہا اور دوسرا لشکر ملہار راو ہلکر کے تحت مین تہا۔ احمد شاہ یہ خبر سنکر کہ مرہٹے روہیلونکو ایذا دے رہے ہین اونکی مدد کے لئے ممالک مغربی شمالی کیطرف روانہ ہوئے اور شمالی پہاڑونکے قریب قریب منزلین کرتے ہوئے سہارنپور کی بابر جمنا سے پار اوتر گئے۔ سرداران روہیلہ شاہ کی آمد کا حال سنکر سکرتال سے کوچ کرکے احمد شاہ کے لشکر مین پہنچ گئے۔ چونکہ ملکی لوگ مرہٹونکی دست اندازیون سے سخت ناراض تہے اسلئے احمد شاہ کے کوچ و مقام سے اونکو واقف نکیا تہا کہ احمد شاہ نے میدان باولی مین کہ دہلی کے قریب ہے دتا سیندہیا کو گہیر لیا اور جمادی الاخری سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین خود دتا اور اوسکی فوج کے دو تہائی حصے عین میدان مین مارے گئے۔ ملہار راو ہلکر سکندرہ مین پڑا ہوا تہا وہ چنبل کی جانب جنوبی ملک مین بہاگنے لگا۔ یہ ہلکر اسلئے سیدہی راہ سے منحرف ہوا تہا کہ مسلمانون کی رسدون کو لوٹنے کہسوٹے۔ مگر مراد اوسکی پوری نہوئی کہ پندرہ ہزار درانیون نے اوس کا تعاقب کرکے اوسکو جا دبایا اور قریب تباہی کے پہنچا دیا۔ جب دتا سیندہیا اور ہلکر کی درانیون کے ہاتھ سے کامل شکستونکی دربار دکن مین خبر پہونچی تو بالاجی پیشوا کا چچیرا بہائی سداشیو راو جو بہاؤ کے لقب سے چاردانگ ہندوستان مین مشہور ہے مرہٹون کے دربار سے مامور ہوا۔ اس زمانے مین مرہٹونکی قوت غایت عروج پر تہی۔ اور اونکی قلمرو کی وسعت یہانتک پہنچی تہی کہ شمال مین سرحد اوسکی کوہ ہمالیہ اور دریائے اٹک اور جنوب مین جزیرہ نمائے دکن کے عین سرے تک یعنی سمندر تک پہیلی تہی اور حدود مذکورہ مین جو ملک اونکی حکومت سے خارج تہے اور اونکے باجگذار تہے یا اونکے ہاتھ سے پامال تہے۔ اور یہ ساری قوت بالاجی کے قبض و قدرت مین تہی مرہٹونکی قوم کو جاہ و حشمت کی حیثیت اور شان و شوکت کی رو سے جو بات حاصل تہی بہاؤ کی قدر و وقار بڑہانے کی غرض سے خاص اس موقع پر صرف کیگئی۔ سیندہیا اور ہلکر تباہی سنکر آمادگی پر آمادگی زیادہ ہوئی اونکا پورا ارادہ یہ تہا کہ بڑی جد و جہد اور سعی و ہمت سے ہندوستان خاص کی فتح و کشایش مین پہلی چوٹ ایسی لگاؤ کہ قصہ ہی پاک ہو جاے۔ بالاجی کا جوان بیٹا اور علانیہ وارث اوس تخت کا بسواس راو اور بڑے بڑے برہمن اور چنے چنے مرہٹے سردار اوس کے ساتہ ہوئے۔ اور بہت سے راجپوتون کے گروہ اوسکی امداد و اعانت کی غرض سے راہ مین اوس سے ملتے گئے۔ بہرت پور کا راجہ سورج مل بہی ملکر اور جنکو کے ذریعہ سے بہاؤ سے ملا۔ بہاؤ نے ایک کوس سے استقبال کیا۔ سورج مل بیس ہزار جاٹونکے ساتھ اوس کی مدد کے لئے ہمراہ ہوا۔ سورج مل سٹ جو ایک

دراز عرصہ سے مرہٹون کی رفاقت مین لڑنے مرنے کا عادی ہوگیا تہا۔ بہاؤ کو اس موقع پر یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنے پیادون اور بہاری بہاری اسبابون کو ہماری ملک مین چہوڑ دین کہ وہ مضبوط قلعون مین محفوظ و مامون رہین گے اور سوارونکو ہمراہ لیکر آگے کو باگ اوٹہائین اور مرہٹون کے طریقے کے موافق اپنے دشمنونکو تنگ کیا کرین اور لڑائی کو یہانتک طول دین کہ درانی لوگ جو کئی مہینے سے ہندوستان مین آتے ہوئے ہین آب و ہوا کی ناموافقت سے مجبور ہوکر اپنے پہاڑونکو لوٹکر چلے جائین اگرچہ اور مرہٹون نے تائید اس معقول مشورے کی کی مگر بہاؤ نے یکلخت اوسکو رد کیا۔

اسلیئے کہ وہ اپنی فتح کو جو اسکو پہلے سے حاصل ہوا بڑے پائے کے حسابون کمتر سمجہتا تہا بلکہ بہاؤ نے سورجمل کے جواب مین یہ کہا کہ تو ایک چہوٹا سا زمیندار ہے بڑے بڑے ملکونکی تدبیرون اور انتظامونکی قابلیت نہین رکہتا۔ عماد الملک بہی سورجمل کی وساطت سے متہرا کے پاس بہاؤ سے ملا حاصل یہ کہ وہ بڑی دہوم دہام سے دلی کی جانب بڑہا جسپر تہوڑے سے درانی اور شریک اونکی قابض و متصرف تھے۔ محیط شہرپناہ کے بڑے طول طویل ہونے سے توپ کے کسی برج کی حفظ و حراست سے غفلت برتی گئی تہی کہ مرہٹون کا ایک گروہ اوسپر چڑہ گیا۔ اگرچہ محصورون نے تہوڑی دیر تک قلعہ کو بچائے رکہا مگر توپونکی مارمار سے اطاعت کو قبول کیا۔ مزار اقدام نبوی کے ظروف طلائی و نقرئی۔ اور مقبرہ شاہ نظام الدین اولیا اور محمد شاہ کی قبر کے عود سوز اور شمعدان اور قندیلون کو اور محل کی آرایش کے سامانون کو اوٹہوا لیا۔ دیوان خاص کی مینا کار نقرئی چہت کو بہی اوکہڑوا کر ٹکسال مین ڈہلوا لیا۔ اور تخت شاہی پر بہی قبضہ کرلیا۔ اور بادشاہی زیورون کو بہی دبا لیا۔ بلکہ اوس نے یہ تجویز کی تہی کہ بسواس راو کو ہندوستان کا بادشاہ بنائے۔ اور اوسکی بادشاہی کا اعلان کرائے مگر لوگون کے سمجہانے سے اوسکو جب تک کے لیئے ملتوی رکہا کہ درانیون کو ایک بار اوتار دے۔ بہاؤ نے محی السنہ کو تخت سے اوتارا مرزا جوان بخت پسر شاہ عالم کو تخت پر بٹہایا۔ اور غائبانہ عہدہ وزارت شجاع الدولہ کے نام مقرر کیا۔ اس مین یہ تدبیر تہی کہ احمد شاہ ابدالی سماعت کرینگے منصوبہ شجاع الدولہ سے بدگمان ہونگے۔ مسلمانون کی جمعیت مین تفرقہ پڑ جائے گا۔ مطلب ان کا ہو جائے گا۔ لیکن انکا مطلب پورا نہوا۔ مسلمانون مین کسی طرح تفرقہ نہوا ان تمام نامناسب حرکتون کے دیکہنے سے سورجمل متنفر ہوکر سخت گہبرایا۔ چنانچہ اوس نے خفیہ شجاع الدولہ سے صلاح کی۔ اور علانیہ بہاؤ سے بہی رفاقت نہ توڑی۔ اوس سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ مین اپنے وطن کو چلا جاؤن۔ تاکہ وہان سے آپ کے لشکر مین رسد بہیجتا رہون۔ بہاؤ نے سورجمل کو رخصت کر دیا۔ اور وہ اپنے ملک کو چلا گیا مراۃ احمدی مین لکہا ہے کہ جب سورجمل شجاع الدولہ کی صلاح سے بلبگڑہ کو چلا گیا تو شجاع الدولہ

اوسکے لئے احمد شاہ کے یہان سے خلعت اور فرمان بہجوایا۔ بہاؤ کو یہ خبر پہونچی تو اوسنے اپنے ہان سے خلعت اور تیل سورجمل کے واسطے بہیجکر کہلایا کہ ہم سے نا انصافی کرکے بادشاہ سے اتفاق کرنا جو ہم دونون کا مذہب مین مخالف ہے مناسب نہین اب تم یہ کرو کہ راستونکی ایسی نگرانی رکہو کہ شاہ کے لشکر مین رسد کسی طرف سے نہ پہنچ سکے۔ سورجمل شجاع الدولہ کے اشارے سے بلب گرہ سے اوٹہہ کر اپنے مسکن کو چلا گیا۔ اور کسی طرف مدد نہ کی۔ احمد شاہ درانی برسات کے پورے ہونے تک انوپ شہر مین پڑے رہے جو اودہ کی سرحد پر واقع تھا اور ایک بڑے عہد ویجان کے بڑے معاملے کی صورت سے خاص اودہ مین گئے تھے اسلئے کہ انکو یقین کامل تہا کہ سارے روہیلے اونکے شریک ہونگے۔ مگر شجاع الدولہ کی طرف سے متردد تہے۔ شجاع الدولہ نے اپنی مطالب و اغراض کی ضرورت سے دونون فریق سے الگ تہلگ رہنا مناسب تصور کیا اور احمد شاہ کی شرکت سے وہ پرانی عداوت بہی مانع تہی جو اونکے باپ صفدر جنگ اور احمد شاہ مین مقام سرہند پر سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین علانیہ واقع ہوئی تہی۔ اور احمد شاہ اسغرض سے انوپ شہر تک بڑہ گئے تہے کہ شجاع الدولہ کو اپنے رعب وداب سے دبا مین اور نواب احمد خان بنگش اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا[1] کہ مشہور روایت[2] یہ ہے کہ نجیب الدولہ کو یہ پیغام رسالت بہیجا کہ شجاع الدولہ کو واسطے شرکت کے اودہ سے ہمارے پاس لائین نجیب الدولہ براہ اٹاوہ قنوج آئے۔ اور شجاع الدولہ اونکی ملاقات کو مہدی پور مضافات اٹاوہ مین پہنچے۔ دونون نے ملاقات کے بعد اسکی گفتگو ہوئی نجیب الدولہ نے کہا کہ احمد شاہ نے تمہین بلایا ہے تمہارے منتظر رہتے ہین۔ شجاع الدولہ نے جواب دیا مین کیون جاؤن کیا میرا سر پہرا ہے۔ میرے باپ نے سرہند کے مقام پر شاہ کو شکست دی تہی کدورت اوسکی شاہ کے دلمین ضرور ہوگی سوا اس کے ہم خادم بادشاہ دہلی کے ہین وہ مرہٹے جو بڑے سرکش ہوگئے ہین۔ مذہب مین بہی شاہ سے اور ہم سے مخالفت ہے تو کسی عداوت ہے علاوہ اسکے مرہٹونکے وکیل آئے ہین۔ برہان الملک کے ساتھ جو عہد ہوا تہا اوس کے نباہ کو کہتے ہین۔ اور اقرار عہد یہ بہی ہوتا ہے۔ ہمارے ملک سے کبہی مزاحم ہونیکا عہد کیا جاتا ہے فرمایئے مجہے دوسرے سے کیا فائدہ دوسرونکے معاملے سے کیا علاقہ۔ اگر احمد شاہ بادشاہ ہند ہوئے تمہین تباہ ہمین تمہارے حال پر چہوڑینگے۔ نجیب الدولہ نے کہا کہ یہ اتفاق کب ہوتا ہے جو اسوقت ہوگیا ہے

---

[1] دیکھو تاریخ فرخ آباد مولفہ آروِن صاحب ۱۲ [2] دیکھو تاریخ اودہ و عماد السعادت و سیر المتاخرین ۱۲

تمھین سوچو مرہٹون نے بہت سر اوٹھایا ہے ۔ اگر اب بھی اونکی سزا نہوگی فرمائیے کوئی ریاست بچے گی ۔ تم وزیر کس کے ہوگے ۔ جب سلطنت نرہیگی لوٹیرون کی اطاعت کروگے ۔ یہ غیرت تمہاری تقاضا کرتی ہے ۔ ہان اس کا مین ذمے وار ہون ۔ احمد شاہ تم سے کاوش نکرینگے ۔ اگر بالفرض کچھہ کاوش کرین بندہ تمہارا شریک ہوگا ۔ شاہ کو تمہاری طرف آنکھہ اوٹھا کے نہ دیکھنے دونگا ۔ شجاع الدولہ نے کہا اگر ہم جاوینگے مرہٹے ہمسے بدگمان جائینگے اُنسے عداوت ہوگی ۔ اور جب شاہ سے بھی نہ بنی تو اُنسے بھی لڑائی ہوگی ہم تم شاہ سے لڑین گے ۔ دونون کٹ مرینگے ۔ مرہٹے بلا درد سر ہمارا ملک لینگے اس کا نتیجہ کیا نکلیگا ۔ ہند مین کہین ٹھکانا نرہیگا ۔ الغرض نجیب الدولہ کیطرف سے چلنے مین اصرار تھا اور شجاع الدولہ کی جانب سے انکار تھا ۔ نجیب الدولہ لاچار ہوے تو شجاع الدولہ کے روبرو تلوار کو میان سے نکال کے رکھا اور سر کو جھکایا ۔ اور یہ کہا ضرور آپ تشریف لے چلین ورنہ تلوار حاضر ہے مجھے قتل کرین ۔ شجاع الدولہ لاچار ہوے چلنے کو تیار ہوے مرزا امانی اپنے بیٹے کو جو گیارہ برس کا تھا نائب صوبہ مقرر کرکے[1] اور راجہ بینی بہادر کو مدار المہام بناکے آخر ذی قعدہ سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین دسہزار فوج لیکر نجیب الدولہ کے ساتھ احمد شاہ کے لشکر روانہ ہوتے اور ۲ ذیحجہ کو اشرف الوزرا شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی نے استقبال کیا اور باہم ملکر احمد شاہ کے حضور مین پہنچے احمد شاہ نے مہربانی کرکے اپنے بیٹے تیمور شاہ کا شجاع الدولہ سے معانقہ کرایا ۔ شجاع الدولہ نے اپنی نوبت بجانے کی لشکر شاہی مین استدعا کی ۔ اول احمد شاہ نے فرمایا کہ خلاف ضابطہ ہے ۔ شجاع الدولہ نے کہا کہ میری نوبت شاہ ہند کی بخشی ہوئی ہے نہ حضور کی اور بندہ شاہ ہند کا نوکر ہے نہ آپکا آخرکار احمد شاہ نے اجازت دی اور نوبت شاہی کے تمام ہونے کے بعد شجاع الدولہ کی نوبت بجتی تھی ۔ گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ احمد شاہ نے شجاع الدولہ کے ڈیرے اپنے دست راست کھڑے کرائے باوصف اسکے کہ احمد شاہ سے موافقت ہوگئی ۔ مگر شجاع الدولہ نے اسغرض سے خط وکتابت کا سلسلہ مرہٹون سے قایم رکھا کہ مصلحت کا مقتضی ہوگا تو صلح کیجائے گی ۔ اور علاوہ اسکے یہ بات اونکی وہ مفید ذریعہ بھی تھا کہ مرہٹون اور احمد شاہ کے درمیان صلح کے پکے پیام آتے جاتے تھے ۔ مولانا غلام علی آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ ایک برہمن میرا شاگرد تھا جو بھاؤ کا مصاحب اور مدار علیہ تھا اوس نے مجکو ایک خط مین لکھا کہ مین بھاؤ کے حکم سے سفارت کے لئے جمنا کے اوس پار شجاع الدولہ

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین وخزانہ عامرہ ۱۲

کے پاس گیا تھا۔ شجاع الدولہ نے اپنا ما فی الضمیر کہ لفنس الامر اور بیان واقعی ہے یون ظاہر کیا کہ ایک مدت سے مرہٹون اور دکن کے برہمنون نے ملک ہندوستان پر تسلط کیا ہے۔ سب تمام جھگڑا اونکی بدعہدی اور طماعی اور سخت گیری سے پیدا ہوا ہے یعنی امرا اور راجا سے مثلاً رگھناتھ راو اور دتا اور ہولکر اور اتناجی کی بدعہدی اور بدسلوکی سے اور انکے مقلدیو کی زیادہ ستانی سے تنگ آکر اپنی ناموس اور اپنے خاندان کی حفاظت کے لئے شاہ درانی کو ولایت سے بلایا ہے وہ برہمن کئی بار شجاع الدولہ کے ذریعہ سے شاہ کے لشکر مین آیا گیا اور صلح کی بات چیت کی۔ لیکن یہ کام انجام کو نہ پہنچ سکا۔ اونکا بیان تھا کہ صلح اسوجہ سے نہین ہو سکی کہ مرہٹہ سردار صاحب نمود۔ کم فہم زود رنج کم ہمت خام طمع ہین خلق اللہ کی اذیت پر مصروف ہین۔ احمد شاہ بارش کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور ہے۔ مگر بڑے بڑے تنگ آگئے۔ یہانتک کہ برسات ابتک گذر نہ چکی تھی کہ اونہون نے چھاونی توڑ دی۔ اور انوپ شہر سے دلی کو راہی ہوئے۔ نجیب الدولہ اور نواب محمد خان بنگش اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان کو اپنے لشکر کا ہراول کیا۔ اور اونکی مدد پر شجاع الدولہ کو رکھا اور جب اونہون نے یہ سنا کہ بھاؤ چیدہ چیدہ فوج لیکر کنج پورہ واقع ساحل جمنا کی طرف روانہ ہوا ہے تو اونہون نے بڑی شتابی سے کوچ کرتے کوچ کئے۔ احمد شاہ جب دہلی کے قریب جمنا کے کنارے پہنچے تو اوس کو بڑی طغیانی پر پایا۔ اور پایاب کی جستجو اور تلاش مین کنارے کنارے چلے گئے یہانتک کہ کنج پورے کے محاذات پر جا پہنچے۔ اور وہان اس بری خبر کے سننے سے نہایت اندوہ ہوئے کہ مرہٹون نے کنج پورے پر قبضہ کر لیا اور قلعہ بند درانیون اور روہیلونکو ٹھکانے لگا۔ غرضکہ احمد شاہ اس بے عزتی سے کہ گویا وہ اونکے سامنے واقع ہوئی ایسے بھڑکے کہ ۲۵۔ اکتوبر سنہ ۶۰ء کو جمنا پار باکپت کے گہاٹ پر جو دلی سے شمال و غربی جانب ۱۴ کوس کے فاصلے پر ہے شجاع الدولہ[۵۹] کی رہبری سے ایسے راہ سے اوترے کہ کہین سے پایاب اور کہین سے تیرنے کے قابل تھی اگرچہ اونکے بہت ساتھی اس دلیرانہ کام مین جان سے گئے۔ چنانچہ ڈیڑہ سو کے قریب ڈوبی ہوئی لاشین اور چوپائے رام گہاٹ کے مقام پر نکالے گئے۔ اسیطرح اودہر گہاٹ پر نکلے۔ مگر دشمنون پر اونکا ایسا رعب پڑا کہ وہ اونکے رسائی سے باہر چلے جانے پر مجبور ہوئے یہانتک کہ تمام توپخانہ بادشاہی بھی دلی سے اوٹھا کر پانی پت کو چلے گئے۔ اور وہان پہنچکر لشکر کے آس پاس اوسکی حفظ و حراست کے لئے دمدمے

---

[۵۹] دیکھو ملخص التواریخ ۱۳

اور مورچے بنائے اور لڑائی کا سامان درست کیا۔ اور ایک چوڑی گہری خندق سے اوسکو گھیرا
اور اپنے بھاری توپخانے کی حفاظت و حمایت مین رکھا۔ بھاؤ کی فوج مین تنخواہ دار پیادہ و سوار
کی تعداد ستر ہزار تھی جن مین سے نو ہزار اور بقول بعضے بارہ ہزار باقاعدہ پیدل جنکے پاس
چقماق دار بندوقین تھین۔ ابراہیم خان گاردی کے زیر حکم تھے۔ اوسکی فوج قواعد دان ہونے کی
وجہ سے اوس کا لقب گاردی تھا یہ انگریزی لفظ ہے۔ یہ شخص فرانسیسیون کی ملازمت چھوڑکر
چلا آیا تھا۔ اس سردار کے اختیار مین منجملہ دو سو توپون کے بہت سی توپین ایسی تھین جنکے ذریعے
سے شہر اور قلعون کی فصیلین توڑی جاتی تھین۔ اور بہت سی بانون کے ذخیرے تھے جو مرہٹون
کا بڑا پیارا ہتھیار تھا۔ اور لٹیرے سوارونکی تعداد دو لاکھ کے قریب تھی۔ مگر کاشی رائے شجاع
الدولہ کا ملازم جو کئی بار مرہٹونکے لشکر مین خطوط لیکر گیا تھا سلدہی جمعیت کو پانچ لاکھ بتاتا ہے
اور بعض کہتے ہین کہ بھاؤ کی فوج بہت سے ہمراہیون سمیت تین لاکھ تھی۔ درانیون کے بیان سے
احمد شاہ کی اوس فوج کی تعداد جو اٹک سے پار اوتر آئی تھی۔ تریسٹھ ہزار قایم ہوتی ہے
مگر نادر شاہ اور پچھلے وقتون مین زمان شاہ کی فوج سے مقابلہ کرنے۔ اور ایشیا والونکی تقسیمات
افواج کی غلطی تعداد سے یہ قیاس مین آتا ہے کہ وہ تعداد مبالغہ سے بیان کی گئی ہے۔ علاوہ اسکے
بہت سی تخفیف اون قلعہ بند گروہون کے ہونے سے اصل افغانی فوجمین واقع ہوئی ہوگی جنکو
پنجاب وغیرہ پر احمد شاہ چھوڑکر آئے تھے۔ اور کسی قدر لڑائیون مین مارے جانے اور گرمی
و برسات مین مرنے سے بھی فوجمین کمی بڑی ہوگی۔ غرضکہ قیاس مین یہ آتا ہے کہ احمد شاہ کی
فوج کے چالیس ہزار سے زیادہ پٹھان جو اوس جگہ شریک و شامل تھے قرار نہ دئے جائین
چنانچہ گل رحمت مین بھی لکھا ہے کہ احمد شاہ کی افغانی فوج تیس ہزار سوار تھی۔ اور تیس ہزار پیادہ
و سوار سرداران روہیلکھنڈ کے تھے۔ اور پندرہ ہزار فوج نجیب الدولہ کے ساتھ تھی۔ اور آٹھ
ہزار سپاہ شجاع الدولہ کے ہمراہ تھی۔ اور پانچ چھ ہزار فوج احمد خان بنگش کے ہمراہ تھی
اور سیر المتاخرین و خزانہ عامرہ مین شجاع الدولہ کی سپاہ کی تعداد دس ہزار بتائی ہی۔ عماد السعادت
مین جو لکھا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتھ تیس ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تھے یہ تعداد مبالغہ
آمیز ہے۔ بلکہ کاشی رائے تو کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے پاس دو ہزار پیادے اور دو ہزار
سوار تھے۔ اور راوی کا بیان ہی کہ درانی خاص اپنی چالیس توپین رکھتے تھے۔ مگر درانیون کے
بیان کے خلاف اور قیاس سے بعید ہے محققین کی رائے یہ ہی کہ احمد شاہ کی فوجمین تیس توپ ہونگی

قریب قریب تھین جو مختلف المقدار گولنسی بھری جاتی تھین - جن مین سے اکثر ہندوستانی رفیقون کی تھین - علاوہ اسکے چند توپین منفصیل شکل بھی تھین - اور اس سبب سے کہ احمد شاہ کی فوج تعداد مین قلیل تھی دشمن کی فوج پر حملہ نہ کرسکتی تھی - چنانچہ اوںہون نے پڑاو ڈالا اور فوج کے چارون طرف خندق کھدوائے - اور جبکہ عام لڑائی کا واقع ہونا اسطرح ملتوی رہا تو بھاؤ کی امیدونکی صورت معقول طرح سے نہ بندھی - چنانچہ اوس نے گوبند رائے بندیلے کو یہ حکم دیا کہ جمنا کے نیچے کی دیار پر جو فوج اوس سے فراہم ہوسکے فراہم کرے - غرضکہ وہ سردار دس بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر درانیون کے پیچھے سے پہونچا - مگر احمد شاہ کی فوج سے دور دور اسلئے رہا کہ آفتون سے محفوظ اور مامون رہے اور مرہٹون کی مانند اسی طرح ملک مین پہیلا کہ تمام رسدون کو روکنا شروع کیا - اور گمان غالب ہے کہ بھاؤ نے اور بھی گروہ اپنے سوارونکے بھیجکر مسلمانون کیطرف رسد روکنے کا انتظام کیا ہوگا اسلئے کہ بہت عرصہ گذرنے نہ پایا تہا کہ مسلمانون کا لشکر رسدونکی کمی و کوتاہی سے نہایت تکلیفین اوٹھانے لگا - اگرچہ درانی ایسی لوٹ مار کی لڑائی کے عادی تھے جیسی مرہٹون دوڑ دہوپ سے پیش ہوتی تھی - مگر اوںہون نے اس نقصان کو اپنی فوج کے ٹکڑون کے کوچ مقام سے پورا کیا - خزانہ عامرہ اور سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ ۲۲ ربیع الثانی ۱۱۷۴ ہجری کو احمد شاہ نے مرہٹونکے توپخانہ پر حملہ کیا جہان خان اور شاہ پسندخان اور نجیب الدولہ کو ہراول لشکر مین مقرر کیا - اور انکے پیچھے شجاع الدولہ اور احمد خان بنگش اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان - اور نواب فیض اللہ خان کو مقرر کیا - اور انکے عقب مین احمد شاہ ایرانی خود مع وزیر کے رہے مرہٹے مقابلے کو نکلے اور ایک بان کی زد کے فاصلے سے کھڑے ہوئے - اور لڑائی ہونے لگی - ظہر کے وقت سے لڑائی شروع ہوئی - تھوڑا دن باقی رہے نجیب الدولہ کے ہمراہی بندوقین مارتے ہوئے مرہٹون کے مورچون مین گھس گئے - بلونت راو بھاؤ کا سالا مارا گیا - آج ہی لڑائی کا فیصلہ ہوجاتا مگر رات ہوجانے کی وجہ سے لڑائی ختم ہوگئی - اور روہیلے جیرہ دستی کرکے مرہٹونکے لشکر مین سے نکلکر اپنے لشکر مین داخل ہوگئے - نواب شجاع الدولہ کا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے سے قریب تہا - احمد شاہ نے جہان خان کو چھ ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ مرہٹونکی رسدون کو گرفتار کرے - اور شاہ پسندخان کو چھ ہزار سوار دے کر حکم دیا کہ مرہٹون کے گرد و پیش سے گانوون کو پندرہ پندرہ کوس تک برباد کردے - تاکہ مرہٹون کے لشکر مین وہان سے

نہ پہنچ سکے اور بہادر خان کو چھ ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ وہ مرہٹون کی نگرانی کرے کہ خندق سے باہر نہ نکل سکین ان سوارون سے اور ان مرہٹون سے جو رسد لانے کے لئے نکلتے تھے کئی بار مقابلہ ہوا اور مرہٹے زخمی اور خستہ ہوکر خندق کے اندر بھاگ گئے اور آخرکار اونکا خندق سے نکلنا بہت کم ہوگیا۔ تاریخ فرخ آباد مین آروِن صاحب نے لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حکم دیا تھا کہ جو کوئی ایک مرہٹے کا سر کاٹ لائیگا اوسکو ایک روپیہ انعام ملیگا۔ ہر روز درانیون کو مرہٹون کے جو آدمی ملتے اونکو پکڑ کر اونکے سر کاٹ لاتے اور ایک روپیہ فی سر انعام لیتے۔ جب یہ خبر نواب احمد خان بنگش کو معلوم ہوئی تو اوس نے اپنے عرض بیگی مشرف خان کو حکم دیا کہ جو کوئی ایک مرہٹے کو زندہ پکڑ لائیگا تو مین دو روپیہ فی قیدی دونگا تب درانی زندہ قیدی لانے لگے اور دو روپیہ لینے لگے۔ احمد خان آدھی رات کو اون کو چھوڑ دیا کرتا تھا۔ جب یہ لوگ بھاؤ کے لشکر مین پہنچتے تھے تو احمد خان کی بڑی تعریف کرتے تھے۔ شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے اس بات کی خبر احمد شاہ کو سنائی اور اوس روز سے شاہ نواب سے ناخوش ہوگئے۔ ناراضی بڑہانے کی غرض سے شجاع الدولہ نے شاہ سے یہ بھی کہا کہ احمد خان باوجود امیر الامرا و شاہی بخشی ہونے کے نہایت مختصر فوج لیکر آیا ہے۔ بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ مگر شاہ ولی خان وزیر نے کہ خود خاندان بنگش سے تھا نواب احمد خان کو بلوا بھیجا۔ جب وہ آیا وزیر اوسکی پیشوائی کو اٹھا۔ اور اوس کو اپنے پاس بٹھایا اور پھر اوسکی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا۔ اے غالب جنگ تم ہندوستان کے بڑے امیرون مین سے ہو۔ مگر تھوڑی فوج لائے ہو۔ اس کا باعث کیا ہے۔ احمد خان بنگش نے جنگباز خان بنگش کی زبانی سب برائیاں سنی تھین جو اوس کے دشمنون نے کہی تھین۔ شاہ ولی خان وزیر کو جواب دیا کہ مین بڑی فوج اپنے بخشی کے پاس فرخ آباد مین گھر کی حفاظت کے واسطے چھوڑ آیا ہون۔ کیونکہ گوبند راے پنڈت فوج لیکر جمنا اوترکر دریا کے کنارے خیمہ زن ہوا ہے۔ اگر مین فوج وہان نہ چھوڑ آتا تو میری دار الریاست اور میرا مکان وہان لوٹ لیا جاتا۔ سوا اسکے مینے اس مختصر فوج سے ایکمرتبہ صفدر جنگ کو مع سورجمل و ہمت سنگھہ و دیگر راجاؤن کے شکست دی ہے۔ اگر مین چاہتا تو دہلی پر چڑھ جاتا مگر صرف بادشاہ کی عزت کا پاس کرکے اس مقصد سے باز رہا۔ شاہ ولی خان نے جواب دیا کہ جو کچھہ تمنے اسوقت بیان کیا مینے اسکی خبر کابل سنی تھی۔ آخر نواب یہ کہکر خاموش ہوا کہ

میری مختصر فوج کا حال بروز جنگ معلوم ہوگا۔ یہان سے ثابت ہوا کہ گیان پرکاش مین جو لکھا ہی
کہ شجاع الدولہ نے احمد شاہ سی اجازت حاصل کرکے یہ کیا کہ تمام اسیر مرہٹون کو دس دس
روپئے دیکر رخصت کردیا احمد شاہ اونکی سخاوت سے بیحد راضی ہوگئے۔ اور فرزند علی خان بہادر
کا خطاب دیا۔ یہ بیان صحت سے عاری ہے۔ جبکہ احمد شاہ کو یہ خبر ملی کہ گوبند پنڈت دس بارہ ہزار
سوارونکی ساتھ بہت سا خزانہ اور رسد اور غلہ ہمراہ لئے ہوئے جمنا کے اوس پار شاہدرہ مین محاذی
شاہجہان آباد کے پہنچا ہی اور اوس کا ارادہ ہی کہ کنج پورے کے مقام پر عبور کرکے بہاؤ کے لشکر مین
داخل ہوجاوے احمد شاہ نے پانچہزار سوار اپنے لشکر کے اور پانسو سوار رسالہ عنایت خان
خلف حافظ رحمت خان کی رہبری کے لئے اونکی ساتھ مقرر کرکے اپنے وزیر اعظم کے بھتیجے
عطائی خان کے زیر حکومت گوبند پنڈت کی تباہی کے لئے روانہ کئے جو شاہ کے لشکر سے
ڈیڑھ پہر دن رہے روانہ ہوئے۔ اور راتون رات چالیس کوس چلکر سورج کے نکلنے پر
گوبند راے کی فوج کو یکایک جا دبایا اور اوس کو تہ تیغ کر ڈالا یہانتک کہ خود گوبند راے
مارا گیا۔ دوسرے دن پہر دن رہے واپس آگئے اور جبکہ درانیون کو کھلے میدان پر قبضہ حاصل ہوا تو
بہاؤ اپنی دشواری و پریشانی کو بہت جلد معلوم کرنے لگا۔ مرہٹونکے لشکر مین رسد
پہنچنے کے سارے ذریعے مسدود ہوگئے۔ اور جبکہ اونہون نے پانی پت کو کہا بلکہ صاف کیا
جو اون کے لشکر مین واقع تھا تو غلے کے نہونے سے بڑے بڑے صدمے اوٹھائے جبکہ
حال ایسی نوبت کو پہنچا تو منجملہ دونون فریق کے کوئی فریق اوس نازک وقت کے ظہور و وقوع
مین سعی و کوشش کرنے سے قاصر نتہا جس مین پورا فیصلہ ہوجاوے۔ چنانچہ دونون فوجونکی
کچھ کچھ چھیڑ چھاڑ آپسمین جاری تھی۔ مرہٹون نے درانیون پر تین بھاری دہاوے کئے
جن دشواریون کو بہاؤ اوٹھاتے جاتا تھا اونکی وسعت، اور ترقی روز افزون کا حال اوس کے
دستخطی منشی دستور تھا۔ کھائی کے سامنے ایک لال ڈیرہ احمد شاہ نے قایم کیا تھا جس مین
سورج کے نکلنے پر اشراق کی نماز پڑھتے تھے۔ اور شام کو کھانا کھاتے تھے۔ اور دن بھر
گھوڑے پر سوار ہوکر فوج کے پہرونکو مختلف مقامونمین دیکھتے بھالتے۔ اور دشمن کو چھیڑتے
چھاڑتے رہتے تھے۔ اس زمانے مین خستہ حالی و پریشانی کے
ہجوم کثرت سے بھاؤ اسقدر تنگ ہوگیا تھا کہ اوس نے
چند بار کاشی راے کی معرفت شجاع الدولہ سے یہ چاہا کہ اوسکی

درانیون سی صلح کرادے اور جبکہ درخواست اوسکی احمد شاہ کو سنائی گئی تو اونہون نے یہ جواب دیا کہ مین صرف مدد و معاون راے دینا میرا کام نہین - ہان لڑائی پر تلوار رکہتا ہون - اوس مین دوسرے کو دخل نہین - ہندوستانی سردارون کو اختیار حاصل ہی کہ وہ دشمن سے اپنی مرضی کے موافق خط و کتابت جاری کرین چنانچہ بہت سے ہندوستانی سردار صلح پر مائل ہوے - اور شجاع الدولہ نے بہی صلح ہی کو نہایت پسند کیا - مگر نجیب الدولہ نے ہرگز نہ مانا اور صلح کی درخواستونکا ہمیشہ مقابلہ کیے گئے اور اوس بربادی کو باقی لوگونکے دلونپر جمانے مین کامیاب ہوے جو احمد شاہ کی ایسی صورتمین چلیے چلنے پر پیش آنے والی تہی کہ مرہٹونکی قوت کمال کو پہونچگئی تہی - اب یہ سوچنا دشوار ہے کہ مرہٹونکے بڑے بہاری گروہ کی اوسوقت مین کیا حالت ہوگی جبکہ وہ حصار کی سخت عفونت مین مریضون کی مانند ایک کہاتے مین محصور تہے اور مرے ہوے اور مرنیوالے جانور اور بہوکے پیاسے بیگناہ بہیر مین پڑے تہے - اور اون خرابیونکی تکمیل کے خوف سے وہ مرنا چاہتے تہے جنکو وہ ابہی اوٹہا رہے تہے - ۶ - جمادی الاخری سنہ ۱۱۷۴ ہجری چہارشنبکی شبکو سردار اور سپاہی جمع ہوے - اور بہاؤ کے ڈیرے کے گرد کہڑے ہوکر کہا کہ اب کہانے پینے کو باقی نہین رہا جو کچہہ گودام تہا وہ سب صرف ہوگیا - بہوکون مرنے سے لڑائی کی جوکہون اوٹہانی آسان ہی - بہاؤ نے اتفاق کیا اور سبنے پان کہاکر مرنے تک لڑنے کی قسم کہائی - بعد اسکے ساری فوج کو حکم سنایا گیا کہ کل سورج کے نکلنے سے پہلے پہلے دہاوا ہوگا - بہاؤ نے عین وقت پہ شجاع الدولہ کے کارندے کاشی راے کو خاص اپنے ہاتہہ سے لکہہ بہیجا کہ اب کنارون تک پیالہ لبریز ہوگیا - اور ایک بوند کی گنجایش باقی نہین ہی - اگر کچہہ بن پڑے تو اب کرنا مناسب ہے ورنہ صاف جواب دینا چاہیے بعد اسکے لکہنے پڑہنے کا وقت ہو چکا - کاشی راے اس رقعہ کے مضمون کو پچہلی راتمین اپنے آقا شجاع الدولہ کو سنا رہا تہا کہ کاشی راے کے جاسوس خبر لاے کہ مرہٹے مسلح ہو رہے ہین - شجاع الدولہ فی الفور احمد شاہ کے ڈیرے پر گئے - اور چوکی پہرے والون سے کہا کہ بادشاہ کو جگانا چاہیے - احمد شاہ اندر سے ہتہیار لگاے باہر نکلے جو پہلے ہی سے تیار بیٹہے تہے - چنانچہ اوس گہوڑے پر سوار ہوکر جو ہمیشہ اونکے دروازہ پر تیار کہڑا رہتا تہا فوج مخالف کی جانب کو چلے اور اپنی فوجکو آگے بڑہنے کا حکم سنایا جو بات پہلی پہل اونہونے کی وہ یہ تہی کہ کاشی راے کو اونہون نے ملایا - بعد اسکے خبر کے مخبر کی نسبت سوال جواب کرنے لگے - اور یہ تفتیش اونہون نے اوسوقت کی تہی کہ آگے بڑہے جاتے تہے - یہانتک کہ لشکر سے ایک میل کے قریب اون سے کئی درانی کے

جو غنیمت لاویں لاتے تھے اور اونہون نے یہ عرض کیا کہ بادشاہ کے اقبال سے دشمن بھاگ گئے احمد شاہ نے یہ خبر سنکر کاشی راے سے خطاب کیا کہ اب جواب اس کا کیا ہی۔ مگر گفتگو کے درمیان ہی مین مرہٹون نے توپون کی مار مار سے اپنے آنے کی خبر احمد شاہ کے کان مین پہونچائی احمد شاہ اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہوے حقہ پیتے تھے کہ توپون کی آواز سے چونکتا ہو کر حقہ دور کر دیا۔ اور بڑے اطمینان اور متانت سے شجاع الدولہ سے یہ فرمایا کہ تمھارے ملازم کی خبر کو سچا پاتا ہون۔ بعد اس کے فوجکو جلد آگے بڑہنے کا حکم سنایا۔ اور جبکہ صبح کھلنے لگی۔ اور کچھہ چیزین نظر آنے لگین تو مرہٹون کی قطارون کو برابر رکھتے ہوے آہستہ آہستہ حسب قاعدہ ایسے بڑہتے دیکھا کہ توپخانہ آگے آگے چلا آتا ہے احمد شاہ نے اونکے مقابلہ مین فوجکو آراستہ کیا اور آپ لال پردے مین جا بیٹھے جو اب فوجکے پیچھے رہگیا۔ مسلمانون نے توپون سے بہت کچھہ کام نہ لیا۔ اور جبکہ مرہٹونکی توپین بہت قریب آگئین تو اونکے گولے مسلمانون پر گذرنے لگے۔ ابراہیم خان گاردی نے لڑائی کو شروع کیا جسنے بہاؤ کے پاس آکر یہ عرض کیا تہا کہ آپ اکثر اس بات پر ناراض ہوتی تھی کہ مین اپنے سپاہیونکی برابر تنخواہ دلانے مین ہمیشہ جھگڑتا تھا اب آگے ملاحظہ فرمائین کہ وہ تنخواہ آپ سے بیفائدہ نہین لی گئی۔ یہ کہا اسکے اوسنے ایک نشان سنبھالا اور اپنے سپاہیونکو گولیان مارنے سے روکا۔ اور سنگینون سے لڑنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ روہیلون پر حملہ آور ہوئی جنکے قاعدہ دان نہونے سے اونکی دلیری و دلاوری نے خود اونھین کو ضرر پہونچایا یہانتک کہ قتل عظیم کے بعد اونکی صف ٹوٹ گئی۔ ان روہیلون کے پیچھے احمد خان بنگش تہا بہاگے ہوے روہیلے اوسکی طرف پہنچے کہ احمد خان نے لعن وطعن کر کے اونکو روک لیا اور نواب نے داروغہ شرف خان کو احمد شاہ کے پاس بطلب مدد بہیجا۔ جب قاصد پہونچا تو شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے کہا کہ احمد خان کے مقابل کچھہ دشمن کی فوج زیادہ نہین ہی بلکہ عنایت خان ولد حافظ رحمت خان کے مقابل دشمن کی بہت فوج ہے۔ اسلئے احمد خان کو کوئی ضرورت کمک کی نہین البتہ عنایت خان کو زیادہ حاجت کمک کی ہے۔ روہیلونکے شکست کہانے سے وزیر کا اپنا بازو کھل گیا تہا۔ جو درانی فوج کے قلب پر حکمرانی کرتا تہا۔ اور بہاؤ و بسواس راے نے اوسپر تازہ فوج سے حملہ کیا تہا۔ اس حملے مین وزیر کا برادرزادہ عطائی خان اوسکی برابر مارا گیا۔ اور درانیون کے پانون اوکھڑنے لگے اور اپنے گھوڑے سے اوترا اور چند ہمراہی درانیون سمیت اپنی جگہ پر قائم رہا اور مرہٹونکا ارادہ کہا وزیر کے پیچھے شجاع الدولہ کہڑے تہے مگر ہوا کے اوڑنے سے کچھہ محسوس نہین ہوتا تہا

کہ کیا معاملہ واقع ہو رہا ہے۔ اور جبکہ اونہون نے وزیر اعظم کے آدمیونکی بولی اور اونکی گہوڑونکے ہنہنانے کو یکایک کم ہوتے پایا تو کاشی راے کو تفتیش و تجسس کے لئے آگے کو بہیجا۔ چنانچہ کاشی راے نے وزیر اعظم کو زرہ بکتر پہنے پاپیادہ اور نہایت غضبناک پایا کہ وہ اپنے لوگونکو اونکے بہاگ جانے پر برا بہلا کہہ رہا ہے۔ اور اون کو صفون پر لانے مین مصروف ہے۔ جبکہ اوسکی نظر کاشی راے پر پڑی تو اوس نے یہ بات کہی کہ تم شجاع الدولہ کی خدمت مین پہنچکر بہت جلد یہ بات کہو کہ اگر شجاع الدولہ ہماری مدد اسوقت نکرینگے تو مین جان سے مارا جاونگا۔ مگر شجاع الدولہ لڑائی مین شریک اوس کے نہوئے[1] ۔ یہ معاملہ احمد شاہ پر مخفی نتہا چنانچہ وہ التو فوج جو اونہون نے منگائی تہی وزیر اعظم کی بربادی و تباہی کی روک تہام کے لئے عین وقت پر پہونچی اور اب لڑائی جمکر ہونے لگی۔ مگر باوصف اس کے اب بہی مرہٹون کا پلہ بہاری تہا یہانتک کہ احمد شاہ نے اپنے بہگوڑون کو گہیر کر جمع کیا۔ اور اون مین سے جنہون نے لڑنے سے انکار کیا اونکے قتل کا حکم سنایا۔ بعد اس کے خاص اپنی صف کو آگے بڑہنے کا حکم دیا اور یہ بہی ہدایت کی کہ ہماری فوج کا ایک ٹکڑا ہمارے بائین بازو والا گہوم کر نکلے اور دشمن کے بازو پر ٹوٹ پڑے یہ تدبیر بہت راس آئی اسلئے کہ اگرچہ عین قلب لشکر مین بڑے زور و شور سے لڑائی ہوتی تہی جہان بہاؤ و بسواس راے گہوڑون پر سوار کہڑے تہے۔ اور فریقین کے سپاہی نیزون اور تلوارون بلکہ برچہے بڑے کہانڈون سے لڑتے بہڑتے۔ اور مارتے مرتے تہے۔ مگر یکلخت ایسا اتفاق ہوا کہ گویا کسی سحر و طلسم کے زور سے سارے مرہٹے قریب دو بجے دنکے بہاگ نکلے۔ اور لڑائی کے کہیت کشتونکی پشتونسے معمور ہوگئی۔ فیروزمندون نے بڑے جوش و خروش سے بہگوڑون کا پیچہا کیا۔ اور کسیکو پناہ نہ دی اسی باعث ایسا بہاری قتل پڑا کہ حد قیاس سے باہر ہے۔ چنانچہ ہر جانب کو پندرہ پندرہ بیس بیس میل تک تعاقب کیا گیا۔ جدہر نظر کرتے تہے تو مرہٹونکی لاشین ہی لاشین نظر آتی تہین اور جو مرہٹے فاتحونکی [illegible] سے بچے رہے وہ دہاتیونکے ہاتہ سے مارے گئے اور جو درانیون اور روہیلون کے ہاتہ پڑے وہ نہایت بیرحمی سے قتل ہوئے۔ بلکہ نجیب الدولہ کی ترغیب سے جنکو سیندہیا

---

[1] دیکہو تاریخ ہند مؤلفہ الفنسٹن صاحب۔ مگر مرات احمدی مین لکہا ہے کہ درانیون کو عنقریب شکست پہونچنے والی تہی کہ عین موقع پر شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے مرہٹونکی کمر پر حملہ کیا۔ اکثر سردار مرہٹہ ہلاک ہوئے ۱۲

کی بڑی ڈھونڈھ بھال کرائی جسکو ایک درانی سردار نے چھپا رکھا تھا اور گرفتاری کے اندیشہ سے اوس کو بھگا دیا تھا ۔ ابراہیم خان گاردی شجاع الدولہ کی داروگیر مین مقید تھا جس کے حوالے کرنے پر اونکو نجیب الدولہ نے مجبور کیا اور لعنت ملامت کے لئے اپنے سامنے بلایا ۔ بعد اس کے وزیر اعظم کی سپردگی مین رکھا گیا ۔ جہان زخمون کی تکلیف سے ایک ہفتے کے اندر اندر مرگیا بسواس راو کی لاش پائی گئی اور ایک بے سر کے دھڑ پر بھاو کی لاش کا یقین کیا گیا ۔ مقتولون کی کل تعداد دو لاکھ کے قریب بیان کی گئی ہے ۔ بڑے بڑے مرہٹہ سرداراون سردارون کے سوا کام آئے یا زخمی ہوئے جو تھوڑی سی فوج کی حکومت سپردگی مین چھوڑ گئی تھی ۔ مہاجی سیندھیا بعد اس کے ایک بڑی ریاست کا بانی ہوا ۔ عمر بھر کے لئے لنگڑا ہوگیا ۔ اور اس کے لنگڑے ہونے کا قصہ سننے کے قابل ہے ۔ تاریخ بھوپال مین لکھا ہے کہ مہاجی میدان جنگ سے گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا اور ایک درانی سوار نے اوس کا پیچھا کیا ۔ ساٹھ کوس پر جاکر گھوڑی کھڑی ہوگئی ۔ درانی نے برابر پہنچکر ایک تیر مہاجی کے گھٹنے مین مارا کہ اوس کا گھٹنہ ٹوٹ گیا اور تمام سامان اسپ و ہتھیار و لباس وغیرہ چھین کر پھر ساٹھ کوس پھر گیا ۔ اور نانا پھڑنویس جسنے پیشوا کی حکومت کو ایک مدت تک پلے سے گھٹنے نہ دیا ہزار دشواری سے جان بچائے گیا ۔ اور ملہار راو ہلکر جسکا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے کے مقابل تھا نجیب الدولہ کے اغماض کی وجہ سے نکلکر کرنال کیطرف چلا گیا ۔ کیونکہ اوس سے اور نجیب الدولہ سے یہ عہد و پیمان ہو چکا تھا کہ اگر فتح مرہٹونکو حاصل ہوگی تو نجیب الدولہ کے حال سے تعرض نہ کیا جائیگا اور اگر مسلمانونکو فتح نصیب ہوگی تو ملہار راو سے تعرض نہوگا ۔ جیسا کہ فرح بخش وغیرہ مین لکھا ہے ۔ اور بعض نے یہ کہا ہے کہ شجاع الدولہ نے بسبب الفت قدیم ملہار راو ہلکر سے کہا کہ اس معرکہ مین ہم اور تم دونون موجود ہین ۔ لیکن مخالف فریقون مین ہین ۔ مین اقرار کرتا ہون کہ اگر شاہ ابدالی فتح پائے گا تمہین کوئی نہ ستانے پائیگا ۔ تم بھی اقرار مجھسے کرو اگر فتح بھاو کی ہو مجھسے کوئی مزاحم نہو ۔ ملہار راو نے خوشی سے یہ منظور کیا کسی نے یہ لکھا ہے کہ جب ملہار راو ہلکر نے بھاو کو یہ مشورہ دیا کہ سنکر کھدوا کر اوس مین قید ہو جانا اور مسلمانونسی صف جنگ کرنا عقل سے دور ہے اسمین نقصان جان و مال ضرور ہے ۔ مناسب یہ ہے کہ تم مقابلہ شاہ کا بطرز قزاقی کرو زد سے علیحدہ رہکر گھیرے رہو اور سیندھیا اور سردارون کو حکم دو کہ شجاع الدولہ اور پٹھانون کے ملک مین جائین اور اوسکو لوٹین شاہ کے لشکر مین رسد نہ آنے دیوین ۔ ہر طرح تنگ کرین ۔ امرائے مسلمان اپنے ملک اور ناموس کی محافظت کے لئے

چلے جائینگے۔ شاہ کو تنہا چھوڑ جائینگے۔ آپ کے ہمراہ بڑا لشکر ہے چارون طرف سے شاہ کو گھیر کے ہر طرف سے تنگ کروگے۔ جب شاہ عاجز ہوگا اپنے ملک کو چلا جائیگا۔ سنگر مین رہنا اپنے آپ کو ضایع کرنا ہے۔ اس مین تو مجبور ہو کر مرنا ہے۔ بھاؤ نے جواب دیا تو گدڑیہ نے بیچ اسمین دخل کیا۔ ملہار راؤ نے بھاؤ پر نفرین کی اور شجاع الدولہ سے قول قرار کیا۔ اور مرہٹون سے جدا ہو گیا۔ مگر فرح بخش کا بیان اس بارہ مین نہایت صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اوسکا مصنف شیو پرشاد اس جنگ مین نواب فیض اللہ خان روہیلہ کے ساتھ موجود تھا۔ یہ جنگ عظیم ۷۔ جنوری سنہ ۱۷۶۱ء مطابق ۵۔ جمادی الاخری سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو بدھ کے دن وقوع ہوئی تھی۔ مرہٹون کو ایسی بھاری شکست کبھی واقع نہین ہوئی تھی جس سے بڑی افسردگی و پژمردگی اونمین پھیلی۔ اور سارے مرہٹون پر مایوسی اور غمگینی چھا گئی۔ بائیس ہزار مرہٹے عورت اور مرد باندی غلام بنائے گئے۔ پچاس ہزار گھوڑے۔ دولاکھ بیل اور بیس ہزار اونٹ اور پانسو ہاتھی علاوہ توپخانہ اور نقد و جنس کے مسلمانون کے ہاتھ لگے۔ مرات احمدی مین لکھا ہے کہ قریب سات سو کے ہاتھی۔ اور پچیس ہزار گھوڑے۔ اور اسیطرح بہت سے اونٹ اور دوسرا سامان و اسباب شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کی سرکار مین داخل ہوا جو کئی کروڑ روپیہ کا مال تھا۔ بیس ہزار مرہٹے جاٹون اور راجپوتون کے ملک مین ننگے پابرہنہ بھیک مانگتے پھرے۔ آخرکار سورجمل جاٹ نے ہر ایک کو ایک کمبل اور دو روپئے دیکر دکن کو روانہ کر دیا۔ اور دوسرے راجپوت سردارون نے بھی یہی سلوک کیا۔ مرآت احمدی مین بیان کیا ہے کہ ہزارون گرفتار شدہ مرہٹے قتل کرائے گئے۔ پھر شجاع الدولہ کی سفارش سے بادشاہ نے اونکی جان بخشی کی۔ آرون صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین لکھا ہے کہ دایم خان چیلہ کہا کرتا تھا کہ جب بعد جنگ کے احمد خان بنگش خلعت کے واسطے طلب ہوا مین خیمہ کے دروازے پر بیٹھا تھا۔ شجاع الدولہ نے نواب کی تلوار کو لیکر میان سے کھینچا تو بالکل باڑھ اوسمین نہ تھی۔ کیونکہ کسی خاص ترکیب سے وہ اوسکو چلاتا تھا۔ شجاع الدولہ تمسخر کی راہ سے کہنے لگے کہ باون ہزاری ایسی ہی تلوار باندھتے ہین احمد خان نے جواب دیا کہ اسکے کاٹ سے تمھارے والد خوب واقف تھے۔ یعنی اوسکی صفدر جنگ کی شکست اور گریز کا اشارہ کیا تب نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے دست سے تلوار مانگی۔ اور بطور تحویل کے اوسکی خوب تعریف کی۔ اور کہا کہ یہ تو مجھے عنایت کیجئے احمد خان نے کہا کہ آپ ہی لے لیجئے۔ نجیب الدولہ نے کہا کہ لوہا مفت نہین لیتے ہین۔ اس لئے

اونھوں نے ایک پیپہ منگوایا اور مسخرے پن سے بڑے ادب کے ساتھ اوس کو دونوں ہاتھوں پر رکھکر احمد خان کے روبرو پیش کیا نواب نے اس پیپے کو اوٹھا لیا اور کہا تمہارا نذر دینا بجا ہے اور بہت مناسب ہے۔ کیونکہ تم سابق میں میرے باپ کے نوکر تھے۔ مرات احمدی میں لکھا ہے کہ بعد اس فتح کے احمد شاہ دلی کو گئے۔ کچھہ نون یہان ہے۔ اور سورجمل جاٹ سے پیشکش وصول کرنے کے لئے شاہ ولی خان اور شجاع الدولہ کو آگرے کی طرف جانے کا حکم دیا۔ جب یہ دونوں روانہ ہونے لگے تو شاہ کے ساتھ کی فوج نے عرض کیا کہ حضور کا ارادہ ابھی یہان ٹھیرنے کا معلوم ہوتا ہے ہمکو یا تو لوٹنے کی اجازت ہو جائے یا تنخواہ مرحمت ہو۔ نہیں تو ہم اپنے وطن کو لوٹے جاتے ہیں آخر صلاح یہ قرار پائی کہ بادشاہ بھی عازم ہوں۔ اس عرصے میں غازی الدین خان وزیر کا پیشکار دلیر سنگھ مہاراجہ ناگرمل کے ساتھ آیا۔ اور اوسنے شاہ ولی خان وزیر کے ذریعہ سے احمد شاہ سے عرض کرایا کہ وزارت ہندوستان غازی الدین خان کو مرحمت ہو۔ وہ سترہ لاکھ روپیہ کا جواہر اور نقد نذر کریگا۔ شاہ نے منظور فرمالیا۔ اور ۱۳ شعبان کو دوپہر کے وقت شجاع الدولہ سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے۔ اور باغ شالامار میں دو مقام کئے۔ پانی پت کی راہ میں مرزا جوان بخت ولیعہد شاہ عالم مشایعت کے لئے آئے۔ شاہ نے اونکو پانچ ہاتھی اور پانچ گھوڑے اور دو لاکھ روپیہ کا غلہ جو قلعہ دہلی میں جمع تھا دیا اور [illegible] اور نشان اور قلمدان وزارت غازی الدینخان عماد الملک کے لئے یعقوب علیخان کے حوالے کرکے حکم دیا کہ اوس سے پیشکش مقررہ وصول کرلائے اور اوسکو شاہزادے کے ہمراہ کرکے خود آگے کو کوچ کیا۔ دلیر سنگھ بھی یعقوب علیخان کے ساتھ گیا یعقوب علیخان جب دہلی پہونچا تو بادشاہ کی ماں زینت محل نے کہا کہ غازی الدین خان سے کئی نمک حرامیاں وقوع میں آئی ہیں۔ ہم کو اوس کی وزارت منظور نہیں۔ اگر بادشاہ کو زر مطلوب ہے تو ہم پیشکش پہونچا دینگے۔ مگر جبکہ شاہ ولی خان کی تحریر پہونچی کہ یعقوب علیخان کو غازی الدین خان کے پاس رخصت کردینا چاہئے تو مجبور ہوکر اوس کا روکنا مناسب نہ سمجھا اور وہ ۲۷ شعبان کو وہاں سے روانہ ہوا۔ اور اشیاے وزارت غازی الدین خان کے پاس پہنچا دیں۔ اس غازی الدین خان نے شاہ عالم کی دشمنی کے خوف سے اوس مجہول شخص کو جسکو صفدر جنگ نے اوسوقت بادشاہ بنایا تھا جبکہ اونھوں نے احمد شاہ بن محمد شاہ سے بغاوت اختیار کی تھی اپنے ہمراہ لیکر دین پرور نبیرہ کام بخش بن عالمگیر مشہور کیا۔ مگر مرزا جوان بخت ولیعہد اور بادشاہ کی ماں زینت محل اور نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ اور تمام ارکان سلطنت نے

غازی الدین خان کی وزارت کو تسلیم نہین کیا اسلئے وہ اس منصب کو نہ لے سکا ۔ مگر تاریخ مظفری اور سیر المتاخرین ۔ اور ماثر الامرا وغیرہ مین اسطرح لکھا ہی کہ احمد شاہ نے سلطنت ہند شاہ عالم کے لئے مقرر کی جو بنگالے مین اپنا قدم جمانا چاہتے تھے اور شجاع الدولہ کو وزیر بنایا اور نجیب الدولہ کے لئے امیر الامرائی مقرر کی ۔ اور دونون سے سفارش کی کہ آپسمین صلح اور موافقت رکھین اور نجیب الدولہ کو حکم دیا کہ دہلی مین رہین ۔ اور جب تک شاہ عالم بنگالے سے واپس نہون مرزا جوان بخت کو ان کا نائب سمجھین اور شجاع الدولہ کو خلعت فاخرہ مع اسپ یراق خاصہ دیکر صوبہ اودھ کو رخصت فرمایا ۔ اور آپ اپنی فتح سے فائدہ اوٹھائے بدون اپنی قلمرو کو چلے گئے ۔ شجاع الدولہ نے احمد شاہ سے رخصت ہوکر جاجمؤ مین چند مقام کئے ۔ اور شکار کھیلکر ماہ رمضان سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین اپنے صوبہ اودہ مین داخل ہوئے ۔ گیان پرکاش مین ہی کہ اس وقت مین نیابت راجہ بینی بہادر کی چمک گئی اس کے حسن انتظام سے سپاہ کو ماہ بماہ تنخواہ ملنے لگی ۔ بینی بہادر ملک کی خبرگیری خوب کرتا تہا رعایا شاد تھی ۔ اور مال دولت سال بسال بڑہنے لگا ۔ خیرات بہت کرتا تھا ۔ برہمنون کی بہت خاطر کرتا تھا ۔ اوس کے اجلاس مین عرضی عبارت فارسی مین ناگری حروف مین لکھکر پیش ہوتی تھی ۔ اور وہ اوسپر ناگری حروف کے ساتھ عبارت فارسی مین حکم لکھتا ۔ ناگری کا دفتر اپنے سمجھنے کے لئے علیحدہ مقرر کیا تھا ۔ متصدیون کی روزی خوب کھل گئی تھی ۔ اور ہر ایک خوش حال تہا ۔

شاہ عالم کی رکاب مین شجاع الدولہ کی خدمات

شجاع الدولہ نے شاہ عالم کا خطبہ و سکہ اپنے ملک مین جاری کیا ۔ اور کسی قدر روپئے و اشرفیان سکے کی بادشاہ کی خدمت مین بھیجین ۔ اور بادشاہ کے لئے تخت اور چتر ۔ اور دوسرے لوازم بادشاہی تیار کرکے اس مضمون کی عرایض لکھے کہ حضور بنگالے سے یہان تشریف لے آئین بادشاہ بھی اس ملک مین رہنے سے بیزار تھے اونہون نے شجاع الدولہ کی تحریرات کو غنیمت تصور کیا ۔ اب انگریزون اور میر قاسم نے بھی شاہ عالم کی اطاعت کرکے زر اور اسباب نذر کیا تو بادشاہ بنگالے سے معاودت ہوئے ۔ شاید آخر شوال یا اول ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین کرہ باندہو کیطرف کوچ کیا اور مکندپور علاقہ ریوان متعلقہ بگھیلکھنڈ مین قیام کیا ۔ یہان چھ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام اکبر ثانی رکھا[۱] ۔ راجہ جیت سنگھ بگھیلہ والی ریوان خدمت فدویانہ

---

[۱] دیکھو تاریخ بندیلکھنڈ ۱۳

بجالایا اور اپنے دو بھائیوں کو پانچہزار سوار دیکر اونکے ساتھ رخصت کیا اور حکم دیا کہ بادشاہ کو دہلی لیجا کر تخت پر بٹھا دین۔ اور بادشاہ سے اجازت لیکر واپس آئے اور آپ بھی چند منزل مشایعت کی اور الہ آباد کے متصل گنگا کو عبور کرایا اور آپ رخصت ہوکر اپنے مکان کو لوٹا[۱] بادشاہ نے الہ آباد سے شجاع الدولہ کو اپنے پاس بلایا[۲]۔ وہ پانی پت کی لڑائی سے واپسی کے بعد اپنے ملک مین توقف کرنے بھی نہ پائے تھے کہ بہت سی فوج لیکر ماہ رمضان[۳] سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین شاہ عالم کو لانے کے لئے روانہ ہوئے۔ مقام روانگی مین اختلاف ہے۔ گیان پرکاش سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فیض آباد مین تھے وہان سے روانہ ہوئے۔ سید غلام علی آزاد نے خزانہ عامرہ مین لکھا ہے کہ لکھنؤ سے روانہ ہوئے تھے۔ اور بیس دن کے عرصے مین بنارس کے متصل سید پور مین پہونچے اور یہان سے دریاے کرم ناسہ تک کہ سرحد ملک بنگالہ پر واقع ہے کوچ کرکے پیشوائی کی۔ تاریخ[۴] ۱۷۔ ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۵ ہجری کو ایک پہر اور چار گھڑی دن چڑھے سراے سید راجی اور آب کرم ناسہ کے درمیان مین کہ دونون مین باہم دس کوس کا فاصلہ ہے شجاع الدولہ بادشاہ کے سلام سے مشرف ہوئے۔ اونکے ساتھ سالار جنگ اور مرزا علی خان بھی تھے شجاع الدولہ نے دولت آستان بوسی کے بعد تخت و چتر اور دوسرے لوازم پیش کئے اور خود مہمات وزارت کے سرانجام مین مصروف ہوے اور ایسی خدمتگذاری و اطاعت شعاری کی کہ بادشاہ کو دہلی جانے سے روک لیا۔ عرض کیا کہ بعد برسات فدوی ساتھ چلے گا۔ اور بادشاہت کا بندوبست خاطرخواہ کرے گا۔ چنانچہ بادشاہ نے اونکی عرض کے موافق چہاونی کی۔ شجاع الدولہ نے سرداران بگہیلہ کو اس خوش اسلوبی سے بادشاہ کی رفاقت سے دل برداشتہ کر دیا کہ اون کا قاعدہ تھا کہ بادشاہ کے دربار کے وقت مین مسلح تیار کھڑے ہوتے تھے۔ وزیر نے اون سے اختلاط کرکے دوستی پیدا کر لی۔ اور بگہیلون نے بھی بعد اسکے بادشاہ کی ضیافت کی اور اپنے ڈیرے پر گئے۔ بادشاہ جب وزیر کے خیمے مین داخل ہوئے تو وہ لوگ سرداران بگہیلہ بدستور کھڑے ہوئے بہ انداز تماشا کر رہے تھے۔ وزیر نے

---

[۱] دیکھو گیان پرکاش ۱۲

[۲] دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲ [۳] دیکھو خزانہ عامرہ و سیر المتاخرین ۱۲ [۴] دیکھو خزانہ عامرہ و سیر المتاخرین کو۔ اور مرات آفتاب نما مین شجاع الدولہ اور بادشاہ کے ملنے کی تاریخ ۱۷۔ ذیقعد لکھی ہے ۱۲

اون سے اشارہ کیا کہ ایسی نقل کرو جس سے یہ دونوں راجپوت خفیف ہو جائیں - جب ایسی نقل ہوئی تو وہ دونوں خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ جب ایسے ہی خداوند ہوں تو معلوم ہوا کہ بادشاہت کر چکے غصے ہو کر اوسی طرح ڈیرے سے نکلے اور اوسی سوار ہو کر اپنے ملک کو لوٹ گئے - بادشاہ نے بہت کچھ معذرت کی مگر قبول نہ کی[لہ] خلاصہ کلام یہ ہے کہ شجاع الدولہ بادشاہ کے ہمرکاب اپنے صوبے کو روانہ ہوئے اور نہایت عقیدت سے بادشاہ کی تزک سواری کے اہتمام کے لئے پیادہ پا جلو میں چلتے تھے - اگرچہ بادشاہ فرماتے کہ سوار ہو جاؤ مگر وہ ادب کی وجہ سے سوار نہ ہوتے - جب بادشاہ نے بہت اصرار کیا تو گھوڑے کی زین پر بیٹھے اور وہاں سے سبقت کرکے بادشاہ کے خیمے کو کھڑا کرانے کے لئے آگے پہنچے اور اوسکی اہتمام میں تین پہر کھڑے رہے - اور ایک عالیشان خیمہ برسم پیشکش برپا کیا اور ایک تخت ہوادار اور ۵۰ اشرفیاں اس عنایت کے شکریہ میں کہ سوار ہونے کے لئے حکم صادر ہوا نذر کیں - جب حدود بنارس میں پہونچے تو یہاں آصف الدولہ نے حاضر ہو کر نذر پیش کی بادشاہ نے آصف الدولہ کو خلعت دیا - اور سپر آتشی کی خدمت عطا کی اور نقرئی رنجک دان بخشا - مرآت آفتاب نما میں اسی طرح لکھا ہے - مآثر الامرا و سیر المتاخرین میں بیان کیا ہے کہ گنگا پر پل بند ہوا کہ بادشاہ اور شجاع الدولہ ۵ ذیحجہ کو عبور کرکے الہ آباد میں پہنچے - اس سے معلوم ہوا کہ مرآت آفتاب نما میں جو لکھا ہے کہ بادشاہ نے الہ آباد سے شجاع الدولہ کو بلایا تھا یہ صحیح نہیں بلکہ شجاع الدولہ الہ آباد سے آگے سے بادشاہ کے ساتھ تھے اور وہ بادشاہ کو لانے کے لئے سرحد تک پہنچے تھے - بہر صورت ۲۰ ذیحجہ کو جاجمؤ میں داخل ہو کر مقام کیا - چونکہ ملک کوڑے سے نربدا تک مرہٹوں کی تاخت کی وجہ سے خراب ہو رہا تھا اوس پر قبض و تصرف کرنے کا ارادہ کیا اور جاجمؤ میں چھاونی کر کے اوس طرف سے مرہٹوں کے تمام افسروں اور حاکموں کو نکالدیا - اونکی جگہ بادشاہی عمال مقرر ہوئے - موسم برسات ختم ہونے کے بعد ۹ ربیع الاول ۱۱۸۰ ہجری کو بادشاہ کالپی کی طرف روانہ ہوئے - شجاع الدولہ اپنے صوبہ میں راجہ بینی بہادر کو نیابت پر چھوڑ کر شاہ عالم کو ہمراہ لیتے ہوئے وہاں کے سردار بسواس راو وغیرہ نے ملازمت حاصل کی یہاں بھی بادشاہی افسر مقرر ہوئے - یہاں سے جہانسی کے فتح کرنے کے لئے کوچ کیا شیدی بشیر نے اس کے مسخر کرنے میں بڑی کوشش کی باغیان کو تہ الشمشیر مغلوب ہوئے اور پنجم رجب ۱۱۸۰ ہجری کو

[لہ] دیکھو گیان پرکاش ۱۲

سنہ ۱۱۷۱ خلعت شجاع الدولہ کو

قلعہ مفتوح ہوا۔ سیدی بیان کا قلعہ دار مقرر ہوا ابہی تک شجاع الدولہ نے خلعت وزارت نہین پایا تہا ۱۸۔ رجب کو خلعت ہفت[1] پارچہ مع جارتب و مالاے مروارید اور قلمدان مرصع عنایت ہوا اور ۲۴ ماہ مذکور کو غسل[2] خانے کی داروغگی پر سرفراز کیا اور عصمت اللہ خان اونکی نیابت پر مقرر ہوئے۔ مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہی کہ ۱۱۷۶ ہجری مین بادشاہ کی طرف سے شجاع الدولہ ملک دوآبہ سے مرہٹون کو نکالنے اور اون محالات کی مختاری پر مامور ہوئے راجہ ہمت بہادر وہان کی نیابت پر مقرر ہوا اور وہ ان اضلاع پر قبضہ کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا اور وہان پہنچکر مرہٹون کو بادشاہ کی اطاعت کا فرمان سنایا اونہون نے اطاعت نہ کی اور آخرکار لڑائی پر نوبت پہنچی بادشاہ کی طرف سے بیس ہزار سپاہ نے مقابلہ کیا جسکے ہراول پر علام شاہ تہا۔ وہ مارا گیا اور ہمت بہادر بہاگ نکلا اور اوس ضلع کا انتظام بگڑ گیا اور تمام زمیندار سرکش ہوگئے پٹھان بھی انحراف و اختلاف کرنے لگے۔ احمد خان بنگش شجاع الدولہ سے کینہ رکہتا تہا اور بظاہر زمانہ سازی کرتا تہا وہ اونکو بہکاتا تہا۔ مرآت التاریخ معروف بہ تاریخ بوندیلکہنڈ مین منشی شام لال نے جو شجاع الدولہ کے حکم سے تسخیر ملک کے لئے جانے اور اوس مین ناکامیابی اونکے کا حال لکہا ہے یہی واقعہ ہوگا جو مرآت آفتاب نما مین مجمل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ تاریخ مذکور مین مسطور ہے کہ جب نواب شجاع الدولہ نے بغرض تسخیر ملک بوندیلکہنڈ ایک فوج بہ سرداری کرامت خان و ہمت بہادر مامور فرمائی ان دونون سرداروں نے جمنا عبور کرکے بمقام تندواری جو باندا سے بفاصلہ سات کوس

---

[1] دیکہو جام جہان نما ۱۲

[2] دیکہو مرآت آفتاب نما اور سیر المتاخرین۔ جام جہان نما مین غسلخانہ کی جگہ دیوان خاص لکہا ہے۔ اس لفظ کی شرح یہ ہے کہ عبد الحمید لاہوری نے شاہجہان نامے مین بیان کیا ہے کہ اکبر کے زمانے مین دیوانخانے اور زنانے مکانات کے درمیان ایک مقام تہا جس مین اکبر غسل کیا کرتا تہا۔ بادشاہ کے خاص خاص بڑے بڑے سردار اور دیوان اور بخشی اس موقع پر باریاب ہوتے تہے۔ اور ضروری ملکی معاملات بادشاہ کے گوش گذار کرتے تہے کچہہ دن گذرنے کے بعد اس خلوت خانے کا نام غسل خانہ مشہور ہوگیا اور اسی وجہ سے کہ اوس مقام سے لگا ہوا خاص بادشاہی حمام تہا۔ شاہ جہان نے اپنے دور حکومت مین اس نام کو بدلکر دولت خانہ خاص نام رکہا۔ ۱۲

جانب شمال پہونچکر مقام کیا راجہ گمان سنگھہ باندا والے نے اپنے آپکو مقابلہ فوج نواب وزیر کمزور سمجھکر راجہ ہندوپت والی پنا و دیگر سرداران بوندیلکھنڈ سے اعانت چاہی - چنانچہ بہت سے بندیلے بالاتفاق مقابلہ کیا اور ایسے ٹوٹ کر لڑے کہ فوج مخالف بسپا و مغلوب ہوگئی دور تک تعاقب کر کے بہت آدمی قتل کئے - اس لڑائی میں نواب کی فوج کے چار ہزار کے قریب آدمی مقتول و مجروح ہوئے اور دونوں سردار گھوڑوں سمیت جمنا میں کود کر اپنی جان گرداب بلا سے کنارۂ عافیت پر بسلامت لے گئے -

نواب شجاع الدولہ اور شاہ عالم کی فرخ آباد پر فوجکشی کی کوشش نجیب الدولہ کا نواب شجاع الدولہ کی طرفداری کرنا - اور سرداران روہیلکھنڈ کا نواب احمد خان والی فرخ آباد کی مدد کو آمادہ ہونا بالآخر نواب سعد اللہ خان روہیلہ کی مداخلت سے صلح ہوجانا

شجاع الدولہ اور شاہ عالم کے جہانسی سے نسبت الہ آباد واپس آتے وقت سنہ ۱۱۷۹ ہجری مطابق ۱۷۶۵ء میں شجاع الدولہ نے بادشاہ کو یہ ترغیب دی کہ فرخ آباد کے نواب احمد خان بنگش پر فوجکشی کریں اور خود بھی ساتھ ہوئے - کہتے ہیں کہ نواب احمد خان بنگش پر فوجکشی کے تین وجوہ تھے وجہ اول تو محض بادشاہ کو برانگیختہ کرنے کی غرض سے تھی - یعنی ایک اخبار نویس نے روزنامہ حال احمد خان کا شجاع الدولہ کو تحریر کیا اوسنے لکھا کہ احمد خان پالکی میں سوار ہوتا ہے ہاتھیوں کی لڑائی دیکھتا ہے - گلال باڑی تیار کرائی ہے اور بہت سے مراتب شاہی اختیار کئے ہیں شجاع الدولہ نے یہ حال سنکے مثل سانپ کے پیچ و تاب کھایا اور ایک حال بالتفصیل بادشاہ سے مذکور کر دیا اور یک جملہ اپنی طرف سے اضافہ کیا کہ احمد خان کو فقط اب تخت پر قدم رکھنا باقی ہے - بادشاہ کو احمد خان کا یہ سب حال سنکر کمال غضب آیا اور شجاع الدولہ کے ساتھ فرخ آباد کی مہم پر چلنے کو مستعد ہوگئے - دوسری وجہ جو غالبا اصل وجہ تھی یہ تھی کہ بابت مقبوضات ملک دوآبہ جو مرہٹوں نے پانی پت کی شکست کے بعد خالی کیا تھا تنازع واقع تھا مرہٹے ملک دوآبہ سے نکلگئے تھے اور نواب احمد خان نے کل

پرگنات جو سابق مین اوس کے خاندان مین تھے اپنے قبضے مین کرلئے اور شاید کچھ نا یدبھی جبرا اوسکو کچھ حق نہ پہنچتا تھا بخلاف اس کے شجاع الدولہ کا یہ منشا تھا کہ احمد خان صرف اسقدر ملک پر قابض رہے جو اوس کو بموجب صلحنامہ صفدر جنگ وزیر موقومہ سنہ ۱۷۵۰ء کے تفویض ہوا ہے اور کل باقی ملک جو مرہٹون سے واپس ملا ہے اوسپر ناحق ثابت کرتے تھے۔ ریاست فرخ آباد کے ۳۳ محال مین سے ساڑھے سولہ تو مرہٹون کے قبضے مین اوسوقت تک تھے جب اونہون نے پانی پت کے مقام مین جنوری سنہ ۱۷۶۱ء مین ابدالی کے ساتھ شکست پائی تھی اور ساڑھے سولہ محال احمد خان کے قبضے مین تھے اور انکی بابت دونون جانب سے ایک ایک دستاویز تانبے کے پتر پر تحریر ہوئی تھی۔ اور ایک نے دوسرے کو دی تھی۔ پانی پت کی لڑائی سے مرہٹے ہندوستان چھوڑکر جمنا پار ہوکر دکن کو چلے گئے تھے اور چند مدت تک مرہٹے خانگی جھگڑون اور نربدا کے جنوب مین لڑائیون مین مصروف رہے اس مین کل ملک واپس ملنے کا موقع ملا جو جانب ہندوستان مرہٹونکے قبضے مین آگیا تھا۔ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۶۱ء سے سنہ ۱۷۶۳ء تک شجاع الدولہ نے میان دوآب کے نیچے کے حصے سے انکے مقامات کو بالکل صاف کردیا اور بوندیلکھنڈ مین جھانسی تک بڑھ گئے۔ اور نواب احمد خان نے کل پرگنے جو کسی زمانے مین اونکے باپ کے قبضے مین تھے لے لئے اور شکوہ آباد اور کرہل اور کوڑا اور اٹاوہ اور بھونگاؤن مین پوری پر روہیلون نے احمد شاہ درانی کے حکم سے قبضہ کرلیا تھا۔ تیسری وجہ یہ تھی جس سے شجاع الدولہ کو زیادہ ملال تھا کہ احمد خان نے امراؤ گر گوسائین کو پناہ دی تھی۔ امراؤ گر سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین نواب شجاع الدولہ کی ایک آشنا طوائف کو لکھنؤ سے لے بھاگا اور بارہ ہزار ناگے سپاہی لیکر فرخ آباد مین چلا آیا وہ شہر فرخ آباد کے متصل ایک باغ مین خیمہ زن ہوا۔ اور فخر الدین خان بخشی کے توسط سے ملازمت نواب احمد خان کی حاصل کی۔ نواب کے مشیر کارون نے نواب کو صلاح دی کہ اسکو پناہ نہ دیجیے کیونکہ اس کے پاس فوج قوی ہے اور سوائے اسکے آپکے پاس اسقدر روپیہ بھی نہین ہے۔ احمد خان نے جواب دیا کہ جو میرے پاس پناہ لیگا اوسکو مین ہرگز نہ نکالونگا یہ مجھ سے کسیطرح ممکن نہین ہے اور امراؤ گر کو کاسگنج مین روشن خان چیلہ معروف بہ میان صاحب کے پاس جو اوسوقت ساڑھے آٹھ محال کا عامل تھا بھیج دیا۔ امراؤ گر کے بھائی ہمت بہادر نے امراؤ گر کو شکایت لکھ بھیجی کہ تمنے ایسا ملک کو چھوڑ کر جسنے تمہاری پرورش کی تھی ایسے حاکم کی رفاقت اختیار کی جو تمہاری فوجکو تنخواہ بھی نہین دے سکتا ہے۔ امراؤ گر نے جواب دیا کہ صرف شجاع الدولہ کو [illegible] بغرض

مینے یہان چند مہینے کے قیام کا ارادہ کیا ہے اور نواب احمد خان کا کوئی کام میری مدد سے نکلا تو مین اون سے تنخواہ بھی نہ مانگونگا ۔ ہمت بہادر نے یہ خط شجاع قلی خان چیلہ عرف میان عیسیٰ کو دکھلایا اور اوس نے شجاع الدولہ سے اوس کا مذکور کر دیا شجاع الدولہ نے ایک خط غضب آمیز احمد خان کو تحریر کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ ہمارے چور کو فوراً اپنے ملک سے نکالدو اور اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو حق دوستی کے خلاف ہوگا اور اس سے فتنہ بھڑک اوٹھے گا نواب احمد خان نے جواب لکھا کہ مین سواے خداے کریم کے کسی سے نہین ڈرتا جو کچھہ آپ کے دل مین ہو کیجے مینے امراؤ گر کو خط بھیجکر نہین بلایا تھا ۔ اور جب آگیا ہے تو جواب دینے کے کیا معنی شجاع الدولہ نے اس جواب پر بہت کچھہ رنج کیا ۔ مگر چند مہینے تک اوس کا کچھہ حال نہ کھلا اس عرصے مین احمد خان کے امرا نے امراؤ گر سے کہا کہ تمھارا یہان سے چلا جانا مناسب ہے کیونکہ اگر کوئی بات بھی ہو جائیگی تو زمانہ یہی کہیگا کہ امراؤ گر خاندان بنگش کی تخریب کا باعث ہوا ۔ امراؤ گر نے اونکی بات مانکر وہان سے چلے جانے کا قصد کیا احمد خان نے کہا کہ اگر سو شجاع الدولہ پیدا ہون تو تم کو میرے ملک سے نہین نکال سکتے لیکن اگر تمھارا اپنا ارادہ جانے کا ہے تو تمھارے پانؤن مین کسی نے زنجیر نہین ڈالی ہے امراؤ گر آگرے کی طرف روانہ ہوا مگر تھوڑی دور یعنی ایک ہی منزل گیا تھا کہ نواب شجاع الدولہ کی چڑھائی کی خبر سنکر اوسکو پھیر بلا بھیجا ۔ شجاع الدولہ کو یہ خبر پہونچی تھی کہ فرخ آباد مین فقط چار پانچ ہزار آدمی ہے اور باقی فوج جا بجا پرگنجات پر متعین ہے ۔ اونھون نے مشہور کیا کہ مین ملک گیری پر جاتا ہون یعنی جن جن زمیندارون نے زر مالگذاری نہین دیا ہے۔ اوسکے وصول کرنے جاتا ہون کچھہ فوج دوآبے کی طرف بڑھی اور راستے مین ریاست فرخ آباد کے قصبہ موتی نگر کو جو دریاے جمنا پر واقع ہے لوٹ لیا ۔ خاص لشکر تھوڑے عرصے تک خواجہ پل کی سرائے مین قیام پذیر رہا ۔ شجاع الدولہ شمس آباد سے آہستہ آہستہ اپنے ملک کے اندر کوچ کرتے ہوے پرگنہ بلہور؎ مین نانامئو گھاٹ تک پہنچے لشکر تو اودھر کو قنوج کی طرف بڑھا جو احمد خان کے علاقہ مین تھا مگر شاہ عالم اور شجاع الدولہ مکن پور مین ایک بنگلا در باغ مین مقیم رہے ۔ یہ باغ احمد خان کا تھا اور مبارک باڑی کے نام سے مشہور تھا ۔ جو مواضعات مکن پور اور قنوج کے آس پاس تھے سب لوٹ لئے گئے ۔ اخبار نویسون نے احمد خان کو یہ خبر دے رکھی تھی کہ یہ فوج فقط ملک گیری کی غرض سے روانہ ہوئی ہے جب شجاع الدولہ مکن پور ہو پہنچے اور اونھون نے دریافت کیا کہ یہان سے فرخ آباد تک

؎ ضلع کانپور مین ہے ۔ پرگنہ قنوج کے مشرق مین ہے ۱۲

پہنچنے میں کتنا عرصہ لگیگا تب اس کا حال کہلا۔ مجیدی کا راجہ گنگا سنگھ جو احمد خاں کا بڑا دوست تھا اوسوقت شجاع الدولہ کے ساتھ تھا اوس نے احمد خاں کو اطلاع بہیجنے کا قصد کیا اوس نے اپنے قاصد کو فقیر کا بہیس کروایا اور خط اوس کے جوتے میں رکہا اور کہا کہ نواب احمد خاں کسی مقام اور کسی حال میں ہو اوسکو یہ خط پہنچا دو قاصد روانہ ہوا اور آدہی رات گذری احمد خاں کی ڈیوڑہی پر پہنچا اندر اشرف خاں داروغہ ڈیوڑہی کو اپنے آنے کی خبر دی اوسوقت نواب کہانا کہا کر سو رہا تھا اور کسی کو مجال جگانے کی نہ تھی آخر میاں صاحب علی خاں اندر گیا اور نواب کے پاؤں داب کر خط اوسکو دیا قاصد کو ایک سو روپیہ انعام دیا بخشی مجلبت تمام طلب ہوئے اونہوں نے کہا کہ نہایت قلیل فوج موجود ہے۔ تب نواب نے حکم دیا کہ محررین کو بلاؤ بعہدہ عامل اور فوجدار کے نام پروانجات جاری کرو کہ فوراً بلا توقف فرخ آباد میں آکر حاضر ہوں۔ اور بریلی[51] اور بدایوں[52] اور بسولی[53] اور اوجہیانی[54] اور اتر جہینڈی[55] اور آنولہ[56] اور رامپور[57] اور مئو[58] اور شمس آباد[59] اور عطائی پور[60] اور تلہر[61] اور شاہجہانپور[62] کے تہانوں سے بہی مدد طلب کی۔ اسوقت حافظ رحمت خاں والی بریلی اپنی حدود کے قریب پرگنہ مہر آباد میں جو اب ضلع شاہجہانپور میں ہے مقیم تہے نواب احمد خاں نے

---

[51] بریلی حافظ رحمت خاں کی حکومت کا مقام تہا ۱۲ [52] فتح خاں خانساماں نواب علی محمد خاں کے ایک امیر بدایوں میں رہتے تہے ۱۲ [53] بسولی روہیلکہنڈ میں واقع ہے ابتدا میں ایک گاؤں تہا۔ نواب دوندے خاں کی سکونت کی وجہ سے ایک بڑا قصبہ ہوگیا۔ دوندے خاں علی محمد خاں روہیلہ کے ایک سردار تہے ۱۲ [54] اوجہیانی ضلع بدایوں میں واقع ہے۔ یہاں نواب عبد اللہ خاں ولد نواب علی محمد خاں روہیلہ رہتے تہے ۱۲ [55] اتر جہینڈی میں کہ آنولہ سے مشرق کی طرف دو تین کوس پر ہے۔ نواب سعد اللہ خاں رہتے تہے۔ ۱۲

[56] آنولہ نواب علی محمد خاں کی دار الحکومت تہا بریلی کی کمشنری میں واقع ہے ۱۲

[57] رامپور نواب فیض اللہ خاں خلف نواب علی محمد خاں کی حکومت کا مقام تہا۔ ۱۲ [58] مئو کو رنی خاں پسر جلال ولد خواجہ بایزید عرف پیر روشن نے آباد کیا ہے۔ [59] شمس آباد ضلع فرخ آباد میں ہے ۱۲

[60] عطائی پور پرگنہ قایم گنج ضلع فرخ آباد میں ہے ۱۲ [61] تلہر روہیلکہنڈ میں شاہجہانپور کے ضلع میں واقع ہے ۱۲

[62] شاہجہانپور روہیلکہنڈ میں واقع ہے اسکو دلیر خاں اور بہادر خاں قنوج اور کالپی کے جاگیرداروں نے سنہ ۱۶۴۷ء میں شاہجہان سے اجازت لیکر اسکے نام پر آباد کیا تہا۔ ۱۲

اگر احمد خان کو شکست ہوئی تو مرسے اور دوندی خان کے علاقے کو جو میان دوآب مین واقع ہے یعنی اٹاوہ وشکوہ آباد وپھپوند کو نہایت ضرر کا اندیشہ ہی۔ احمد خان کو مدد دینے مین بسرگرمی تمام مستعد ہو گئے اونہون نے جواب دیا کہ مجھے اس کی خبر پہلے ہی پہونچ چکی ہی۔ اور اسی واسطے حدود پر مقیم ہون سب طرح سے شرکت کے واسطے حاضر ہون مگر میری سپاہ کو تنخواہ نہین ملی ہے۔ اگر روپیہ ملے تو مین نواب سعد اللہ خان دوندے خان وغیرہ دوسرے سرداران روہیلہ کو بھی طلب کرون اور اگر روپیہ نہو سکے گا تو مین فوج سے تو حاضر ہون۔ جب بخشی نے پہونچکر نواب احمد خان سے اپنی ملاقات کا حال بیان کیا تو اوس نے بخشی مذکور کے ہاتھ دو لاکھ روپئے بھیجے ہے۔ اور کہلا بھیجا کہ تم یہ اپنے صرف مین لاؤ اور اقرار کیا کہ جب نواب سعد اللہ خان وغیرہ آجاوینگے تب اور بھی روپیہ دیا جاویگا۔ جسوقت یہ روپیہ پہنچا۔ اوسوقت حافظ رحمت خان نے نواب سعد اللہ خان وغیرہ سے کہلا بھیجا کہ بلا توقف ایک لمحے کے اوس طرف روانہ ہون اور اپنے نائب معتمد اٹاوہ شیخ کبیر کو بھی لکھ بھیجا کہ اپنی کل فوج لیکر فی الفور کالی ندی کی طرف روانہ ہو اور خدا گنج کے نیچے مقام کرے۔ ان دنون نواب سعد اللہ خان پسر علی محمد خان روہیلہ کی طبیعت علیل تھی۔ سل کے عارضے مین مدت سے علیل تھے۔ خود تو نہ گئے۔ مگر نواب فیض اللہ خان اور دوندے خان اور بخشی سردار خان کو بھیجا[۱]۔ آبرو صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے نواب سعد اللہ خان کا بھی جانا ثابت ہی۔ بخشی فخر الدولہ نے حافظ رحمت خان کے پاس سے واپس ہو کر جو کچھ گذرا تھا نواب احمد خان سے بیان کیا۔ اس کے بعد نواب احمد خان نے غازی الدین خان عماد الملک کے نام خریطہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ آکر مدد دیجئے وزیر مذکور اس وقت سورج مل جاٹ کے ملک مین تھا خریطہ خواجہ خان عماد الملک کے وکیل کے حوالے کیا اور نواب نے وکیل مذکور سے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر سورج مل کو اس کا حال معلوم ہو اور وہ سوال کرے کہ مجھے کیون نہ طلب کیا تو اس کا جواب یہ دینا چاہتے کہ سابق مین تمنے حق ہمسایگی ادا نہ کیا ورنہ تم صفدر جنگ کے شریک نہوتے۔ لہذا مناسب تو یہ ہی کہ صفدر جنگ کے بیٹے شجاع الدولہ کی جاکر مدد کرو مجھے تمہاری مدد کی چندان ضرورت نہین ہی۔ اگر خدا چاہے گا تو مین شجاع الدولہ کی بھی ویسی ہی خدمت کرونگا جیسی صفدر جنگ کی تھی۔ جب خواجہ خان وکیل کو بھیجا اور خریطہ عماد الملک کو دیا عماد الملک نے فوراً سورج مل کو طلب کیا اور اوس سے کل حال بیان کر کے کہا کہ مجھے احمد خان کی مدد کو جانا ضروری ہی۔ راجہ نے پوچھا تجھے کسواسطے بلایا تب خواجہ خان نے لفظ بلفظ نواب کا پیغام اوس سے کہہ دیا

---

[۱] دیکھو فرح بخش ۱۲

راجہ نے کہا جو کچھ نواب نے کہلا بھیجا ہے مگر ضعف مانع ہے اب مین بے مانگے مدد دیتا ہون اور تین ہزار سوار جسیت و جاٹان روانہ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ وہ جا کر کول مین مقیم ہون۔ اگر شجاع الدولہ آگے بڑھے تو وہ کوچ درکوچ چل کر احمد خان کے شریک ہو جائین علاوہ ازین مین چند ہزار سوار عماد الملک کے ہمراہ روانہ کرون گا۔ یہ سب روانہ ہوئے۔ جب عماد الملک شہر فرخ آباد کے قریب پہنچا احمد خان اوس کے استقبال کو گیا اور اوس کو خیمہ حیات باغ مین لے گیا۔ بجواب پرۂ الخبات احمد خان فوجین دور و نزدیک سے شہر فرخ آباد مین آنا شروع ہوئین۔ اور ضلع انشانان شاہجہانپور و شاہ آباد ضلع ہردوئی وغیرہ کی کل تیس چالیس ہزار فوج مجمع ہوئی تھی جب حافظ رحمت خان والی بریلی آئے اون کا خیمہ فتح گڈھ کے قلعہ مین استادہ ہوا۔ ذوالفقار گڈھ کے نیچے شہر کے پاس ایک پل کشتیون کا تیار ہوا اور ملا سردار خان اور دوندے خان اور نواب فیض اللہ خان روہیلہ فوج کے اوس کے ذریعہ سے اوتر آئے۔ توپخانہ باہر نکالکر درست کیا گیا۔ بعد ازان یاقوت گنج ضلع فرخ آباد کے اوس پار بنگا رندی کے کنارے پر بھیجا گیا۔ اس مقام پر کل خیمے جو صفدر جنگ اور نول رائے کی لوٹ سے ہاتھ مین آئے تھے لگائے گئے۔ تب نواب احمد خان نے اپنی اور تمام متوسلین کی فوج ساتھ لیکر کوچ کیا۔ ایک رات ٹھہر کر اپنی فوج اپنے بخشی کے زیر حکم کر کے خود قلعہ کو واپس آیا۔ روشن خان و امراء دیگر کو یہ حکم ملا کہ پانچ ہزار جوان ساتھ لیکر کالی ندی کے کنارے خدا گنج کے نیچے شیخ کھیر کے جا کر شریک ہون۔ تھوڑے ہی عرصے مین شجاع الدولہ لکھنؤ مین پہنچے۔ اون کا ایک خواجہ سرا فرخ آباد مین آیا اور لال سرای مین ٹھہرا۔ یہ محض اوس حصہ ملک کا دعوے کرنے کے واسطے آیا تھا۔ جس پر حال مین نواب احمد خان نے قبضہ کر لیا تھا۔ نواب نے اپنی چار پانچ ہزار فوج اور روہیلون کے جملہ سردار اور [1] ناصر خان صوبہ دار معزول کابل کو جمع کر کے خواجہ سرا کو طلب کیا۔ خواجہ سرا نے

---

[1] آرون صاحب نے اس مجمع کے حاضرین مین ناصر خان صوبہ دار معزول کابل کا نام بھی لکھا ہے۔ حالانکہ اس بیان سے دو تین ورق پہلے یہ تسلیم کر چکے ہین کہ وہ اس وقت زندہ نہ تھا۔ اور اوسکی نسبت لکھتے ہین یہ شخص سنہ ۱۱۵۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۳۹ء مین کابل مین صوبہ دار تھا۔ فرخ آباد مین رہتا تھا۔ تین ہزار روپیہ ماہواری وظیفہ تھا وہ فرخ آباد مین قبل سنہ [illegible]ء کے فوت ہوا۔ اوسکا بھتیجا شجاع الدولہ کی سرکار مین نوکر تھا اور اوس کو بہت کچھ ملتا تھا

ایک فرمان شاہی نکالا اور نواب احمد خان نے مہربان خان کے ہاتھہ مین دیا جس نے اوس کو بہ آواز بلند پڑہا۔ نواب نے اوس کا جواب شجاع الدولہ کو بڑے غیظ و غضب سے لکہا چونکہ سرداران روہیلہ نواب شجاع الدولہ سے رسل و رسائل جاری رکہتے تہے اور اون کی دوستی کا دم بہرتے تہے۔ اور اون کو یہ گمان تہا کہ روہیلے ہمارے طرفدار ہین۔ شجاع الدولہ نے ان سردارونکی تحریرونکے اعتماد پر دوسری مرتبہ اپنے سلسلے سالار جنگ کو مدارج گفتگو کے طے کرنے کے لئے پٹہانونکے لشکر مین بہیجدیا سالار جنگ نے شجاع الدولہ کا پیام بیان کیا پٹہانون نے اوس کا نامناسب جواب دیا۔ جواب سنکر سالار جنگ نے چاہا کہ واپس چلا جاون روہیلونکی ایک جماعت نے دوندے خان کے اشارے سے سالار جنگ کے ڈیرے کو گہیر لیا۔ شجاع الدولہ سمجہہ گئے کہ سالار جنگ کو قید کر لیا ہے۔ عماد الملک نے اسوقت پٹہانون کو یہ صلاح دی کہ دشمن پر حملہ کرنا چاہئے۔ مگر نواب نے پیشدستی کرنے سے عذر کیا اور کہا کہ اگر اول حملہ میری جانب سے ہوگا تو چونکہ بادشاہ اسوقت شجاع الدولہ کے شریک ہین لوگ یہی کہین گے کہ اس نے بادشاہ پر خروج کیا اور بڑا کور نمک ہے اسلئے مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کو شکایت لکہہ بہیجین دیکہین کیا جواب آتا ہے جیسا کچہہ جواب دین گے ویسی کارروائی کی جائیگی ایک عرضداشت تیار ہوئی جسکا مضمون یہ تہا کہ غلام سلطنت کا نمک خوار قدیم ہے۔ شجاع الدولہ نے کمترین سے ناحق عداوت پیدا کر لی ہو۔ شجاع الدولہ نے جو غلام کی گلال باڑی تیار کرنے اور ہاتھی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰ ایک روز شجاع الدولہ نے اوس سے کہا کہ تم اپنے باپ کو فرخ آباد سے بلوالو مین اوسکو اپنا نائب مقرر کرون گا۔ ناصر خان نے انکار کیا اور کہا کہ مین نواب احمد خان کے تین ہزار روپئے تین لاکہہ کی برابر جانتا ہون۔ کیونکہ جب مین احمد خان کی ملاقات کو جاتا ہون احمد خان تعظیم کے واسطے اوٹہہ کہڑا ہوتا ہے۔ اور اگر مین شجاع الدولہ کی نوکری کرونگا اور کسی روز اوسکے دروازے پر جاون گا خادم کہین گے کہ نواب صاحب آرام مین ہین۔ اور اوس وقت مجہے دروازے پر انتظار کرنا پڑے گا۔ اور یہ موت سے بدتر ہے۔ آخر الامر لاچار ہو کر اوس کا بیٹا فیض آباد کو واپس گیا جبکہ ناصر خان سنہ ۱۷۵۱ء کے قبل مر چکا تہا تو شجاع الدولہ نے اوسکو اپنی نیابت مین لینا کیسے چاہا کیونکہ سنہ ۱۷۵۳ء مین تو صفدر جنگ نے انتقال کیا ہی۔ ہماری نظر سے بعض معتبر تاریخون مین یہ گذرا ہے کہ ناصر خان سنہ ۱۷۵۰ء مین صفدر جنگ کے ہمراہ رام چتونی کے مقام پر احمد خان سے لڑا اور مارا گیا ۱۲

لڑانے اور بے اجازت پالکی مین سوار ہونے کی شکایت حضور مین کی ہی شجاع الدولہ سے ان کل شکایات کا جواب طلب فرمایا جائے اگر مست ہاتھی زنجیر توڑ کر جنگل کو بھاگ جائین اور وہان جا کر لڑین تو اس مین کسکا قصور ہی ۔ گلال باڑی کی نسبت عرض یہ ہے کہ یہ محض غلط فہمی ہے ۔ یہان چونکہ قاعدہ ادب و آداب سے واقف نہین ہین ۔ لہذا چند لکڑیان کھڑی کر لی ہین وہان اونکو قطار سے کھڑا کر کے قاعدہ سلام وغیرہ سکھلایا جاتا ہے ۔ اور پالکی اس عاجز کو خود حضرت خلد مکان عالمگیر ثانی نے عطا کی ہی جس زمانے مین کہ غلام کو بخشی سلطنت مقرر فرمایا تھا ۔ اور شجاع الدولہ خاکسار سے اس باعث سے ناخوش ہے کہ احمد شاہ درانی نے کمترین کو اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا تھا شجاع الدولہ کو حاضر ہونا منظور نہ تھا مگر بمجبوری جانا پڑا اور ہم دونون بباعث حکم سخت کے مجبور تھے ۔ اوسوقت سے شجاع الدولہ کمترین سے رنج رکھتا ہی نجیب الدولہ جو کہ سابق مین کمترین کے باپ کا ملازم تھا اب اسقدر بڑھا ہے کہ دعوے ہمسری کا رکھتا ہے ۔ اور چونکہ کوئی اوسے ہمسر تصور نہین کرتا اس باعث سے وہ عداوت رکھتا ہے ۔ اس عرضداشت مین احمد خان نے ان لوگون اوس سازش کا بھی مذکور کیا جو اونھون نے احمد شاہ درانی کو نواب احمد خان سے ناراض کرنے کے لئے کی تھی بعد ازان اوس نے الطاف چاہا تھا کہ شہنشاہ خود امور متذکرہ بالا پر توجہ مبذول فرمائین ۔ اور تھوڑی دور اس مقام سے کسیطرف نہضت فرمائین تاکہ ہم متخاصمین میدان جنگ مین باہم تصفیہ کر لین جو باقی رہے ملازمت غلامان حضور سے شرف اندوز ہو ۔ یہ عرضداشت مہتاب خان کے ہاتھ ارسال ہوئی ایک سو آدمی اوسکی جلو مین جانے کے لئے متعین کئے گئے تھے اور نواب احمد خان نے اوس سے یہ بھی تاکید کر دی تھی کہ اگر تین روز مین جواب ملے تو بہتر ورنہ بلا حصول رخصت وہان پہنچکر خدمت شاہی مین باریاب ہوا منشی نے بہ آواز بلند عرضداشت لفظ بلفظ پڑھکر سنائی ۔ سنکر بادشاہ نے مہتاب خان کو رخصت کیا اور شجاع الدولہ کو طلب فرمایا وزیر کی یہ رائے ہوئی کہ اوسکا جواب نہ دیا جائے خاموشی بہتر جواب ہی ۔ مہتاب خان نے دو روز انتظار کیا ۔ جب کچھ جواب نہ ملا تو بلا اجازت وہان سے چلا آیا ۔ اور فرخ آباد مین پہنچکر کل حال بیان کیا ۔ دوسرے روز نواب احمد خان اور عماد الملک نے باہم مشورہ کیا ۔ عماد الملک کی یہ صلاح ہوئی کہ بلا توقف بڑھنا چاہئے اوسوقت یہ خبر پہنچی کہ نجیب الدولہ نبی گنج مین آ پہنچے ہین ۔ نبی گنج چھوٹا سا قصبہ مین بیلدر چھبرامؤ کے فرخ آباد سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ نجیب الدولہ جو

دہلی مین تہے براہ سکیث تک وہ آب کی طرف بر سم یلغار کہیتی کو جلاتے اور مواضعات کو سمار کرتے ہوتے بڑہے نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے پگڑی بدل بہائی ہتے نواب احمد خان نے اڑہائی خوان کہانے کے ایک سو پچیس کہار و نیز ہمراہی شاہ محمد خان جامہ دار و گلشیر خان سونٹے والے کے بہیجے اور پیام دیا کہ طعام نجیب الدولہ کے خرچ کے واسطے ہے۔ اور ملک اونکی سپاہ کے صرف کے لیے ہے کیونکہ بہائی بہائیون مین تکلف نہین ہوا کرتا ہے۔ نجیب الدولہ نے غصے ہو کر کہا کہ کہانا یہان سے اوٹہاؤ اور اوس پر اپنے نواب کا فاتحہ پڑہو کہتے ہین مقام بہنی گنج مین چہ ہزار پٹہان سوارون نے نجیب الدولہ کی نوکری چہوڑ دی۔ نواب احمد خان نے اونکی بڑی خاطر و مدارات کی خلعت دیتے۔ اور روزانہ کہانا مقرر کردیا۔ دوسرے روز نجیب الدولہ وہان سے کوچ کر کے کالی ندی کے کنارے خدا گنج مین شیخ کبیر و راجہ امراو گر و روشن خان سے ایک میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوتے۔ نجیب الدولہ نے شیخ کبیر کو پیغام بہیجا کہ مین تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہون۔ اونہون نے جواب دیا کہ میری تمہاری ملاقات شمشیر بدست ملاقات ہوگی۔ شجاع الدولہ کی مدد کو آئے ہو۔ اب ہم سے ملاقات کی تمنا رکہتے ہو۔ دوسرے روز نجیب الدولہ بغیر ملاقات کئے ہوتے وہان سے روانہ ہوتے۔ اور قنوج مین پہونچے۔ شجاع الدولہ نجیب الدولہ کو بادشاہ کے حضور مین لے گئے۔ اور تدابیر کے ذکر چہلے۔ نجیب الدولہ نے وزیر سے کہا کہ افسوس ہے کہ تمہاری تاخیر سے احمد خان کو موقع تیاری کا مل گیا۔ اور اوس نے فوج جمع کر لی اور کہنے لگے کہ اگر لڑائی نہین جاری کی تب پہلے مین میدان مین آؤنگا۔ مگر مجہے اندیشہ ہے کہ میرے افغان روہیلون سے دل سے نہ لڑینگے۔ اور بالفرض لڑائی شروع بہی کر دی تو چونکہ آپ کا قدم درمیان مین ہے قوم و مذہب کے تخالف کی وجہ سے جو آپ مین اور اون مین موجود ہے دیدہ و دانستہ قصور کرینگے۔ اگر آپ کی مرضی ہو تو سرداران روہیلکہنڈ کو لعنت ملامت کر کے راہ راست پر لے آؤن اور اس شرط پر کہ امراو گر کو فرخ آباد سے رخصت کردیا جاتے اور سالار جنگ کو یہان آپکے پاس پہونچا دیا جائے احمد خان سے صلح قرار دون نواب شجاع الدولہ نے منظور کرلیا۔ دو تین روز کے بعد نجیب الدولہ فرخ آباد کی طرف بڑہے۔ یہ سنکر شیخ کبیر نے اونہین پیغام بہیجا کہ خبردار آگے نہ بڑہنا کل مین تمہاری کچہہ مدارات کرنے والا ہون۔ نجیب الدولہ نے جواب دیا کہ مین لڑنے نہین آیا ہون مین صرف حافظ رحمت خان سے ملاقات کرنے آیا ہون۔ شیخ کبیر نے جواب دیا کہ اس صورت مین اجازت ہے مگر بے فوج جاؤ۔ نجیب الدولہ اپنی فوج چہوڑ کر آگے بڑہے اور کالی ندی اوتر کر اپنے خیمے کہڑے کراتے۔ دوسرے روز پہر روانہ ہوتے۔ جب

وہ فخر الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچے تو اونہون نے بخشی مذکور کو ہاتھی پر سوار دیکہا اور اوسکی تمام فوج صف باندہے ہوئے آمادہ بجنگ تھی نجیب الدولہ انکو دیکہتے ہوے لرز گئے - اونکو معلوم ہوا کہ سپاہ بے شمار تھی اور اس فوج مین خود اونکی فوج کی نسبت زیادہ سردار فیل نشین تھے - نجیب الدولہ نے سلام علیک کی مگر کسی نے اوسکا جواب نہ دیا بڑہکر نجیب الدولہ کشتیون کے پل سے دریاے گنگا کے پار ہوئے - اور نواب سعد اللہ خان اور فتح خان اور ملا سردار خان اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان سے ملاقات کی نجیب الدولہ کے خسر دوندے خان نے اونکو ملامت کی کہ تو تم پٹہان کے برخلاف تمنے شجاع الدولہ کی رفاقت اختیار کی اسکا اونہون نے یہ جواب دیا کہ جب مرہٹون نے سکرتال مین مجہپر حملہ کیا تہا اوسوقت شجاع الدولہ نے بڑے نازک حال مین میری مدد کی تہی - پہر دوندیخان سے نجیب الدولہ نے ترش روئی کے ساتہ کہا کہ تمنے سالار جنگ کو کیون قید کر لیا ہے - نجیب الدولہ نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ اگر روہیلے نواب احمد خان کی مدد سے کنارہ کشی کرین تو بعد فتح اونکو بنگش کا ایک ثلث ملک مرحمت ہوگا - بعض کہتے ہین کہ یہ بات خود شجاع الدولہ نے بہی حافظ رحمت خان کو تحریر کی تہی - مگر حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ مین اپنے دوست نواب احمد خان کا ساتہ نہ چہوڑونگا - آخر تصفیہ اسپر ہوا کہ شجاع الدولہ اور احمد خان مین صلح ہونا چاہیے اس شرط پر کہ احمد خان امراؤ گر کو اپنے یہان سے علیحدہ کردے اور نجیب الدولہ سالار جنگ کو اپنے ساتہ شجاع الدولہ کے پاس لیجائین حافظ رحمت خان نے اقرار کیا کہ کل مین نواب احمد خان کی ملاقات کو جاؤنگا - جب حافظ صاحب نواب کے پاس پہونچے تو اونہون نے اوسکو اس خوشخبری کی مبارکباد دی - نواب نے پوچہا کہ یہ مبارکباد کیسی ہے - حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ ہمین بے جنگ فتح نصیب ہوئی ہماری تیاریون سے شجاع الدولہ نے خود کہا کر نجیب الدولہ کو نواب سعد اللہ خان کے پاس صلح کیغرض سے بہیجا ہے - احمد خان کے پاس صلح کیغرض سے بہیجا ہے - احمد خان نے جواب دیا کہ جو کچہہ تمہاری راے ہوگی مین تو اوسپر رضامند ہون - مگر اسبابین عماد الملک سے مشورہ لینا ضرور ہے چنانچہ وہ سب غازی الدین کے لشکر مین گئے اوس نے کہا کہ شجاع الدولہ امید کامیابی کی نہ دیکہکر مائل بہ صلح ہوئے ہین - یہ خیال رکہنا چاہیے کہ جب کبہی موقع ملا اونکے نزدیک نقض عہد کوئی بات نہین ہے - حافظ رحمت خان نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے مگر ایسا اتفاق ہوگا تو اونکو بہی

اس وقت سزا دیجا سکتی ہی اور سو نت مین بھی ممکن ہے ۔ اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ صلح مبارک ہی تب عماد الملک نے کہا کہ اگر تمھاری یہی راے ہے تو مجھے بھی اتفاق ہی ۔ اب معاملہ صلح کا یون طے ہوا کہ جو کچھہ طے پایا تھا حافظ رحمت خان نے اوسکی اطلاع نجیب الدولہ کو دی اور کہا کہ صرف بادشاہ سلامت کے موجود ہونے کے سبب سے افغان صلح منظور کرتے ہین ورنہ اونکو کسی حال مین صلح منظور نہ تھی تمکو لازم ہے کہ وزیر سے کہو کہ فی الفور پٹھانون کی حدود سے چلے جائین نجیب الدولہ نے کہا کہ تم خود چلکر شجاع الدولہ کو واپس جانے کی ترغیب دو ۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ مین نواب احمد خان کا نوکر ہون بلا اجازت اوس کے کیسے جا سکتا ہون نجیب الدولہ نے کہا کہ تمنے ایسی ذلت کیون اختیار کی حافظ رحمت خان نے کہا کہ دوسرے برادر بھی اسی صورت سے ملازم ہین نواب سعد اللہ خان اور اونکی کل فوج کی مدد احمد خان نے خرید کی ہی اور اونکے کل اخراجات اپنے خزانے سے ادا کیے ہین ۔ اور آج کی تاریخ تک سات لاکھہ روپیہ دیا ہی خیر مین کل احمد خان کے پاس جاؤنگا ۔ اور اوس سے اجازت حاصل کرونگا ۔ احمد خان نے کچھہ تعرض نہ کیا ۔ دوسرے روز حافظ رحمت خان اور نجیب الدولہ روانہ ہوتے اور سالار جنگ کو اپنے ساتھہ لیتے گئے ۔ اول خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوے پھر شجاع الدولہ کے پاس گئے اور اون سے کہا کہ تم کو لازم ہے کہ مشرق کی طرف واپس جاؤ ۔ غرضکہ شجاع الدولہ اور بادشاہ نے مشرق کو کوچ کیا اور واپس گئے ۔ نجیب الدولہ اور حافظ رحمت خان نے رخصت چاہی نجیب الدولہ دلی کو روانہ ہوے اور حافظ رحمت خان اپنی لشکرگاہ کو واپس آے دوسرے روز نواب سعد اللہ خان اور دوسرے سرداران روہیلہ بھی نواب احمد خان سے رخصت ہو گئے یہ بیان آرون صاحب کی تاریخ فرخ آباد کے مطابق ہی ۔ لیکن فرح بخش کے مولف کا بیان ہی کہ نواب سعد اللہ خان علالت کی وجہ سے بداؤن سے آگے نہین بڑھے تھے اور معاملہ صلح بھی دوسری طرح اس کتاب مین مذکور ہی ۔ وہ یہ کہ جب نواب سعد اللہ خان کو یہ خبر پہونچی کہ بغیر لڑائی اور کشت وخون ہوے طرفین نہین رہ سکتے کے تو صلح کرانے کے لیے خود سوار ہو کر روانہ ہوتے ۔ آنولے سے چلکر بداؤن پہنچے تھے کہ حالت بگڑنے لگی بداؤن سے شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ باہم لڑنا خوب نہین مناسب یہ ہی کہ جنگ ٹالدیجاے اور اپنے ملک کو لوٹ جاؤ شجاع الدولہ نے جواب مین لکھا کہ مین آپکی صلاح سے باہر نہین ہون مگر دوندے خانکو پہلے یہان بھیجدینا چاہیے ۔ نواب سعد اللہ خان نے سکرات کی حالت مین

دوندے خان کو لکھا بلکہ غلام رسول خان کے بیٹے اور منشی سیترمول کو بھی دوندے خان کے پاس پیام دیکر بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ کے پاس جاکر نزاع باہمی کو مٹا دین۔ دوندی خان انکی تحریر کے بموجب دوسرے سرداران روہیلہ سے جدائی لیکر دریاے گنگ کے ساحل سے کوچ کرکے شجاع الدولہ کے پاس قنوج مین پہنچے نواب شجاع الدولہ نے تین چار کوس سے استقبال کیا۔ دوندے خان نے بادشاہ کی ملازمت بھی حاصل کی اور بادشاہ اور شجاع الدولہ کا دل احمد خان کی طرف سے صاف کرنے مین بہت کوشش کی۔ بادشاہ مع شجاع الدولہ قنوج سے چلے گئے حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے ہمراہ کردیا۔ اور یہ کہدیا کہ جسقدر تہانے احمد خان کے ملک سے شجاع الدولہ کے آنے کی وجہ سے اوٹھہ گئی ہین وہ بٹھادئے جائین۔ عنایت خان ملک کے تہانے بٹھاتا ہوا شجاع الدولہ کے ساتھہ لکھنو کو گیا اور وہانسے واپس ہوا۔

شجاع الدولہ کا میر قاسم عالیجاہ والی بنگالہ کا مددگار ہوکر انگریزوپر چڑھائی کرنا

سنہ ۱۱۷۷ ہجری مین جبکہ انگریزون نے عظیم آباد کو فتح کرلیا۔ اور میر قاسم عالیجاہ کی جگہ جعفر خان کو مسند نشین کیا تو میر قاسم عالیجاہ نے شجاع الدولہ سے مدد حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔ جب اوسنے اپنے سردارون سے اس باب مین مشورہ کیا تو مرزا نجف خان نے جو شجاع الدولہ کے مزاج اور رویہ سے واقف تھا اونکے پاس جانے کی صلاح نہ دی اور کہا کہ اودھر جانے سے بلکہ خود بدولت مع متعلقین قلعہ رہتاس مین رہئے اور انگریزونکی مہم میرے سپرد کیجئے کہ فوج منتخب کرکے انگریزون سے جنگ کرون اور اونکو مجال آرام اور فرصت نہ دون عالی جاہ نے آب وہوای رہتاس کی ناموافقت اور دوسری وجوہ سے اس مصلحت کو ناپسند کیا۔ مرزا نجف خان نے کہا کہ اگر کسی سے مدد لینا منظور ہے تو براہ بندیلکھنڈ عازم دکن ہوجئے اور مرہٹون سے مدد طلب کیجئے عالی جاہ دوری راہ اور اپنی اجنبیت اور اونکی بدمزاجی اور لٹیرے پن کی وجہ سے اس مشورے پر بھی رضامند نہوا اور بادشاہ اور شجاع الدولہ سے رجوع بہتر سمجھا۔ ایکدن صبحکو ڈیڑھ لاکھ روپیے نقد اور پانچ ہاتھی مرزا نجف خان کو جو شجاع الدولہ کے پاس جانے پر راضی تھا دیکر رخصت کیا۔ اور خود انگریزون کے تعاقب کے خوف سے دریاے کرم ناسہ پر منزل گزین ہوا۔ شجاع الدولہ اون دنون بندیلکھنڈ کے بندوبست مین سرگرم تھے کہ میر قاسم نے میر سلیمان کو برسم رسالت اونکے پاس بھیجا اوسنے یہان آکر راجہ بینی بہادر

اور علی بیگ خان اور مرزا بہلول سے جو ایام طفلی سے وزیر کا اتالیق تہا مع دیگر عملہ اور ارکان دولت کے ربط پیدا کیا۔ اور اون کو بہت کچھ مال دیکر وسیلہ مستحکم کرکے دلجوئی کی تحریر لیکر عالیجاہ کے پاس واپس ہوا۔ اور اسکے بہیجنے کے قبل مرزا شمس الدین بہی وزیر کی تحریر جو نہایت عطوفت اور استمالت سے کے ساتھ تھی اور اس مین قرآن کی قسم بہی تھی لیگیا تہا چونکہ بادشاہ اور شجاع الدولہ الہ آباد مین بندیلکہنڈ کے انتظام مین مصروف تہے۔ عالی جاہ بہی حسب الطلب اودہی کو روانہ ہوا جب کہ عالی جاہ وزیر کے لشکر کے قریب ایسے مقام پر پہنچا کہ تین کوس کا فاصلہ تہا شجاع الدولہ دس بارہ ہزار سوار لیکر استقبال کو لیگئے عالیجاہ کو جبکہ وزیر کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اپنی پلٹنون کو آراستہ کرکے سراپردے کے دروازے سے دور تک دورویہ کہڑا کیا۔ اور ایک عالیشان خیمہ استادہ کیا عالی جاہ کے سردار اور عمایدہ بہی عمدہ لباس پہنکر حاضر تہے۔ جب وزیر پہنچے تو لب دروازہ تک استقبال کیا۔ حسب ضابطہ ہندوستان سلام ہوا۔ باہم معانقہ کیا اور ایک مسند پر بیٹھے۔ شجاع الدولہ نے عالیجاہ کو بہت تسلی دی۔ اور کہا کہ مین اپنے ہمراہ لیجاکر آپ کا سلام بادشاہ سے کرادونگا۔ عالیجاہ نے عمدہ عمدہ قسم کے کپڑونکی اکیس کشتیان اور بہت سا جواہر اور ہاتھی بطور تحفہ کے دیئے۔ پہر وزیر اپنے ہمراہ بادشاہ کی ملازمت کے لئے عالیجاہ کو لیگئے اور خاص اپنے ہاتھی پر اپنے ساتھ بٹھایا۔ بادشاہ کی ملازمت سے مستفید ہوکر دونون نواب اپنے اپنے لشکرون مین چلے گئے دوسرے روز عالی جاہ وزیر کی بازدید کو روانہ ہوا۔ اونہون نے بہی سب ملازمون کو حکم دیا تہا کہ باناتی لباس پہنکر اور بندوقین ہاتھ مین لیکر دستہ سر دروازہ سے لیکر جہان تک گنجایش ہو کہڑے ہون۔ حسب الحکم تعمیل ہوئی اور ارکان دولت بہی اپنی اپنی خدمت پر حاضر تہے۔ جب عالیجاہ سراپردہ وزیر مین داخل ہوا وزیر نے لب فرش تک استقبال کیا اور عالی جاہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی مسند پر برابر بٹھایا اور نہایت اشفاق کے ساتھ فرمایا کہ صوبجات بنگالہ اور عظیم آباد انگریزون کے ہاتھ سے نکالکر تمہارے حوالے کرونگا وزیر کو توقع تہی کہ عالی جاہ کی امداد کے بہانے سے وہ خود قابض بنگالے ہو جاین گے[سلہ]

چند روز مین عالیجاہ نے علی ابراہیم خان کی معرفت کنگن کی ایک جوڑی جو لاکہون روپیے کی قیمت رکہتی تہی شجاع الدولہ کی ماں کے پاس بہیجی اور اوسکو اپنی ماں بنایا شجاع الدولہ

[سلہ] دیکھو علیحدہ عہدنامجات مین عہدنامہ دہلی۔ ۱۲

بندیلکھنڈ کے معاملہ کا تصفیہ مدنظر تہا۔ اور بعض پرگنات الہ آباد کی تحصیل مالگذاری منظور رہی چنانچہ راجہ بینی بہادر کو پیشتر بہیجکر منتظر حصول مراد تہی مگر بندیلے مطیع نہوتے تہے۔ اس سبب سے زیادہ عرصہ تک اس طرف رہنے کا خیال تہا اور عالی جاہ کو منگانے کی طرف وزیر کے کوچ کرنے کی جلدی تھی وہ چاہتا تہا کہ انگریزون کو قدم جما لینے کی فرصت نہ ملے۔ جب میر قاسم نے وزیر سے ادہر جلد کوچ کرنے کی خواہش کی تو اونہون نے یہی عذر بیان کیا۔ عالی جاہ نے کہا کہ اگر صرف اسی وجہ سے انتظار ہے تو مجہی فرماتے مین جا کر بندیلون کو مسخر کر لونگا وزیر نے قبول کر کے رخصت فرمایا عالی جاہ جب اوس ملک بندیلکھنڈ مین داخل ہوا اوس کا توپخانہ انگریزی طرز پر تہا اور فوج قواعددان ہمراہ تہی جس بہادر سے پیشتر بہیجکر ایک قلعہ فتح کر لیا اور ایک دوسرے مضبوط قلعہ کے پاس جا پہونچا بندیلون نے عالی جاہ کی فوجکی ترتیب ہندوستانی فوجون کے خلاف دیکھی اسلئے زر واجبی کے ادا کرنے پر راضی ہوئے اور مرزا نجف خان کے ذریعہ سے جو کرم ناسہ کے مقام سے رخصت ہو کر راجہ بوندیلہ کے پاس چلا گیا تہا معاملے کا تصفیہ ہو گیا۔ اور وصول زر خراج سے اطمینان حاصل ہوا۔ عالیجاہ اس مہم سے فرصت پاکر لشکر وزیر سے آکر ملحق ہوا۔ اب سفر شرقی کا ارادہ مصمم ہوا۔ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ ان دنون انگریزون نے قاسم علیخان صوبہ دار بنگالہ کو شکست دیکر اوس کے تمام ملک پر قبضہ کر لیا ہے اور قاسم علی خان امداد کی امید پر ہمارے پاس آیا ہے۔ چونکہ ہمارا آپ کا معاملہ واحد ہے اسلئے آپ ایک عمدہ فوج ہماری کمک کے لئے بہیجین جب کئی خط اس مضمون کے گئے تو حافظ صاحب نے عنایت خان کو چہ ہزار فوج کے ساتھ جیسا کہ گلستان رحمت مین مذکور ہے۔ اور بقول مولف سیر المتاخرین تین ہزار فوج کے ساتھ اور عماد السعادت کی روایت کے مطابق پانچہزار سپاہ کے ساتھ روانہ کیا۔ تنقیح الاخبار کے مولف نے غلطی سے یہ لکھا ہے کہ چونکہ عنایت خان دو تین ہزار سوار اور اسی قدر پیادونکے ساتھ اپنے باپ سے روٹھکر شجاع الدولہ کے پاس پہلے سے چلا گیا تہا اسلئے وہ بہی شجاع الدولہ کا شریک ہوا۔ شجاع الدولہ ابہی تک الہ آباد مین تہے جب عنایت خان الہ آباد کے قریب پہنچا تو شجاع الدولہ نے راجہ بینی بہادر کو استقبال کے لئے بہیجا اور خود بہی سوار ہو کر دو کوس پر پیشوائی کی اور عنایت خان کو اپنے ہمراہ الہ آباد کو لے گئے۔ دوسرے روز یہ تمام فوجین بنارس کی طرف چلین۔ سیر المتاخرین کا مصنف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتھ آدمیونکا اتنا ہجوم تہا کہ جہانتک نظر کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تہے۔ مگر افسرون کی بے خبری اور ربط و ضبط نہونے کی وجہ سے بڑی ابتری تہی۔ عین لشکر مین ایک دوسرے کو قتل کرتا

اور اسباب لوٹ لیتا تھا۔ کوئی کسی کا خبر گیر نہ تھا اور جو کوئی ذرا بھی لشکر سے الگ ہوتا تو وہ لٹ جاتا بلکہ جان سے بھی جاتا۔ راستے مین عنایت خان کی فوج کے ایک پٹھان نے ناگے فوج کی اوردانکو اپنے ڈیرے پر لئے جاتا تھا شجاع الدولہ کی فوج کے ناگون نے اوس پٹھان پر حملہ کیا اوسکا گھوڑا زخمی ہوا۔ یہ خبر سنکر دوسرے پٹھان مدد کو پہونچ گئے اور اوس پٹھان کو بچا لیا۔ عنایت خان نے اپنی فوج کے ناگونکو حکم دیا کہ ناگے کو جہان پاؤ مار ڈالو۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کے وقت پٹھانون پر گذر پہونچا جس کا تین سو ناگے محاصرہ کئے ہوئے لوٹ رہے تھے پٹھان اون ناگونکے قتل پر تلے ہوئے ناگے بھی مقابلہ کرنے لگے اور آخر کار مغلوب ہوکر بھاگ نکلے۔ اس موقع پر اڑھائی سو ناگے کام آئے پٹھانون کی طرف سے صرف دو آدمی مارے گئے جیسا کہ گل رحمت مین مذکور ہی۔ اور اخبار حسن مین کہا ہے کہ پچاس پٹھان مارے گئے تھے اور بارہ مجروح ہوئے۔ جب اس واقعہ کی خبر راجہ بینی بہادر کو ہوئی جو شجاع الدولہ کے لشکر کا مدار المہام تھا تو وہ اوسی وقت سوار ہوکر عنایت خان کے ڈیرے پر آیا اور معذرت کرنے لگا۔ دوسرے روز شجاع الدولہ مہنت[۱] گر کو جو گوسائیون اور ناگونکا سردار تھا اپنے ہمراہ لیکر عنایت خان کے ڈیرے پہ گئے اور صفائی کرا دی۔ اور یہ قرار پایا کہ آیندہ سے ناگے پٹھانونکے لشکر سے ایک منزل پیچھے رہین۔ ناگا گوسائیوں کا فرقہ ہی جو برہنہ رہتے ہین یہانتک کہ ستر عورت بھی نہین کرتے اسی لئے ناگا کہتے ہین اور اپنی جانون کو فقرائے ہنود مین شمار کرتے ہین اور سپاہگری کا پیشہ کرتے ہین۔ بارہ ہزار ناگے شجاع الدولہ کے لشکر مین قزاقی کے لئے جمع تھے۔ ماہ رمضان ۱۱۷۷ ہجری کے وسط مین شجاع الدولہ اور شاہ عالم بادشاہ اور میر قاسم عالی جاہ بنارس مین داخل ہوئے۔ اس مقام مین راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کا سفیر عنایت خان کے پاس آیا اور ظاہر کیا کہ راجہ بلونت سنگھ نے کبھی صفدر جنگ اور شجاع الدولہ سے ملاقات نہین کی تھی مگر زر خراج ہمیشہ بھیجتا رہتا تھا۔ اب اوسکی استدعا ہی کہ نواب شجاع الدولہ سے آپ اوسکی ملاقات کرا دین عنایت خان نے شجاع الدولہ سے یہ ذکر کیا۔ شجاع الدولہ مدت سے یہ چاہتے تھے کہ راجہ بنارس میرے دربار مین حاضر ہو اسلئے اونہون نے بخوبی اطمینان کر دیا اور راجہ کی حاضری کی اجازت دی بلونت سنگھ عنایت خان اور بینی بہادر کے اعتماد پر جس کا متوسط سید نور الحسن بلگرامی ہوا تھا شجاع الدولہ کے پاس حاضر ہو گیا۔ یہ شخص بڑا مالدار تھا۔ لوگ اوسکی دولت کو کروڑون سے

---

[۱] گل رحمت مین مہنت گر کے ساتھ [illegible] گر کا [illegible] بھی لکھا ہے ۱۲

متجاوز پاتے تھے ۔ یہ بھی دو تین ہزار سوار پیادون کے ساتھ شجاع الدولہ کے ہمراہ ہوا یہ شخص
ہمیشہ نواب شجاع الدولہ کو خراج ادا کرتا تھا ۔ مگر جس وقت سرکار وزیر سے خود اوسکی طلبی ہوتی تو کہتا تھا
کہ حضرت عالی خدا کی ہما ہین ۔ جو کوئی خدا کے پاس جاتا ہے وہ واپس نہین آتا ۔ وجہ اس کی یہ تھی
کہ بیر تھی پت زمیندار پرتاب گڈھ صفدر جنگ کے حکم سے مارا گیا تھا بنارس مین بلدہ رام نگر کی بنیاد
اسی بلونت سنگھ نے قایم کی ہے ۔ اور قلعہ بجے گڑھ مین جو نہایت دشوار گزار پہاڑ پر تھا اپنا خزانہ
رکھتا تھا ۔ میر قاسم نے اقرار کیا کہ گیارہ لاکھ روپیہ ماہوار اوس وقت سے کہ وزیر گنگا سے
پار اوتر جائین گے اوس وقت تک کہ ممالک شرقیہ پر قبضہ پاؤن گا دون گا ۔ اب انگریزون
اور بادشاہ اور وزیر کے درمیان مین جو پیغام و سلام ہو رہے تھے اون سے معلوم ہوتا
تھا کہ میر قاسم انگریزون کے حوالے کیا جائے گا یا بالکل دولت اور سپاہ سے محروم
ہو جائے گا ۔ مگر جب انگریزون کو اس امید کے پورے ہونے کی آس نہ رہی تو میجر کارنک کو
حکم ہوا کہ کرمناسے پر دشمنون کو جا کر روکے اور دریا سے اوترنے نہ دے ۔ مگر اسوقت
کمپنی کی سپاہ کا یہ حال تھا کہ اوس کی خدمت گذاری پر کچھ اعتبار نہ تھا اون مین بغاوت کی
بو آتی تھی ۔ اون مین سے سپاہی بھاگ بھاگ کر دشمنون سے جا کر ملتے تھے ۔ اس آتش بغاوت
کے مشتعل ہونے کا سبب یہ تھا کہ موشیر لاک ایک فرانسیسی جماعت سمیت انگریزونکی رفاقت
اور ملازمت مین تھا ۔ میر جعفر نے میر قاسم سے لڑنے کے لئے اون سے وعدہ انعام کیا تھا
اوس نے بعد فتح کے انعام کا زر موعود نہ دیا اسپر موشیر لاک کا کچھ انگریزون سے بگاڑ ہو گیا
وہ اپنے سو سوا سو آدمیونکو لیکر انگریزون سے جدا ہو گیا ۔ اور وزیر کے پاس پہونچکر
اون کا نوکر ہو گیا ۔ انگریزی لشکر کی ایسی ہوا بگڑی کہ ہندوستانی سپاہیون نے بھی
لڑائیون مین سخت محنت کرنے اور شجاعت دکھانے کا انعام مانگا کچھ روپیہ انعام اونکو دیا
گیا اس سے کچھ سپاہ کی ناراضی کم ہوئی ۔ غرض ایک طرف یہ ناراضی سپاہ کی تھی اور دوسری
طرف غلے کی قلت تھی ۔ میر جعفر کی لڑائی کی مرضی نہ تھی ۔ یہ سب باتین ایسی جمع ہو گئی تھین
کہ انگریزون نے آگے بڑھکر دشمن سے لڑنے کا ارادہ چھوڑ دیا ۔ اور لشکر اسکے بڑھکر
پٹنے مین اولٹا چلا آیا اور یہان اپنی حفاظت کے لئے لڑنے کا ارادہ کیا ۔ تینون لشکر یعنی بادشاہ
اور وزیر اور عالیجاہ کے کئی سردار شیخ علی حزین کی خدمت مین بنارس کے معتقد حاضر ہوا کرتے تھے
شیخ کے منہ سے کلام سے انگریزونکی ساتھ جنگ کی ممانعت پائی جاتی تھی ۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ وزیر کی فوجین

نہ انتظام تہا اور نہ قواعد دان تھی کبھی شیخی کہتے تہے کہ اس جماعت سے کوئی کام انجام کو نہین پہنچیگا منزل گردی کرکے عنقریب لوٹ آئینگے ۔ بہرحال دریاے گنگا پر کشتیون کا پل باندہکر عبور کیا اور تہوڑے سے توقف کے بعد کوچ ہوا۔ لشکر کیا تہا گویا ایک عظیم الشان شہر ایک جگہ سے دوسری جگہہ حرکت کر رہا تہا جو کچہہ دار السلطنت شاہ جہان آباد مین کہ اوسوقت مین ہندوستان کا چشم و چراغ تہا میسر تہا۔ وہ اس لشکر مین بھی موجود تہا۔ بعض ہوشیار شخصون نے وزیر کو سمجہایا کہ انگریزون سے اس ملک کے قاعدے کے موافق جنگ کرنا مناسب نہین۔ کیونکہ جسجگہہ یہ لوگ صف باندہکر کہڑے ہوجاتے ہین تو گویا سد سکندر قایم ہوجاتی ہے۔ اگر وہ سو ہزار ہون تو پچاس ہزار اون کے مقابلے مین عہدہ برا نہین ہوسکتی۔ چونکہ مدت سے چہاپا ولی حضور کی معمول ہے اور ملازمان رکاب نے بھی اس فن مین مشق بہم پہنچائی ہے جوانان خوش اسپہ معتمد در سرداران جانفشان منتخب ہمراہ لیجئے اور عورتون کو مع بہیر اور بنگاہ کے اس جگہہ چہوڑئے باقی فوج سے گذر کیجیے اسکے کہ حضور کی شہرت ہو جریدہ انگریزی فوج پر جو اس وقت گہبراکر بکسر سے جاتی ہے دہاوا کرنا چاہیے اول صبح قبل اسکے کہ مستعد ہوکر راہی ہون اونپر چڑہائی کرنا چاہئے۔ اگر اونکی جمعیت پریشان ہوئی فتح حاصل ہوئی ورنہ جو ملین اونکو تباہ کرنا چاہئے۔ اور بسیماندہ اسباب جلاکے اصلامین اور باربرداری کی گاڑیان خراب کرکے تمام زورآورون کا تعاقب کرنا چاہئے۔ اور رات کو ایسی جگہ مقام کرنا چاہئے جہان شبخون کا اندیشہ نہو اسطرح قلعہ عظیم آباد تک پیچہا کئے جائے۔ اگر اس رہروی مین انکا خاتمہ ہوا بہتر ہے۔ ورنہ قلعہ سے تعرض نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ سہسرام پہنچکر مع زبردست فوج کے مقام کیجئے اور کچہہ فوج کو نہایت لایق اور بہادر سردارونکی ماتحتی مین مقرر کرکے سارن یا آرہ کے مقامات سے گنگا کا عبور کراکے اوس کو مامور کیجئے اور ہر ضلع کے لئے حکام لایق اور ایماندار مقرر کرکے اونکو وہان بہیجئے اور اونکو تاکید کر دیجئے کہ رعایا کی دلجوئی کرین کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچائین اور محالات کا بندوبست نہایت تخفیف کے ساتہہ کرین تاکہ زمینداران اور رعایا کی تالیف قلوب ہو اور لوگون کو متوحش نکرکے تمام قلمرو بنگالہ مین جو بہت دور نہو عمل دخل کر لینا چاہیے اور ایک فوج عظیم آباد کی طرف بہیجکر اسی طرح اودہر بہی حاکم مقرر کرنا چاہئے اور یہ دونون فوجین دریا کے دونون طرف گشت کرتی رہین تاکہ جو کشتی کلکتہ کی طرف سے عظیم آباد کو آئے اور جسطرف سے ملاح لئے جاتے ہون اوسطرف کی فوج آکر اوس کشتی کو لوٹ لے اور رسد عظیم آباد کے قلعہ مین داخل ہونے نہ پائے اس صورت مین انگریزونکو بڑی پریشانی پیدا ہوگی۔ اور

بجز کلکتہ کو بہاگ گئے اور قلعہ عظیم آباد چھوڑ دینے کے دوسری تدبیر نہ کرسکین گے - بعد ازان جو کچھہ مناسب ہوگی عمل فرمائیگا - وزیر برگشتہ تقدیر کو یہ تدبیر کہ فی الحقیقت نہایت مناسب تھی پسند نہ آئی اور جنگ کے باب مین جو کوئی کچھہ صلاح یا تدبیر عرض کرتا اوسے ہرگز نہ سنتے - چونکہ احمد شاہ ابدالی کی لڑائی دیکھی تھی اپنے آپ کو اونکی مقلد و تابع ہی جانتے تہے اور جواب دیتے تھے کہ جنگ کو میری رائے اور سلیقے پر چھوڑنا چاہئے - شجاع الدولہ کی سپاہ کی تجراری کی اوسوقت مین شہرت بھی بہت تھی - شجاع الدولہ اور بادشاہ اور عالی جاہ حدود عظیم آباد مین داخل ہو کر نہایت خوشوقت منزل بمنزل راستہ طے کرنے لگے - اور اونکی لشکر کے غارت گر لشکر کے آس پاس پانچ پانچ کوس تک آبادی کا نشان باقی نہ رکھتے تہے - عامہ خلایق کو اتنی ایذا پہونچائی کہ بچارے جسقدر وزیر اور بادشاہ کے درود سے خوش تہے اوسی قدر عاجز ہو کر انگریزونکی فتح کے لئے دعائین کرنے لگے - کیونکہ انگریزون کے ہاتھ سے ایسا ظلم نہین ہوتا تہا - اور کسی شخص کو ضرر نہین پہنچتا تہا -

سیر المتاخرین کا مصنف کہتا ہے کہ جب یہ لشکر کرائین مین دریاے سون کے کنارے پہونچا بندہ چونکہ مدت سے اپنی والدہ کی ملاقات کا آرزومند تہا چوپالے مین سوار ہو کر دو تین خدمتگار اور اسباب کی گاڑی لیکر حسین آباد کی جانب روانہ ہوا - جب دریا سے پار ہوا محمود خان اپنے رفیق کو مع دو تین آدمیون اور باربرداری کے چھوڑ کر آپ آگے کو بڑہ گیا - موضع شیخپورہ مین جہانکے رہنے والے بادشاہ اور وزیر کے لشکر کے خوف سے گانون کو خالی کرکے بہاگ گئے تہے پہنچا اثناء راہ مین نظر آیا گھوڑونکا ہنہنانا سنکر تعجب ہوا کہ یہان گھوڑے کہانسے آئے آدمی کیونکر بچگئے تب اوسوقت یاد آیا کہ لشکر کے قطاع الطریق ہین - خیر پیشتر کو چلا دو تین کوس راستہ طے کیا تہا کہ گرد و غبار اور اوس مین سنان کی چمک نظر آئی زیادہ حیرانی ہوئی - بعد اس کے دیکھا کہ ہزارون اور قریب دو تین سو سوار مغل اور افغان درانی جو وزیر کے ملازم تہے اونکے پیچھے چلے آتے ہین بندے کو اوس جنگل مین اپنی اور اپنے رفیق کی جان کی طرف سے اندیشہ پیدا ہوا اسلئے دلمین یہ قرار دیا کہ ابھی دور مین شاید کسی نے دیکھا ہوگا - کنارہ دریا سے اوتر کر نیچے کی طرف سے ریگ سون مین ہو کر اپنی ملک کو جانا چاہئے - کہارونکو حکم دیا یہ لوگ پرانے نوکر تہے اونکے جمعدار نے نہ مانا اور کہا کہ جب ہمنے اونہین دیکھا ہے - اونہون نے بھی ہمین ضرور دیکھا ہوگا اس حرکت کو ہماری نامردی پر خیال کرکے زیادہ دلیر ہو جاینگے - پس شایستہ ہے کہ انکے درمیان مین دلیری کے ساتھہ جائیے - بندے نے سمجھا کہ سچ کہتا ہے - اوسکی صلاح کو پسند کیا - جب پاس

پہونچگئے ایک مغل نے صف سے باہر نکل کر بندوق کے توڑے کو گہوڑے پر رکہکر میری طرف تیز کرجانا چاہا اور کہا تو کون ہی اور کہان جاتا ہی۔ بندے نے بہی دلیرانہ جواب دیا کہ تجھکو کیا کام ہے وزیرالممالک نے سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ کے لانے کے لئے جو دامن قلعہ رہتاس مین رہتا ہے بہیجا ہے۔ وہان کو جاتا ہون۔ اوس نے کہا کہ یہ دوسرا کون ہی مینے جواب دیا کہ میرا رفیق ہی اور میری باربرداری پیچہے آتی ہی۔ یہ کہکر روانہ ہوا اوس نے میری دلیری کا جواب سنکر میری بات کو سچ جانا اور اپنے ارادے سے باز رہکر صف مین لوٹ گیا اور میرے مال اور رفیق سے کچہہ تعرض نہ کیا بعد اس کے نصف میل پر ایک دستہ ملا۔ مگر اوس نے کچہہ چہیڑ چہاڑ نہ کی چارونطرف گانؤن مین آگ لگی ہوئی اور دہوان چہایا ہوا نظر آیا۔ جب پانچ میل راہ طے کرکے موضع مہوان مین پہونچے تو گانون کو ویران پایا وہان دو ایک چوکیدار نظر پڑے اونسے دریافت کیا کہ آگے بہی شترونکو قدم پڑے ہے جواب دیا کہ یہین تک آئے ہین۔ اور گانونکو لوٹ مار کر جلا دیا ہی اور تمام مویشی اور سامان لیگئے ہین۔ بندے نے کہا کہ دوسرے دیہات مین خبر پہونچا دو کل وہ یہان سے بہی آگے کو جاوینگے تہوڑی دیر وہان ٹہیرکر آگے روانہ ہوئے۔ انگریزون اور میر جعفر نے عظیم آباد مین پہونچکر یہ انتظام کیا کہ اول اپنی فوج کو وزیر کے روکنے کے لئے چند کوس اردل سے آگے بڑہایا مگر اپنی فوج کو مد مقابل نہ سمجہکر قلعہ مین واپس آئے۔ اور چند توپین دیوار قلعہ پر چڑہا دین اور خود بچا پہاڑی کی سد پر جو شہر کی طرف سے دریا کی طغیانی روکنے کے لئے تیار ہوئی تہی ٹہیرے اور یہان مورچے بنائے اور ایک توپ بہی بچا پہاڑی کے ٹیلے پر چڑہائی اور میر جعفر کو مع ہمراہیان ہندوستانی کے سد مذکور پر شہر سے جنوب رویہ جگہہ دی اور اپنی چند کمپنیان تلنگونکی اوسکی محافظت پر چہوڑین گویا میر جعفر خان انگریزونکی مدد پر مقیم تہا شجاع الدولہ نے طغیانی کی وجہ سے دریا سے کوہن کے کنارے کنارے کوچ و مقام جاری کیا اور عظیم آباد کا سیدہا راستہ چہوڑکر پہلواری مین جو عظیم آباد سے چار کوس پر ہے پڑاؤ ڈالا اس مقام مین کثرت سے کنوین تہے۔ مگر پہر بہی پانی کی قلت تہی اسلئے اور بہی کنوین بنوائے ایک روز پہلواری مین آرام کرکے دوسرے روز جنگ کے واسطے مع عالی جاہ اور کل سپاہ کے سوار ہوئے۔

شجاع الدولہ کا انگریزون سے لڑنا اونکے ہاتھ سے قلعہ کا مفتوح نہو سکنا۔ بلکہ انگریزی فوج کی مار مار سے وزیر

لشکر کا منہ پھر جانا - اور چند روز لڑائی مین توقف کرنا

۳ مئی ۱۷۶۴ء مطابق ۲ ذی قعدہ ۱۱۷۷ ہجری کو صبح کے وقت شجاع الدولہ مع فوج کے جو مور و ملخ کی مانند بے حساب تھی سوار ہو کر دشمن پر حملہ کرنے کو اپنے مقام سے روانہ ہوئے اس جنگ مین اونہون نے راجہ بینی بہادر اور راجہ بلونت سنگھ کو میمنہ پر رکھا اور عنایت خان اور انوپ گیر ملقب بہ راجہ ہمت گر بہادر[1] و امراؤ گر کو میسرہ پر مقرر کیا اور شجاع قلی خان مشہور بمیان عیسی اور شیخ دین محمد اور شیخ غلام قادر کو ہراول مین متعین کیا اور مرزا علی خان اور سالار جنگ اور میر نعیم خان اور علی بیگ خان اور میر باقر تیمونی اور کراچی بیگ خان و کریم بیگ خان و عاشور بیگ خان و فتح علی خان درانی وغیرہ رسالہ ، اران ایرانی و تورانی کو اپنے ساتھ لیکر قلب لشکر مین کھڑے ہوئے اور بینی بہادر کے سیدھے ہاتھ کی طرف اوس سے تخمینا ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر قاسم علیخان نے اپنی فوج جمائے اوسکے ساتھ پانچ پلٹنین شمرو کی ماتحتی مین مع توپونکے انگریزی وضع پر چقماق وار بندوقون کے ساتھ آراستہ موجود تھین اور پانچ چھ ہزار سوار بھی تھے - قاسم علی خان کی فوج پچا پہاڑی کے مقابل جدہر جعفر خان کا مورچہ واقع تھا اوس سے ایک گولے کے ٹپے پر کھڑی ہوئی تھی - اور شاہ عالم یہان سے کئی کوس پر صفون کے پیچھے رہے - اور قدم بقدم آگے بڑھنے لگے - شجاع الدولہ عمارات شہر عظیم آباد کی آڑ مین آہستہ آہستہ چلکر میدان علی باغ کے متصل حسین خان مرحوم کے پاس نکلے بر نمایان ہوئے - اور توپ و بان کی لڑائی شروع ہوئی اور جدیر مع فوج کے عبارت کرکے قدم بقدم آگے کو چلے انگریزون نے بھی گولہ باری شروع کی - انگریزون کی ایک بڑی توپ کے دو گولے شمرو کی فوج مین گرے جو عالی جاہ کے ہراول مین اوس سے کسی قدر فاصلہ پر تھا - اور تلنگے زخمی ہوئے - اور کبھی انگریزی توپ کا گولہ شمرو کی فوج کے اوپر سے گذر کر عالی جاہ اور شمرو کے درمیان میدان مین گرتا تھا - شجاع الدولہ نے عالی جاہ کو پیام دیا کہ ہمارے ساتھ خود شریک جنگ ہو یا شمرو کو بھیجدو - مگر اوس نے لیت و لعل کیا اور اپنی جگہ سے نہ ہلا - ظہر کے وقت گوسائیون نے حملہ کیا - مگر انگریزون کی توپون نے نہ بڑھنے دیا

---

[1] بعض تاریخون مین اسکا یہان نام لکھا ہوا ہے - اسلئے اسجگہ بھی لکھا گیا - ۱۲

دو گہڑی کے بعد عنایت خان نے دہاوا کیا ۔ انگریزون نے بندوقون کی باڑہین مارکر توپون سے گراپ مارے ۔ اور مہدی گنج والے برج سے بجلی گولے برسنے لگے اور عنایت خان مغلوب ہوکر لوٹ آیا ۔ پھر تین گہڑی دن باقی رہے شجاع الدولہ کی تمام فوج نے حملہ کیا ۔ اور جلادت دکہائی یہانتک کہ انگریزی صفون تک پہنچکر اونمین اضطراب ڈالدیا ۔ تہوڑے سے انگریزی باجے والے ہاتہہ آگئے جن کے ڈہول اور طنبور چہین لئے ۔ مگر اونہون نے بڑا استقلال کیا برابر باڑہین مارتے رہے جس کی تاب فوج وزیر کو نہوئی ۔ اور سب کا منہ پہر گیا ۔ لیکن بلونت سنگہہ اور بینی بہادر اپنی اپنی جگہون پر قایم رہے ۔ شیخ دین محمد پسر تنہا سے شیخ مجاہد اور اوس کا بیٹا محمد شاہ مارے گئے ۔ اور ابتک پچہوا ہوا چلتی تھی کہ یکایک پروائی چلنے لگی ۔ اور اوس کے جہونکے لشکر وزیر کے سامنے آنے لگے ۔ یہ ہوا بدلی کہ انقلاب کا سناٹا بندہا ۔ اوسوقت سب نے دیکہا کہ تیسری باڑہ مارنے کے بعد انگریز اپنی توپ کو آگے بڑہالائی وزیر نے ایک شتر سوار عالی جاہ کے پاس بہیجکر اوس کے تساہل اور عدم یورش پر لعنت ملامت کرائی اور کہا کہ اب تو دن ختم ہوا لڑائی جاری رکہنی کا وقت نہین ہے ۔ کل تدارک مافات کیا جائیگا ۔ گل رحمت مین لکہا ہے کہ عنایت خان انگریزی مورچون کے قریب پہنچکر ایک نشیب مین گہوڑے سے اوتر گیا تہا اور سواران مغلیہ کے حملہ کا انتظار کرنے لگا تہا ۔ جبکہ انگریزی توپونکی آتشباری سے نالکون کا منہ پہر گیا ۔ تو مغلیہ سوارون کی ہمت آگے بڑہنے کو نہوئی ۔ عنایت خان نے کئی بار کہلا بہیجا کہ سواران مغلیہ حملہ کرین اودہر سے مین حملہ کرون ۔ اور شجاع الدولہ نے بہی بہت کوشش کی ۔ لیکن سواران مغلیہ نے دہاوا نہ کیا ۔ بلکہ پہلواڑی کی طرف جہان کیمپ قایم تہا بہاگنے لگے ۔ شجاع الدولہ نے اپنی سپاہ کا یہ حال دیکہکر کہا کہ میری رائے مین پہلواڑی کو چلنا چاہئے ۔ عنایت خان بہی مجبور ہوکر دو گہڑی دن رہے اپنی جگہ سے چلا آیا ۔ اور کئی بہاری توپین جو سپاہ مغلیہ سے چہوٹ گئی تہین وہ اپنے ساتہہ پہلواڑی کو لے گیا ۔ اودہر عالی جاہ نے شمرو کو

دیکہو سیر المتاخرین ۱۲

واپسی کی اطلاع دیکر بلا لیا۔ شجاع الدولہ اوس سے پیشتر پہنچ گئے تھے۔ عالی جاہ نے نصف راستہ طے کیا ہوگا کہ شام ہوگئی۔ انگریزی فوج مین سے ایک کپتان مع دو تین کمپنی کے نکلا جب معلوم ہوا کہ عالی جاہ ادہر کہڑا ہے چونکہ انگریزون کو اوس سے سخت عداوت تھی ایک باڑھ ماری جو سست لوگ پیچھے رہگئے تھے اس جسارت کو دیکھکر بہاگ نکلے۔ دوسرے روز صبح کو پھر وزیر کے دہاوے کی خبر مشہور ہوئی لیکن ظہور مین نہ آیا۔ بعد دو روز کے یہ خبر اوڑی کہ وزیر کے دنبل نکل آیا ہے۔ اور بعض کہتے تھے کہ اس لڑائی مین وزیر کے گولی لگی تھی جسکی شہرت دنبل کے نام سے کردی۔ شفایابی کے بعد وزیر نے حصار عظیم آباد کے جنوبی طرف دریاے پن پن کے پاس کیمپ قایم کیا۔ ہر روز تازہ خبرین اوڑا کرتی ہین کبھی یہ خبر مشہور ہوتی کہ میر جعفر خان کے مورچونکی طرف یورش ہوگی کبھی شہر کے مشرقی طرف سے دہاوا ہونیکے خبر اوڑتی تھی اور وزیر چند سوارونکے ہمراہ پرانے قاعدے کے مطابق شہر مورچون مین گشت کرتے تھے۔

وزیر کا لشکر انگریزی مین محصور ہونے سے بال بال بچ جانا

ایک روز انگریزون کے چند افسر مع مہدی علی خان کے جو عالی جاہ کا نوکر تھا۔ لیکن اوس سے علیحدہ ہو کر انگریزون سے متفق ہوگیا تھا اپنے حصار سے نکلکر وزیر کے لشکر کے آس پاس گہومتے تھے اور چند پہرے تلنگون کے بھی ہمراہ تھے۔ وزیر اسوقت نہایت بے خبر یہ تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ جنگل مین پھر رہے تھے۔ انگریزون کی جماعت کا وزیر سے مقابلہ ہوگیا۔ اور طرفین سے لڑائی ہونے لگی۔ گولیان اور تیر بطور قراول کے چلنے لگے۔ جب یہ دونون جماعتین کسی قدر قریب ہوئین تو مہدی علیخان نے وزیر کو پہچانکر میجر کارنگ سے جو اس جماعت کے ساتھ تھا کہدیا کہ یہ شجاع الدولہ ہے اوس نے بہت عجلت سے دوسری فوج طلب کی۔ اور آپ وزیر سے مقابلہ کرتا رہا۔ جب نئی فوج حصار مین سے نکلی تو وزیر کے ایک آدمی نے وزیر کے لشکر مین خبر پہنچائی کہ وزیر انگریزون کے جنگل مین پہنسا چاہتے ہین اودہر وزیر نے اپنی گرفتاری کے خوف سے اس تہلکہ سے باہر نکل جانا غنیمت جانا اور نہایت دانائی سے ودبرا ہوکر اوس گرفتاری سے بچ گئے۔ لیکن جب خبر لشکر مین گئی۔ عجیب انقلاب برپا ہوا۔ عالی جاہ مع اپنے رفیقون اور کل رفقاے وزیر کے حسب قدر کہ حاضر ہو سکے جلد مدد کو جا پہنچا۔

وزیر اور بادشاہ کا انگریزون سے صلح کا پیام جاری کرنا وزیر کا بکسر مین جاکر چھاونی ڈالنا

اس اثنا مین بادشاہ اور وزیر نے انگریزون کے ساتھہ صلح کی گفتگو شروع کی۔ انگریزون کو اس پر اصرار تھا کہ میر قاسم اور سمرو کو حوالہ کرین۔ اور وزیر کو اس پر اصرار تھا کہ میر جعفر کی حکومت سے صوبہ بہار جدا ہو جائے اس لیئے کوئی نتیجہ اس گفتگو کا نہ نکلا۔ اسی طرح ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ گذرا اور آخر ماہ جون مین شجاع الدولہ نے چھاونی توڑی اور تمام لشکر لیکر بکسر مین چلے گئے یہ مقام صوبہ عظیم آباد کے متعلق دریاے گنگا کے کنارے غازیپور کی مقابل واقع ہے اور غازیپور راجہ بنارس کے تحت مین تھا۔ جو وزیر کا خراج گذار تھا۔ برسات کا موسم آگیا تھا اسلیئے وزیر نے پٹنے کو گھیرے رکھنا مصلحت نہ سمجھا۔ اور یہ ارادہ کیا کہ برسات کے بعد جو کچھہ کرنا ہوگا کیا جائیگا[۵] اور عنایت خان رخصت ہو کر روھیلکھنڈ کو چلا گیا۔ حافظ رحمت خان نے جلد لوٹ آنے کی جگہہ اوس کے دیر مین واپس آنے پر اعتراض کیا۔ غلام حسین مولف سیر المتاخرین اور اوس کا باپ سید ہدایت علی یہ دونون وزیر کے لشکر مین مقیم تھے۔ چونکہ انکے اور بعض انگریزون خصوصاً ڈاکٹر فلرٹن سے اول بہت ہی دوستی تھی اسلیئے ڈاکٹر نے کئی خط غلام حسین کو بھیجے۔ اور ان مین لکھا کہ بادشاہ کو انگریزون سے موافق کر دے۔ غلام حسین نے اپنے باپ سے کہا کہ اگر یہ صورت ظہور مین آجاے تو انگریز بہت ممنون ہونگے۔ وزیر کا حال معلوم ہے کہ اون کو فتح حاصل ہونا دور ہے اس صورت مین انگریزون سے دوستی پیدا ہو جانا مصلحت کے مناسب ہے۔ پس اگر بادشاہ کو بھی منظور ہو تو اسلیئے شقہ لکھوا دیجیے۔ سید ہدایت علی نے منیر الدولہ کے اتفاق سے بادشاہ کے حضور مین سلسلہ چھیڑا۔ چونکہ بادشاہ بسبب خودسری وزیر کے اونکے پاس رہنے سے راضی نتھے فوراً راضی ہوگئے۔ ایک شقہ اپنے ہاتھہ سے لکھہ دیا۔ اور اوس مین یہ بھی تحریر کر دیا کہ جو شقہ غلام حسین کی معرفت پہنچے قابل قبول ہے۔ اور اسکی وساطت کے سوا اگر دوسرے ذریعہ سے کوئی شقہ پہنچے تو سمجھنا چاہیے کہ بپاس خاطر وزیر کے صادر ہوا اس تحریر سے بادشاہ کی غرض

---

[۵] مگر وہ الہ آباد کو نہین گئے تھے۔ مولف ماثر الامرا کی غلطی ہے کہ اوس نے لکھا ہے کہ وزیر الہ آباد کو گئے اور [illegible] واپس آکر انگریزون سے بکسر مین لڑے ۱۲

یہ بھی کہ راجہ شتاب رائے متوسط نہو کیونکہ وہ وزیر کے متوسلون اور بینی بہادر کے رفقا مین سے تھا اور بادشاہ نے غلام حسین کو بھی تاکید کی کہ اس شقے کا مضمون کسی پر ظاہر نکرے۔ یہ شقہ حاصل کر کے غلام حسین عظیم آباد کو روانہ ہوا۔ اتفاق وقت کو دیکھیے کہ اوس زمانے مین ڈاکٹر فلرٹن اور میجر کارناک سپہ سالار لشکر انگریزی کے درمیان سخت عداوت پیدا ہوگئی۔ جب غلام حسین بادشاہ کا شقہ لیکر عظیم آباد کے قریب پہونچا اور ڈاکٹر کو اطلاع دی تو اوس نے میجر کارنگ کو مطلع کر کے اوس سے محافظون کے نام عظیم آباد مین داخل ہونے کی اجازت حاصل کر کے بھیجی۔ غلام حسین جب ڈاکٹر کے گھر پہونچا تو میجر کارنگ اور ڈاکٹر کی مخالفت کا حال معلوم ہوا۔ غلام حسین نے ڈاکٹر سے تاکید کردی کہ اس شقے کا مضمون سادہو رام کو جو شتاب رائے کا وکیل تھا نہ معلوم ہو ورنہ بادشاہ اور شجاع الدولہ کے اور میرے واسطے بڑی قباحت ہوگی ڈاکٹر نے کہا کہ مین حتی الوسع اخفا مین کوشش کرونگا لیکن میجر کی رائے پر عمل ہونا اب ناممکن ہے۔ غرض دوسرے روز میجر کارنگ نے غلام حسین کو طلب کیا۔ اور میر جعفر خان کو بھی بلایا۔ اور پچھلے دن غلام حسین اور ڈاکٹر نے جاکر میجر اور میر جعفر خان سے ملاقات کی۔ اور شقہ دیا اوسنے شقے کو سر پر رکھکر کھولا اور تنہائی مین میر جعفر خان اور میجر صاحب نے سنا اور مضمون پر مطلع ہو کر غلام حسین کو جواب دیا کہ اب بادشاہ اپنے اختیار مین نہین بلکہ وزیر کے بس مین ہین اس حالت مین ہم اونکی ایلچی گری نہین کر سکتے۔ اور برخلاف ڈاکٹر کے اور بسبب محبت راجہ شتاب رائے کے سادہو رام کو طلب کر کے شقے کے مضمون سے مطلع کردیا۔ اور اوس نے اوسکی نقل کر کے راجہ شتاب رائے کے پاس بھیجدی۔ اور میجر نے غلام حسین کو رخصت کر کے شقے کے جواب مین عرضداشت لکھی۔ غلام حسین نے اوس کے مضمون بوج پر نظر کر کے بادشاہی جاسوسونکی معرفت بادشاہ کے پاس پہنچوادی۔

شجاع الدولہ کا عالی جاہ سے بدعہدی کرنا

میر قاسم عالی جاہ نے وزیر سے اقرار کیا تھا کہ گیارہ لاکھ روپیہ ماہوار وہ اونکو ممالک شرقیہ پر قبضہ پانے تک دیتا رہیگا۔ عالی جاہ نے دیکھا کہ بسبب قلت روپیہ اور تقاضاے وزیر کے ہر مہینے مین اونکے جال سے نکلنا مشکل ہے۔ اسلیے یہ تدبیر کی کہ وزیر کو پیام دیا کہ مجھکو مرشد آباد کی جانب رخصت فرمایئے تاکہ وہان جاکر عمل و دخل انگریزی مین [illegible] اندازی کرون۔ بالفعل اونکی فوج بھی کم ہے نہایت متوحش ہوتے۔ اور [illegible] بطرف اپنے آدمی مقرر کر کے زر تحصیل محاصل

کرون چونکہ اوس طرف کے حکام اور ریاست کا حال مجھے بخوبی معلوم ہی اسلئے یہ کام آپکے دوسرے متوسلون کی بہ نسبت مین اچھی طرح انجام دونگا - یہ پیام وزیر کے پاس علی ابراہیم خان لیگیا تہا وزیر نے کہا اگر عالی جاہ نہ لوٹا اسکی کیا صورت ہوگی اوس نے جواب دیا کہ عالی جاہ کو بجز آپکے در دولت کے اور جائے پناہ کہان ہے - خلاصہ یہ ہی کہ وزیر نے علی ابراہیم خان سے کہا کہ اگر تم عالی جاہ کی ضمانت کرو اور بطور اول کے میرے پاس حاضر رہو تو کیا مضائقہ ہے - علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ مجھے حاضر رہنے مین کوئی عذر نہین مگر زر موعود کا ضامن نہین - ہان جہان عالی جاہ کے عمال جاوین وہان آپکے سزاول بھی ہمراہ ہون - جو تحصیل ہو حضور مین ارسال کرتے رہین - وزیر نے کہا کہ ایسا نہین ہوسکتا ہی علی ابراہیم خان نے جواب دیا جو مرضی ہووے بہتر ہے مگر اسوقت مین اس کام کا نیک و بد حضور کے ذمے عائد ہوگا کیونکہ عالیجاہ حضور کے بھروسے پر حاضر در دولت ہوا ہی - اب وہ فکر کرنا چاہیے کہ آئندہ سلطنت رہے وزیر مین گو قوت منفعلہ[۵] نہ تھی مگر پھر بھی متاثر ہوئے فرمایا ہم اور لوگون کو مقرر کرینگے علی ابراہیم خان نے کہا بہتر ہے - غرض تو حضور کے افزایش اقتدار سے ہے - وزیر نے علی ابراہیم خان کو رخصت کیا - اور لہو و لعب[۵] مین مصروف ہوئے - اسلئے وہ کام فراموش ہوگیا - علی ابراہیم خان نے عالی جاہ کو جواب پہنچایا -

عالی جاہ کے خانساماں میر سلیمان کا وزیر سے مل جانا - اور عالی جاہ کی خرابی دولت

میر سلیمان نے مرزا بہلول اور بینی بہادر وغیرہ ارکان دولت وزیر سے سازو باز پیدا کرلیا تہا اور ایک بار ترک لباس کر کے گوشہ گزینی کا بہانہ کیا عالی جاہ نے اوس کے ڈیرے پر جا کر نئی پوشاک پہنوائی - لیکن اس رنجش بیوقت اور بے سبب کا کب تک علاج ہوسکتا تھا - اکثر بیجا رنجش پیدا کرتا رہتا تہا - اور عالی جاہ اوسکی حرکات سے بدمزہ ہوکر اپنے دربار مین اوسکی شکایت کیا کرتا تھا - اور کہتا کہ فلان روز جو بینی بہادر کے سر پر پینچ دیکہا تھا وہ ہمارے یہان کا شاید میر سلیمان نے اوس کو دیا ہوگا - کیونکہ وہ تحویلدار تھا - فلان انگوٹھی فلان شخص کے ہاتھ مین تھی - ایسی ایسی باتین میر سلیمان تک پہنچتین اور اوسکو عالیجاہ کی طرف سے

---

[۵] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲ ۔ [۵] دیکھو سیر المتاخرین ۔

بڑہتی تہی - یہانتک کہ ایک روز عالی جاہ کے لشکر سے اوٹہکر مرزا بہلو اور علی بیگ خان نسقچی ملازم وزیر کے پاس جاکر ٹہر گیا - اس واقعہ سے پانچ چہہ روز کی بعد وزیر نے عالیجاہ سے اوس زر معاہدہ کا تقاضا کرایا - عالی جاہ نے تنگدستی کا عذر کیا اور اکثر وقت عالی جاہ وزیر کی ناہنجاری[لہ] بیان کرتا رہتا تھا - علی ابراہیم خان اوس کو منع کرتا تھا - اور میر اتو وغیرہ جو عالیجاہ کے نوکر اور شجاع الدولہ کے خیر طلب تھے ان باتون کو وزیر کے گوش گذار کرکے اونکی طبیعت حیلہ جو[عہ] کو بہڑکاتے تھے - آخر کار وزیر نے کہلا بہیجا کہ بادشاہ آپ سے بقایائے صوبہ بنگالہ وغیرہ طلب کرتے ہین اور نیز محصل لوگ مقرر کرتے ہین - آپ جلد فکر کیجئے عالی جاہ نے علی ابراہیم خان کو سوال و جواب کے لئے وزیر کے پاس بہیجا - اوس نے وزیر کی خدمت مین پہنچکر عرض کیا کہ عالی جاہ بامید اعانت حاضر ہوا تہا - جو کچہہ میسر تہا اوس کے پہنچانے مین دریغ نہین کیا اب تہیدست ہے اور تقاضائے بادشاہ بموجب ہی - جناب والی بہی یہان کو حساب سمجھنے کے لئے حکم صادر فرمائین جو اوس کے ذمے برآمد ہوگا - اوس کے ادا کرنے مین قاصر نہوگا - اور اگر محصل بموجب ہوا امیدوار ضمانت ہے -

وزیر نے آزردہ ہوکر جواب دیا کہ مجھے کیا غرض تم جانو اور بادشاہ جانین - بیچ بہادر کون ہوتا ہی ہم سہل مشکل کو جانتے ہین - بادشاہ کو اختیار حاصل ہی جو چاہین کرین اوس نے یہ جواب عالیجاہ کو بہیجدیا - اور مشورے کے وقت عرض کیا کہ اگر روپیہ آپکے پاس ہو تو وزیر کی مرضی کرنا چاہیے - نہین تو وہان خود تشریف جاکر کہنا چاہیے کہ ہم آپکی توقع ضمانت پر آئے ہین جو کچہہ چاہے کیجئے -

عالی جاہ کا پوشاک امیری اتار کر لباس فقیری پہننا اور وزیر کا پھر پوشاک معمولی پہننے کی تکلیف دینا

عالی جاہ نے بعض بیوقوف مصاحبون کی صلاح کے بے سمجھے بوجھے دوسرے روز ۸ ذیحجہ ۱۱۷۳ ہجری کو صبح کے وقت فقیری لے لی اور مسند پر بیٹھنا ترک کرکے صحن خیمہ مین بوریا بچھاکر بیٹھا - اور اوسکی بیس مصاحب جو فہم سے بالکل عاری تھے گیروا فقیرانہ لباس زیب تن کرکے اوس کی ساتھ ہوگئے - جب یہ خبر وزیر کو پہنچی اونکو بڑی فکر ہوئی کیونکہ عالی جاہ کی فقیری اونکی رفاقت مین بدنامی کا موجب تہا اسلئے نوین ذیحجہ یوم عرفہ کو دلجوئی اور عذرخواہی کے لئے علی بیگ خان کو اپنی طرف سے اور اپنی مان نواب بیگم کیطرف سے جو صفدر جنگ کی بی بی اور برہان الملک کی بیٹی

[لہ] دکہو سیر المتاخرین [عہ] دیکہو سیر المتاخرین ۱۲

بھی بھیجا اوس نے پہنچکر رنگین ملامت اور شیرین عذرات دونون کی طرف سے کیئے عالیجاہ کو بات چیت کا اچھا سلیقہ نہ تھا اوس نے علی ابراہیم خان کو بلایا ۔ علی ابراہیم خان نے گو تبدیل لباس نہ کیا تھا ۔ مگر بزرگون کے خیال سے ایک حقیر سی پگڑی سر پر باندھ کر اور اسی طرح چلکے کپڑے پہنکر عالیجاہ کے پاس حاضر ہوا عالی جاہ نے کہا تم کو نواب وزیر نے بلایا ہی علی ابراہیم خان اوسی حالت سے علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمت مین روانہ ہوا ۔ عالی جاہ نے کہا کہ اس لباس سے وزیر کی پاس جاوگے اوس نے جواب دیا کہ جب آقا کی یہ صورت ہی تو بندے کو بجز اس لباس کے تکلف کی کیا ضرورت ہی ۔ اور اوسیطرح علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمت مین پہنچا وزیر نے بہت توقیر اور خاطر کر کے عالیجاہ کے تغیر لباس کا سبب پوچھا اور اپنی گفتگوے سابق سے معذرت کی فرمایا بادشاہ نے ایک بات کہی تھی اوسکو ہمنے ظاہر کر دیا ۔ اوسکی تدبیر معذرت کرنا تھا یا تبدیل لباس کر کے مجھے بدنام کرنا ۔ علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ حضور کے پاس بامید عنایت اپنا خانہ امید سمجھہ کر آئے ہین ۔ جب بادشاہی پیغام سے حضور نے آگاہ کیا چونکہ بجز حضور کے کوئی جائے امن نہ تھی ۔ اور حضور نے اوس مین کد کی ناچار دنیا سے ہاتھہ اوٹھایا وزیر نے بینی بہادر سے کہا کہ اب تم علی ابراہیم خان سے گفتگو کرو وہ دونون علحدہ ایک مقام مین بیٹھہ کر اپنے اپنے آقا کی طرفداری اور بھلائی کے باب مین پیروی کرنے لگے بینی بہادر چاہتا تھا کہ کسی طرح عالی جاہ کے ذمے تحویل رزنابت کیجے ۔ اور علی ابراہیم خان راضی ہو کر بکمال استغنا اپنے آقا کی ترک دنیوی بیان کرتا تھا ۔ بعد تھوڑی دیر کے وزیر نے دریافت کیا کہ کیا طے ہوا بینی بہادر نے کہا کہ دونون طرف گفتگو سخت ہی ۔ وزیر نے علی ابراہیم خان کو اپنے حس کے خیمے مین بلا کر جو کچھہ معلوم کرنا تھا دریافت کیا ۔ اور جو کچھہ کہ بینی بہادر اور علی ابراہیم خان مین سوال و جواب ہوتے تھے سُنے ۔ بعد اس کے کہا کہ اس وضع سے جو عالی جاہ نے اختیار کی ہی میری بڑی بدنامی ہی مجھے کیا کرنا چاہیے خان مذکور نے کہا کہ عالی جاہ کو بدرجہ لاچاری یہ امر پسند ہوا ہے ۔ اب جو کچھہ مناسب ہو آپ بندوبست فرمائے ۔ وزیر نے کہا ہم بخوبی سمجھہ گئے تم جا کر عالی جاہ کو اطلاع دو ہم بھی آتے ہین ۔ علی ابراہیم خان نے یہان سے جا کر تمام امور عالی جاہ سے ظاہر کیئے ۔ اور کہا کہ وزیر الممالک بھی آتے ہین ۔ ابھی یہ گفتگو ختم ہونے پائی تھی کہ وزیر بھی پہونچ گئے ۔ اور عذرخواہی کرنا شروع کی اور کہا کہ اس لباس درویشی کو دور فرمائیے ۔ اور لباس روزمرہ مثل سابق کے پہنئے ۔ عالی جاہ نے منظور نہ فرمایا اور وزیر کی بات کی تعمیل نہ کی ۔

وزیر کے اشارے سے شمرو نمکحرام کا عالی جاہ سے بغاوت اختیار کرنا

دو تین روز کے بعد شمرو نے اپنی پلٹنون کو تیار کر کے وزیر کے ایما سے تنخواہ کے لیے عالیجاہ کے خیمے کا محاصرہ کیا وہان سکہ رایج کہان تہا اشرفیان اندر سے منگوا کر دلادین ان ماجرے کے بعد عالیجاہ نے شمرو کو حکم دیا کہ اب زیادہ آدمی نوکر رکہنے کا مقدور نہین ہے۔ سپاہیان پلٹن اور توپخانہ کے عملے کو برطرف کر کے توپین اور حقانی بندوقین خانسامانی مین داخل کر دو صرف دو پلٹنین رکہہ لو چونکہ یہ نمکحرام وزیر سے مل گیا تہا جواب دیا کہ اب توپین اور بندوقین اوسکی ہین جس کے پاس ہین اور وہان سے توپخانہ اور پلٹنین لیکر وزیر کے پاس چلا گیا جنہون نے اوسکو نوکر رکہہ لیا۔ یہ شخص دراصل جرمنی کا رہنے والا تہا اول تو یہ فرانسیسیون کی سپاہ مین ایک سارجنٹ تہا پہر نواب قاسم علی خان عالیجاہ کے ہان فوج کا عہدہ دار بن گیا تہا۔

وزیر کے حکم سے عالی جاہ کا قید ہونا

موسیو لاک فرانسیس جو پہلے عالی جاہ کا نوکر تہا۔ اور بعد برطرفی کے وزیر کا نوکر ہوا تہا علی ابراہیم خان سے بہت دوستی رکہتا تہا پانچ چھ آدمی اپنے ہمقوم ہمراہ لیکر علی ابراہیم خان کے پاس گیا۔ اور کہا کہ کل شجاع الدولہ کی فوج عالیجاہ کی گرفتاری کو آئے گی۔ خدا جانے اوس وقت کی دار و گیر مین تم پر کیا گذرے۔ اسلیے مین یہ آدمی تمہاری حفاظت کے لیے مقرر کرتا ہون۔ انکی وجہ سے کوئی تمسے معترض نہو سکے گا علی ابراہیم خان نے اس اخلاص کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ یہ امر مجہکو نازیبا ہے جبکہ عالی جاہ بلا مین مبتلا ہوگا تو بندہ بہی کسی کی حفاظت نہین چاہتا۔ دوسرے روز پہر دن چڑہے وزیر کی فوج تیار ہو کر عالی جاہ کے خیمون کی طرف آئی۔ جب وہ فوج دور سے نمودار ہوئی دوبارہ موسیو لاک اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر علی ابراہیم خان کے پاس آیا اور کل کی باتون کا اعادہ کیا۔ اوس نے بہی وہی جواب دیا ناچار وہ لوٹ گیا۔ اور وزیر کی فوج نے عالی جاہ کے خیمون کو گہیر کر حرم سرا اور دوسرے کارخانون پر بندوبست قایم کرلیا۔ جو سردار کہ اس کام پر مامور ہوا تہا وہ عالی جاہ کے خیمے مین گیا۔ اور اوس کو ہاتھی پر سوار کرا کے خود خواصی مین بیٹھہ کر اپنے لشکر مین لیگیا اور ایک خاص مقام مین قید کر دیا۔

علی ابراہیم خان کا وزیر کے حکم سے قید ہونا اور پھر رہائی پانا

پچھلے دن مین وزیر کے چند سوار علی ابراہیم خان کے ڈیرے پر آئے۔ اور اوسکو حراست مین لے لیا۔ علی ابراہیم خان ان دنون سخت علیل تہا۔ سوا اس کے عالی جاہ کے تمام مصاحب اور اعلی ارکان وزیر سے مل گئے تھے۔ مگر حافظ اسرار خان منشی اور بعض دوسرے کارندے قید ہوکر وزیر کے نوکرون کی حوالات مین تہے علی ابراہیم خان کے ایک دوست نے اوس سے کہا کہ تم اپنے حالات کی عرضی وزیر کو لکھو۔ اوس نے تہوڑا سا مضمون اپنے حال کا وزیر کی خدمت مین لکھ بہیجا اوس وقت وزیر محلسرا مین تھے۔ حرم سرا کے وزیر کی محافظ جو عورتین تہین وہ اوس وقت سے علی ابراہیم خان کو جانتی تہین جبکہ وہ عالی جاہ کی طرف سے وزیر کی مان کے پاس زیور لیکر گیا تہا۔ علاوہ اسکے علی ابراہیم خان کو اللہ نے بسبب حسن اخلاق کے محبوب القلوب پیدا کیا تھا اون عورتون نے جب علی ابراہیم خان کا مقید ہونا سنا تو سب رنجیدہ ہوئین۔ اور عرضی وزیر کو پہونچا دی۔ خواجہ سرا نے وزیر کی طرف سے آکر سوارونکو تاکید کی کہ دور سے محافظ رہین بے ادبی نہ کرین۔ اور عرضی پر لکہا آپ سے تعرض نہین چند امور آپسے دریافت کرنا ہین وہ بھی سہل ہے۔

دوسرے دن صبح کو سواران رسالہ شجاع قلی خان نے جو میان عیسے کے نام سے مشہور رہتا علی ابراہیم خان کے پاس آکر کہا کہ تمہین وزیر طلب کرتے ہین۔ علی ابراہیم خان کرتہ اور دستار سے پالکی مین سوار ہوکر شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا۔ سواران ہمراہی کہ سفلہ مزاج تھے کبھی اوس کی پالکی محل عالی جاہ کی جانب لیجاتے۔ اور کبھی کسی اور طرف۔ جب دو تین مرتبہ ایسی حرکت ہوئی۔ خان مجبور نے شجاع قلی خان کے پاس کسی آدمی کو بہیجکر کہلایا کہ ناحق سواران ہمراہی دق کرتے ہین۔ جہان حکم ہو پہونچا دین۔ اوس نے ایک آدمی بہیجکر سوارونکو تہدید کی۔ اور اونکو کہلایا کہ خانصاحب کو ہمارے پاس لے آئین۔ وہ سوارون کو برا بھلا کہتا وہان آیا۔ اور علی ابراہیم خان کو وزیر کے اوس دیوانخانے مین جہان آپکے بیٹے مرزا امانی کا مکتب تہا لے گیا۔ اور وہان سے وزیر کے حضور مین لے گئے۔ اوسوقت بسنت علی خواجہ سرا داروغہ فیل خانہ عالی جاہ اور حافظ اسرار خان منشی وغیرہ عملۂ عالی جاہ وزیر کے سامنے کہڑے تہے۔ علی ابراہیم خان نے حضور مین پہنچکر ایک اشرفی نذر دکہائی اور بلا اجازت بیٹھگیا بیتی بہادر شجاع قلی خان اور یاقوت خان ناظر بھی جو خان مذکور کو لیکر گئے تہے۔ وزیر کے ل

رعونت[۵۱] سے سیر اراستہ علی ابراہیم خان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ کیون صاحب ہمنے یہ قاسم خان کے ساتھ کیا برائی کی تھی کہ جو اوس نے پچا پہاڑی کی لڑائی کے روز سمرو سے کہا کہ جسوقت بعد فتح ہماری سواری اوسکے سامنے سے نکلے وہ ہم پر فیر کرے۔ علی ابراہیم خان نے کہا کہ مجھے اسکی خبر نہین افسوس کہ اوس کے واسطے آپنے یہ تکلیف گوارا کی یہی دارالملک ہے اوسکی مسند نشینی کے لئے ادہر قدم رنجہ کیا اور وہ آپکے حق مین ایسا تجویز کرے وزیر نے آشفتہ ہو کر کہا کیا مین دروغگو ہون سمرو کو طلب کر کے مقابلہ کرادون۔ علی ابراہیم خان نے آزردہ ہو کر عرض کیا کہ مینے اپنی بیخبری بیان کی ہے۔ آپ کو جھوٹا نہین بتاتا ہون اور جو آپنے سمرو کے مقابلہ کو فرمایا اسوقت مین عالیجاہ کا وہ مرتبہ نہین رہا اب سمرو کیا ایک خدمتگار بھی مقابلے کو تیار ہوگا وزیر نے خجل ہو کر بکمال دلداری کہا کہ تم بڑی خوبی کے آدمی ہو۔ مگر عالیجاہ تم سے بہت بدظن تہا۔ اوسکی ناراضی مجھے معلوم ہے کہ اپنے دربار مین میری شکایت کرتا تھا اور ہم کو میری اہانت ناپسند تھی ممانعت کرتے تھے افسوس ہے ہم جانتے کہ تم جیسے نمک حلال خیرخواہ سے کیون بدظن ہوا۔ علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ مین نے اوسکی خدمت مین کوئی قصور نہین کیا۔ مگر یہی کہ حدود عظیم آباد سے نکلتے وقت اختلاف رائے تھا اوسکے رفقا کہتے تھے کہ مرہٹون کے پاس کمک استدعا کے لئے جانا چاہئے اور بندہ حضور کی طرف آنے کو اصرار کرتا تھا۔ کیونکہ میری نظر مین آپکے آستانہ دولت سے زیادہ کوئی جائے امن و پناہ عالیجاہ کے لئے نہ تھی۔ وزیر اس جواب سے نہایت شرمندہ ہوئے پھر کوئی بات نہ کر سکے۔ حرم سرا کی جانب چلدئے۔ مقربین نے دروازے تک مشایعت کر کے سلام گذارش کیا۔ وزیر نے علی ابراہیم خان کی طرف اشارہ کر کے کچھہ اپنی مقربین سے کہا۔ شجاع قلی خان وغیرہ علی ابراہیم خان کو مرزا امانی کے مکتب مین لے گئے۔ اور بیٹھنے کے بعد کہا کہ وزیر چاہتے ہین کہ تمھین اپنا مصاحب بنائین اور حکم دیا ہے کہ آپ کا مال و اسباب جو کچھہ جاتا رہا ہی وہ جاسوس تلاش کر کے واپس لائین۔ چنانچہ وہ سب مال اسباب آگیا ہی۔ اور وزیر نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ ہمارے دیوانخانے کے پاس تمھارے لئے ڈیرہ کہڑا کیا جائے۔ اور وزیر نے فرمایا ہی کہ تم عالیجاہ کے گھر کے معتمد ہو اور اوس کے رازدار ہو بعض رفقا سے عالی جاہ کی خیانت کا مال بنارس کے مہاجن کے پاس معلوم ہوا لیکن تمھاری اور عالی جاہ کی امانت کا حال اب تک نہین کھلا وزیر کہتے ہین کہ عالیجاہ نے چالیس ہزار اشرفیان

---

[۵۱] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

تمھارے حوالے کی ہتین - اگر بات واقعی ہی تو جس کے پاس تمنے رکھدی ہین اوس کا حال بتاؤ اوران لوگون نے کہا کہ ان اشرفیون کا حال بتا دینے سے وزیر کی مہربانی تمپر زیادہ ہوگی علی ابراہیم خان نے کہا کہ کسی نے اتبک ایسی باتین منہ سے دریافت نہین کی ہتین اب کہ آپ دریافت کیا چاہتے ہین جو کچھ مجھکو معلوم ہی عرض کرونگا اور لوگون نے شنبو سنگھ ہرکارے کو جو سیکڑون کا خون کرچکا تہا اور سمرو کی مونچھ کا بال ہو رہا تہا اور ان اشرفیون کا حال بھی اوسنے بیان کیا تھا طلب کر کے مقابلے کے لئے علی ابراہیم خان کے روبرو کہڑا کیا - علی ابراہیم خان نے جو جواب دیا تہا لوگون کو اشرفیون کے ملنے کی آس بند ہو گئی تھی - اور جاکر شجاع الدولہ سے عرض کرادیا تھا کہ اشرفیون کے حصول کی امید ہوتی ہی جب لوگ استفسار کرنے لگے تو علی ابراہیم خان نے کہنا شروع کیا کہ آبدار خانے سے جواہر خانے تک سب نقد وجنس سمرو کے بہرونکے سپرد تہا لاکہون اشرفیان اوس کی حوالے ہوئی ہتین مگر وہ سرکار مین نہین پہنچین - لوگ شنبو سنگھ کیطرف متوجہ ہوے اوسنے انکار کر کے کہا کہ محض بے اصل ہی - علی ابراہیم خان نے ہنس کر کہا کہ جبکہ ایک ایسے شخص کا کہنا کہ جو معتمد اور امین ہو بے اصل ہو تو ایک کمینے اور بے اعتبار آدمی کے کہنے پر اعتماد کیا ہی ہبتی بہادر اس بات کو سنکر محلسرا کے دروازے پر گیا - اور سب حقیقت وزیر کو کہلا بھیجی اور یہ بھی عرض کرایا کہ جو شخص جواب مین الزام دے اور دوسرونکی نادانی ثابت کرے اوس سے معارضہ کرانا بجز ندامت اور تفضیح کے کوئی مفید نتیجہ نہ دیگا - وزیر نے علی ابراہیم خان کی معاودت کے لئے حکم صادر کیا اوسنے شجاع قلی سے کہا کہ دس بارہ آدمی شکستہ حال میرے ہمراہ ہین اور دیوان خانے کے پروس مین آرام نہین ملیگا - اگر عنایت کر کے اپنی چہاونی مین جگہ دین تو بہتر ہو شجاع قلی خان نے حرم سرا کے دروازے پر جاکر اسکی بھی اجازت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لیجا کر ٹہیرایا اور نہایت خاطر کرتا رہا - ڈیڑہ مہینے تک کہ زندہ رہا کوئی دقیقہ دلجوئی کا باقی نہ چہوڑا - عالیجاہ کا مال جہانتک عورتون اور خواجہ سراؤن وغیرہ ملازمین کی کوشش سے معلوم ہوا شجاع الدولہ کی ضبطی مین آیا البتہ کسیقدر جواہرات بیش بہا جو اس سانحہ سے قبل اوس نے شیخ محمد عاشق کی معرفت نجیب الدولہ کے ملک مین بہیجدیا تہا وہ ضبطی سے محفوظ رہا -

اس ضبطی مال مین وزیر نے دنیا بہی مروت اور انسانیت کو نہ برتا - اگر میر قاسم کی کہین ایک کوڑی بہی معلوم ہوتی تو لے لیتے[1] - اگرچہ وزیر نے وہ وفاداری جو بشرط استواری اصل ایمان ہی خود اسکی

---

[1] دیکھو تاریخ ہند مولفہ مولوی ذکاء اللہ صاحب ۱۲

ساتھ نہین کی مگر یہ اونکی بڑے درجے کی فتوت اور مروت تھی کہ ہرچند انگریزون نے بار بار باصرار اونسے یہ درخواست کی کہ میر قاسم کو اونکے حوالے کرین۔ مگر اونھون نے یہ بدسلوکی اپنے مہمان کے ساتھ نہین کی۔

میر سلیمان کا قلعہ رہتاس کے فتح کرنے کے لئے روانہ ہونا اور وہانسے نامراد واپس آنا۔

جبکہ عالیجاہ اسیر چاہ ادبار ہوا تب میر سلیمان نے شجاع الدولہ کے حضور مین رسوخ حاصل کیا۔ اور شجاع الدولہ کے مقربونکے ذریعہ سے عرض کرایا کہ قلعہ رہتاس کا حاکم یعقوب کمیدان اور ساہ مل وہانکا قلعہ دار میرے متوسلین مین ہین اور وہانکا مال وغیرہ سب مجھکو معلوم ہے۔ اگر حکم ہو تو تدبیر کرکے اوس قلعہ پر وزیر کا قبضہ کرادون وزیر تو ایسی باتون کی خواہش اور جستجو مین رہتے ہی میر سلیمان پر بڑی مہربانی کرکے اوسکی استدعا کے بموجب میر رحیم خان حاکم سہسرام اور ساہ مل اور یعقوب کے نام پروانے اپنی سرکار سے لکھوا دئے۔ میر سلیمان یہ پروانے لیکر اور پہلی محبت کے خیال ہی رہتاس کو گیا۔ ادھر میجر منرو نے جو انگریزی فوج کا سپہ سالار تھا ایک خط غلام حسین مولف سیر المتاخرین کو ڈاکٹر فلرٹن کے ذریعہ بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ اگر قلعہ رہتاس ہمارے قبضہ مین آجاتا ہے تو آپکی مزید دوستی کا موجب متصور ہو۔ غلام حسین ساہ مل کے ساتھ پہلے سے احسان کرچکا تھا اور ساہ مل کے اقربا۔ غلام حسین کی جاگیر کے قریب رہتے تھے۔ غلام حسین نے یہ راز ساہ مل سے کہا اور اوس کو سمجھایا کہ انگریزون کا پلہ بھاری ہے بہت جلد وزیر مغلوب ہونگے اگر اپنا بھلا چاہتے ہو تو قلعہ انگریزونکے حوالہ کردو تاکہ تمہارے اور تمہاری اولاد کے حق مین بہتری ہو۔ وہ شخص خود بھی عقیل تھا۔ غلام حسین کی بات کی تہ کو پہونچکر غلام حسین کی گفتگو اور میر سلیمان کی غرض کو خوب سمجھا۔ اور میر سلیمان کو حیلے مین رکھکر غلام حسین کو جواب بھیجا کہ کسی انگریزی افسر کو مع فوج جلد بلا لو۔ اور اپنے مطالب ایک کاغذ پر لکھکر بھیجے کہ اسپر انگریزون سے اطمینان کے لئے دستخط کرادو۔ غلام حسین نے ڈاکٹر اور میجر منرو کو لکھکر انگریزی فوج نواح سہسرام سے منگالی۔ اور ساہ مل کی اور اپنے مطالب کی فرد پر دستخط بھی کرا منگائے۔ چنانچہ وہ قلعہ انگریزونکے قبضے مین آگیا۔ میر سلیمان انگریزی فوج کے پہنچنے کی خبر سنکر وزیر کے لشکر کو لوٹ گیا۔ اور شجاع الدولہ سے غلام حسین کی برائی بیان کی۔

میجر منرو کا بکسر میں شجاع الدولہ سے جنگ کے لئے آنا اور وزیر کی فوج مہہ کا شکست پانا

میجر کارنگ کی جگہ میجر منرو آیا جو بمبئی میں بادشاہ انگلستان کا نوکر تھا وہ وزیر کی جنگ پر مامور ہوا اور اوس نے ارادہ کیا کہ برسات کے ختم ہوتے ہی لڑائی کا سامان کرنا چاہیے۔ وزیر کے[۵۱] ہان کثرت غفلت سے یہ حالت تھی کہ کچھ فکر سرانجام حرب و جنگ اور ملاحظہ توپخانہ کی نہ تھی۔ نہ کوئی جنگی سامان تیار کیا وزیر کو مطلق اپنے لشکر اور انگریزوں کے انتظام کی خبر نہ تھی جو پڑ کھیلتا۔ کبوتر اوڑاتا یہی معمول تھا گویا اپنے ملک میں باطمینان سیر و شکار کرتے تھے۔ البتہ اسقدر کیا تھا کہ مورچے بندی تھوڑے سے دریاے گنگا تک تیار کرا رکھے تھے اور اوسی کی پناہ میں لڑنے کا ارادہ تھا۔ ۱۵۔ ستمبر کو انگریزی لشکروں کو حکم تھا کہ وہ اپنی چھاونیوں سے وزیر سے جنگ کرنے کے لئے چلیں ابھی لشکر نہ چلا تھا کہ یہ خبر معلوم ہوئی کہ وزیر نے دریاے سون کے کنارہ پر انگریزی لشکر کے روکنے کے واسطے مورچے بنائے ہیں۔ ایکطرف میجر چمپین سپاہ کے ساتھ بھیجا گیا۔

دوسری طرف میجر منرو خود آیا شجاع الدولہ نے میر ولی اللہ نامی اپنے ایک سردار کو جو عظیم آباد کا رہنے والا اور وزیر کیطرف سے پرگنہ بھبوا وغیرہ مقامات شاہ آباد کا عامل تھا انگریزوں کے روکنے کے لئے مقرر کیا تھا جب انگریزی فوجیں ادھر بڑھنے لگیں تو اوس نے اپنی فوج مغلیہ کو قراولی و چپاولی پر بھیجا جنہیں انگریزی لشکر نے گولیسے مار کر ہٹا دیا اور ایک توپ کلان جو پیشتر دریا کے کنارے وزیر نے فوج انگریزی کے مقابلے کو بھیجی تھی واپس طلب کی چونکہ برسات کیوجہ سے کیچڑ اور دلدل بکثرت تھی اثناے راہ میں بعض جگہہ دلدل میں وہ توپ ایسی پھنس گئی کہ نکلنا دشوار ہوا وزیر خود ایک ہزار سوار لیکر گئے اور اوسکو نکالا اور اپنے لشکر میں واپس لائے اور وزیر کی فوج کے دریا کے کنارے سے ہٹنے سے انگریزی لشکر دریا کے پار اوتر آیا شجاع الدولہ کا لشکر بکسر میں پڑا ہوا تھا میجر منرو نے اوسکی طرف کوچ کیا۔ اور ۲۲۔ اکتوبر ۱۷۶۴ء کو وہ وزیر کے لشکر سے تین کوس کے فاصلے پر ایک جھیل کے کنارے پر آکر خیمہ زن ہوا وہ جھیل دونوں لشکروں کے درمیان میں واقع تھی۔ صبح سے پہلے وزیر کے لشکر پر انگریزی لشکر کے حملہ کرنے کی ٹھہری تھی انگریزوں نے جاسوسوں کو شجاع الدولہ کے لشکر میں بھیجا کہ جاکر خبر لائیں۔ مگر جب وہ آدھی رات تک

---

[۵۱] سیر المتاخرین میں بیان ذیل دیکھو ۱۲

واپس نہ گئی تو میجر صاحب کو یہ یقین ہوا کہ وہ دشمنونکے پنجے مین گرفتار ہو گئی اسلئے حملہ کرنا دوسرے دن صبح کو ٹہیرایا صبح کے وقت جاسوس خبر لائے کہ رات بھر وزیر کی سپاہ کی تیاری ہوتی رہی اور خوف کے مارے مستورات خانہ و خزانہ کو دور بھیجدیا ہی - توپخانہ چلا آتا ہے - مگر یہ ساری سپاہ کی تیاریان مورچون ہی کے اندر ہین - اسپر میجر صاحب نے کہا کہ اب ہمکو حملہ کرنے کی ضرورت دشمنو نپر نہین ہی وہ خود ہی حملہ کرنے آتے ہین اوس کا یہ خیال غلط نہین تھا کہ وزیر اپنی ضد کو چھوڑکر لڑائی کے ارادہ سے مورچون سے باہر نکلے موشیر لاک اور شمرو آٹھ توپ ولایتی اور آٹھ پلٹن تلنگونکے ساتھ انگریزون کے مقابل بھیجے گئے اونکی پشت پر شجاع قلی خان مع چھ سات ہزار پیادہ و سوار کے معین ہوا - اور خود وزیر فوج مغلیہ کے ساتھ دست راست پر بڑھے اور راجہ بینی بہادر دست چپ بر دریاے گنگا کے کنارے کہنڈرون کے متصل قایم ہوا - توپ کی لڑائی شروع ہوئی طرفین کے سپاہی مقتول و مجروح ہونے لگے وزیر نے مع فوج مغلیہ کے دباوا کیا - درانی اور مغل میجر منرو کے ساتھیونپر ٹوٹ پڑے - اوسکی بہیر اور لشکرگاہ کو خوب قتل و غارت کیا شمرو اور موشیر لاک کی گولہ اندازی سے انگریزی فوج پریشان ہو گئی میجر منرو اسوقت جہیل اور دلدل کے حائل ہونے کی وجہ سے دباوا نہین کر سکتا تھا اوس نے تہوڑی فوج گنگا کیطرف روانہ کی جسنے بینی بہادر پر حملہ کیا شیخ غلام قادر وغیرہ لکھنوی جو بینی بہادر کے ہراول تھے کہنڈرونکی آڑمین چھپے ہوئے تھے - انگریزی تلنگے اونکی نگاہ سے مخفی جاتے تھے جب آبادی کے کنارے پر پہنچے تو ٹہیلونکی آڑ سے اون تلنگون نے باڑھین مارنا شروع کین - شیخ غلام قادر کو اسوقت خبر ہوئی تو مستعد مقابلہ ہوا - جب تک یہ صف بندی کرے تلنگون نے آگ برسانا شروع کی شیخزادے بھی بقدر طاقت بندوقین چلانے لگے - چونکہ دفعتًا اونپر باڑھین پڑنے لگی تھین اونکا جواب پورا پورا نہ دے سکے اون تلنگونکی آتشبازی نے ان کا کام تمام کر دیا - شیخ غلام قادر اور بہت سی سپاہ کام آئی اور باقی بہاگ نکلے - اسوقت راجہ بینی بہادر نے غالب خان سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہئے - خان مذکور نے جواب دیا کہ اگر آبرو درکار ہو جان نثار کیجئے ورنہ فرار بہتر ہے - بینی بہادر نے آبرو کا لحاظ کیا اوسنے کہا بسم اللہ اور پیادہ ہونے کا اشارہ کیا - غالب خان مع اپنے بھتیجے وحیدالدین خان کے پیادہ ہو کر پڑا بینی بہادر کو جان دینا گوارا ہوا میدان سے منہ پہیرا - میر وحیدالدین خان نے بینی بہادر کی اس بے اعتنائی سے باپ کو آگاہ کیا - غالب خان اپنے آقا کو اس حالت مین دیکھ کر خود بھی گھوڑے پر سوار ہو کر راجہ کے پیچھے بہاگ نکلا ۵

جو ادر قشقغ گشت آگہ سپاہ
گریزان برفتند ز آوردگاہ ۵

چنان لشکر شکن و آن انجمن   پراگندگی یافت از جید تن

شجاع قلی خان معروف بہ میان عیسی کا موشیر لاک و شمرو کے عقب سے نکلکر دونون فوجون کے درمیان مین حائل ہو جانا اسوجہ وزیر کی فوج کے انتظام مین برہمی پڑکر باوجود ظہور غلبہ کے شکست پانا

شجاع قلی خان نے جو انگریزی تلنگون اور شہزادون اور بینی بہادر کی سپاہ کی بندوقونکی آواز سنی تو اوسنے یہ خیال کیا کہ بینی بہادر اور اوسکے ساتھیون نے جسارت کرکے دشمنون پر حملہ کیا ہی۔ اگر اونھون نے لڑائی فتح کرلی تو وزیر کے سامنے میری بڑی بے آبروئی ہوگی۔ اور اوس نے اس خیال کو ایسا مضبوط اپنے دلمین جمایا کہ حقیقت بھی دریافت نہ کی اور نہایت عجلت کے ساتھ سمرو اور موشیلاک کے عقب سے نکلکر آگے بڑھنا۔ روبرو دلدل تھی اوس سے گذرنا مشکل ہوگیا اس کے علاوہ انگریزون کیطرف سے اس تیزی کے ساتھ آگ برس رہی تھی کہ قدم بڑھانے کی مجال نہوئی۔ اوس کے ساتھ چھ سات ہزار آدمی تھے جن مین سے تھوڑے آدمیون نے رفاقت کی۔ اس جماعت کے آگے بڑھجانے سے سمرو اور موشیر لاک کی توپ چلنے سے بند ہوگئی۔ کیونکہ شجاع قلی خان طرفین کی صفونکے درمیان مین حائل ہوگیا تھا اودھر سے میجر منرو نے دھوئین اوڑادئے۔ شجاع قلی خان اور اوس کے بہت تھوڑے ساتھی دلدل سے نکل گئے۔ مگر انگریزی فوج کی باڑھون نے اونھین پچھاڑ دیا۔ ملک عدم کی راہ لی جو ہمراہی بچے وہ بھاگ نکلے۔ اور میدان مین جو لوگ کھڑے تھے اونھین بھی اپنا اضطراب دکھلاکر اپنی ہمراہی پر آمادہ کیا۔ اور بینی بہادر کے مقابل سے گذر کر لشکر وزیر مین داخل ہوئے اور اب کسی کو تاب قیام نرہی۔ آدمی کا کون شمار تھا۔ زمین چل نکلی۔ مغلون اور درانیون نے یہ ابتری دیکھی تو نمک حرامی سے لشکر وزیر کے لوٹنے مین مصروف ہوئے تھوڑی ہی دیر وزیر امید لگائے رہے۔ جب ہمراہیون نے ترک رفاقت کی خود بھی میدان سے بھاگ نکلے۔ وزیر کا اور اونکے لشکر کا تمام مال اسباب انگریزونکے ہاتھ لگا۔ آپس مین بھی خوب لوٹ مار کی۔ جو جسکے ہاتھ لگا وہ دبا بیٹھا۔ بڑی لوٹ ہوئی۔ درحقیقت لشکر بہر جنس معمور تھا۔ نو بجے سے لڑائی شروع ہوئی تھی۔ اور

بارہ بجے تک خوب زور شور سے جاری رہکر وزیر کی فوج بہاگی اوس وقت انگریزی لشکر نے اوس کا تعاقب کیا۔ مگر شجاع الدولہ نے عقلمندی کا ایک کام کیا۔ اگرچہ اونکی تہوڑی سی سپاہ تباہ ہوئی۔ مگر بہت سی بچگئی میدان جنگ سے دو میل پر ایک ندی تھی اوس پر کشتیوں کا پل اونہون نے باندہا تہا پہلے اس سے کہ انگریز وہان پہنچین اوسے توڑ ڈالا۔ اگرچہ دو ہزار آدمی اس پل ٹوٹنے کے سبب سے ڈوب کر اور اور طرح سے مر گئے۔ لیکن شجاع الدولہ یہ نکرتے تو انگریزی فوج اس ندی سے پار اوتر کر اونکی ساری سپاہ کو کرمناسہ مین ڈبو کر ملیا میٹ کردیتی۔ اور میر قاسم کا خزانہ مع جواہرات کے دو کروڑ روپیہ کا لے لیتی بہت لشکری دریا کی کیچڑ اور دلدل مین پہنسکر تلنگونکی بندوقون سے راہ عدم کے رہرو ہوتے انگریزون نے دریا کے کنارے کہڑے ہوکر فراریون پر گراب مارنا شروع کئے۔ اور بندوق کی گولیون کا مینہ برسایا کچھ گہوڑے گرے اور گولیون سے ہلاک ہوتے۔ جو گنوارون کے پلے پڑے اون کے ہاتھ سے کام آئے۔ باقیماندہ نہایت بےعزتی سے بچکر نکلگئے۔ اور دریا پار مفرورون مین مل گئے۔ وزیر کو شکست شجاع قلی خان کی جہالت سے حاصل ہوئی۔ جابر نامی کا ناظم اوسکی جہالت پر نہایت نفرین کرتا ہے اور کہتا ہے۔ ؎

نہ دانست بیچارہ از راے خام ز دستور در کین برآوردہ نام
بصحبت خسان تنگ مایہ کمدہ کار کہ ہستی ز سینہ ہان کینہ کار
شدے فربہی جنبت دستور شاہ نماندے ز انگریز یکتن سپاہ
ز اندیشہ خام آن شور بخت شود واژگون کار و لب یار بخت
برآوردہ نامش بخاک افگند سپہ را بدام ہلاک افگند

لڑائی بھی قابل یاد رکہنی کے ہے۔ اوس مین انگریزی سپاہ مین آٹھ سو ستاون گورے اور پانچ ہزار دو سو ستانوے تلنگے اور نو سو اٹھارہ ہندوستانی سوار کل سات ہزار بہتر آدمی تہے اور بیس توپین تہین شجاع الدولہ کے پاس لشکر مین اکثر ساٹھ ہزار آدمی بتلاتے ہین اور جنہون نے اوس کا تخمینہ بہت ہی کم کیا ہے وہ چالیس ہزار سے کم نہین کہتے۔ اس لشکر مین سے دو ہزار نے میدان کارزار مین راہ عدم لی۔ اور سردارون مین سے میان عیسی اور مرتضی اور غلام قادر خان اور غلام یاسین خان اور عبد الرزاق اور علی اکبر خان اور محمد رضا خان مارے گئے۔ اور ہمت بہادر کی ٹانگ مین زخم شدید آیا اور پل ٹوٹنے کے سبب سے جو ڈوبے اور مرے وہ اس شمار سے باہر ہین۔ ۱۳۳ توپین انگریزونکے ہاتھ آئین انگریزی لشکر مین بھی جانون کا بہت نقصان ہوا۔ ۸۴۷ آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔

شجاع الدولہ کے اس ٹڈی دل فوج کے شکست پانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس جو وزیر کا شریک تھا اس لڑائی مین انگریزونسے ملگیا۔ نواب کا مورچہ اوسکے سپرد تھا اوس مین انگریزی لشکر کو بلا لیا تھا وزیر نے اپنے زخمیونکی کچھ خبر نہ لی اونکو میدان مین بیدست و پا چھوڑ گئے اسوقت نصرتمندونکی فیاضی پر آفرین ہے کہ وہ پانچروز تک متواتر اون زخمیونکو چنتے رہے جن مین جان باقی تھی۔ اونکو پانی پلایا۔ بھات کھلایا۔ ڈاکٹرون کو فرصت اتنی نہ تھی کہ وہ انگریزی لشکر کے زخمیونکی بھی مرہم پٹی اچھی طرح سے کرتے اسلئے دشمنونکے زخمیونپر مرہم نہ لگا سکے۔ وزیر نے مع متعلقین کے الہ آباد کی راہ لی اس فتح سے بڑے بڑے عمدہ نتیجے انگریزون کے لئے پیدا ہوئے۔

نواب وزیر جو مدت سے گویا سلطنت ہند کے مالک بنے ہوئے تھے وہ تو پست ہو گئے اور انگریزون کا حکم ہندوستان مین سب پر غالب ہو گیا۔ تاریخ آغاز دولت انگریزی کی ہند مین اس مصرع سے نکلتی ہے

درہند امیر شد فرنگی (۱۱۷۸ھ)

میر قاسم کا انجام کار

شجاع الدولہ نے اس لڑائی سے ایک دن پیشتر عالی جاہ کو قید سے نکالکر ایک لنگڑی ہتھنی پر رخصت کر دیا تھا اوس رات کو جسکی صبح کو شکست ہوئی علی ابراہیم خان نے عالیجاہ کی رہائی کی خبر پاکر اوسکو پیغام دیا کہ میرے پاس تشریف لائیے۔ میرے پاس ایک عمدہ گھوڑا اور ایکہزار روپیہ موجود ہے مینے یہ چیزین آپکے پاس اس خیال سے نہین بھیجین کہ مبادا وزیر خبر پاکر درپئے تزویر ہو اگر ارشاد ہو روانہ کرون۔ عالیجاہ نے جواب دیا کہ تمہاری مروت پر آفرین ہے۔ مگر اسوقت مناسب وقت نہین بروقت ضرورت طلب کرلونگا۔ اتفاق سے اوسی شب کو وہ ہتھنی ملی کہ شکست کے وقت عالیجاہ بھی فراریونکے ساتھ نکلگیا۔ اور گرتا پڑتا بنارس سے چھ سات کوس پر مقیم ہوا۔

بادشاہ کا انگریزونکی پناہ مین داخل ہوجانا اوراوسکے ساتھ گنگا کو عبور کرنا

منی بہادر وزیر کے حکم سے بادشاہ کو ہمراہ لیجانے کے لئے گنگا کے کنارے بنارس کے مقابل جہان بادشاہ پڑے ہوئے تھے متعین تھا۔ چونکہ شجاع الدولہ کے ہاتھ سے بادشاہکا نتھنون مین دم تھا

شکست کے بعد بادشاہ نے ایک شقہ میجر منرو کو اس فتح و ظفر کی تہنیت مین لکھا۔ اور بیان کیا کہ مین اپنے وزیر کے ہاتھ مین قید ہون مجھے اس قید سے آپ چھڑایئے اور میری حمایت و استعانت مین کوشش کیجئے اگرچہ مین وزیر کے ساتھ تھا۔ مگر لڑائی سے ایک رات پہلے اوس سے جدا ہو گیا تھا بینی بہادر نے جب یہ حالت دیکھی تو مع لشکر کے دریا کو اوتر گیا۔ انگریزی سپاہ بکسر مین کئی روز تک اس سبب سے رہی کہ مُردونکو دفن کرے اور زخمیونکی خدمت اور چارہ سازی کرے۔ اب میجر منرو نے بنارس کیطرف کوچ کیا۔ بادشاہ بھی اپنے پہرے چوکی سمیت اسطرف چلے آتے تھے۔ اور انگریزی لشکر سے اونکا بہت تھوڑا فاصلہ تھا۔ جب بینی بہادر گنگا پار ہوا تو بادشاہ نے منیر الدولہ کے مشورے سے انگریزون کو طلب کیا۔ انگریز بھی اون سے ملنا چاہتے تھے۔ میجر منرو بہت جلد آکر سلام سے مشرف ہوا۔ بادشاہ نے اوس سے کہا کہ آپ میری حمایت کیجئے۔ اور اس کے عوض مین شجاع الدولہ کی تمام ریاست لے لیجئے۔ یا جو کچھہ اور جی چاہے وہ مانگ لیجئے۔ میجر منرو نے اپنے اعلی افسرون سے اس باب مین صلاح پوچھی۔ اور بادشاہ کی درخواست کی نسبت کہا کہ جب تک کونسل کلکتہ کا حکم نہ آئے مین منظور نہین کرسکتا۔ میجر منرو نے بادشاہ کی درخواست کے مطابق مقام بنارس سے کونسل کلکتہ کو ۲۲۔ نومبر ۱۷۶۴ء کو رپورٹ کی کہ بادشاہ کہتے ہین کہ اگر یہ ملک رکھنا ہے تو مجھکو اوسپر قابض کرادو اور تھوڑی فوج انگریزی میرے ساتھ رکھو تاکہ ظاہر ہو کہ میری حفاظت انگریز کرتے ہین۔ اور اوس کا خرچ میرے ذمے ہوگا۔ اگر کوئی دشمن مجھپر حملہ کرے گا تو مین ایسی موافقت ملک کے ساتھ کرونگا کہ اپنی فوج سے اور اوس تھوڑی فوج انگریزی سے ملک کو بچا لونگا اور انگریزون سے زیادہ مدد طلب نہ کرونگا۔ اور مین اوس انگریزی فوج کی تنخواہ آمدنی ملک سے سالانہ دونگا جو کچھہ وہ طلب کرینگے۔ اگر انگریز بخلاف اپنے فائدے کے وزیر سے صلح کرینگے تو مین دہلی چلا جاونگا اسواسطے کہ مین یہ نہین چاہتا کہ مین پھر ایسے شخص کے قبضے مین گرفتار ہوون جسنے مجھے اسقدر دق، اور تکلیف دی ہے میرا کوئی دوست معتبر سوا انگریزون کے نہین ہے۔ اور اونکی سابق مراعات کی نسبت مین ہمیشہ اونکا لحاظ اور ادب کرونگا اب اونکا وقت ہے کہ ایسے ملک پر قابض ہون جس مین دولت اور روپیہ بکثرت ہے۔ اور مین اوسی قدر پر راضی ہونگا جسقدر وہ مجھے بخوشی دینگے۔ روہیلے جو وزیر نالایق کے ہمیشہ سے دشمن ہین وہ تمام میرے دوست ہین[ف]۔

شرایط جو بادشاہ نے قرار دی تہین

نظر مدد اور وفاداری انگریزی کمپنی کے جسنے ہم کو تکالیف سے رہا کیا ہے اور بنائے سلطنت خداداد کو

[ف] دیکھو جلد دوم عہدنامجات مین عہدنامہاے بادشاہ دہلی ۱۲

انجام دیا ہی۔ ہم بہ خوشنودی تمام عنایات شاہی انگریزی کمپنی کی نسبت بذریعہ شرایط ذیل ظاہر کرتے ہین اور یہ شرایط حال و استقبال مین جاری و قایم رہینگی۔ بلحاظ اسکے کہ انگریزی کمپنی کا خرچ عظیم ہوا۔ اور اوسنے تکالیف اور خطرات جنگ جو ناحق شجاع الدولہ نے خلاف مرضی حضور کے اوسنے کی تھی اوٹھائے ہین۔ ہمنے ملک غازیپور اور باقی زمینداری راجہ بلونت سنگہ جو شجاع الدولہ کی نظامت بین واقع ہی اوسکو دی اور وہانکا انتظام و حکومت اوسکے سپرد ہوی جسطرح ابتک نواب شجاع الدولہ کے سپرد تھی۔ اور چونکہ راجہ بلونت سنگہ نے سرداران انگریزی کمپنی سے معاملہ کرلیا ہی اسواسطے وہ اوسکی مطابق انگریزی کمپنی کو مالگذاری دیا کرے۔ اور علاقہ مذکور کی جمع مالگذاری کی شاہی مالگذاری کی کتاب سے اب کچہہ تعلق نہین رکھتی اور وہ خارج کیجائیگی۔ فوج انگریزی کمپنی ہمارے ہمراہ ہوکر الہ آباد اور شجاع الدولہ کی نظامت کے دوسرے علاقے پر قبضہ کراویگی اس علاقے کی مالگذاری زمینداری راجہ بلونت سنگہ کے ہمارے قبض و تصرف مین آوے گی۔ چونکہ شجاع الدولہ کے ملک پر ہمارا قبضہ کرانیکی وجہ سے انگریزی کمپنی کا اوبھی خرچ ہوگا اسواسطے جسقدر ملک پر قبضہ ہمکو ملتا جائیگا خزانہ عامرہ سے اوسقدر روپیہ مالگذاری دیتے رہینگے جسقدر ہمسے ممکن ہوگا اور جب ہم تمام علاقے پر قابض ہوجاینگے تو کمپنی کے تمام مصارف جو اس مہم مین شروع سے یعنی جب سے وہ شامل شاہنشاہی ہوئی آخر تک ہوگا ادا کردینگے۔ جناب بادشاہ نے ۸ شعبان سنہ ۱۱۷۸ھ بسنہ ۶ جلوس مطابق ۲۹ دسمبر ۱۷۶۴ء کو ایک فرمان لکھکر غازیپور اور باقی علاقہ راجہ بلونت سنگہ انگریزی کمپنی کو عطا کردیا۔ آخر کونسل سے احکام بادشاہ کی مرضی کے موافق آگئے اور اوسوقت سے بادشاہ انگریزونکی سایہ حمایت مین آگئے۔ اور بادشاہ نے انگریزونکے ساتہہ گنگا کو عبور کیا۔

بینی بہادر کا وزیر کی طرف سے انگریزون کے پاس صلح کیلئے آنا اور صلح کا کام پورا نہونا

جب میجر منرو بنارس مین پہونچا اور وزیر نے راجہ بینی بہادر کو بطور سفیر کے اوسکے پاس صلح کا پیام دیکر بھیجا راجہ بینی بہادر نے علی ابراہیم خان کو بھی اپنے مشورے مین شریک کیا تہا میجر صاحب نے بینی بہادر سے صاف کہا کہ راجہ صاحب یہ سن لو کہ میر قاسم اور سمرو کے حوالے کردینے پر شرائط صلح کا انفصال موقوف ہی اسپر بینی بہادر نے کہا کہ اس درخواست کا منظور ہونا تو نا ممکن ہے لیکن صلح منظور ہو تو یون ہوسکتی ہی کہ پچیس لاکہہ روپیہ سرکار کمپنی کے اور آٹہہ لاکہہ آپ لین اسکا جواب مردانہ میجر صاحب نے یہ دیا کہ یہ روپیہ کیا اصل رکہتا ہی اگر شجاع الدولہ اپنے تمام خزانے کو خالی کرکے بھی دیدین تو بھی مین اوسکو خون بہا اون اپنے ہموطن مصیبت زدہ نفوس کا نہین سمجہتا ہون کہ جو پٹنے مین میر قاسم کے حکم سے قتل ہوئے۔ مین کبھی صلح نہین کرونگا جب تک میر قاسم اور سمرو کو میرے حوالے نکروگے۔

چونکہ بینی بہادر عالیجاہ کا یارمن تہا اور اپنے آقا کی سلامتی اسمین دیکھی میجر صاحب سے عرض کیا کہ سمرو تو صاحب فوج ہی اوسکا قتل دشوار ہی مگر عالیجاہ کو گرفتار کرکے دینا اگر وزیر نے منظور کیا تو دشوار نہین۔ اس سوال و جواب کے بعد بینی بہادر میجر صاحب سے رخصت ہوکر اپنی آدمیون مین آیا اور اونکو ساتہ اوسکے جو گزری سب اطلاع کیا۔ علی ابراہیم خان نے جو کچہہ سن کر پایا تو عالیجاہ کے حق تمام کا پاس لحاظ کرکے جو بینی بہادر سنتے ہی بلاغ جیسا سپہ مقیم تہا اوسے خبردار کردیا اوسنے اطلاع پاتے ہی جلد الہ آباد کی راہ لی اور وہان سے اپنے اہل و عیال کو لیکر روہیلکھنڈ مین چلا گیا۔ میجر منرو کے جواب کو لیکر بینی بہادر شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا۔ اور پہر انکے میجر صاحب کو سمجہایا

مگر اونہون نے انکار کیا تو مینی بہادر نے یہ درخواست کی کہ کپتان سٹیبلس صاحب کو ہمراہ کر دیجئے - وہ یہانکی زبان خوب سمجھتے ہین - نواب صاحب سے خود گفتگو کرین - اوسپر میجر صاحب نے کہا کہ نہ مین اونکو جانے کے لئے کہون اور نہ اونکو جانے سے روکون یہ اونکی مرضی ہے وہ چاہین تو ہمراہ جاوین - مگر کپتان صاحب مینی بہادر کے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس آئے اور میر قاسم اور سمرو کے حوالہ کرنیکے لئے کہا اوسپر شجاع الدولہ نے کہا کہ میر قاسم کو تو تا قیامت حوالہ نکرونگا - مگر آئندہ اوسکی حمایت نکرونگا (غنی ذکاء اللہ کہتے ہین کہ حمایت کا لفظ کہتے ہوئے اوس بے حمیت کو شرم نہ آئی - یہ اوسکی حمایت کیا کرتا تھا -) اور سمرو کو بھی نہ دونگا - مگر مجھے منظور ہے کہ مین چار آدمی انگریزی لشکر کے تیرے پاس آمین اور مین سمرو کو دعوت مین بلاؤن اور وہ اوسکو دعوت مین موت کے منہ کا لقمہ بناوین - اور کپتان صاحب کو بہت کچھ دیدیا کہ وہ میجر صاحب کو صلح پر راضی کردین - مگر میجر صاحب کب ایسی باتونکو سنتے تھے وہ تو میر قاسم اور سمرو کے دفع کرنے کو اپنے اوپر واجب سمجھتے تھے -

شجاع الدولہ کا روہیلونکی ملک مین پناہ لینا اور وہانسے نواب احمد خان بنگش کے پاس چلا جانا

شجاع الدولہ کو بکسر کی شکست کے بعد اپنے ملک پر اتنا اطمینان نہ تھا کہ وہ اپنے اہل و عیال اور دولت کو یہان رکھتے اسلئے اپنے معتمدونکو لکھنؤ اور فیض آباد بھیجکر تاکید کی کہ ہمارے متعلقین اور خزاین و زر و جواہر کو حافظ رحمت خان کے ملک مین لیجائین اور بریلی مین ٹہیرائین اور خود بھی جلد الہ آباد کو آئے اور اپنی نانی اور بی بی کو لیکر روہیلکھنڈ مین چلے گئے الہ آباد کی قلعہ داری علی بیگ خان کی سپرد کی اور قلعہ چنار گڈھ مین بشیر حبشی کو مقرر کیا - اور مینی بہادر جب آیا تو صلح کا مشورہ ہوا جو ہے منظور نہ کیا کہ روہیلون اور مرہٹون سے مدد لیکر پھر انگریزونسے لڑنے کا ارادہ تھا اور اوس کو لکھنؤ کو رخصت ہی اس نظر سے کہ مینی بہادر بظاہر انگریزون سے ملا ہوا تھا تاکہ اوس کا عمل صوبے پر ہی - اور خود شجاع الدولہ بریلی مین آئے - ان دنون حافظ رحمت خان اور دوندیخان وغیرہ روہیلے حسینپور مین مقیم تھے عنایت خان پسر حافظ رحمت خان بریلی مین تھا اوس نے شہر سے دور نکلکر استقبال کیا - اور شجاع الدولہ کو بریلی مین لاکر بڑی عزت کے ساتھ مہمانداری کی منتخب العلوم اور عماد السعادت مین جو لکھا ہے کہ شجاع الدولہ بکسر مین شکست پاکر عنایت خان کے ساتھ بریلی چلے گئے - یہ صحیح نہین - کیونکہ عنایت خان بکسر کی لڑائی مین شجاع الدولہ کے ساتھ نہ تھا بکسر کی شکست سے پہلے بریلی کو لوٹ آیا تھا - غرضکہ شجاع الدولہ نے مدد کی واسطے عنایت خان سے کہا اور اوسکو حافظ صاحب کے پاس حسینپور کو روانہ کیا - عنایت خان نے حسینپور پہنچکر بیان کیا کہ شجاع الدولہ بریلی آگئے ہین - چنانچہ شجاع الدولہ نے اپنے اہل و عیال کو سالار جنگ کے ہمراہ بریلی چھوڑا اور خود تمام حشم و خدم کے ساتھ قصبہ حسینپور کو روانہ ہوئے - روہیلہ سرداروں نے دو کوس سے بڑے تپاک کے ساتھ استقبال کیا اور اپنی فرودگاہ پر لے گئے - اور بظاہر ہر ایک نے اونکی بخوبی تعظیم و تکریم کی - اور ہمراہ ساتھ اپنی ریاستونکو لوٹے - دوندے خان اور شجاع الدولہ بسولی کو چلے گئے - شجاع الدولہ نے نجیب الدولہ کو بھی کمک کے لیے لکھا تھا - مگر اونہون نے جواہر سنگھ پسر سورجمل جاٹ والی بھرتپور کی مخالفت کا عذر کیا - عماد السعادت مین لکھا ہے کہ روہیلون مین سواے حافظ رحمت خان کے کسی نے نواب شجاع الدولہ سے موافقت نہ کی اور دونکے دلمین خیالات فاسد پیدا ہوتے تھے اسلئے نواب شجاع الدولہ یہان آکر خوش نہوئے - بلکہ ہمیشہ خطرناک رہتے تھے - کئی بار روہیلون نے چاہا کہ اونکو لوٹلین لیکن اسوجہ سے کہ اب بھی ستر ہزار سپاہ اونکے ساتھ تھی کسی کی ہمت نہین پڑتی تھی - حافظ رحمت خان اس مشورے مین روہیلونکے شریک نتھے - یہ سارا فساد دوندیخان کا تھا جنکو حافظ رحمت خان منع کرتے رہتے تھے - ایکدن ایک روہیلے کی شجاع الدولہ کے ایک لشکری سے تکرار ہوگئی اوس لشکری نے روہیلے کے کئی لکڑیان مارین - روہیلے نے اپنی جمعیت مین پہنچکر سارا حال بیان کیا - تین ہزار کے قریب روہیلے جمع ہوگئے - دوندیخان بھی

؎ دیکھو گل رحمت و فرح بخش - مگر جام جہان نما مین لکھا ہے کہ سنبھل مین شجاع الدولہ سرداران روہیلہ سے ملے ۱۲

انکے شریک حال تھے دوندے خان اور سپاہ روہیلہ نے چاہا کہ نواب شجاع الدولہ پر حملہ کرین نواب شجاع الدولہ کو جب اس شورش کا حال معلوم ہوا۔ تو اپنی فوجین تیاری کا حکم دیا اس خیال سے کہ مبادا روہیلے اونکو غافل پاکر تباہ کردین۔ حافظ رحمت خان نے عنایت خان کو نواب شجاع الدولہ کے پاس بھیجا اور آپ روہیلونکی جمعیت مین جاکر اونکو بہت کچھہ ملامت کی اور دوندے خان کو بھی سمجھایا اور سب کی کمرین کھلوا دین۔ پہر دن چڑہے سے عصر تک یہی جھگڑا رہکر ختم ہوا۔ بعد اس کے حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ کا یہان رہنا مناسب نہین آج مینے اونکو سمجھایا کل کو کیا ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ یہان سے فرخ آباد کیطرف تشریف لے چلین مین بھی آپکے ساتھ چلتا ہون۔ انہی پر سے مجھے تعجب ہی کہ مآثر الامرا مین یہ کیون لکھا ہی کہ جب شجاع الدولہ نے بکسر کی شکست کے بعد حافظ رحمت خان کے پاس پناہ لی تو حافظ صاحب نے اونکو طرح طرح سے صعوبت پہنچائی۔ اور جو کچھہ مال اونکے پاس باقی تھا اوسکے چھین لینے کی فکر کی۔ جام جہان نما مین بیان کیا ہی کہ چونکہ انگریزونکی عداوت کا تمام مین شہرہ ہوگیا تھا اس لئے روہیلون نے وزیر کا مددگار ہونا قبول نہ کیا۔ فرح بخش مین مذکور ہی کہ شجاع الدولہ نے سرداران روہیلکھنڈ سی بہت کچھہ چاہا کہ میرے مددگار بنکر انگریزون سی جنگ کرین سب نے جواب صاف دیا کہ انگریزون سے بے سبب لڑنا۔ جھگڑا پیدا کرنا۔ اور فتنہ خوابیدہ کو جگانا عقل کے خلاف ہی۔ ہم سے یہ نہو سکیگا۔ مگر حافظ صاحب جو حلم وحیا اور مروت کے دریا تھے شجاع الدولہ کی خاطر سے فرخ آباد کو اونکے ہمراہ روانہ ہوئے۔ حافظ صاحب نے شجاع الدولہ سے صاف کہدیا تھا کہ یہان کسی سے امید رفاقت نہین۔ فرخ آباد مین چلکر جو کچھہ آپ کی مرضی ہوگی اوس کا انتظام کیا جائیگا نواب احمد خان بنگش بھی نہایت عقیل اور کار آزمودہ ہی اگرچہ نواب صفدر جنگ سے اور اوس سی صفائی نہ تھی اور آپکے ساتھ بھی خط و کتابت نہین ہی۔ لیکن جبکہ آپ وہان چلین گے تو یقین ہے کہ وہ آپکی جانے کو فخر سمجھین گے۔ اور اچھی طرح مہمانداری کرین گے۔ اور عمدہ مشورہ دین گے لیکہ عجب نہین کہ خود بھی اپنی سپاہ کے ساتھ شریک ہون۔ اور عماد الملک وہان موجود ہین وہ بھی شراکت کرین تو عجب نہین۔ شجاع الدولہ نے اس مشورہ کو پسند کیا۔ اور فرخ آباد کو روانہ ہوے۔ اور اپنے عیال و اطفال کو اپنے چچا شیر جنگ کے ہمراہ بریلی مین چھوڑ گئے۔ روہیلے شیر جنگ کے آدمیون کو [illegible] کوستے لوٹتے اور دق کرتے رہتے تھے۔ شجاع الدولہ فرخ آباد مین ان واقعات کو سنکر صبر کرتے تھے[1]۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر وغیرہ مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان نے بڑی بیدلی

---

[1] ۔ دیکھو تاریخ مظفری

کے ساتھ تین ہزار روہیلون کو لیکر آگے سے کوچ کیا اونکے پیچھے شجاع الدولہ روانہ ہوئے[۵۱]۔ اور دریاے گنگا کے کنارے مقام کیا۔ حافظ رحمت خان پہلے نواب احمد خان کے پاس گئے۔ اور اونکو بخوبی سمجھا کر استقبال کو لائے۔ نواب احمد خان گنگا پر کشتیو نکا پل تیار کرا کے دوسرے روز شجاع الدولہ کی ملاقات کو آئے۔ اور مہمانی کی رسم ادا کی۔ اور بہت دلجوئی کی۔ تیسرے روز شجاع الدولہ خود بھی احمد خان سے ملنے کو گئے۔ اور جواہرات کپڑے اور ہاتھی گھوڑا تواضع کیا۔ پھر دونون ملکر عماد الملک کے پاس گئے۔ اوس کے پاس اسوقت ملک و مال کچھہ نہ تھا۔ شجاع الدولہ سے عماد الملک نے پگڑی بدلی۔ جب شجاع الدولہ نے احمد خان سے کمک کے لئے درخواست کی تو اوس نے ایک پوچ اور ضعیف بہانہ کر دیا۔ فرح بخش کے مولف کا بیان ہے کہ فرخ آباد مین نواب احمد خان اور عماد الملک اور نواب شجاع الدولہ اور حافظ صاحب کے مشورے ہوتے۔ مگر آخرکار سوا حافظ صاحب کے کسی نے رفاقت نہ کی اور سمرو اور موشیر لاک اور ہمت بہادر اور امراؤ گر گوسائین بھی جو دولت کے نمک خوار تھے نمک حرامی کرکے ترک رفاقت کی سمرو کا تو یہانتک ارادہ تھا کہ شجاع الدولہ کو لوٹ لے۔ لیکن حافظ صاحب کی زجر و توبیخ سے اوس کا ارادہ فاسد کارگر نہوا[۵۲]۔ تاریخ بندیلکھنڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمت بہادر بندیلکھنڈ کیطرف چلا گیا تھا۔ چونکہ یہان نااتفاقی کا درخت سرسبز و شاداب تھا یہ قابو پاکر صاحب طاقت ہو گیا۔

فوج انگریزی کا قلعہ چنار گڑھ کی تسخیر کو جانا اور فتح نہ پانا

جب شجاع الدولہ سے صلح کی کچھہ امید نہین رہی تو انگریزی سپاہ نے الہ آباد کیطرف کوچ کیا۔ راہ مین چنار گڑھ کا محاصرہ کیا۔ انگریزون نے قبل اس سانحہ کے راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کی شتاب راے اور سید نور الحسن بلگرامی کے ذریعہ سے دلجمعی کرکے اپنا رفیق بنا لیا تھا اوسکی تحریک سے میجر منرو نے قلعہ چنار گڑھ کو جو دریاے گنگا کے کنارے بنارس سے دس کوس کے فاصلہ پر جنوب رویہ واقع ہے فتح کرنا چاہا۔ سیدی بشیر جو وزیر کا مقرب اور قلعہ دار تھا نہایت ڈرپوک[۵۳] تھا لیکن اوس کے ہمراہی دلیر تھے۔ اونہون نے محمد بشیر خانکو وزیر کے پاس بھیجکر چند روز لڑائی جاری رکھی۔ انگریزی فوج نے قلعہ کی ایک طرف کی دیوار کو خراب بھی کر دیا تھا۔ مگر ہندوستانی سپاہ کی مردمی

---

[۵۱] اہ منتخب العلوم و عماد السعادت و خلاصۃ العمل و قیصر التواریخ ۱۲ [۵۲] دیکھو گل رحمت ۱۲ [۵۳] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

قلعہ ہاتھہ نہ آیا۔ دوسری دفعہ پہر حملہ کیا تو گوروں سے بہاگ نکلے اس سے سارا کام بگڑ گیا۔ میجر منرو نے چنار گڑہ کا محاصرہ اوٹھا لیا۔ اور کچہہ سپاہ یہان چہوڑ کر باقی سپاہ ساتھہ لیکر بنارس کیطرف کوچ کیا۔

راجہ بینی بہادر کا انگریزی لشکر مین آنا اور پہر وزیر کے پاس چلا جانا

راجہ بینی بہادر نے حسب تحریر بالا روانہ لکہنو ہوکر راجہ شتاب راے کو لکہا کہ شجاع الدولہ انگریزونکی مرضی کے موافق صلح پر راضی نہین۔ سمرو کا تو ملنا دشوار ہے۔ اور عالی جاہ ہاتھہ سے نکل گیا۔ شتاب راے انگریزونکا بڑا معتمد تہا۔ اور بینی بہادر کا بہی ممنون احسان تہا اوس نے بینی بہادر کی خدمتگذاری غنیمت جانی۔ میجر منرو نے وزیر کو شکست دیکر بنارس تک تعاقب کیا تہا شجاع الدولہ نے بہی اپنی سپاہ کو چنار گڑہ سے بلا لیا اور انگریزی لشکر کے قریب آگئے۔ دونون لشکر ایک دوسرے کی لڑائی کے منتظر رہے۔ مگر پہلے اس سے کہ کوئی لڑائی ہو میجر منرو نے سپہ سالاری کا کام چہوڑ دیا اور ولایت کو چلا گیا اور اوسکی جگہہ کارنک صاحب مقرر ہوے۔ میجر کارنک کو راو شتاب راے سے اتحاد تہا۔ شتاب راے نے راجہ بینی بہادر کا حال کارنک صاحب سے ظاہر کیا اوس نے بینی بہادر کو ایک خط کمال احترام کے ساتھہ لکہہ کر شتاب راے کے ذریعہ سے اپنے پاس بلا لیا۔ بینی بہادر نے پہونچکر ملاقات کی اور اپنی دانائی سے سپہ سالار کو راضی رکہا اور جسقدر معاملات کا حل وعقد اوسکی سپردگی مین آیا۔ کارنک صاحب کہتا تہا کہ جسوقت تم اپنے متعلقین کو عظیم آباد یا بنارس مین رکہدوگے اوسوقت دلجمعی سے دونون صوبون کے معاملات تمہارے سپرد کر دینگے اور بینی بہادر اسبات مین حیلہ کر کے وقت ٹالتا تہا یہانتک کہ شجاع الدولہ ملہار راو وغیرہ کے سہارے سے کوڑے کیطرف آئے بینی بہادر ایک فقیر کا معتقد تہا اوس سے دریافت کیا کہ مجہے کیا کرنا چاہیے اوس نے کہا کہ انگریزون کا آنا ہوا کا جہونکا تہا کہ آیا اور اوڑ گیا۔ بینی بہادر اس ایما سے وزیر کی رفاقت کو بہتر سمجہا شتاب راے نے ملہار راو اور شجاع الدولہ کے جمع ہونے کی خبر سنکر بینی بہادر سے کہا کہ اگر شجاع ا سے ملنا ہو تو صاف کہدیجئے تاکہ مین انگریزون سے کہکر تمکو رخصت دلادون۔ آپ بخوشی خاطر چلے جایئے۔ اور اگر ملنا ہو تو مقیم رہیے۔ جس مین ہماری بدعہدی ہو وہ نہ کیجئے جس سے ہم نقصان اور آپ کی بدنامی ہو۔ بینی بہادر نے اپنی بدطینتی اوس سے مخفی رکہی اور منتظر وقت رہا اور بعض محالات صوبہ کے انتظام کے بہانے سے انگریزون کے لشکر سے دور ہوگیا۔ چند کمپنیان تلنگونکی اوس کے ساتھہ تہین اونکو لیکر لکہنو کیطرف عازم ہوا۔ اور اپنے متعلقونکو لیکر لشکر وزیر کی طرف رخ کیا۔ تلنگون نے مزاحمت کی۔ مگر اپنی قلت اور اوس کے ساتہیونکی کثرت کی وجہ سے مجبور رہے۔

وہ وزیر کے لشکر مین جا پہنچا۔

اودھ اور الہ آباد کی تسخیر

وہ سپاہ جو شجاع الدولہ پر برابر فتحیاب اور کامیاب ہوئی تھی وہ ملک اودہ کے اندر بہت دور تک چلی گئی تھی۔ شاہ عالم کے ساتھ جو یہان یہ ٹھہری تھی کہ غازیپور اور بنارس انگریز لین اور وزیر کے باقی ملک پر بادشاہ متبضہ کرے اس انتظام کو کورٹ ڈائرکٹرز نے ناپسند کیا اور اپنے نوکرونکو لکھا کہ یہ انتظام ہمارے اون احکام و ہدایات کے خلاف ہی کہ سرکار کمپنی کو اپنی سلطنت کا بڑھانا منظور نہین ہے کہ اس انتظام سے سرکار کی گردن پر بار خرچ زیادہ ہو جائیگا اور نفع نہ حاصل ہوگا۔ علاوہ اسکے یہ ضروری مقصود ہوا کہ ملک وزیر ایک طرح کی آڑ مرہٹون کی راہ کے مقابلے مین قایم رہنا مناسب ہے لارڈ کلایو اور اوسکی کمیٹی نے بھی یہ راے کورٹ ڈائرکٹرز کی پسند کی اور وہ یہ چاہتے تھے کہ کمپنی کی سلطنت کی حدین مقرر ہو جاتین کہ اوس سے آگے انگریز پیر نہ رکھین۔ توسیع ملک مین سپاہ کا خرچ زیادہ ہوتا ہے اور تجارت کا نفع سارا مارا جاتا ہی۔ سرکار کمپنی کو اصلی مقصود فقط اپنی تجارت کا بڑھانا تھا نہ سپاہیون کا لڑانا اور ملک کو بڑھانا یہ کام ملک کو بھی تباہ کرتے ہین۔ اور سرکار کو بھی نقصان عظیم پہونچاتے ہین اسلئے وہ نواب شجاع الدولہ سے مصالحت ہو جانے کو پسند کرتا تھا اور اسلیے یہ اصرار بھی چھوڑ دیا کہ وہ میر قاسم اور سمرو کو حوالے کرین۔ بلکہ اس جھگڑے کو تمام کرنیکے لئے یہ درخواست کی کہ وہ دونون شخص کسی طرح سے قتل کردئے جاوین۔ جسوقت اس درخواست کی خبر کورٹ ڈائرکٹرز کو ہوئی تو اونہون نے کہا کہ یہ درخواست ایسی ہی جسکا منظور ہونا ناممکن ہی کہ جو شخص اپنے مہمانون کو مہمان نوازی کی خاطر سے دشمنونکے حوالے نہین کرتا وہ بھلا اونہین قتل کیسے کرائے گا مگر یہ معلوم نہ تھا کہ سمرو کے قتل کرانے پر خفیہ وزیر راضی تھے۔ یہ ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ بکسر کی شکست کے بعد وزیر کو اپنے ملک پر اتنا اطمینان نہ تھا کہ وہ اپنے اہل و عیال اور دولت کو یہان رکھتے اسلئے بریلی بھیجدیا تھا۔ اور راجہ بینی بہادر کو صلح کے پیغام کے لئے انگریزون کے پاس بھیجکر اتنی مہلت حاصل کرلی کہ اپنے پر و بال درست کر کے پھر انگریزون سے جنگ کرین۔ سمرو اپنے تین سو فرنگستانیون اور کئی ہزار ہندوستانیون کو لیکر پہلے ہی چلدیا تھا۔ جانو ناسوا اپنی نوکری کی گفتگو کرتا تھا انگریزون نے دو پلٹنین سر اسٹیبرٹ کے ساتھ لکھنؤ کو روانہ کی تھین۔ اونہون نے اوسپر قبضہ کرلیا۔ اور اوسکے تمام اطراف و جوانب کا انتظام شروع کردیا تھا۔ محمد اکبر خان کوتوال مقرر ہوا تھا۔ اور راو

شتاب راے سب کاموں کا منتظم تہا - مرزا نجف خان بھی کہ شجاع الدولہ کا دشمن تہا بندیلکھنڈ سے یہان آ گیا تہا - اور انگریزون کا ملازم ہو گیا تھا سر روبرٹ فلیچر صاحب کو اوس نے وہ طرف قلعہ الہ آباد کی تبلا دی کہ جہان پست [illegible] کا نہ تہا صاحب ممدوح نے اوسطرف توپین لگا کر دیوار کو توڑ دیا اور علی بیگ قلعہ دار نے تنگ ہو کر قلعہ حوالے کر دیا - اور شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا - اس قلعہ کے فتح ہو جانے سے قلعہ چنار گڑہ کے محافظون نے بھی قلعہ انگریزون کے حوالہ کر دیا بعض انمین سے ملازم بادشاہ ہو گئے - اور بعض شجاع الدولہ کے پاس چلے گئے -

مرہٹونکی پشت گرمی سے وزیر کا انگریزون سے کوڑے کے مقام پر جنگ کرنا اور شکست پانا

شجاع الدولہ نے عماد الملک کی صلاح سے ملہار راو ہلکر کو تیس ہزار سوار کے ساتھ بتیس ہزار روپیے روز پر جیسا کہ تنقیح الاخبار مین بیان کیا ہے بلایا - اور عماد السعادت مین لکھا ہی کہ ملہار راو کو [illegible] ہزار سوار اونکے ساتھ مالوے سے بلایا اوس نے شجاع الدولہ کی دعوت قبول کی اور عماد الملک نے چند آدمیونکو ساتھ لیکر تماشائیون کی طرح ساتھ ہوا - شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان اور عماد الملک گنگا کو عبور کر کے مشرق کی جانب روانہ ہوئے - اس عرصے مین ملہار راو آ پہونچا وزیر اپنا لشکر اور مددگارونکو ساتھ لیکر کوڑہ جہان آباد کی طرف چلے گئے - کرنیل کارنگ نے یہ خبر پا کر کہ وزیر کوڑہ جہان آباد کی طرف ہین اور وہ میجر فلیچر کے دستہ سپاہ پر حملہ کرنا چاہتے ہین بہت جلد کوچ کیا - اور میجر صاحب سے ملگیا - سنہ ۳ مئی ۱۷۶۵ء کو کوڑے کے قریب خفیف سی لڑائی ہوئی مرہٹے انگریزی توپ کے سامنے نہ ٹھیر سکے توپونکے چہوٹتے ہی کوونکی طرح اوڑ گئے - عماد الملک بیچارہ کیا کرتا - وزیر کے پاس گو سپاہ تہی مگر بکسر کی شکست کا ہول اون کے دلسے دور نہین ہوا تہا - غرض مرہٹے تو جمنا پار چلے گئے - حافظ رحمت خان کا کچہہ حال معلوم نہوا - گلستان رحمت سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ رحمت خان اول شجاع الدولہ کے ساتھ میان دوآب تک گئے - اور آخر کار امداد سے انکار کیا - مگر اوس تحریر کا منشا حافظ رحمت خان کو شکست سے بچانے کا ہی - اور ماثر الامرا سے ثابت ہوتا ہی کہ حافظ رحمت خان دریاے گنگ کے کنارہ متصل فرخ آباد تک شجاع الدولہ کے ہمراہ رہی - اور نواب احمد خان کے کان اونکو پہنچکر آپ اپنی ریاست کو لوٹ گئے - لیکن فرح بخش اور گل رحمت سے مستفاد ہوتا ہی

که آخر تک حافظ صاحب وہان موجود رہے الغرض شجاع الدولہ دوسری بار شکست کہا کر دریاے جمنا کو عبور کرکے قلعہ کالپی مین پناہ گزین ہوگئے - اور تمام کشتیون پر قبضہ کرلیا - انگریزی افسرون نے خیال کیا که وزیر قلعہ مین متحصن ہوگئے ہین - اور کشتیون پر قبضہ کرلیا ہے - اب دریا کیسے اوتر سکتے ہین - اور بغیر عبور لڑائی ممکن نہین - آخر کار جوار کے سینٹھے کے گٹھے جمع کرکے اور سن کے رسون سے جکڑ کر ایک دمدمہ تیار کرلیا اور ایک توپ اور چند گولہ انداز اوسپر بٹھا کر قلعہ کالپی پر گولہ باری کرائی - وہ قلعہ کچھہ زیادہ مضبوط نہ تہا - اسلیئے شجاع الدولہ بے استقلال ہوکر وہانسے بہاگ کر فرخ آباد مین پہنچے - یہان شجاع الدولہ کا مقام بیستر حیات باغین تہا - بعد ازان فتحگڈھ مین ہوا - ایک روز پٹھانون نے یہ تجویز کی کہ اونہین قتل کرڈالین - کیونکہ اونکے باپ صفدر جنگ نے نواب احمد خان کے پانچ بہائیون کو قتل کیا ہے کہتے ہین کہ احمد خان نے یہ جواب دیا کہ ہماری قوم کا یہ کام نہین ہے کہ دغا کرین - اگر فضل خدا سے ہمنے اپنے دشمنونکو مارا ہے تو میدان مین مارا ہے ایکبار شجاع الدولہ اور نواب احمد خان مین اتفاق ملاقات کا ہوا - میر اکبر علی ادہنا و نواب سعادت علی خان نے مصنف لوح تاریخ کہا کہ مین بھی اوسوقت شجاع الدولہ کے ہمراہ تہا - نواب احمد خان نے کچھہ سلاح اپنی سلاح خانہ سے منگوائے جن کی بہت تعریف ہوئی - بعد ازان جواہرات طلب کیئے - ایک موتیونکا ہار جسکو قایم جنگ نے پہنا تہا سب کو بہلا معلوم ہوا - اور سبنے اسکی تعریف کی احمد خان نے وزیر کی گردن مین ڈالدیا شجاع الدولہ غصے سے لال ہوگئے اور اوس ہارکو اوتار کر دیر تک ہاتھہ مین لیئے رہے - اور پہر ایک دانے کو گہما گہما کر دیکہا - بعد ازان ہار کو تکیہ پر رکھکر اوٹھہ کھڑے ہوئے - اور کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون - نواب احمد خان اور عماد الملک بھی اوٹھہ کھڑے ہوئے - شجاع الدولہ فتحگڈھ کو روانہ ہوئے - اور آکر اپنے درباریون سے کہا کہ احمد خان نے بہت زیادتی کی کہ مجھے موتیونکا ہار بطور خلعت کے دینے چلا - دوسرے روز احمد خان ملاقات کے لیئے گیا - دونون رئیس باہم بیٹھے - دائم خان چیلا احمد خان کی گود مین تہا جو علے العموم چہوٹے نواب کے نام سے مشہور ہوا - شجاع الدولہ نے پینے کے واسطے پانی مانگا - دائم خان نے کہا مین بھی پیونگا اوسوقت میان الماس خواجہ سرا پانی پلانے پر مقرر تہا - وہ جڑاؤ صراحی و پیالہ لیکر آیا - شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ پہلے چہوٹے نواب کو پلاؤ - بعد ازان خود شجاع الدولہ نے پیا - اوسوقت سے [illegible] دائم خان کی بڑی عزت کرتا تہا - اور آصف الدولہ سے دائم خان کو تمراؤن واقع پرگنہ ساکت اکبرپور ضلع کانپور کی جاگیر دلوائی -

اور سب کو جاکر اور دہان یعنی چاولون کی پیرال کو ایک گز اونچا کر

وزیر کا احمد خان بنگش کی صلاح کے مطابق انگریزون سے صلح کرنا

دوسری شکست پاکر وزیر فتح و فیروزی سے نہایت مایوس ہو گئے تھے۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ وزیر افاغنہ وغیرہ سے چارہ کاری کی جستجو کرنے لگے۔ ہر ایک صلاح دیتا تھا۔ مگر چونکہ دلی بات کسی کی نہ تھی۔ وزیر کے دل مین جمتی نہ تھی آردن صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین بیان کیا ہی کہ حافظ رحمت خان اور نواب احمد خان سے اونکو صلح کی ترغیب دی نواب احمد خان نے جو طول طویل تقریر شجاع الدولہ سے انگریزون کے ساتھ مصالحت کرنے اور اوسسے ترک عداوت کے باب مین کی تھی وہ کتاب سیر المتاخرین مین درج ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہی کہ تم چند معتمدونکو ہمراہ لیکر دشمن پر حملہ کرو۔ اگر حیات مستعار باقی ہی فتح و فیروزی حاصل ہی۔ ورنہ عزت کے ساتھ جان جائیگی اگر یہ منظور نہو تو انگریزون کے پاس تنہا چلے جاؤ اونکے سارے کام عقل و جوانمردی کے ساتھ ہین۔ یقین ہی کہ تم سے کچھ دغا نہ کرینگے۔ اور تمہارے اکرام و احترام مین سعی کرینگے۔ یہ روہیلے تمکو توقع رفاقت مین رکھینگے اور کچھ بخشینگے یون ہی سلسلہ اوٹھائین گے مفت مین اپنا روپیہ امید و توقع مین برباد کرتے ہو۔ یکے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ کا معاملہ ہوگا۔ یہ بات شجاع الدولہ کی بھی سمجھ مین آگئی گل رحمت مین لکھا ہی کہ حافظ رحمت خان نے اپنی طرف سے منشی ٹیک چند کو پانسو سوارونکے ہمراہ شجاع الدولہ کے ساتھ کرکے بطور سفارت کے بھیجا۔ ۹۔ مئی سنہ ۱۷۶۵ع کو شجاع الدولہ دس بارہ سوار ساتھ لیکر جنرل کارنک کے لشکر مین آموجود ہوئے جنرل صاحب نے استقبال کیا۔ اور وزیر نے پالکی سے اوتر کر اونسے معانقہ کیا۔ اور جنرل صاحب کے خیمے مین آئے شتاب رائے اور جنرل صاحب نے نذر پیش کی اور مہمانداری و ضیافت کے تمام لوازم ادا کئے۔ اور راجہ شتاب رائے کی معرفت مراتب صلح طے ہوئے۔ شتاب رائے کو وزیر کی پاسداری زیادہ منظور تھی۔ کیونکہ وہ قبل اس واقعہ کے وزیر کا نمک خوار تھا اور بینی بہادر کے ساتھ رہتا تھا اوسی کے ذریعہ سے دو تین دن مین صلح ہوگئی۔ وزیر نے اطمینان حاصل کرکے انگریزون کے اتباع سے اپنے نوکرون مین طلب کیے۔ وزیر کے اور جنرل صاحب کے لشکر کے آدمی آپس مین ملتے اور ایک دوسرے کے یہان آتے جاتے۔ وزیر کو سپاہ انگریزی کی قواعد دکھائی گئی۔ [illegible]

لشا نہ بازی سے نہایت متعجب ہوئے اور کئی ہزار روپئے انعام کے دئیے۔ لارڈ کلایو کے آنے پر مراتب صلح کا آخری فیصلہ موقوف تہا۔ شجاع الدولہ جنرل کارنگ کے ساتھ کشتی مین بیٹھہ کر بنارس مین نواب نایت جنگ لارڈ کلایو کے پاس گئے۔ ۱۲۔ اگست کو شجاع الدولہ کے ساتھ مجلس منعقد ہوئی۔ شجاع الدولہ کا اقتدار و اعتبار بالکل جاتا رہا تہا۔ انگریزون کے اختیار مین تہا کہ اونکی ساری ریاست اور ملک خود چہین لیتے یا اونکو جن شرائط پر چاہتے ملک دیتے۔ مگر وہ ایسے ہمایون بخت تہے کہ اونکی ریاست گئی گئوائی قایم رہی۔ اونہون نے بہت سا انگریزونکی عنایت کا شکریہ ادا کیا اور اس فیاضی کی تعریف کی۔

کہ اسقدر ملک اونکو عطا ہوتا ہے۔ بنا سے مصالحہ ان امور پر قرار پائی کہ شجاع الدولہ اپنی ملک پر کہ جو اونکی قبضے مین پہلے تہا فرمانروائی کرین فقط الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع بادشاہ کی مدد معاش کے لئے دیدئے جائین۔ پچاس لاکہہ روپیہ اخراجات جنگ کے عوض مین شجاع الدولہ انگریزون کو اس تفصیل سے ادا کرین کہ بارہ لاکہہ اسوقت نقد دین اور آٹھہ لاکہہ کے جواہرات۔

اور پانچ لاکہہ بعد ایک مہینے کے اور باقی پچیس لاکہہ باقساط ماہواری اسطرح پر کہ تیرہ مہینے کے عرصے مین تاریخ عہدنامہ ہذا سے سب ادا ہوجائے۔ اور یہ روپیہ لارڈ کلایو صاحب اور اونکی کمیٹی کی راے کے نزدیک بہت تہوڑا تہا مگر اسوقت وزیر کا حال ایسا تہا کہ اگر اور روپیہ زیادہ لیا جاتا تو وہ غریبون پر ظلم و ستم توڑتے۔ پہر اونکی ملک مین فتور رہتا۔ نواب سے یہ بہی درخواست کی گئی کہ وہ اپنے ملک مین انگریزون کی کوٹہیان ڈالنے دین اور انگریزون کو محصول معاف کرکے تجارت کرنے دین۔

اسپر اونہون نے کہا کہ اس شرط سے ملک مین امن و امان ہرگز نہین رہنے کا اور وہی فساد کہڑے ہونگے جو بنگال اور بہار اور اڑیسہ مین ہو رہے ہین۔ غرض ایسی معقول تقریر کی کہ پہر لارڈ کلایو نے شرائط صلح مین تجارت کے متعلق کوئی ایسی شرط مقرر نہ کی جس سے نواب پر بار پڑتا۔ یہ عہد و پیمان بہی ٹہیرے کہ آپس مین ہم ایک دوسرے کے دوست اور دشمن کو دوست اور دشمن سمجہین۔ اور اگر کسی پر دشمنون کا زور آن کر پڑے تو دوسرا اوس کی اعانت کرے۔ اور جو فوج اعانت مین طلب کرے اوس کے مصارف کے واسطے صاحب فوج کو روپیہ دے۔ راجہ بلونت سنگہہ بنارس کا زمیندار تہا وہ شاہ عالم اور انگریزونکی رفاقت کے سبب سے شجاع الدولہ کی خدمت سے مقصر رہا۔ اور خائن اور نمک حرام یون مشہور ہوا تہا کہ بکسر کی لڑائی مین انگریزون سے مل گیا تہا۔

نواب کا مورچہ جو اوسکے سپرد تہا اوس مین انگریزی لشکر کو بلا لیا تہا۔ اور نواب کی شکست کا ایک یہ ہی سبب ہے۔ اوسکی تقصیرات کو شجاع الدولہ سے انگریزون نے معاف کرادیا۔ اور اونکی اطاعت

مین اور اپنی حمایت مین اوسے لیلیا اور یہ ٹھیرایا کہ وہ اپنے ملک کی جو پہلے زمینداری رکہتا تھا وہی زمینداری رکہے - اور جو زر مالگذاری دیتا تہا دے غرض اسطرح عہدنامہ مقام الہ آباد مین ۱۶ اگست سنہ ۱۷۶۵ع کو مہر اور دستخط سے تیار ہوگیا میر قاسم اور شمرو کے حوالے کرنے کا مذکرہ نہوا اسلیئے کہ اب اون کا حوالے کرنا وزیر کے اختیار سے باہر تھا - البتہ یہ اقرار نواب سے لیلیا گیا کہ وہ اون دونون کو اور کسی مفرور انگریز کو اپنے ملک مین نہ آنے دینگے - اور جو انگریز فراری ہوکر اونکے ملک مین آئے گا اوسکو حوالے کردینگے -

وزیر کو زر معاہدہ انگریزون کو ادا کرنے مین دشواری پیدا ہونا اور تنگدستی کی وجہ سے چندہ کرکے اس رقم کا مہیا کرنا - بادشاہ کا بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی کی سند انگریزونکو دینا

سیر المتاخرین مین لکہا ہی کہ اب وزیر کو بجز ادا کرنے زر معہودہ نقد کے کسی قسم کی پریشانی نرہی - وزیر کے پاس اتنا روپیہ نہ تہا اسلیئے اپنے ہر ایک رفیق سے اوسکی مقدرت کے موجب مانگتے تہے - اپنی والدہ اور ساس اور بی بی اور سالون کو لکہا کہ اسقدر روپیہ داخل کرینے کے بعد میری رہائی ہوتی ہے مولف سیر المتاخرین کہتا ہی کہ مینے سنا تہا کہ جن جن لوگون سے جسقدر روپیہ مانگا اون مین سے کسی نے نصف کسی نے ثلث کسی نے ربع اسکا اقرار کرکے بہیجدیا تہا یہانتک کہ وزیر کی مان اور سالون اور ملازمون اور نوکرون نے بہی چندہ کیا - وزیر کی بی بی کے پاس جسقدر نقد اور جواہر اور سونے چاندی کے برتن تہے اور اوسکی کنیزون کے پاس جو کچھ زیور تہا یہانتک کہ ناک کی نتہنیون کو بہی مع موتیون کے وزیر کے پاس بہیجدیا جب بیگم کو خوشامدی لوگ اس کام سے منع کرتے تو وہ جواب دیتی کہ جو کچھ مجہے میسر ہے وہ وزیر کی سلامتی تک جائے اونکے بعد یہ مال اسباب میرے کسی مصرف کا نہین شجاع الدولہ نے بہی بعد اس امتحان کے یہ عادت مقرر کرلی کہ جو کچھ مصارف ضروری کے بعد پس انداز ہوتا اپنی بیگم کے حوالے کردیتے - نصف زر معہودہ کے سرانجام ہوجانے کے بعد باقی نصف کے لیے جواہر گران بہا تشخیص قیمت کے بعد انگریزون کے پاس رہن کردیا - فرح بخش مین لکہا ہے کہ انگریزون کے ذریعہ سے شجاع الدولہ کی بادشاہ سے بہی صفائی ہوئی - بادشاہ کی متعلق ضمنی نمبر

کہ نواب کو پھر ملک دلے۔ مگر چونکہ شعر ذاتی او نہین تھا اس لیئے ہمیشہ شجاع الدولہ کے حال پر مہربانی کی نظر رکھی۔ نواب سے لارڈ کلایو نے ۵۰ لاکھ روپئے طلب کئے تو نواب اس زر کثیر سے گھبرا گئے۔ مگر کارنگ صاحب اس بات سے خوش ہوئے اور نواب کو مبارکبادی اور کہا کہ تمہارا ملک تم کو واپس ملجائیگا نواب نے کہا کہ مجھسے اسوقت مین تو اس رقم کا ادا ہونا مشکل ہے۔ جرنیل صاحب نے کہا کہ آپ غم نہ کرین آپ سے بمہلت یہ روپیہ وصول کیا جائیگا اور خلوت مین سمجھایا کہ محاصل بنگالہ و عظیم آباد و اوڑیسہ کی بابت چھبیس ۲۶ لاکھ روپئے سالانہ ہمنے بادشاہ کے لئے مقرر کئے ہین اور بنارس وغیرہ ۱۰ لاکھ روپیہ سالانہ کے محالات بادشاہ نے انگریزونکو جاگیر مین دئے ہین لیکن اس وقت تمہاری تباہی پر رحم آتا ہے اسلئے بنارس ہم تمہین دیئے دیتے ہین۔ بالفعل صلاح یہ ہی کہ تئیس لاکھ روپیہ کی رسید بادشاہ سے لکھا کر ہم کو دیدو اور ۲۲ لاکھ روپیہ بابت محاصل بنارس کے حساب مین مجرا کیا جائیگا۔ اسطرح ساٹھ لاکھ روپیون سے تمکو سبکدوش کردیا جائیگا اور باقی پانچ لاکھ روپئے نقد جمع کرادو نواب کو اس بات سے فی الجملہ اطمینان تو پیدا ہوا مگر بادشاہ سے ۲۳ لاکھ روپئے کی رسید حاصل ہونے کی توقع نہ تھی اور نہ نواب کو یقین تھا کہ انگریز بنارس سے دست برداری کرینگے اسلئے نواب جانتے تھے کہ کارنگ صاحب کا مشورہ قریب الوقوع نہین۔ بابت جنگ یعنی لارڈ کلایو صاحب ۵۰ لاکھ روپئے بابت خرچہ جنگ مقرر کرکے بنارس کے چھوڑ دینے کی چٹھی کارنگ صاحب کو دیکر کلکتے کو چلے گئے۔ جرنیل کارنگ اور شجاع الدولہ لارڈ کلایو سے رخصت ہوکر بادشاہ کے پاس گئے۔ منیر الدولہ رضا قلی خان۔ اور شتاب رائے بھی اس مشورہ پر مطلع ہوکر بادشاہ کے پاس گئے تھے تاکہ بادشاہ کے تئین شجاع الدولہ کو ۲۳ لاکھ روپیہ کی رسید دینے سے روکین۔ مگر یہ دونون ابھی حضور مین باریاب نہین ہوئے تھے لشکر مین مقیم تھے اور غافل تھے کہ شجاع الدولہ نماز فجر سے پہلے در دولت شاہی پر پہونچ گئے۔ اور تسبیح خانے مین حاضر ہوکر کورنش بجا لائے۔ حضرت نے بڑی توجہ سے لارڈ کلایو کی ملاقات کا اور انفصال معاملہ کا حال استفسار فرمایا۔ نواب نے تمام حالات اول سے آخر تک عرض کئے۔ اور گذارش کیا کہ بحالی ملک اور انگریزونکے ساتھ تصفیہ کا انحصار حضور کے تفضلات پر ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہم کو تمہاری پرورش سے مطلق دریغ نہین جسمین تمہاری بہبود ہو وہ کام ہمارے منظور خاطر ہے نواب نے عرض کیا کہ ۲۳ لاکھ روپیہ کی رسید مرحمت ہو بادشاہ نے فرمایا کہ لکھ لو چنانچہ نواب شجاع الدولہ نے اپنے ہاتھ سے لکھ لی بادشاہ نے صاد اور مہر سے مزین کردیا۔ نواب آداب اور شکریہ بجا لاکر رخصت ہوگئے۔ بعد اس کے منیر الدولہ اور راجہ شتاب رائے پہنچے اور بادشاہ سے لارڈ کلایو اور شجاع الدولہ کی ملاقات کا حال اور ۵۰ لاکھ روپیہ خرچہ جنگ پر

تصفیہ قرار پانے کا قصہ عرض کیا اور عرض کیا کہ حضور ۳۲ لاکہہ روپیہ کی رسید نہ دین بادشاہ نے مسکرا کر فرمایا کہ شجاع الدولہ ہمارا موروثی خانہ زاد ہے ہمنے اوس کو ۳۲ لاکہہ روپئے بخشے منیرالدولہ اور شتاب رائے تاسف کرتے ہوئے اوٹھکر چلے گئے۔ نواب نے ۳۲ لاکہہ روپیہ کی تو یہ رسید اور ۲۵ لاکہہ روپیہ کی بابت محاصل بنارس کی رسید لکھکر جرنیل کارنگ کے حوالے کردی جرنیل نے بنارس کے واگذاشت ہونے کی سند نواب کو دیدی اور باقی کے پانچ لاکہہ روپئے اور تین لاکہہ روپئے اہلکاران کمپنی کے حق کے امداد کی بابت مانگے نواب کے پاس صرف تین لاکہہ روپئے مہیا تھے اسلئے نواب مجبور ہوکر شتاب رائے کے پیچھے پڑگئے اور اوس سے روپیہ چاہا اوس نے دو لاکہہ روپئے نذر کئے اور پچاس ہزار روپئے مدار الدولہ نے اور پچاس ہزار روپئے خان عالم نے دئے۔ اسپر بھی دو لاکہ باقی رہگئے۔ نواب سے اس موقع پر وصول نہو سکے اونکی بابت جرنیل کارنگ نے یہ انتظام کیا کہ ایک کپتان کو نواب کے ساتھ متعین کردیا۔ اور ملک کی بحالی چٹھی اوس کے حوالے کردی اور اوسکو حکم دیدیا کہ جب روپیہ وصول ہوجائے تو یہ چٹھی نواب کو دینا اور نواب کو اونکے صوبجات کی طرف رخصت کیا جو احسان کہ جرنیل کارنگ نے نواب شجاع الدولہ کے ساتھ کیا وہ قدرت بشری سے باہر ہے اسلئے کہ صرف زبانی تجویز پر دو صوبے چہوڑ دئے۔ یہ بات خیال مین بھی نہین آتی تھی کہ دونون صوبون پر نواب کو قبضہ حاصل ہو سکیگا۔ اور انگریز اس آسانی کے ساتھ چہوڑ دینگے۔ اور نواب کی مروت کا کیا بیان ہوسکے کہ بعد اسکے جرنیل صاحب کے ساتھ نامہ و پیام کی رسم بھی جاری نرکہی تحفہ و ہدایا کا بہیجنا تو بڑی بات ہے۔ اور بادشاہ کی جو خدمتگذاری کی وہ بھی واقف کاران حالات پر مخفی نہین ہے کہ الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع جو بادشاہ کے مصارف کے لئے مقرر ہوئے تھے اونپر قبضہ کرلیا۔ اور ۳۲ لاکہہ روپئے جو انگریز بادشاہ کو سال بسال دیتے تھے وہ بند کرادئے۔ اور نواب کی دوسری حرکات و سکنات بھی ظاہر ہین وہی کلام اس بیان مین کئی باتین صریح غلط ہین اسلئے ہم اونکی تردید سے قطع نظر کرکے کہتے ہین کہ شجاع الدولہ کے ساتھ معاہدہ ہوجانے کے بعد لارڈ کلایو نے شاہ عالم سے عہد و پیمان کرنے کی تجویز کی۔ اور شجاع الدولہ کو بھی اس مشورے مین شریک کیا۔ غرض یہ مجمع الہ آباد مین بادشاہ کے پاس جمع ہوا۔ اور مراسم تعظیم و تکریم ادا کئے گئے۔ شاہ عالم وزیر کیطرح چالاک نہ تھے۔ وزیر باوجودیکہ انگریزون کے فائدونکے بچانے والے اور پناہ دینے والے تھے مگر پھر بھی اونکے ساتھ جو رعایتین ہوئین وہ بادشاہ کے ساتھ نہوئین اونکے حقوق پر نظر نہوئی۔ پہلے اونکو وزیر کا تمام ملک ملتا تھا وہ نہ ملا۔ اور اوسپر یہ اور طرہ ہوا کہ وہ چھبیس لاکہہ روپیہ جو مقرر تھے

میر قاسم نجم الدولہ پر محصول کا واجب الادا تھا جب وہ انھون نے مانگا تو اوس کا جواب صاف لارڈ کلایو نے کہدیا کہ اوس مین سے ایک روپیہ نہین دیا جائیگا اسلیے کہ لڑائی کے سبب خزانہ بالکل خالی ہے۔ ان بہار اور بنگال اور اوڑیسہ کے صوبون مین سے پہلے شرائط کے موافق ۲۶ لاکھہ روپیہ سالانہ اور ساڑھے پانچ لاکھہ روپیہ کی جاگیر بادشاہ کی ٹھیری تھی۔ جاگیر کی نسبت بھی بادشاہ کو صاف جواب دیدیا گیا اسلیے یہ صوبے ساڑھے پانچ لاکھہ روپیہ سالانہ کے بوجھہ سے بچ گئے۔ اگرچہ اسیر بادشاہ نے اپنی ناراضی ظاہر کی مگر کیا کرتے۔ بادشاہ اور وزیر دونون انگریزونکی جرأت اور جلادت کے زیر دست اور اونکی فہم و فراست کے محکوم تھے۔ چار و ناچار قبول کرنا پڑا۔ الہکوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع اونکو دے گئے۔ اب لارڈ کلایو نے بادشاہ سے عرض کیا کہ بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی جسکو کئی دفعہ کمپنی کو دینے کی درخواست حضور کر چکے ہین عنایت ہو یہان کیا تھا سواے منظور کے اور کچھہ زبان سے نہ نکل سکتا تھا۔ حسب درخواست فرامین اسناد تینون صوبونکی دیوانی کی کمپنی کے نام لکھہ کر دیدی گئی۔ اور تینون صوبون کی مالگذاری کے ۲۷ لاکھہ روپیہ مقرر ہو کر قبولیت کمپنی کیطرف سے لکھی گئی۔ اور بادشاہی دفتر مین داخل ہوئی دو کہانے کی میزون سے جوڑا بادشاہ کا تخت تھا جسپر انھون نے بیٹھہ کر ڈہائی کروڑ آدمیونپر حکومت اور چار کروڑ روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک سرکار کمپنی کو عطا کردیا یہ واقعہ ۱۲ اگست سنہ ۱۷۶۵ء کا ہے۔

گو کورٹ ڈائرکٹرز نے کبھی یہ ارادہ نہین کیا کہ کسی رئیس یا نواب کے ملک پر قبضہ کرے۔ مگر دشمنون نے انگریزی سلطنت کے قدم یہان جمادئے۔ فرانسیسیونکے ساتھہ لڑائی۔ سراج الدولہ والی مرشدآباد کی بیوفائی۔ شجاع الدولہ کی اولوالعزمی نے انگریزی کمپنی کی صورت اور حقیقت کو بدلدیا۔ اور تاجر سے حاکم بنادیا۔

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو صلح و جنگکے مضمون کا خط ٹیک چند کے ہاتھہ بھیجا اور اپنے قبائل کو طلب کیا۔ حافظ صاحب نے جو فرخ آباد مین مقیم تھے عامل بریلی کو لکھا کہ تم سامان سفر درست کرکے حفاظت کے ساتھ اودھ کو بھیجدو۔ چنانچہ شجاع الدولہ کے اہل و عیال بریلی سے اختیار خان عامل کی حفاظت مین لکھنؤ بھیجدیے گئے۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قلعہ آگرہ کو قلعہ الہ آباد کے عوض مین انگریزون سے بدل لیا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین ایک شخص کو نائب وزارت مقرر کر کے خود صوبہ فیض آباد کو چلے گئے۔ اور وہین سکونت اختیار کی۔ لیکن قلعونکے مبادلے کی روایت صحیح نہین۔

شاہ عالم بادشاہ کا شجاع الدولہ کو ریاست صوبہ اودہ کی سند آل تمغا عطا کرنا - انگریزوں کا نواب شجاع الدولہ کی تیاریوں سے متوہم ہو کر اونسے عہدنامہ کرنا کہ وہ ۳۵ ہزار سے زیادہ سپاہ نہ رکھینگے

جبکہ[۱] ۱۱۸۲ ہجری مین بادشاہ الہ آباد سے کوڑہ مانکپور کو گئے تو شجاع الدولہ اونسے ملنے کو آئے اور وساطت کے لیئے انگریزونکو ساتھ لائے - اور پچاس لاکھ روپئے نقد پیش کرنا مقرر کیئے اور بادشاہ سے ملے - بادشاہ نے اپنا خاص لباس اور خاص پوشاک کا جواہرات اور دستار سرپیچ اور تلوار جسکا قبضہ مرصع تہا اور مرصع کی ہوئی ایک ڈہال اور گھوڑا ہاتھی مع زرہ کے اور قلمدان جواہر نگار عطا کیا اور فرمان آل تمغا سے لکھوا در صوبہ اودہ کا بھی لکھوا دیا اور دس لاکھ روپئے نقد بخشی پھر شجاع الدولہ یہان سے رخصت ہو کر فیض آباد کو گئے - اور وہان عمدہ عمدہ عمارتین بنوا کر نئی آبادی بڑہائی - یہ شہر برہان الملک کا آباد کیا ہوا ہے - اور آبادی اور عمارت کی ترقی شجاع الدولہ کے ہاتھ سے ہوئی - شجاع الدولہ نے انگریزون کی نقل پر فوج کو تیار کرنا شروع کیا - تلنگے اور جھلنگے مقرر کرکے توڑے دار اور چقماق دار بندوقون سے اونکو مسلح کیا - پٹھان اور شیخ اور مغل نوکرون کو بیک قلم موقوف کر دیا اور جدید سپاہ کی درستی شروع کی ستر ہزار کے قریب پیادے فی سپاہی دس روپیہ ماہوار مقرر کرکے پلٹنین بنائین - اور قواعد سکہائی - اور اونکو بجاے توڑہ دار بندوقون کی جگہ چقماق دار بندوقین دین اور سوار جنکی بابت پچاس ہزار سے کم نہ ہو اور چار سو توپین بھی ڈہلوائین - بعض خواجہ سراون کو انگریزی فوج ہر ایک کے ساتھ چھ سات[۲] پلٹنین مع توپخانہ و اسباب وغیرہ متعلقہ فوج کے مقرر کین اونکے نام یہ ہین محبوب علی اور بسنت علی - شیدی بشیر - اور لطف علی عرف خواجہ لطافت ہے - اور ۲۲ ہزار نجیبون کی جماعت علیحدہ مقرر کرکے اوس کا نام بائیسی رکھا تھا - اور نو ہزار پیادہ برق انداز جو محبوب علی کے ماتحت تھے[۳] برق کہلاتے تھے - سیر المتاخرین مین انکی تعداد دس ہزار اور مختصر التواریخ مین

---

[۱] مرات آفتاب نما ۱۲ [۲] سیر المتاخرین مین چھ اور تاریخ مظفری مین چھ سات پلٹنین لکھی ہین ۱۲

[۳] دیکھو گل رحمت و عماد السعادت مین ان پیادونکا نام برق لکھا ہے - اور سیر المتاخرین مین برق انداز بیان کیا ہے ۱۲

بارہ ہزار جوان کی تھی۔ اور تاریخ مظفری میں برق اندازوں کی تعداد دس بارہ ہزار بتائی ہے جن میں پیادہ اور سوار دونوں تھے انکے پاس حقاق دار بندوقیں تھیں اور خواجہ لطافت کے سات ہزار پیادہ بندوقچی نجیب کے نام سے مشہور تھے۔ اور بسنت علی کے ساتھ چھ سات پلٹنیں اور توپخانہ تھا اسکے سپاہی جھنگے کہلاتے تھے۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ چار پانچ ہزار شریف مغل شاہجہان آبادی فی کس پندرہ روپیہ ماہوار پر نوکر تھے ان میں تعلیم قواعد انگریزی کا اہتمام تھا گو ان کے پاس توڑہ دار بندوقیں تھیں۔ مگر وہ انکو نہایت پھرتی سے آگ اگلاتے تھے۔ بلکہ وہ لوگ چونکہ شریف و نجیب تھے اسلیے انکی خاطرداری زیادہ تھی۔ اور فرح بخش سے ثابت ہے کہ امراؤ گرد نواب کے زیر حکم تیس ہزار کے قریب سپاہ تھی۔ نواب کی سپاہ کو تنخواہ ماہ بماہ ملتی تھی۔ گیان پرکاش کا مولف کہتا ہے کہ مجھے خوب یاد ہے کہ سولہا سولہا ماہ کی تنخواہ یکمشت خزانے سے دلوائی۔ چاروں طرف پکار ہو گئی کہ نواب وزیر نے شکست کے بعد بہت زور حاصل کر لیا ہے۔ شجاع الدولہ کے عہد میں سپاہیانہ کارخانہ تھا دفتر تحریری عمدہ حالت میں نہ تھا۔ دفتر کے کاغذات مرتب نہ تھے اونکے دفتر کے متصدیوں کو کوئی پوچھتا بھی نہ تھا۔ نواب کی سرکار میں اٹھارہ ہزار ہرکارے نوکر تھے کہ نویں دن پونا سے اور بارھویں دن کابل سے فیض آباد خبر آتی تھی۔

۱۱۸۷ ہجری میں کارپردازان کمپنی کو کچھ اندیشہ وزیر کی نیت کے باعث پیدا ہوا۔ کیونکہ بادشاہ اونکے اختیار میں تھے اور وزیر چاہتے تھے کہ الہ آباد اور کوڑے پر قبضہ کر لیں۔ اسلیے انگریزوں کو یہ امر ضروری معلوم ہوا کہ ایک عہدنامہ جدید قرار پائے جسکی رو سے وزیر کی فوج ۳۵ ہزار نفری سے زیادہ رکھنے کی ممانعت ہو۔ چنانچہ ۱۹ رجب ۱۱۸۷ ہجری مطابق ۷ ستمبر ۱۷۷۳ء کو بمقام بنارس میں وزیر سے ایک عہدنامہ ہوا۔ جسکا مضمون یہ تھا کہ نواب پینتیس ۳۵ ہزار فوج سے زائد نہ رکھیں گے اس میں سپاہ اور سوار اور چپراسی اور توپخانہ وغیرہ سب آ گیا۔ اور اس میں دو ہزار سوار ہونگے اور دس پلٹنیں سپاہ پیدل کی جن میں صوبہ دار، جمعدار، اور حوالدار وغیرہ دس ہزار نفری ہوگی۔ اور رجمنٹ نجیب کی پانچ ہزار سے زیادہ نفری نہ ہوگی انکے پاس بندوقیں ہونگی۔ اور پانسو سپاہ توپخانے میں ہونگی اس سے زیادہ نہ ہوگی۔ اور باقی نو ہزار پانسو سپاہ رگولری فوج آئینی ہوگی انکی وردی اور ہتھیار سپاہ انگریزی کی مثل نہ ہونگے۔ اور نواب نے یہ بھی وعدہ کیا کہ سوا دس ہزار فوج مذکورہ بالا کے اور کسی کے پاس ہتھیار انگریزی فوج کے مثل نہ ہونگے۔ اور فقط اونکی قواعد انگریزی فوج کی طرح ہوگی۔ اور یہ اقرار کیا کہ ۳۵ ہزار پیادہ و سوار کے [illegible]

اوس کو بصرف [illegible] بخشے اور اس شرط کی تعمیل تین مہینے کے عرصہ مین تمام وکمال کرینگے اور اپنی اقرار پر ثبات کی قسم کہائی ۔

نیابت وزارت کا خلعت سعادت علیخان ابن شجاع الدولہ کو بادشاہ کے ہان سے ملنا ۔ بادشاہ کا مرہٹون کے اختیار مین ہو جانا ۔ مرہٹون کا اونکو دلی کے تخت پر بٹھانا

حسام الدین خان نے جو بادشاہ کا مختار رہتا وزیر الممالک سے دوستی پیدا کرلی ۔ وزیر کو نجف خان سے ملال تھا اور وہ کوڑہ کی نظامت پر مامور تہا یہ بات وزیر کو ناگوار تھی لیکن وسکو اوس خدمت سے معزول نہین کراسکتے تھے ۔ آخرکار حسام الدین خان نے نقد پانچ لاکہہ روپئے وزیر کی طرف سے بادشاہ کی خدمت مین پیش کئے ۔ اور کوڑے کی خدمت محمد سعید خان کو دلادی ۔ اور نجف خان کو معزول کرادیا اونہین دنون سعادت علیخان حسام الدین خان کے ذریعہ سے خلعت نیابت وزارت سے مشرف ہوئے ابہی تک بادشاہ الہ آباد مین تہے ۔ سرکار کمپنی نے اونکو اضلاع الہ آباد اور کوڑہ دلادئے تہے ۔ اور ۲۶ لاکہہ روپیہ سالانہ خراج کا دیتے تہے ۔ مگر بادشاہ کو دلی کا شوق لگا ہوا تہا ۔ وہ اپنے باپ دادا کے تخت پر بیٹہنے کا بڑا اشتیاق رکہتے تہے ۔ مگر کچہہ انگریزون کے احسانات کا پاس کرتے تہے کچہہ نجیب الدولہ کے اختیارات سے ڈرتے تہے ۔ جنکو احمد شاہ ابدالی مرہٹون کو پانی پت کے مقام پر شکست دینے کے بعد دلی کا امیر الامرا مقرر کر گئے تہے ۔ اسلئے وہ اس ارادے کو پورا نکرتے تہے سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین پانی پت کے مقام پر شاہ ابدالی سے مرہٹون نے شکست عظیم پائی تھی ۔ اور مدت تک وہ خانگی جہگڑون اور نربدا کے جنوب مین لڑائی مین مصروف رہے وہ اب پہر زور پکڑ گئے تہے ۔ اور مغربی اضلاع ہند کو غارت کرتے تہے ۔ اور اون کا یہ ارادہ تہا کہ روہیلون کو جنہون نے احمد شاہ ابدالی کی مدد کی تہی سزا سے واقعی دین ۔ اس مطلب کے حاصل کرنیکو اونہون نے یہ تجویز کی کہ شاہ عالم کو دلی کے تخت پر بٹہادین ۔ سنہ ۱۷۷۰ء کے شروع مین نجیب الدولہ کا رشتہ حیات منقطع ہوچکا شاہ عالم الہ آباد مین تہے اور منیر الدولہ سے آزردہ خاطر ہوکر عظیم آباد کو چلا گیا تہا ۔ بادشاہ نے اوسکو عظیم آباد سے واپس بلاکر اپنی سرکار کے تمام جزئی و کلی کا مونکا مختار بنایا اوس نے عرض کیا کہ نواب وزیر شجاع الدولہ فیض آباد مین رہتے ہین ۔ اور وہ یہان سے قریب ہے حضور وہان تشریف لے جائین تو مناسب ہے

اونکی اصلاح کے مطابق اون کامون کا ارادہ کرنا چاہئے جو حضور کے مرکوز خاطر ہین۔ بادشاہ نے قبول فرمایا اور الہ آباد سے کوچ کیا چند روز کے بعد فیض آباد کے پاس جا پہونچے وزیر نے اپنے بیٹون کے ساتھ چند کوس کے فاصلے سے استقبال کیا۔ اور اونکی بیگمات بھی آداب استقبال بجا لائین۔ شاہی متوسلونکی بھی عمدہ طریقے سے خاطرداری کی اور تین لاکھ روپئے بادشاہ کی نذر کئے کچھ دنون یہان رہکر بادشاہ نے الہ آباد کو معاودت کی۔ اور یہان سے یاقوت خان ناظر کو مرہٹونکے پاس بھیجا اور قبل اوس کے سیف الدین خان کو اونکے پاس بھیج چکے تھے۔ بادشاہ نے اپنے خزانے سے تین چار لاکھ روپئے بھی مرہٹونکے لئے ناظر کے ساتھ کر دئے تھے اور اونکو بہت سی رعایتون کا امیدوار کیا تھا اور اقرار کیا تہا کہ جو کچھ غنیمت حضور مین پہنچے گی وہ آدہی مرہٹونکو بانٹ دیجائیگی جب یہ امر طے پا چکا تو بادشاہ نے شاہجہان آباد کے چلنے کا عزم مصمم کیا اور الہ آباد سے بادشاہی ڈیرے بطور پیش خانہ کے روانہ ہوئے اور سراے عالم چند مین نصب ہوئے۔ بادشاہ نے منیر الدولہ کو الہ آباد کی حکومت پر چھوڑا۔ منیر الدولہ اور انگریز اس بات سے خوش نہ تھے کہ بادشاہ دلی کو جائین۔ ہر چند گورنمنٹ انگریزی نے شاہ عالم کو منع کیا مگر اونہون نے نہ مانا۔ شجاع الدولہ کی بھی یہ مرضی نہ تھی۔ صرف حسام الدین خان کے مشورے سے یہ کام ہوا تہا شجاع الدولہ بذات خود بادشاہ کو اس ارادے سے روکنے کے لئے حاضر ہوئے اور انگریزی جرنیل بھی آیا۔ شجاع الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور ایک سال اور توقف فرمائین۔ مین بعد اس کے ساتھ چلکر دار الخلافت کا بندوبست کرونگا۔ جب بادشاہ نے اس عزیمت کو فسخ نہ کیا تو یہ بات قرار پائی کہ اپنی سرحد تک انگریز اور وزیر الممالک ساتھ رہین۔ اور پھر رخصت ہو جائین۔ وزیر کوڑے جہان آباد سے اپنے صوبے کو رخصت ہوئے جیسا کہ گیان پرکاش مین مذکور ہے۔ مگر آروِن صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے ثابت ہے کہ ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۱۸۵ ہجری مطابق ۲۰ جولائی سنہ ۱۷۷۱ء کو نواب احمد خان والی فرخ آباد نے انتقال کیا تو شاہ عالم الہ آباد سے دہلی کو چلتے ہوئے دوسرے روز مع پانچہزار ہمراہیون و شجاع الدولہ اور دوسرے سردارون کے موضع سریا پرگنہ بہاڑہ مین پہنچے۔ یہ موضع شہر فرخ آباد کے باہر گوشہ جنوب و مغرب مین واقع ہے۔ احمد خان کے بیٹے مظفر جنگ کی طرف سے تین لاکھ روپئے سات ہاتھی۔ گیارہ گھوڑے بادشاہ کی نذر مین پیش ہوئے۔ اور ایک لاکھ روپئے نواب نجف خان کو دئے گئے۔ اور تاریخ مظفری سے مستفاد ہوتا ہے کہ شجاع الدولہ کی وساطت سے مظفر جنگ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور یہ معاملہ طے پایا۔ بادشاہ نے مظفر جنگ کو فرزند بہادر کا خطاب دیا۔ اور احمد خان کا جانشین مقرر کیا۔ یہان بائیس روز قیام کر کے شاہ عالم بینی گنج کی طرف جو ضلع مین پوری مین ہے

روانہ ہوتے جہان وہ تین مہینے تک مہاجی سیندہیا کے دہلی سے آنے تک مقیم رہے۔ وہان سیندہیا مذکور بیس ہزار فوج اور پچاس ضرب توپ لیکر پہنچا۔ اور شریک ہوا۔ مرہٹے اور دلی کے امرا بادشاہ کو بشان و تجمل دلی کو لے گئے اور ۲۵۔ دسمبر ۱۷۷۱ء کو بادشاہ کو تخت نشین کیا۔

مرہٹون کی روہیلون پر چڑہائی وزیر اور انگریزونکی روہیلونکے بچانے کے لئے کارروائی

اس وقت شاہ عالم مرہٹون کے قبضے مین تھے مرہٹے جو چاہتے تھے کرتے تھے وہ صرف برائے نام بادشاہ تھے مرہٹون نے بادشاہ کو صلاح دی کہ ضابطہ خان کا ملک فتح کرین۔ علاوہ اس کے شاہ عالم خود بھی ضابطہ خان سے خفا ہو گئے تھے۔ اور خفگی کیوجہ تنقیح الاخبار وغیرہ مین یہ لکھی ہے کہ بادشاہ کے جلوس کی تقریب مین ضابطہ خان نے اپنا وکیل نہین بھیجا۔ اور تاریخ مظفری مین بیان کیا ہی کہ بادشاہ نے نواب ضابطہ خانکو حکم دیا تھا کہ ملک انتربیدسی دستبرداری کرین اور زر پیشکش نذر کرین اونہون نے تعمیل نہ کی بلکہ بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ ضابطہ خان فوج جمع کر رہے ہین اور دلی پر فوجکشی کا ارادہ رکہتے ہین۔ دسوین شوال ۱۱۸۵ ہجری روز یکشنبہ کو بادشاہ قلعہ سی نکلے اور مادہوجی عرف مہاجی سیندہیا اور تکوجی ہلکر اور بیساجی اور نجف خان کے اتفاق سے شرف الدولہ[1] نواب ضابطہ خان ابن نواب نجیب الدولہ کے ملک پر چڑہائی شروع کی۔ ضابطہ خان نے کچہہ دنون مقابلہ جاری رکہا۔ مگر آخرکار مقابلے کی تاب نہ لاکر بہاگ گئے۔ مرہٹون نے اونکے تمام خزانون اور اسباب اور کارخانون کی ضبطی کے علاوہ دو تین کروڑ روپئے رعایا سے جبراً وصول کئے۔ اور ضابطہ خان کے اہل و عیال اور اونکے بیٹے غلام قادر خان کو قید کر لیا۔ جبکہ حافظ رحمت خان وغیرہ روہیلون نے یہ خبر سنی کہ مرہٹون اور نجف خان نے گنگا کو عبور کر کے نواب ضابطہ خان کے تمام ملک کو پامال کر ڈالا تو ان لوگونپر کچہہ ایسی ہیبت چھا گئی کہ بغیر کسی صدمے اور نقصان کے پہنچنے کے اپنے تمام عیال و اطفال اور مال و اسباب کو لاد کر ترائی کیطرف دامن کوہ مین چلے گئے۔ اور نانک متہ مین جا پہنچے جو ہمالیہ پہاڑ کے دامن مین ہے۔ اور پیلی بہیت سے شمال کی جانب ۳۰ کوس کے فاصلے پر ہے۔ نواب ضابطہ خان بہی بہاگ کر جنگل کی راہ سے یہان

---

[1] انشای فیض بخش مین انکے نام کے ساتھ یہ خطاب مندرج ہے۔

آ گئے اسوقت ضابطہ خان کی شکست کی خبر سنی تھی تو روہیلکھنڈ کے سرداروں پر ایک سناٹے کا عالم گذر گیا تھا - اور اونہون نے جان لیا تہا کہ یہ نامبارک آغاز ہی دیکہتے اسکا انجام کیا ہوتا ہے اسلئے اون سبنے ایک رنسے ہوکر یہ ارادہ کیا کہ شجاع الدولہ کو اپنا طرفدار بنائین کیونکہ روہیلکھنڈ مین مرہٹون کی ریاست جمنے سے اونکو بھی بڑا خوف ہے - شجاع الدولہ بھی مرہٹون کے روہیلون پر حملے سے نہایت مضطرب و بیتاب ہوئے اور جنوری سنہ ۱۷۷۳ع مین انگریزی کمانڈر انچیف سر رابرٹ بارکر سے جو الہ آباد کی راہ پر تھا اور شجاع الدولہ کی امداد کے لیے کنجنڈنٹ فوج کا افسر مقرر تہا ملاقات کرنی چاہی اور ۲۰ جنوری کو وہ فیض آباد مین اوس سے ملے اور اوس کے آگے بیان کیا کہ مین بڑی خرابی اور سرگردانی مین ہون - اگر روہیلونکو مرہٹون نے روہیلکھنڈ سے نکالدیا تو ایک زبردست قوم سے ڈانڈا مینڈا مل جائیگا - جس سے ہر وقت اندیشہ اور خوف رہے گا - اور اگر روہیلے اپنے بچاؤ اور حفاظت کے واسطے مرہٹون کے شامل ہوگئے تو دو دشمنون سے زیادہ اور خوف و خطر کا اندیشہ ہے - ان خرابیون اور برائیون سے نجات پانے کے لیے مینے یہ تدبیر سوچی ہے کہ مین سپاہ لیکر روہیلونکی ملک کی سرحد پر جا پڑتا ہون - وہان کچھ اپنی سپاہ کا خوف دکہاؤنگا - اور کچھ حکمت عملی مین لاؤنگا بہتیرا ملک روہیلون سے بادشاہ کے لیے لونگا کچھ ملک اپنی سرحد کی حفاظت کے لیے اور کچھ روپیہ لونگا اوس مین سے کچھ مرہٹونکو دونگا کہ وہ روہیلکھنڈ چھوڑ کر چلے جائین کچھ دونگا اپنے پاس رکھونگا غرض یون بادشاہ اور مرہٹون سے مصالحت روہیلونکی دولت اور ملک سے خریدونگا - مگر میرے تمام مقاصد دلی جب تک حاصل ہونگے کہ میرے ساتھ انگریز ہونگے یعنی اونکے بغیر روہیلے میری بات کا اعتبار نکرینگے - اور نہ اوس کو مانینگے - کیونکہ حافظ رحمت خان شجاع الدولہ کو دغائی کا بے ایمان جانتے تھے - اگر وہ قرآن کا جامہ پہنکر آتے تو بھی اونہین جھوٹا جانتے - جرنیل صاحب نے پریزیڈنسی کو شجاع الدولہ کی تدابیر سے مطلع کیا - پریزیڈنسی کو یہ منظور ہی مقصود ہوا کہ وزیر کی مدد مرہٹونکے مقابلے مین کیجاتے - اسواسطے یہ تجویز ہوئی کہ انگریزی فوج قلعہ چنار گڑھ اور قلعہ الہ آباد مین رہے - اور ۲۱ فروری سنہ ۱۷۷۳ع کو مسٹر ہسٹنگز صاحب گورنر نے سر رابرٹ بارکر کو جواب لکھا کہ شجاع الدولہ کی تدابیر منظور ہین وہ جو مقصد مانگین اونہین روا رکھین - ۲۰ مارچ سنہ مذکور کو سر رابرٹ بارکر اور شجاع الدولہ کے درمیان قلعہ چنار گڑھ واقع زمینداری راجہ چیت سنگھ پر فوج انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کے قابض رہنے کے باب مین عہدنامہ قرار پایا جسمین بتفصیل ذیل تین شرطین ہین -

شرط اول اسوجہ سے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو نواب وزیر کو حفاظت ملک کے لیے مدد دینی

سہولت حاصل ہو نواب نے اوسکو قلعہ چنار گڑھ دیا کہ اونکی قبضے مین رہی۔ اور صرف اونکی فوج اوسمین رہے۔ اوس وقت تک کہ اوسکی ضرورت واسطے مدد ہی نواب کے یا واسطے ضرورت کمپنی کے بنظر حفاظت اضلاع بنگالہ و بہار و اوڑیسہ مناسب و ضروری متصور ہو۔

شرط دوم اگر کسی موقع پر انگریزی کمپنی کو اپنی فوج کے بچانے اور قلعہ چنار گڑھ کے خالی کر دینے کی ضرورت ہو تو قلعہ مذکور نواب شجاع الدولہ کے حوالے ہوگا۔ اور اسیطرح جب انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوج دریاے کرمناسا کے مغربی جانب کوچ کریگی تو قلعہ مذکور ہر وقت اوس کے واسطے خالی رہیگا کہ اپنی مطلب براری یا اپنا قبضہ اوسپر کرے۔

شرط سوم۔ جسقدر خرچ انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کا قلعہ چنار گڑھ کی مرمت یا بروج کے تیار کرنے یا میگزین و اسلحہ خانہ و بارک وغیرہ کے بنانے مین ہوگا وہ سب روپیہ جب قلعہ حوالے ہوگا نواب ادا کرینگے۔ مگر یہ شرط ہی کہ خرچ چار لاکھہ روپئے سے زائد نہو گا۔ اور اوس کے حساب کی جانچ اور صحت اشخاص مامورہ فریقین کرینگے۔ اور دوسرا عہدنامہ قلعہ الہ آباد کے بارے مین قرار پایا جس مین ایسٹ انڈیا کمپنی نے دو شرطین منظور کین ایک یہ کہ شاہ عالم بادشاہ کی خوشی یہ ہوئی کہ نواب شجاع الدولہ کو قلعہ الہ آباد دیدیا جاوے۔ جب کبھی اونکو مطلوب ہو تو جب شجاع الدولہ طلب کرینگے اوس کے دس روز کے بعد کمپنی کی فوج قلعہ مذکور خالی کر کے نواب کے حوالے کریگی۔ دوسری شرط یہ کہ کمپنی کی فوج قلعہ الہ آباد مین اوسی طرح وزیر کی جانب سے رہے گی جسطرح بادشاہ کی جانب سے رہا کرتی تھی جب تک نواب شجاع الدولہ اوس سے طلب نہ کرین۔ یا جب تک کہ کمپنی مذکور کو ضرورت اوس کے خالی کر دینے کی بباعث روانہ کرنے فوج کے قبل طلب کے نہو اگر ایسا واقع ہوگا تو اوسکی اطلاع نواب کو وقت مناسب پر دیجائے گی۔ جب شجاع الدولہ نے اپنی درخواستین روہیلونکے پاس بھیجین تو اونہین ملک دینا پسند نہوا۔ اور اتنا وقت اس عہد و پیمان کی گفتگو مین گذر گیا۔ کہ ۲۰ ہزار مرہٹون نے گنگا پار کا ملک تاخت و تاراج کیا۔ اور نواب ضابطہ خانکے ملک پر قبضہ کرلیا۔ شجاع الدولہ بھی مرہٹون اور بادشاہ کی یورش کا حال سنکر اپنے ملک کی حفاظت کے لئے فیض آباد سے کوچ کر کے شاہ آباد ضلع ہردوئی کے مقام پر جو اونکی سرحد پر واقع تھا ٹھیرے۔ جنرل رابرٹ بارکر بھی مع انگریزی فوج کے اونکے ساتھہ تھا۔ ضابطہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا۔ کہ شجاع الدولہ اپنے ملک کی سرحد پر شاہ آباد مین مقیم ہین تو حافظ رحمت خان کے پاس ترائی مین چار روز قیام کر کے نہایت مضطربانہ شجاع الدولہ کے پاس اس غرض سے چلے گئے کہ وہ سیندھیا کی دسترسی سے اونکے متعلقین کو رہا کرادین

شجاع الدولہ نے ضابطہ خان کو یہ جواب دیا کہ مین حافظ رحمت خان سے دوبدو گفتگو کر کے مرہٹون سے اس باب مین تحریک کرونگا ضابطہ خان نے حافظ صاحب کو متواتر خط لکھے کہ آپ یہان تشریف لائیے جرنیل صاحب نے شجاع الدولہ پر روہیلونکی حمایت کرنے کا تقاضا بہت کیا اور کہا کہ اون کا ضعیف ہونا مرہٹون کا قوی ہوتا ہی - پہر اگر اونکی مراجعت مزید بھی لیجائے گی تو روہیلون کا ضعف قوت اونکو دوبارہ لائیگا اور جس ملک پر جاوینگے وہ قبضہ کرینگے - اس اثنا مین شجاع الدولہ نے مرہٹون سے عہد و پیمان کی گفتگو شروع کی وہ شرطین ایسی غضب کی ہتین کہ جرنیل صاحب بھی سنکر گہبرا گئے - اور شجاع الدولہ کو اونہون نے لکہا کہ ان شرایط پر صلح ہرگز نہ کرنا مرہٹون نے شجاع الدولہ کی شرایط صلح کو ایسا لغو اور بیہودہ جانا کہ ہر دفعہ اوس مین کچھہ رد و بدل کی - اور آخر کو یہ گفتگو ہی موقوف ہو گئی اسی عرصے مین جرنیل صاحب کے پاس سلیکٹ کمیٹی کی چٹھی آئی کہ ہم کو یہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ برسات شروع ہونے سے پہلے مرہٹے اپنے ملک کو واپس جاوینگے - اور روہیلونکے ملک مین وہ کسی طور سے نہ ٹھیرینگے کچھہ اونکو دینا اسلیئے کہ وہ واپس چلے جائین عبث ہے - یہ راے اس بات پر مبنی تہی کہ مرہٹونکے ملک مین انکی حکومت کی ایسی حالت تہی کہ وہ ضرور بلائے جاتے -

حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے پاس بہیجا اوس نے شاہ آباد پہنچکر شجاع الدولہ کے سامنے مرہٹونکے نقض عہد کا تمام حال بیان کیا - شجاع الدولہ نے دلجوئی کی اور کہا کہ مین حافظ صاحب سے بالمشافہ گفتگو کر کے مدد دینے کا اقرار کرونگا - اس مجمل جواب سے شجاع الدولہ عنایت خانکو ٹالکر اس فکر مین ہوئے کہ آیا روہیلونکی مدد کر کے مرہٹون سے لڑنا بہتر ہے یا ایسی ضعیف حالت مین روہیلکہنڈ پر قبضہ کرنا مفید ہی - مگر جب بارکر صاحب سے صلاح کی تو اوسنے کہا کہ روہیلونکی مدد کرنا بہتر ہے - اور اوس نے بہی اس کام مین معاونت کی - اور کپتان ہارپر صاحب کو جو شجاع الدولہ کے پاس گورنر کیطرف سے بطور ایجنٹ کے رہتا تہا عنایت خان کے ہمراہ حافظ صاحب کو بلانے کے واسطے بہیجا - کپتان ہارپر حافظ صاحب کے پاس آیا اور جرنیل اور شجاع الدولہ کے خطوط اونکو دیئے - حافظ صاحب تین چار ہزار پیادہ کے ساتھ ہارپر صاحب کے ہمراہ ابتداے سنہ ۱۱۸۷ ہجری مین شجاع الدولہ کے پاس شاہ آباد کو روانہ ہوتے شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان سے چرب و شیرین باتین کہکے جرنیل صاحب کے روبرو اس مضمون کا اقرار نامہ لکہا لیا - کہ شجاع الدولہ لڑکر یا صلح کر کے مرہٹون کو روہیلکہنڈ سے نکالدین - اگر مرہٹے برسات کے سبب سے بافعل ملک سے چلے جائین اور [illegible]

وہ لوگ روہیلکہنڈ کا قصد کرین تو اونکا مقابلہ اور اخراج بہر شجاع الدولہ کے ذمے رہیگا اسکے عوض مین روہیلون کے سردار چالیس لاکہہ روپے شجاع الدولہ کو یون اداکرین کہ جب نواب وزیر شاہ آباد سے کوچ کرکے تمام اون خاندانون کو جو مرہٹون کے ہاتھ سے بادیہ گردی کر رہے ہین اپنے گہرون مین آباد کرین تو دس لاکہہ روپئے اونکو دئے جاوین اور باقی تیس لاکہہ روپئے تین برس مین ادا کئے جاوین اور سال سنہ ۱۱۸۰ فصلی سے شروع ہو اس قرارنامے پر سر رابرٹ بارکر کے دستخط پختگی کے واسطے کرائے گئے۔ یہ اقرارنامہ ۱۷ جون ۱۷۷۲ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۱۸۶ ہجری کو تیار ہوا۔ سر رابرٹ بارکر نے سلکٹ کمیٹی کو چٹھی لکہی کہ کل مین حافظ رحمت خان اور وزیر سے ملا اور میرے سامنے تمام عہد وپیمان پر مباحثہ ہوا۔ حافظ رحمت خان نے جو چالیس لاکہہ روپئے نواب وزیر کو اس بات کے لئے دینے کا اقرار کیا۔ کہ مرہٹون کو اونکے ملک سے خارج کردین اور اونکے تمام آوارہ گرد خاندانون کو اپنے گہرون مین آباد کردین۔ اونمین سے بیس لاکہہ روپئے سرکار کمپنی کے ہاتہہ لگینگے اور شجاع الدولہ سے یہ بات بہی ٹہیری ہی کہ روہیلے اپنا ایفاے عہد نکرین تو وہ پچاس لاکہہ سرکار کمپنی کو اس بات کے دینگے کہ وہ مدد کرکے روہیلونکے اوس ملک پر جسکا نام حافظ رحمت خان کا ملک ہے قبضہ کرادی کمیٹی نے سر رابرٹ بارکر جواب دیا کہ چالیس لاکہہ روپئے کے آدہے تم اس بات کے لئے منظور کرلو کہ مرہٹون کا اخراج روہیلون کے ملک سے کیا جائیگا۔ مگر دوسری شرط شجاع الدولہ کی ہرگز منظور نہ کرنا۔

چالیس لاکھہ روپیونکے تمسک کی بابت مزید تحقیقات اور کتب تواریخ کے اختلافات کی تنقیح

اس عہدنامے کے واقعات اور روپیونکی تعداد کو تاریخ کی کتابون مین مختلف طور پر بیان کیا ہی جو کیفیت اصلی تھی وہ تو ہمنے اوس عہدنامے کی نقل سے مطابق کرکے بیان کردی اون مختلف روایات کو بہی رد و قدح کے ساتھ یہان ذکر کرنا ضرور ہی تاکہ اشتباہ باقی نرہے۔

(**الف**) عماد السعادت مین سفر رام گہاٹ کے ضمن مین بیان کیا ہی کہ جب مرہٹونکو دکن سے یہ خبر پہنچی کہ نراین راو مارا گیا اور اوس کا چچا رگناتہ جسکا عرف راگھوبہ ہے اوسکی جگہہ مسندنشین ہوا۔ تو یہ دکن کی واپسی کے لئے مضطرب ہوئے۔ شجاع الدولہ کو پیام دیا کہ دکن مین یہ واقعہ گذرا ہی

اب ہم یہان نہین ٹہر سکتے ۔ اگر آپ ایسا کرین کہ ساٹھ لاکھہ روپئے اپنے پاس سے عطا کرین اور ساٹھ لاکھہ روپئے روہیلون سے دلوا دین تو ہم دوآبے کے ملک کو جو حافظ رحمت خان اور دوندے خان وغیرہ سے فتح کیا ہے آپ کو دیدینگے ۔ اگر روہیلے ساٹھ لاکھہ روپیہ دینے سے انکار کرین تو پھر آپ ہم سے متعرض نہون ہم اون سے خود وصول کر لینگے ۔ بلکہ تہوڑے عرصہ مین ہم اس ملک سے اونکی بیخ و بنیاد اوکہیڑ کر اونکا ملک بھی آپکے ہاتھ فروخت کر دینگے ۔ شجاع الدولہ روہیلونکی بربادی مروت سے بعید سمجھی اور حافظ رحمت خان کو بلاکر نشیب فراز سمجھایا اور کہا کہ مرہٹون کو روپیہ دیکر اونکی آفت کو ٹالدیا جائے حافظ صاحب نے ناداری کا عذر کیا ۔ اور کہا بہزار خرابی مین چالیس لاکھہ روپئے بتدریج دے سکتا ہون ۔ اون مین سے نصف آپ دونگا اور نصف دوسرے سردارون سے دلاؤنگا ۔ اب آپ کرور روپئے اپنے خزانے سے مرہٹونکو پہنچا دین ساٹھ لاکھہ اپنی جانب سے اور چالیس لاکھہ ہماری طرف سے یہ چالیس لاکھہ روپئے بتدریج آپکو ادا کرونگا ۔ شجاع الدولہ نے یہ بات منظور کی ۔ اور مرہٹونکو ایک کرور روپئے دیدئے ۔ منتخب العلوم اور تاریخ مالوہ مین بھی اسی کے مطابق لکھا ہے ۔

(ب) مرات آفتاب نما مین لکھا ہے کہ حافظ الملک اور دوسرے پٹھان سردارون نے پچاس لاکھہ روپئے نقد انگریز اور شجاع الدولہ دونون کو مرہٹون کو نکالنے کی بابت دینے کا وعدہ کیا تھا ۔

(ج) مولف گلستان رحمت نے بیان کیا ہے کہ مرہٹون نے صلح کو اس شرط پر منظور کر لیا کہ چالیس لاکھہ روپئے اونکو دئے جائین ۔ اور اوسکے دلوانے کے ضامن شجاع الدولہ ہو جائین ۔ نواب وزیر نے کہا کہ مین حافظ صاحب کی خاطر سے اس ضمانت کو قبول کرونگا ۔ اگر وہ مجکو چالیس لاکھہ روپئے کا تمسک لکھدین یہ تمسک حافظ صاحب نے اور بھی سردارون کی صلاح لیکر لکھدیا سب نے وعدہ کر لیا کہ ہم روپیہ ادا کرینگے ۔ غرضکہ جب شجاع الدولہ نے مرہٹون کو روپیہ دینے کا ذمہ لے لیا تو مرہٹے ملک روہیلکہنڈ کو چہوڑ کر چلے گئے ۔ حافظ صاحب بریلی آئے اور پانچ لاکھہ روپیہ اپنے خزانے سے شجاع الدولہ کے پاس بہیجا ۔ اور جب اور سردارون سے روپیہ مانگا تو سبنے افلاس کا عذر پیش کیا اور کچھہ نہ دیا ۔

(د) جام جہان نما مین ذکر کیا ہے کہ مرہٹے ایک ماہ تک نجیب آباد کے علاقے کو لوٹ لاٹ کر صفر ۱۱۸۶ ہجری مین مراد آباد کی علاقے مین گہس آئے چونکہ برسات کا موسم قریب تھا ۔ اور مرہٹونکو ملک داری کا دعوے نہ تہا ۔ اور شجاع الدولہ مع لشکر انگریزی کے شاہ آباد مین موجود تھے اونکے ذریعے سے مرہٹون نے چالیس لاکھہ روپئے پر روہیلونسے صلح کر لی اور ربیع الاول مین بادشاہ اور مرہٹے گنگا سے اوتر گئے ۔

اب ہم یہان نہین ٹہر سکتے - اگر آپ ایسا کرین کہ ساٹھ لاکھہ روپئے اپنے پاس سے عطا کرین اور ساٹھ لاکھہ روپئے روہیلون سے دلوادین تو ہم دوآبے کے ملک کو جو حافظ رحمت خان اور دوندے خان نے ہم سے فتح کیا ہے آپ کو دیدینگے - اگر روہیلے ساٹھ لاکھہ روپئے دینے سے انکار کرین تو پھر آپ ہم سے متعرض نہون ہم اون سے خود وصول کرلینگے - بلکہ تہوڑے عرصہ مین ہم اس ملک سے اونکی بیخ و بنیاد اوکہیر کر اونکا ملک بھی آپکے ہاتھ فروخت کردینگے - شجاع الدولہ روہیلونکی بربادی مروت سے بعید سمجھے اور حافظ رحمت خان کو بلاکر نشیب فراز سمجھایا اور کہا کہ مرہٹون کو روپیہ دیکر اونکی آفت کو ٹالدیا جائے حافظ صاحب نے ناداری کا عذر کیا - اور کہا بہزار خرابی مین چالیس لاکھہ روپئے بتدریج دے سکتا ہون - اون مین سے نصف آپ دونگا اور نصف دوسرے سردارون سے دلاؤنگا - اب آپ کرور روپئے اپنے خزانے سے مرہٹونکو دیدین ساٹھ لاکھہ اپنی جانب سے اور چالیس لاکھہ ہماری طرف سے یہ چالیس لاکھہ روپئے بتدریج آپکو ادا کردونگا - شجاع الدولہ نے یہ بات منظور کی - اور مرہٹونکو ایک کرور روپئے دیدئے - منتخب العلوم اور تاریخ مالوہ مین بھی اسی کے مطابق لکھا ہی -

(ب) مرات آفتاب نما مین لکھا ہی کہ حافظ الملک اور دوسرے پٹھان سردارون نے پچاس لاکھہ روپئے نقد انگریز اور شجاع الدولہ دونون کو مرہٹون کو نکالنے کی بابت دینے کا وعدہ کیا تھا -

(ج) مولف گلستان رحمت نے بیان کیا ہی کہ مرہٹون نے صلح کو اس شرط پر منظور کرلیا کہ چالیس لاکھہ روپئے اونکو دئے جائین - اور اونکے دلوانے کے ضامن شجاع الدولہ ہوجائین - نواب وزیر نے کہا کہ مین حافظ صاحب کی خاطر سے اس ضمانت کو قبول کرونگا - اگر وہ مجکو چالیس لاکھہ روپئے کا تمسک لکھدین یہ تمسک حافظ صاحب نے اور بھی سردارون کی صلاح لیکر لکھدیا سب نے وعدہ کرلیا کہ ہم روپیہ ادا کرینگے - غرضکہ جب شجاع الدولہ نے مرہٹون کو روپیہ دینے کا ذمہ لے لیا تو مرہٹے ملک روہیلکھنڈ کو چھوڑکر چلے گئے - حافظ صاحب بریلی آئے اور پانچ لاکھہ روپئے اپنے خزانے سے شجاع الدولہ کے پاس بھیجا - اور جب اور سردارون سے روپیہ مانگا تو سب نے افلاس کا عذر پیش کیا اور کچھہ نہ دیا -

(د) جام جہان نما مین ذکر کیا ہی کہ مرہٹے ایک ماہ تک نجیب آباد کے علاقے کو لوٹ لاٹ کر صفر سنہ ١١٨٦ ہجری مین مراد آباد کے علاقے مین گھس آئے چونکہ برسات کا موسم قریب تھا - اور مرہٹونکو ملک داری کا دعوے نہ تھا - اور شجاع الدولہ مع لشکر انگریزی کے شاہ آباد مین موجود تھے اونکے ذریعے سے مرہٹون نے چالیس لاکھہ روپیہ پر روہیلونسے صلح کرلی اور ربیع الاول مین بادشاہ اور مرہٹے گنگا سے اوتر گئے -

(۲) تنقیح الاخبار و تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ جب مرہٹون نے سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین روہیلو نپر چڑہائی کی تو ذوالفقار الدولہ نجف خانکی معرفت جو مرہٹونکے ساتھ تھا پچاس لاکھہ روپیو نپر صلح ہوگئی تھی ۔

(۳) اخبار حسن مین لکھا ہے کہ شاہ عالم نے سرداران مرہٹہ کو چالیس لاکھہ روپیہ کے وعدے سے اپنے ہمراہ لیکر نواب ضابطہ خان پر چڑہائی کی تھی ۔ اور جب حافظ رحمت خان اور نواب فیض اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ نے بادشاہ کی خدمت مین عرضیان لکھین کہ نواب ضابطہ خان کا قصور معاف کر دیا جائے تو بادشاہ نے جواب دیا کہ چالیس لاکھہ روپئے دینے کا ہمنے مرہٹون سے وعدہ کیا ہے اگر اسقدر روپیہ نواب ضابطہ خان دین تو قصور معاف ہو سکتا ہے ۔ چونکہ نواب ضابطہ خان مین اتنی استطاعت نہ تھی اسلئے حافظ رحمت خان اور نواب شجاع الدولہ کی ضمانت سے یہ معاملہ طے ہوا ۔

یہ تمام بیانات واقع کے خلاف ہین یہان اتنی باتونکو ذہن نشین رکھنا چاہئے ۔۔

(۱) اس مرتبہ کی یورش مین بادشاہ اور مرہٹون کی فوج نجیب آباد کے علاقے سے نکل کر روہیلکھنڈ مین نہین آئی تھی[1] پس جام جہان نما مین جو لکھا ہے کہ مرہٹے مرادآباد کے علاقے مین گھس آئے تھے اور فرح بخش مین کہا ہے کہ بادشاہ اور مرہٹے تین مہینے تک مرادآباد کے علاقے مین رہے تھے ۔ یہ دونون قول صحت سے عاری ہین ۔

(۲) بادشاہ نجیب آباد ہی سے دلی کو لوٹ گئے تھے[2]

(۳) روہیلون کی جانب سے مرہٹون کو چالیس لاکھہ روپیہ دینے کا وعدہ نہین ہوا تھا نہ شجاع الدولہ مرہٹونکے پاس ان روپیون کے پہنچانے کے روہیلون کی طرف سے ضامن ہوئے ۔ اور نہ نجف خان کی معرفت پچاس لاکھہ روپیو نپر مرہٹون اور روہیلونمین صلح ہوئی تھی ۔

(۴) بادشاہ اور مرہٹے نجیب آباد کے ملک فتح کرکے شاہجہان آباد کو اسوجہ سے نہین لوٹ گئے تھے کہ ان مین اور روہیلون مین معاہدہ اور مصالحت ہوگئی تھی ۔ کیونکہ ایسا نہین ہوا تھا ۔ بلکہ برسات کے قریب آجانے کی وجہ سے بادشاہ اور مرہٹے معاملے کی بابتہ نامہ و پیام کئے بدون ہی ندی نالون کی طغیانی کے خوف سے گنگا پار چلے گئے[3]

(۵) ان چالیس لاکھہ روپیونکے دینے کا معاہدہ سفر رام گھاٹ سے پہلے واقع ہوا ہے یہ معا سنہ ۱۱۸۶ ہجری کے ابتدا مین منعقد ہوا تھا ۔ اور سفر رام سنہ مذکور کے آخر مین وقوع مین آیا ہے

---

[1] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر ۲۰ [2] دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲ [3] دیکھو فرح بخش

عماد السعادت مین جو اسکو سفر رامگہاٹ مین سمجہا ہی یہ صحیح نہین ۔

(۶) نواب ضابطہ خان کی بادشاہ سے صفائی مرہٹونکی بامردی سے ہوئی تھی ۔ مرات آفتاب نما اور شاہ عالم نامہ مولفہ منشی منولال اور شاہ نوازخانی وغیرہ مین لکھا ہے کہ سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین نواب ضابطہ خان تکو ہلکر سے ملے اور اوس سے وعدہ کیا کہ مین تم کو کئی لاکہہ روپئے دونگا ۔ اگر بادشاہ سے قصور معاف کرا دو ۔ تکو نے حامی بہرلی ۔ اور نواب ضابطہ خان نے تکو کی معرفت بیساجی اور مہاجی سے بہی تصفیہ کرلیا ۔ تکو ضابطہ خان کو لیکر دلی کیطرف بڑہا اور بادشاہ سے اونکے عفو قصور کی درخواست کی ۔ مگر پذیرا نہوئی اسلئے مرہٹون اور بادشاہ مین لڑائی ہوئی ۔ چونکہ بادشاہی مختصر سا لشکر مرہٹونکی پچاس ہزار فوج کا نقطۂ مقابل نہین ہوسکتا تھا آخر کار بادشاہ اور مرہٹون مین صلح ہوگئی ۳ ۔ شوال سنہ ۱۱۸۶ ہجریکو مرہٹے نواب ضابطہ خان کے ہاتھ باندھکر بادشاہ کے حضور مین لیگئے اور قصور معاف کرایا ۔ اور منصب امیر الامرائی اور سہارنپور کی جاگیر دلادی ۔ اس معاملے مین نہ حافظ رحمت خان کا احسان تہا نہ شجاع الدولہ کی منت

(۷) بادشاہ نے دکہنیون سے یہ وعدہ کیا تہا کہ جو کچہہ ہم اور تم ملکر ملک فتح کرین اور غنیمت ہاتھ لگے آدہی ہماری آدہی تمہاری ۔ بادشاہ نے چالیس لاکہہ روپئے مرہٹون کو دینے کا وعدہ نہین کیا تہا ۔ پس اخبار حسن مین جو لکہا ہے کہ بادشاہ نے مرہٹون کو چالیس لاکہہ روپیہ دینے کا وعدہ کرکے اس مہم مین اپنے ہمراہ لیا تہا یہ غلط ہے ۔

(۸) اصل واقعہ یہ ہی کہ حافظ رحمت خان نے ایک اقرارنامہ اس مضمون کا شجاع الدولہ کو لکہہ دیا تہا کہ وہ لڑکر یا صلح کرکے مرہٹونکو روہیلون کے ملک سے نکالدین ۔ اور اگر موسم برسات کے بعد پہر وہ لوگ روہیلونکے ملک کا قصد کرین تو اونکا مقابلہ اور اخراج بہی شجاع الدولہ کے ذمے رہیگا ۔ اسکے عوض مین حافظ رحمت خان تین سال کے عرصے مین چالیس لاکہہ روپئے شجاع الدولہ کو خرچۂ جنگ کی بابت ادا کرینگے ۔ اور اس اقرارنامے پر سر رابرٹ بارکر انگریزی کمانڈر انچیف کے دستخط [illegible] کے کرائے گئے تھے ۔ اور یہ اقرارنامہ حافظ رحمت خان نے اور سردارون کے مشورے کے بدون لکہا تہا ۔ مولف گلستان رحمت نے جو یہ لکہا ہی کہ اور بہی سردارونکی صلاح لیکر لکہا تھا یہ قول صحیح نہین اوس نے محض اس نظر سے یہ فقرہ لکہا ہے ۔ کہ حافظ رحمت خانصاحب کی صفائی

دیکہو مرات آفتاب نما ۱۲

اور دوسرے روہیلہ سردارونکی کج ادائی ثابت ہو فرح بخش کا مولف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو چکنی چپڑی باتون مین پر جاکر چالیس لاکھ روپے کا تمسک لکھایا اور وعدہ کیا کہ مین مرہٹون سے معاملہ کرادونگا ۔ اونکی جنگ کو اپنے ذمے لیا ۔ سبحان اللہ دکھنیون کے معاملے کا شجاع الدولہ سے کیا کام مگر حافظ الملک کے ہوش و حواس پیرانہ سالی کی وجہ سے یا اجل کے قریب آجانے کے باعث سے بجا نہ تھے کہ بے سبب اپنے آپکو سرداران قوم سے مشورہ لئے بغیر شجاع الدولہ اور انگریزون کے پاس چالیس لاکھ روپیہ کے عوض مین دکھنیون کی بابت مقید اور مرتہن کرادیا ۔ نہین تو حافظ صاحب جیسے ذی ہوش فریب کھاکر اسطرح دام بلا مین کبھی گرفتار ہوتے ۔

بہرصورت بادشاہ اور مرہٹے موسم برسات کیوجہ سے خودبخود نجیب آباد کے ملک سے دہلی کیطرف چلے گئے ۔ شجاع الدولہ کو مرہٹون کے نکالنے مین انگلی بھی نہین ہلانا پڑی ۔ اور وہ لشکر مرہٹہ اور بادشاہ کی واپسی کی خبر سنکر فیض آباد کو کوچ کر گئے ۔ شجاع الدولہ نے اپنی دستار سربستہ محمد ایلچ خان کے ہاتھ مہاجی سیندھیا کے پاس بھیجی ۔ اور اوس کو اس مضمون کا ایک خط لکھا کہ دکھن کے سرداران عالیشان عفت اور جوانمردی مین شہرۂ آفاق ہین یعنی یہ لوگ کسی کی ناموس سے کام نہین رکھتے ۔ بلکہ دشمن کی ناموس کی اپنی ناموس سے زیادہ حفاظت کرتے ہین ۔ اور یہ لوگ عورتون اور بچون پر جور و جفا روا نہین رکھتے ۔ مردون پر سختی کرتے ہین ۔ اسلئے آپ کو لکھا جاتا ہے کہ ضابطہ خان تقصیروار ہین نہ اونکے جورو بچے ۔ یہ بھی ممکن نہین کہ نواب موصوف اپنے جورو بچونکی محبت مین آپکے لشکر مین حاضر ہوجاوین ۔ کیونکہ اونکو وہان جانے مین اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہے ۔ پس اونکا آپکے لشکر مین آجانا آپنے کیسے متصور کیا ہے ۔ اس صورت مین اونکے زن و فرزند کے قید کرنے مین کیا فائدہ ہے اسلئے مناسب یہ ہے کہ اپنی قوم کے عمدہ شیوے کی رعایت ملحوظ کرکے اون قیدیونکو یہان بھجوا دیا جاوے ۔ اس مین آپ کی بلند نامی متصور ہے اور اگر کسی وجہ خاص سے اس موقع پر دستور قدیم کی رعایت خلاف طبیعت معلوم ہو تو میری سفارش کو قبول کرکے اونکو رہائی دیجئے اور اس تحریر کو عالم دوستی مین پہلا امتحان تصور کرکے ہم کو شکرگذار بنائیے ۔ فرض کیا کہ نجیب الدولہ نے آپکی قوم کے ساتھ بدسلوکی کی ہے لیکن آپ اپنی نیک عادت کو نچھوڑئیے ۔ سیندھیا نے اس دستار اور تحریر کی بڑی عزت کی ۔ اور پیشوائی کرکے دستار کو سر پر رکھ دیا ۔ اور ضابطہ خان کے اہل و عیال کو اسباب خرچ دیکر جو بریلی مین ضابطہ خان کے پاس پہنچ گئے ۔

شجاع الدولہ کا بینی بہادر کو فریب سے گرفتار کرکے نابینا کر دینا

تاریخ مظفری مین لکھا ہی کہ شجاع الدولہ بینی بہادر کی بعض حرکات نمک حرامی کی وجہ سے اون سے ناراض تھے اور بوستان اودھ سے معلوم ہوتا ہی کہ نواب کے بعض مصاحبون نے بینی بہادر کی طرف سے نواب کے دل مین عداوت کی جڑ جما دی تھی ۔ چنانچہ نواب نے بغیر تحقیق عجلت سے راجہ کی گرفتاری کی تدبیر کی ۔ اور ایک ہزار سوار ساتھ لیکر مقام باڑی سے بینی بہادر کی گرفتاری کے لیے لکھنو کو متوجہ ہوے اور اس مسافت کو راتون رات قطع کرکے راجہ کے لشکر مین داخل ہوے ۔ راجہ نواب کی آمد کا حال سنکر اپنی خرگاہ سے پیشوائی کو نکلا اور اشرفیان نذر دکھائین ۔ چونکہ راجہ کے تحت مین تمام مغلیہ سپاہ تھی اور پیادہ و سوار کی ایک جماعت کثیر رکھتا تھا اس لیے نواب نے بطور استمالت شروع کی اور حکمت عملی کے ساتھ اوسکو گرفتار کرنا چاہا اوس کے حال پر نہایت شفقت و مہربانی کرکے اوس کے خیمے مین ٹھیر گئے اور فرمایا کہ مجھکو بھوک ہی کچھ کھانا [illegible] راجہ نے اپنی رسوئی مین سے کھانا منگوا کر کھلایا ۔ نواب نے دیا ۔ استراحت کی جبکہ دوپہر کی گرمی کم ہوگئی ۔ اور دن ڈھل گیا تو شکار کے حیلے سے سوار ہوے اور چلتے وقت راجہ کو باصرار اپنے ہاتھی پر خواصے مین بٹھا لیا کہ چلو آج کا شکار دیکھنے کے قابل ہی ۔ راجہ جانے سے انکار کرتا تھا ۔ مگر نواب نے نہ مانا ۔ جبکہ اپنے لشکر کے قریب پہونچے تو اپنے مصاحبون مین سے ایک شخص کو خواصی مین بٹھا لیا ۔ اور راجہ سے کہا کہ تم کو تکلیف ہوتی ہی تم اس عماری دار ہاتھی پر سوار ہو لو ۔ اگرچہ راجہ فراست سے اون کا مافی الضمیر سمجھ گیا ۔ مگر حکم کی تعمیل کی ۔ جب راجہ عماری مین بیٹھ گیا تو ہاتھی بان کو نواب نے حکم دیا کہ تمام عماری پر غلاف ڈھکدے اور خیرآباد کو روانہ ہوے اور رسالون کو حکم دیا کہ بینی بہادر کے لشکر مین جا کر سنا دو کہ تم تمام حضور کے نوکر ہو ہمارے حکم سے اب تک اس بے دولت کے ساتھ رہتے تھے ۔ آج کہ یہ ناسپاس اپنی سزاے اعمال کو پہنچا تم کو بھی چاہیے کہ شکر الہی بجا لاؤ اور راجہ کے تمام اسباب و مال کی حفاظت حکم ثانی تک کرتے رہو ۔ انشاء اللہ تمھارے ساتھ واجبی رعایت کیجائیگی رسالون نے حکم جا کر سنایا تو سب نے طوعاً و کرہاً سر تسلیم خم کیا ۔ لیکن مغلیہ فوج راجہ کی گرفتاری سے رنجیدہ ہوکر ہر ایک حواس باختہ بھاگنے لگا ۔ حتی کہ ہتھیار اور گھوڑے بھی چھوڑ چھوڑ گئے ۔ القصہ راجہ کا تمام نقد و جنس ضبط ہوگیا ۔ راجہ کے اصطبل مین اسپ خاصہ ۱۳ سو تھے ۔ ایک سو اسی ہاتھی تھے ۔ شجاع الدولہ نے راجہ سے فرمایا کہ تم کہتے تھے کہ جس کو قید کرے ایسا نہ چھوڑے کہ پھر کسی قابل ہو اور مقابلہ کرسکے اس سبب سے محمد قلی خان کو مروا ڈالا ۔ وہی پاداش تمکو دیتا ہون ۔ اور راجہ کو اندھا کرادیا[1] ۔ راجہ بینی بہادر ایک برہمن تھا

---

[1] دیکھو گیان پرکاش ۱۲

بلسوانرہ توابع اودہ کا رہنے والا راجہ رام نراین دیوان نواب شجاع الدولہ کی خدمت مین آمد و شد رکھتا تھا رام نراین نے اوس کو اپنا مصاحب بنا لیا بہت کفایت اور امانت سے کام کرتا تھا اوسکی دیانت و امانت کی شہرت تمام ملک مین ہوگئی۔ مہانراین پسر کلان رام نراین نے اوس کو باپ سے لیکر اپنے پاس رکھ لیا اور اپنے تمام کامون کا مختار کر دیا۔ رام نراین کے بعد دیوانی کا تمام کام مہانراین سے متعلق ہوگیا مہانراین چونکہ عیاش اور آرام طلب تھا رات کو لہو و لعب مین اور دن کو سونے مین مصروف رہتا تھا اس لئے نواب شجاع الدولہ اوس سے نہایت آزردہ تھے۔ مگر اوس کی قدیم الخدمتی کی وجہ سے اس کو جدا نہ کرتے تھے سب کام بینی بہادر کرتا تھا۔ ایک دن تین لاکھ روپئے نواب نے منگاتے مہانراین نشہ مین مست پڑا ہوا تھا جو بدا کئی بار آیا اور گیا مگر کام نہ چلا نواب کو اس وجہ سے غصہ آیا۔ بینی بہادر نواب کے پاس گیا۔ اور عرض کیا کہ اگر تین دن کی مہلت مرحمت ہو۔ اور سود مقیدی دو روپیہ منظور کیا جائے۔ اور خیرآباد کی نظامت فدوی کو دیجائے تو روپیون کا انتظام کر کے حاضر کرے۔ پھر پرگنہ خیرآباد سے یہ روپیہ وصول کر کے مہاجن کو دیکر رسید خزانے مین داخل کر دیجائے گی۔ نواب نے اوس کی عرض قبول کر کے خلعت فاخرہ بخشا۔ راجہ نے دوسرے دن ہی روز معتولہ عصر کے وقت حضور مین پہونچا دیا اس لئے بینی بہادر تمام مقربون سے بڑھ گیا۔ اور اس کے بعد مہانراین عہدہ دیوانی سے معزول ہو کر خانہ نشین ہوا۔ اور اوس کے گذارے کے لئے چالیس ہزار روپیہ کی جاگیر مقرر ہوگئی اور بینی بہادر راجگی کے خطاب کے ساتھ مخاطب ہو کر عہدہ دیوانی پر فائز ہوا اور اس سے بھی گذر کر نائب اور مختار مہمات مالی و ملکی کا ہوگیا۔

چیت سنگھ ولد بلونت سنگھ راجہ بنارس کے ساتھ معاہدہ

جبکہ شجاع الدولہ نے انگریزونکے ہاتھ سے بکسر مین شکست پائی تھی تو بلونت سنگھ زمیندار بنارس جو شجاع الدولہ کے ہمراہ تھا بادشاہ کے ساتھ انگریزی فوج مین چلا گیا۔ بموجب فرمان بادشاہ کے ۱۷۶۴ء مین اوسکی زمینداری اور اضلاع غازیپور اودھ سے گورنمنٹ انگریزی کے پاس منتقل ہوئی۔ مگر کورٹ آف ڈائرکٹرز نے اس تجویز کو وقت طلب اور بے سود ہونیکی وجہ سے نامنظور کیا اور اسواسطے شجاع الدولہ ۱۷۶۵ء مین اپنے ملک پر بحال رہے۔ علاقہ بنارس اور اضلاع غازیپور بھی دوبارہ وزیر کو دئے گئے اور سرکار کمپنی نے وزیر سے یہ شرط مقرر کر لی کہ راجہ کو اوس کے علاقہ پر قابض رکھین۔ بشرطیکہ راجہ جسقدر مالگذاری سابق مین ادا کرتا تھا اوسی قدر ادا کرے۔ بلونت سنگھ اٹھائیس لاکھ اٹھانوے ہزار چار سو انچاس روپیہ خراج کے

نواب وزیر کو دیتا تھا۔ سنہ ۱۷۷۰ء میں بلونت سنگھ نے وفات پائی تو شجاع الدولہ نے چاہا کہ راجہ کے خاندان کو بیدخل کردے۔ مگر گورنمنٹ انگریزی نے نامنظور کیا۔ اور چیت سنگھ پسر بلونت سنگھ کو جانشین کرایا۔ اور نواب سے ایک سند مرقومہ ۱۸۔ جمادی الاخری سنہ ۱۱۸۴ ہجری مطابق ۱۷ ستمبر سنہ ۱۷۷۰ء اپنی ضمانت پر دلوائی چیت سنگھ نے اوس خراج پر جو اوس کا باپ وزیر کو دیتا تھا اڑھائی لاکھ روپئے اضافہ کیئے۔ نواب نے اس سند میں تحریر کیا کہ اگر تم اپنی فرمانبرداری پر قایم اور ثابت قدم رہوگے اور مالگذاری دیتے رہوگے تو تمھارا ملک اور تمھاری رعیت آسیب سے بچی رہیگی۔ بحکم خدا و قرآن شریف و امام پاک یہ عہدنامہ جو میرے اور میرے وارثوں کے اور تمھارے اور تمھارے وارثوں کے درمیان ہوا ہے اس سے کبھی انحراف نہوگا۔

شجاع الدولہ کے بہکانے سے عنایت خان کا اپنے باپ حافظ رحمت خان سے بغاوت کرنا

عنایت خان حافظ رحمت خان کا بڑا بیٹا اور ولیعہد تھا۔ حافظ صاحب کو اوس سے بہت محبت تھی تین چار لاکھ روپیہ سالانہ اوس کے لاابالی مصارف کے لیئے دیا کرتے تھے۔ اخبار حسن میں مذکور ہے کہ عنایت خان شجاع الدولہ کے ساتھ بہت پیار و اتحاد رکھتا تھا۔ اور شجاع الدولہ حافظ صاحب کی بربادی و خانہ ویرانی کے دلسے خواہان تھے اس لیئے عنایت خان کو طرح طرح سے ترغیب و تحریص کرکے باپ کے ساتھ مخالفت اور بغاوت پر آمادہ کیا۔ چنانچہ سنہ ۱۱۸۶ ہجری میں اوس نے حافظ رحمت خان سے بغاوت کی۔ اور آخرکار شکست و ذلت اوٹھاکر اپنے تمام متعلقین کو لیکے بغیر کسی سامان اور بندوبست کے شجاع الدولہ کے پاس چلاگیا۔ شجاع الدولہ نوراہی میں جو فیض آباد سے سات کوس کے فاصلے پر ہے مقیم تھے عنایت خان کی خبر سنکر اپنے بیٹے سعادت علی خان اور مرتضی خان بڑیچ اور بسنت بہادر کو پیشوائی کے لیئے بھیجا۔ عنایت خان شجاع الدولہ کے لشکر میں پہنچا۔ اور رات کو مرزا علی کے ڈیرے میں آرام کیا دوسرے دن شجاع الدولہ سے ملاقات ہوئی۔ اونھوں نے خلعت اور شمشیر اور جیغہ اوس کو اور اوس کے دونوں بھائیوں کو جو ہمراہ تھے بخشے۔ اور اوسکی بہت خاطر کی۔ اور عنایت خان کے آنیکو غنیمت سمجھا اس لیئے کہ شجاع الدولہ حافظ رحمت خان کے ملک کے فتح کرنے کی تاک میں تھے چنانچہ ایکدن اونھوں نے عنایت خان پر اپنا مافی الضمیر اسطرح ظاہر کیا کہ ہمارا اسقدر قلیل ملک ایک لاکھ فوج اور کارخانوں کے مصارف کے لیئے کافی نہیں۔ اسلیئے ہمارا ارادہ ہے کہ کوئی نیا ملک فتح کریں۔ ذریہ اشارہ حافظ صاحب

ملک کے فتح کرنیکی غرض تھا۔ عنایت خان معز حسن کو پہونچ گیا اور اپنے ڈیرے پر آکر اپنے بہیتون سے بیان کیا کہ بالفعل یہان رہنا نامناسب ہین۔ شجاع الدولہ کو روہیلکھنڈ کے فتح کرنیکا خیال ہے۔ شجاع الدولہ نے لوراہی سے کوچ کیا تو عنایت خان ساتھ تھا لکھنو داخل ہوئے۔ اور یہان آٹھ ہزار روپیے عنایت خانکو بھیجے۔ اور کہلا بھیجا کہ تھوڑے دنون کے بعد تمھارے مصارف کے لئے جائداد مقرر کردونگا۔ اور ایک ہفتے کے بعد شجاع الدولہ نے یہان سے سہدی گہاٹ کیطرف کوچ کیا۔ عنایت خان بدون رخصت حاصل کئے اونکے لشکر سے جدا ہوکر روہیلکھنڈ کیطرف روانہ ہوا۔ یہ بیان گل رحمت کے مولف کاہی۔ لیکن فرح بخش کا مصنف کہتا ہے کہ عنایت خان کے حال پر شجاع الدولہ نے ذرا بھی التفات نہ کیا۔ برس روز تک فیض آباد مین بڑی سختی سے گذر کی۔ آخر کار مجبور ہوکر بریلی کو لوٹ گیا۔

مرہٹونکے مقابلے کے لئے رام گھاٹ نامی گنگا کے گھاٹ واقع ضلع بدایون کی طرف روانگی

سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین مہاجی پیشوا اور مہاجی سندھیا عرف پٹیل اور تکوجی ہلکر نے بادشاہ سے نواب ضابطہ خان کی صفائی کراکے نجف خان کے تین ہزار روپیے روز اور بقولے پانچہزار روپیہ روز مقرر کرکے اپنے ساتھ لیا۔ اور روہیلکھنڈ کے سردارون کو بھی اپنے ساتھ ملانا چاہا تاکہ شجاع الدولہ کے ملک پر یورش کرین۔ مگر حافظ رحمت خان مرہٹون کو ایسا بے ایمان جانتے تھے کہ وہ ہزار قسمین کہاتے تب بھی حافظ صاحب اونکی بات کا اعتبار نہ کرتے۔ تفصیل اس اجمال کی گلستان رحمت سے اسطرح معلوم ہوتی ہی کہ حاجی سندھیا اور تکوجی ہلکر کا سفیر آیا اور اوس نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ ہمارا ارادہ ہی کہ شجاع الدولہ کے ملک پر حملہ کرین اگر آپ ہمارے ساتھ ہوجائین تو جو ملک ہاتھ لگیگا وہ آدھا ہمارا اور آدھا تمھارا ہے۔ اور اگر آپ کسی طرف نہ بولین اور گنگا پار ہونے مین ہمارے سامنے مقابلہ کرنے نہ آئین۔ اور ہمارے سفر مین خارج نہ ہین تو ہم چالیس لاکھ روپیے کا تمسک جسکے ضامن شجاع الدولہ ہین واپس دیدین۔ اور اگر دونون شرطین آپکو نا منظور ہونگی تو ہم آپکے ملک کو لوٹ کھسوٹینگے۔ اور آبادی کو ویرانہ بنائینگے۔ اسپر حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ ہمیشہ سے مجھکو یہ خیال ہی کہ کبھی مین کافرونکے ساتھ ملکر مسلمانون سے نہین لڑونگا اس لئے مین تمھاری شرائط ترغیب تحریص مین نہین آتا۔ اور اپنے عہد کا نہین توڑنا اوسکا پھل خواہ کیسا ہی کڑوا ہو چکھنے کو مین موجود ہون۔ اور شجاع الدولہ کو سارے

ان ماجرے سے اطلاع دی اور لکہا کہ مین سپاہ لیکر بہت جلد میدان جنگ مین جاتا ہون ۔ اور یہ صلاح بتلائی کہ تمام گہاٹون کا انتظام کرلینا چاہئے ۔ اور اوس کے ساتھ یہ بھی درخواست کی کہ وہ چالیس لاکہہ روپئے کا تمسک واپس کیا جائے جس کا اب تک روپیہ مرہٹون کے پاس نہین بہیجا گیا ہی ۔ اور نہ آیندہ ایسی حالت مین مرہٹونکے پاس بہیجا جائیگا ۔ اسپر نواب وزیر نے سید شاہ مدن کو اپنا وکیل بناکر حافظ صاحب کے پاس بہیجا اور اس احسان اور منت کا شکریہ ادا کیا کہ سارے حال سے مجھے اطلاع دی اور لشکر لیکر آپ میری مدد کو آتے ہین ۔ اور وعدہ کیا کہ مرہٹونکو شکست ہونے کے بعد وہ تمسک واپس کیا جائیگا ۔ انتہی ۔

یہان یہ بات یاد رکہنے کے قابل ہی کہ چالیس لاکہہ روپیہ کا جو تمسک حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو دیا تہا اوس کا روپیہ مرہٹون کو دینا نہ ٹہیرا تہا ۔ نہ اس قسم کا کوئی عہدنامہ مرہٹونکے ساتھ ہوا تہا اور نہ یہ تمسک شجاع الدولہ نے مرہٹونکے حوالے کیا تہا صحیح روایت یہ ہی کہ حافظ رحمت خان نے مرہٹونکے اخراج کے لئے خود شجاع الدولہ کو چالیس لاکہہ روپئے تین سال کے عرصے مین معاوضہ امداد کے طور پر دینے کا اقرار کیا تہا ۔ بہرصورت مرہٹونکی فوج سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین روہیلکہنڈ مین گہس آئی ۔ اس بار اونکی یورش بدایون اور سنبہل اور مراد آباد کے علاقے مین تہی ۔

روہیلکہنڈ گزیٹیر مین لکہا ہی کہ پہلے مرہٹون نے ایک پیام روہیلون کے پاس اوس معاہدے کے روپیونکے ادا کرنے کا جو لال ڈانگ کے محاصرے کے وقت صفدر جنگ سے ہوا تہا کہلا بہیجا ۔ یہ پیام گویا لڑائی کے واسطے ایک بہانہ تہا ۔ اور فرح بخش کا مولف لکہتا ہی کہ مرہٹون نے اوس تمسک کے چالیس لاکہہ روپیون کے وصول کرنے کا حیلہ کہڑا کیا جو شجاع الدولہ نے روہیلون سے لکہا لیا تہا اور اپنے وکیل حافظ رحمت خان کے پاس بہیجکر اون روپیون کا تقاضا کیا ۔ اور حقیقت مین پایاب گہاٹونکی تلاش مین مصروف تہے ۔ روہیلونکی طرف سے اس کا کچہہ جواب نہ گیا ۔ اور حافظ رحمت خان اور صاحبزادہ محمد یار خان ابن نواب علی خان روہیلہ اور فتح خان خانسامان اور احمد خان پسر بخشی سردار خان اور محب اللہ خان پسر دوندے خان اپنا فوجی سامان تیار کرکے روانہ ہوئے اور بسولی مین جاکر ٹہیر گئے ۔ احمد خان بخشی کی جاگیر مین اہرات کا علاقہ تہا اسلئے اوس کو آگے کو بہیجدیا تاکہ وہ سام گہاٹ پر پہونچکر گہاٹ کا بندوبست اور کشتیونکی حفاظت رکہے اور مرہٹون کی فوج کو گنگا کے عبور کرنے سے روکے احمد خان گہاٹ کے قریب * اسد پور مین ایکایک ۲۷[1] ذالحجہ سنہ ۱۱۸۶ ہجری کو مرہٹون کی ایک جمعیت نے گنگا اوتر کر اوسکی فوج پر حملہ کیا اور بعدہٗ تکوجی ہلکر بہی اپنی فوج کے ساتھ اس جمعیت کی مدد کو آگیا ۔ اور احمد خانکو گہیر لیا ۔ اور پہلے حملہ مین اوسکے تمام توشہ خانہ اور سارا مال و اسباب گہوڑے ہاتہی ضبط کرکے

* محفوظ جگہ کی تلاش مین تہا کہ یکایک

---

[1] دیکھو [illegible]

احمد خان کو اپنے کسبہ مین گنگا پار بھیجا ۔ اب مرہٹے نکلے طول اطمینان کے ساتھ اس علاقے مین پھرنے لگے ۔ حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو متواتر تحریر کیا کہ آپ حسب وعدہ مدد کیجئے ۔ اور چونکہ مرہٹونکے یہ چڑہائی شاہ عالم بادشاہ کی مرضی کے خلاف تھی اسلئے اونہون نے بھی شجاع الدولہ کو در پردہ لکہا کہ اس قوم کا استیصال کر دینا چاہیے ۔ بادشاہ کا دل مرہٹون سے مکدر ہو گیا تہا مگر وہ اونکے ہاتھ سے مجبور تھے اسلئے ذوالفقار الدولہ نجف خان کو اس جنگ مین بادشاہ کی جانب سے مرہٹون کا شریک ہونا پڑا ۔ افاغنہ علی محمد خانی کے فتح کر لینے کے بعد اگلی بار مرہٹون کا ارادہ خاص شجاع الدولہ اور انگریزون کے ملک پر چڑہائی کرنے کا تھا[1] ۔

شجاع الدولہ کو جس وقت مرہٹونکی یورش کی خبر پہنچی اوسی وقت اسنے اپنے رفیق انگریزی حکومت سے مدد طلب کی اور اسکے جواب مین سر رابرٹ بارکر اپنا برگیڈ لیکر اودہ پہنچا ۔ اور وہان سے شجاع الدولہ اپنی فوج لیکر انگریزی فوج کے ساتھ دو منزلیان کرتے ہوئے روہیلکہنڈ کی جانب روانہ ہوئے ۔ غلام علی آزاد نے یہان بڑی ڈینگ کی لی ہے ۔ شجاع الدولہ کے لشکر مین ایک لاکھ پندرہ ہزار دوکانون کی تعداد درج کی ہے ۔ جب دوکانونکی تعداد یہ لکھی تو لشکر و بہیر کا حساب دس پندرہ لاکھ کا ہو سکتا ۔ یہ بزرگوار آنکہین بند کرکے جو چاہا لکھ گئے ہین ۔ لطف یہ ہے کہ کم فہم اسی کو مان لیتے ہین ۔ روہیلکھنڈ مین پہنچکر یہ حالت معلوم ہوئی کہ احمد خان بخشی ہلکر کی فوج مین گرفتار ہو گیا ۔ اور مرہٹونکی فوج مع اپنے توپخانہ کے گنگا پار اوتر آئی ۔ اس فوج کا بڑا افسر بساجی پنڈت تھا ۔ حافظ رحمت خان ہنوز بسولی مین ہین ۔ احمد خان کی امداد کے واسطے آگے بڑہنے کا ارادہ کر رہے ہین ۔ اونکا منشا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس جھگڑے سے اپنی جان بھی بچے ۔ اور شجاع الدولہ کے معاہدے کے روپیونکی ادا کرنے پر بھی کوئی محبت ہاتھ لگ جائے[2] لیکن مستجاب خان مصنف گلستان رحمت کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان احمد خان کی رہائی کے واسطے بسولی سے روانہ ہوگئے تھے اور مرہٹون کی ایک ٹولی کو شکست بھی دے چکے تھی ۔ مرہٹون کے گنگا پار اوتر آنے اور احمد خان کے گرفتار ہو جانے کی خبر سننے سے انگریزی فوج کو زیادہ کوشش کرنی پڑی ۔ اور وہ مرہٹونکی زیادہ پیشقدمی کو روکنے کے لئے آگے بڑھی ۔ مرہٹون کے چار ہزار سوار رامگھاٹ سے تھوڑی دور دنیا پور[3] کے گہاٹ پر گنگا کو عبور کرنے کی فکر مین مشغول تھے ۔ لیکن انگریزی فوج کے پہونچتے ہی وہ لوگ

---

[1] دیکھو مرات آفتاب نما و تاریخ مظفری ۱۲ [2] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر ۱۲ [3] ملٹن نے غوث پور لکھا ہے ۔ مگر اصل دنیا پور مشہور ہے ۱۲

دکھنی کنارے کو بھاگ گئی۔ اور انگریزی فوج نے دریا کے کنارے کنارے اونکا تعاقب کیا۔ اس جگہ سے بیساجی پنڈت اور ہلکر کی فوج علیحدہ علیحدہ ہو گئی۔ یعنی ہلکر کی فوج اس سے پہلے مرادآباد کی طرف روانہ ہو چکی تھی۔ اور بیساجی کی فوج گنگا کے دکھنی کنارے پر رگھتی اسدپور کے پاس پہونچکر مرہٹوں کی فوج میں سے ایک گولا انگریزی لشکر میں آیا۔ اوس کے جواب میں ادھر سے ایسے گولے مارے گئے کہ اونکی توپ بند ہو گئی اور مرہٹوں نے اپنا کیمپ اوٹھا کر دوسری طرف کا راستہ لیا[1]۔ اوس کے دوسرے روز حافظ رحمت خان شجاع الدولہ سے آکر ملے۔ اور بجے پور بسی کا نوپ شہر کے مقابل گنگا کے کنارے پر ٹھہرے[2]۔ عماد السعادت میں لکھا ہے کہ اس سفر میں نواب شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان دونون کے ہاتھی برابر رہتے تھے۔ اور حافظ رحمت خان نواب شجاع الدولہ کو نواب سلامت کہکر خطاب کرتے تھے۔ اور نواب شجاع الدولہ اونکو حافظ جیو کہتے تھے۔ اور یہ بات قرار پائی کہ انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب میں روانہ ہو۔ اور شجاع الدولہ مع حافظ رحمت خان کے ہلکر کی جماعت کا تعاقب کرین۔ اس صلاح کے بموجب سر رابرٹ بارکر اپنی فوج لیکر رام گھاٹ کے روبرو کشتیون کے ذریعہ سے گنگا کو عبور کرکے بیساجی پنڈت کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ جو ایک ایسے مقام سے جہان گھوڑے کی دم تر[3] نہو سکتی تھی گنگا کو عبور کرلے کی فکر مین تھا اور اوس کے ساتھ پندرہ ہزار سوار تھے۔ محبوب علی خان شجاع الدولہ کا فوجی افسر بھی برق لمعین کے ساتھ انگریزی فوج کا شریک تھا۔ بیساجی بغیر کسی مقابلہ کے ایسا بھاگا کہ بدایون کی آخری حد تک کہین نہ ٹھیرا جسقدر اوس کا مال و اسباب انگریزی فوج کے ہاتھ لگا وہ لوٹ لیا۔ اور دوسرے دن سرحد بدایون تک یہ فوج اوس کا پیچھا کرآئی۔ یہان پر شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان آپس کے شکوک کے باعث یا معاہدے کے روپیون میں جھگڑا ڈالنے کے واسطے خاموش بیٹھے رہے۔ اور اپنی فوج کو کسی جانب بھی بڑھانے کی کوشش نہ کی۔ جب انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب سے واپس آئی تو اونکے ذمے کا کام بھی اوسی کو پورا کرنا پڑا۔ چنانچہ سر رابرٹ بارکر نے اپنی فوج کو سنبھل کی جانب بڑھا کر ہلکر کی جماعت کو بھی بغیر کسی مقابلے کے روہیلکھنڈ چھوڑنے پر مجبور کیا۔ یہ بیان روہیلکھنڈ گزیٹیر کا ہے۔ اور گلستان رحمت و گل رحمت اور فرحت بخش وغیرہ فارسی کی تاریخون کے خلاف ہے۔ اونمین لکھا ہے کہ مہاجی سندھیا کا انگریزی فوج اور شجاع الدولہ کی فوج نے تعاقب کیا اور تکو کی فوج کا پیچھا حافظ رحمت خان نے کیا۔ مگر تکو اس تیزی سے نکل گیا کہ حافظ رحمت خان کی سپاہ جو تھکی ماندی تھی اوس کا تعاقب نہ کرسکی۔ تکو کی فوج کا ایک حصہ سنبھل اور مرادآباد کو لوٹ لاٹ کر غرہ محرم سنہ ۱۱۸۷ ہجری کو قصبہ اہار کے گھاٹ سے گنگا کو اوتر گیا۔ جسقدر سپاہ روہیلون کی گھاٹون کی حفاظت کے لئے متعین تھی اوسے خبر بھی نہ ہوئی بسی

---

[1] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر ۱۲ [2] دیکھو گل رحمت وغیرہ ۱۲ [3] دیکھو عماد السعادت ۱۲

ہوشیاری سے مرہٹے نکل گئے اور خود انکو جس کے تعاقب حافظ رحمت خان تھے پھپوند کے قریب گنگا کو عبور کر گیا حافظ رحمت خان انکے تعاقب سے معاودت کر کے شجاع الدولہ کے پاس چلے آئے۔ اس کام کو پورا کر کے ۱۷۷۲ء مین شجاع الدولہ روہیلکھنڈ سے فیض آباد کو واپسی کے ارادے سے رام گھاٹ پر اس نیت سے ٹھیر گئے کہ بعض روہیلہ سرداروں سے موافقت پیدا کر لین۔ احمد خان بخشی نے انکو تیس ہزار روپیے دیکر رہائی پائی۔ احمد خان اپنے لشکر مین پہنچا۔ اور حافظ صاحب سے ملکر اور شاباش حاصل کر نواب شجاع الدولہ کے پاس گیا جو ابھی رام گھاٹ پر پڑے ہوئے تھے اور ان سے عہد و پیمان دین و ایمان کی قسم کے ساتھ کر کے رخصت ہوا۔ شجاع الدولہ نے احمد خان کو اپنی طرف سے نوابی کا خطاب دیا اور خلعت اور ہاتھی اور پالکی عطا کی۔ شجاع الدولہ فیض آباد مین داخل ہوئے۔

شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان مین جنگ پیدا ہونے کے اسباب

گلستان رحمت مین لکھا ہے کہ جب رام گھاٹ کی مہم مین مرہٹون کو شکست ہو جانے کے بعد نواب وزیر اودہ مین گئے تو حافظ رحمت خان نے اپنے سفیر واپسی تمسک کے لئے اون کے پاس بھیجے۔ اونہون نے کانون پر ہاتھ دہرا کہ مینے وعدہ واپسی تمسک کا نہین کیا مجھپر یہ تہمت ہے کہ شاہ من (جنکی معرفت شجاع الدولہ نے مرہٹون کی جڑ ہائی کے وقت واپسی تمسک کا وعدہ کیا تھا) گواہی کے لیے بلائے گئے۔ اونہون نے بھی کہا کہ واپسی تمسک کا وعدہ کیا گیا ہے۔ غرض سفیر حافظ صاحب کے بے نیل مرام چلے آئے۔ اور سارا حال حافظ صاحب سے گوش گذار کیا۔ اس وقت شجاع الدولہ پرگنات اٹاوہ اور شکوہ آباد سے مرہٹون کو نکال رہے تھے۔ حافظ صاحب نے اونکو لکھا کہ یہ پرگنے بادشاہ نے مجھکو جاگیر مین دئے ہین مین لشکر لیکر اونکا بندوبست کرنے جاتا ہون مجبوری سے مرہٹون کے ہاتھ مین وہ چلے گئے تھے۔ اس کا جواب شجاع الدولہ نے یہ دیا کہ آپ کا دعوے ان پرگنون پر کچھ نہین ہے مین انکو اوسی طرح اپنے قبضے مین رکھونگا جیسے اور ملک مرہٹون کا فتح کر کے اپنے قبضہ مین رکھا ہے اس پر پھر حافظ صاحب نے کچھ لکھا اور پھر اونھون نے جواب لکھا کہ پرگنون کی بابت پھر سوچونگا۔ اور جواب دونگا۔ بالفعل ۳۵ لاکھ روپے بابت تمسک کے ادا کیجئے یہ فقط بہانہ ملک روہیلکھنڈ پر قبضہ کر لینے کے لئے تھا۔ اور اونہون نے سپاہ کو جمع کرنا شروع کیا۔ حافظ رحمت خان نے اس کا جواب یہ دیا کہ جس قدر روپیہ آپنے مرہٹون کو دیا ہی وہ مجھ سے لیجئے۔ اس وقت حافظ صاحب کی حالت اچھی نہ تھی۔ بڑے بڑے سردار اونکی لڑائیون مین

مارے گئے تھے جو باقی تھے اونپر اعتبار نہ تھا۔ شجاع الدولہ نے حافظ صاحب کی درخواست منظور کی شاہ مدن کا شجاع الدولہ کے منہہ پر یہ کہنا کہ واپسی ملک کا وعدہ کیا گیا ہے سچ نہین معلوم ہوتا۔ یہ شاہ مدن پیرزادے حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین سے ہین نہایت دانا اور خوش خلق تھے ابتدا مین صفدر جنگ کی مصاحبت مین رہتے تھے۔ اور اونکے ہر ایک مشورے مین شریک ہوتے تھے۔ صفدر جنگ کی وفات کے بعد الہ وردی خان مہابت جنگ ناظم بنگالہ کے پاس چلے گئے وہان بھی عزت کے ساتھ رہے۔ جب بنگالہ خراب ہوا تو پھر اودہ مین چلے آئے شاہ آباد ضلع ہردوئی مین جو شاہجہانپور کے متصل ہے رہنے لگے۔ اور شجاع الدولہ سے توسل پیدا کر لیا۔ شجاع الدولہ اونکی عزت کرتے تھے۔ پھر خالص پور مین جو لکھنؤ سے پانچ کوس ہے سکونت اختیار کر لی۔ کیونکہ شاہ آباد کی سکونت مین اونکی نسبت شجاع الدولہ کو یہ شبہہ ہوتا تھا کہ یہ روہیلونکی دوستی اور جنبہ داری رکھتے ہین۔ شاہ مدن کے ہان ہر سال حضرت محبوب سبحانی کا عرس ہوا کرتا تھا ہندوستان کے شہرون سے ہزارون علما۔ طلبا۔ مشایخ۔ پیرزادے آتے اور شریک ہوتے۔ ان سب کی آمد و رفت کے مصارف شاہ صاحب کے یہان سے ادا کیئے جاتے۔ اور اونکو کھانا دیا جاتا۔ تین روز تک بڑا انبوہ رہتا تھا۔ اور صبح سے شام تک آدمیونکو جنس تقسیم ہوتی رہتی تھی۔ کئی نقال اس کام پر مقرر رہتے تھے۔ بہت سے ننگے اور بیراگی بھی اس مین شریک ہوتے تھے۔ ایسے لوگون کو سوائے خوراک کے بھنگ چرس بوزہ بھی ملتا تھا۔ تیس ہزار کے قریب آدمی جمع ہوجاتے تھے۔ روہیلے بھی اونکی پیرزادگی کیوجہ سے ہمیشہ تحفے بھیجتے رہتے تھے۔

عماد السعادت مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان کو شجاع الدولہ سے ملال پیدا ہو جانے کی بڑی وجہ یہ تھی کہ دوآبہ گنگا و جمنا کے درمیان کا جسقدر ملک حافظ رحمت خان کا مرہٹون نے دبا لیا تھا اور مرہٹے دکھن کو چلے گئے تھے تو وہ سب شجاع الدولہ نے قبضہ کر لیا تھا۔ جبکہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو لکھا کہ آپ وہ چالیس لاکھ روپئے جو مرہٹونکی بابت آپکے ذمے ہین ادا کیجئے حافظ صاحب نے جواب دیا کہ مین تمام ملک روہیلکھنڈ کا مالک نہین ہون۔ دوسرے سردار بھی یہانکے رئیس ہین اول آپ اونسے طلب کرین۔ مینے اونکو بہت کچھ سمجھایا وہ میری بات پر عمل نہین کرتے۔ اون روپیون مین سے میرے حصے مین بیس لاکھ روپئے ہین تو اس کا تقاضا مجھپر کرنا آپکو مناسب نہین۔ کیونکہ ملک دوآبہ جو میرا تھا وہ سب آپنے قبضہ کر لیا ہے۔ اور مین خاموش ہون۔ اس قدر ملک اس تھوڑے سے روپئے پر گران نہین ہے۔ مین ایک روپیہ بھی نہین دونگا۔ آپ کا جو ارادہ ہو کیجئے مین مقابلے کو حاضر

ہون - تو اون دستگیری مین حروف تاکید کی بحث مین حافظ رحمت خان کے اوس خط کے دو فقرے نقل کرتے ہین جو اونہون نے شجاع الدولہ کو جواب مین لکھا تھا اون فقرون سے حافظ رحمت خان کی راے کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے - کہ وہ دل سے صلح کے خواہان تھے - جنگ پر مجبوراً آمادہ تھے - وہ فقرے یہ ہین اگر با صلح کیشان ہمرنگے حکم اللہ داگر با ستیزہ رو جنگ بسم اللہ - کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ شجاع الدولہ کو روہیلون سے موروثی عداوت تھی - اور کبھی وقت وہ انکے شریک ہوجاتے تھے تو وہ کسی خاص مصلحت اور تقاضاے وقت کے سبب سے ہوتا تھا مگر فی الحال سفر رام گھاٹ مین جو کہ روہیلون نے شجاع الدولہ کے ساتھ عمدہ برتاؤ نہین کیا تھا - اور چالیس لاکھہ روپیونکے دینے مین حیلہ و حجت کرتی تھی اسلئے شجاع الدولہ کے دل مین روہیلون کیطرف سے کینۂ دیرینہ تازہ ہوگیا تہا[1] - انکے علاوہ ایک امر تو ایسا واقع ہوگیا تھا جسنے شجاع الدولہ کو روہیلون کے خون کا پیاسا کر دیا تھا - اولوالعزمی - ملک گیری بہانہ جوئی - بے مروتی اونکے ضمیر مین پڑی ہوئی تھی - روہیلون کے ضعف اور انگریزون کے [illegible] کی مدد نے اونکو روہیلونکی بیخ کنی پر بخوبی آمادہ کر رہا تھا - اودھر روہیلون کا اتفاق بھی آپس کے نفاق کی وجہ سے پاش پاش ہوگیا تھا - وہ امر جو شجاع الدولہ کو روہیلون سے عداوت پیدا ہونے کا قوی سبب تھا ایک خط کا واقعہ ہے جس کا بیان مختلف کتابون مین طرح طرح سے کیا گیا ہے - اور کچھہ نہین ہوتا کہ اصل کیا ہے -

(**الف**) عماد السعادت مین لکھا ہے کہ منیر الدولہ رضا قلی خان حاکم الہ آباد نے حافظ رحمت خان اور دوسرے سرداران روہیلہ سے خط و کتابت کرکے اونسے دوستی پیدا کرلی - اور نواب شجاع الدولہ کا وہ خط جو اونہون نے بکسر کی شکست کے بعد قبل صلح کے انگریزون کے ساتھ مدد دینے کی بابت حافظ رحمت خان کو لکھا تھا کسی حکمت عملی سے طلب کرلیا - اور اوسکے سنہ ہجری کو بدلدیا یعنی بجاے ۱۱۷۹ھ ہجری کے ۱۱۸۶ ہجری بنا کر اپنا رسوخ اور کمال خیرخواہی جتانے کے لئے مسٹر ہیسٹنگز صاحب گورنر کے پاس بھیجدیا جسکا مضمون یہ تھا - کہ اگر آج آفت ہمارے نصیب ہے کل کو تمہارے نصیب ہوگی یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ یہ بلا ہمہی سے مخصوص ہے - اگر نصاریٰ کا ہاتھ پہونچیگا تو ایک مسلمان متنفس کو بھی ہندوستان مین نہ چھوڑینگے - اسلئے صلاح یہ ہے کہ ہم اور آپ متفق ہوکر اس گروہ کو قبل اس سے کہ انکو قوت حاصل ہوجاے تباہ کردین ابھی فتنے کی ابتدا ہے - اگر انکو زور پیدا ہوگیا اور ہندوستان مین اپنا پانون انہون نے جمالیا تو ان کا یہان سے اوکھڑنا مشکل ہوجائیگا اسلئے انکا جلد استیصال کرنا چاہیے اگرچہ آپ کا ہمارے ساتھ شریک ہونا آپکی بھی سلامتی کا باعث ہے - لیکن ہم روہیلون کو چار

---

[1] دیکھو جام جہان نما ۱۲

لاکھہ روپئے اپنے پاس سے دونگا۔ اور آپ کی ذات کے سوا کہ آپ مین صفات آدمیت ہین دوسرون کا قول قابل اعتبار نہین جب تک وہ لوگ عہدنامہ اپنی طرف سے مہر و نشان کے ساتھ مرتب کرکے نہ دینگے اونکا قول مسموع نہوگا۔ دوندیخان آپکے بھائی اگرچہ خوب آدمی اور شجاع بینظیر ہین لیکن عقلمند نہین اسلئے اونکی بات قابل اعتبار نہین۔ جب تک اونکی مہری تحریر مستحکم اور ایمان کے ساتھ موکد نہوگی اونکی بات کی صداقت تسلیم نہین کرونگا۔ مسٹر ہسٹنگز صاحب گورنر اس خط کے مضمون سے بیحد برآشفتہ ہوے اور شجاع الدولہ کو ایک خط شکایت آمیز لکھکر اس بات کی تحقیق کے لئے کلکتہ سے بنارس کو روانہ ہوے نواب شجاع الدولہ بھی عین برسات مین بنارس کو گورنر سے ملنے کے لئے چلے اور جبکہ بنارس مین یہ دونون پہنچ گئے تو شجاع الدولہ نے ایلچ خان کی معرفت گورنر کے پاس صفائی اور خیر خواہی کے پیام بھیجے۔ گورنر نے وہ خط اپنے ایک معتمد کے ہاتھ شجاع الدولہ کے پاس بھیجا۔ شجاع الدولہ اپنی مہر دیکھکر بہت مخجل ہوے دریاے حیرت مین ڈوب گئے۔ آخر محمد ایلچ خان کے ذہن مین یہ بات آئی کہ شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ گورنر کو کہلا بھیجین کہ واقعی یہ خط میرا ہے۔ مگر مینے حافظ رحمت خان کو اوس وقت مین لکھا تھا جبکہ میرے اور سرکار کمپنی کے درمیان مین صلح نہوئی تھی۔ معاہدے سے پہلے جو کچھہ لکھا اوسکا مضائقہ نہین یہ پرانا خط نہین بلکہ دشمنون نے ہمارے اور آپکے درمیان فساد پیدا کرنے کو بھیجا ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ دوندیخان حافظ رحمت خان کے چچازاد بھائی کا اس مین ذکر ہے حالانکہ دوندیخان حاکم بسولی سنہ [illegible] ہجری مین فوت ہو چکے ہین۔ اور اس خط مین سنہ [illegible] ہجری تحریر ہے اگر یہ خط دوندوخان کی وفات سے قبل لکھا گیا ہے تو جس نے یہ خط پیش کیا ہے اوس کا قول درست ہوا اور اگر دوندیخانکی وفات کے بعد لکھا گیا ہے تو اوس سے یہ دریافت کرنا چاہئے کہ سواے اوس دوندیخان کے جو بسولی کا حاکم تھا کیا کوئی اور بھی ایسا دوندیخان ہے جو امرا اور وزرا کے خطون مین لکھنے کے لائق ہے۔ جبکہ نواب شجاع الدولہ نے اس مضمون کا خط لکھکر گورنر کے پاس بھیجا تو گورنر کا دل صاف ہو گیا۔ گورنر کلکتہ کو چلا گیا۔ شجاع الدولہ فرخ آباد کو روانہ ہوے۔ مگر حافظ رحمت خان کی طرف سے بہت ملال تھا کہ منیر الدولہ کو یہ خط کیون دیدیا حافظ رحمت خان یہ خوب جانتے تھے کہ منیر الدولہ شجاع الدولہ کا نوکر ہے۔ منتخب العلوم اور تبصرۃ التواریخ مین بھی اس بیان کو اسی طرح بطور اختصار کے لکھا ہے۔

(ب) انتخاب یادگار مؤلفہ منشی امیر احمد مینائی مین ہے کہ انگریزون کے ساتھ شجاع الدولہ کی صلح ہو گئی مگر بکسر کی شکست کا داغ کسی طرح دل سے نہ مٹا سکے خفیہ فوج کی نگہداشت شروع کی۔ مقصود یہ ہوا کہ فوج مرتب کرکے انگریزون سے پھر لڑے۔ جب فوج قریب ترتیب پہنچی۔ اپنے دوست سردارون کو

اس راز سے آگاہ کرنا چاہا ایک خط حافظ رحمت خان کے نام بھی بھیجا جسپر شجاع الدولہ کے منشی سے
سہو یا انتہا کی خیرخواہی کی وجہہ سے تاریخ لکھنی رہگئی تھی حافظ رحمت خان نے وہ خط اپنے خریطے
مین ملفوف کر کے گورنر جنرل کے بھیجدیا اور نواب فیض اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ نے عرضتا
حافظ رحمت خان کی نیت فاسد سی ایک سفیر معتمد کے ذریعے سے شجاع الدولہ کو اطلاع دی اور جب
گورنر جنرل اور شجاع الدولہ سے بنارس مین ملاقات ہوئی اور گورنر نے وہ خریطہ شجاع الدولہ کو الزام دینے
کے لئے دکھلایا تو اونھون نے جواب دیا کہ بے شبہہ یہ تحریر میری ہے مگر اوس زمانے کی ہے کہ مجھسے اور گورنمنٹ
انگلشیہ سے مصالحہ نہوا تھا۔ اور بکسر پر لڑائی تھی بعد صلح اور تحریر عہدنامہ کے ہرگز نہین لکھی
گئی اب گورنر جنرل اور سب انگریزون نے دیکھا کہ واقعی اس تحریر مین تاریخ نہین ہے۔ گورنر جنرل اصل
کار کو سمجھہ تو گئے۔ مگر ثابت نہ کر سکے۔

(ح) اخبار حسن مین یون لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ اور جنرل چمپین عنایت خان کی تعزیت کے لئے
بریلی مین آئے۔ نواب شجاع الدولہ نے ایکدن تخلیہ مین حافظ رحمت خان سے کہا کہ مینے تمام افسران
انگریزی کو گانٹھ لیا ہے۔ مناسب وقت یہ ہے کہ فرصت کو غنیمت جانکر انگریزون کو گرفتار کرلو۔ حافظ
رحمت خان نے جواب دیا کہ انگریز یہ مہمان ہمارے شریک ہوتے ہین اونکے ساتھ یہ دغا بازی فتوت
کے خلاف ہے۔ شجاع الدولہ نے کہا کہ اگر یہ مناسب نہین ہے تو بظاہر اون سے جنگ کرنا چاہئیے۔
حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ یہ کام ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اگر شاہ افغانستان مدد کرین
تو انگریزون سے جنگ کرنا ممکن ہے۔ یہ مشورہ قرار پاکر شجاع الدولہ نے ایک عرضی تیمور شاہ ابن
احمد شاہ درانی کی خدمت مین لکھی۔ اور ہندوستان کو تشریف لانے کی استدعا کی۔ اور وہ عرضی بھیجنے
کے لئے حافظ رحمت خان کے حوالے کردی۔ بعد دو تین روز کے حافظ رحمت خان نے اپنے بھائی
خان محمد خان اور عبید اللہ خان کشمیری کو نواب شجاع الدولہ کے پاس بھیجکر وہ تمسک واپس طلب کیا
جو نواب ضابطہ خان کے معاملے مین چالیس لاکھہ روپیے دینے کی بابت تحریر ہوا تھا۔ شجاع الدولہ نے
واپس نہ کیا اوسکی واپسی مین صریح انکار تو نہ کیا۔ مگر اتنا لیت و لعل کیا کہ خان محمد خان نے دو تین بول
شجاع الدولہ سے رنجش کے کلمات کہے۔ شجاع الدولہ خان محمد خان کی تقریر سے ملول ہوئے اور دینا
تمسک سے انکار کر دیا۔ خان محمد خان نے بگڑ کر شجاع الدولہ کی وہ تحریر جو تیمور شاہ کے نام بھیجی تھی
جنرل چمپین کے حوالے کر دی۔ نواب شجاع الدولہ اور جنرل چمپین اودھ کو واپس روانہ ہوئے
اور جنرل صاحب نے وہ عرضی ہسٹنگز صاحب گورنر کے پاس بھیجدی۔ گورنر نے مقام بنارس مین

وہ عرضی شجاع الدولہ کو دکہائی ۔ شجاع الدولہ نے جواب دیا کہ فی الحقیقت یہ عرضی مینے لکھی تھی لیکن اوسوقت مین لکھی تھی جب مجھسے اور انگریزون سے بکسر پر لڑائی ہوئی تھی ۔ حافظ رحمت خان نے تبدیل تاریخ کرکے آپ کو میری طرف سے آزردہ کرنے کے لئے اب بھیجی ہے ۔

(د) مولوی سید ولی اللہ فرخ آبادی نے تاریخ فرخ آباد مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے جو بعض خطوط شکست بکسر کے قبل حافظ رحمت خان کو لکھے تھے وہ خطوط حافظ صاحب نے منیر الدولہ کے ذریعہ سے انگریزون کو بہیجا دئے تاکہ شجاع الدولہ اور انگریزون مین مخالفت پیدا ہو جائے ۔ انگریزون کو شجاع الدولہ کی طرف سے کدورت پیدا ہوئی ۔ اسمعیل الدولہ نے یہ کہکر کہ شجاع الدولہ اپنی فوج کو بڑہاتا ہے اور اونکی قواعد و پریڈ اور ہتہیار وغیرہ کی درستی کر رہے ہین اس کدورت کو اور زیادہ کردیا انگریز کلکتہ سے بنارس اس امر کی تحقیقات کے لئے آئے ۔ شجاع الدولہ نے ایلچ خان کی معرفت اونکے دل صاف کردئے اور ظاہر کیا کہ یہ خطوط بکسر کی لڑائی کے بعد اور صلح سے قبل لکھے گئے تھے ۔ اور یہ سپاہ و فوج سرکار کمپنی کے دشمنونکی سرکوبی کے لئے تیار کی گئی ہے

فرح بخش مین لکھا ہے کہ جب گورنر ہسٹنگز بنارس مین اس واقعہ کی تحقیقات کو آیا تو شجاع الدولہ اوسکے ارادہ سے مطلع ہو کر اپنی عورتون اور بچون کے ساتھ فرید زمان گئے ۔ اور تیس لاکھ روپئے ساتھ لے گئے ۔ وہ روپئے گورنر کی تواضع کئے اور صفائی کرلی ۔ بہر صورت اس خط کی تحقیقات کا واقعہ بنارس کے اندر ستمبر سنہ ۱۷۷۳ء مین ہوا ۔ کیونکہ اس زمانے مین ہسٹنگز کی اور شجاع الدولہ کی بنارس مین ملاقات ہوئی تھی ۔ ایک بڑا معاملہ اوس ملاقات مین گورنر اور شجاع الدولہ کے درمیان طے ہوا کہ کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع جنکو زبردستی بادشاہ سے مرہٹون نے اپنے نام لکھا لیا تھا ۔ اور بادشاہ نے مرہٹون سے اونہین بچانے کے لئے انگریزون کے سپرد کردیا تھا ۔ وہ اضلاع فروخت کئے گئے ۔ سرکار کمپنی کا مدت سے ارادہ تھا کہ ان اضلاع کو اپنی حفاظت مین نہ رکھے کیونکہ وہ اونکی حکومت سے بہت دور ہے ۔ اور گورنمنٹ کا خرچ بہت پڑتا تھا ۔ پانچ برس مین دو کروڑ روپیہ مین خرچ ہوگیا تھا ۔ اور آمدنی اسقدر نہ تھی اسلئے یہ امر قرین مصلحت معلوم ہوا کہ مرہٹون کے ہاتھ مین اونکا دیا جانا تو اندیشہ اور خوف سے خالی نہین ۔ بادشاہ مین خود یہ قابلیت نہین کہ اونکو اپنے پاس رکھہ سکین ۔ اسلئے وزیر کو دینا مناسب ہے ۔ منشی ذکاء اللہ لکھتے ہین کہ اوسوقت اس بات پر خیال نہین کیا کہ بادشاہ نہ اوسوقت ان اضلاع کی حکومت کے قابل تہا جب اوسکو یہ اضلاع دئے گئے تہے ۔ اور نہ کبھی وہ اس قابل ہوا ہے ۔ مگر جس وزیر کو یہ اضلاع دئے جاسکتے مین وہ مرد

کب اس قابل تھا کہ ان اضلاع پر بغیر انگریزوں کی دستگیری کے حکومت کر سکتا۔ کیونکہ گورنر خود لکھتا ہے کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ اپنے قدیمی ملک کی حفاظت بغیر ہماری استعانت کے نہین کر سکتا تو ان جدید ضلاع کی کیا وہ خاک کرتا مگر یہان ہم بھول گئے کہ بادشاہ روپیہ نہین دے سکتا تھا۔ اور وزیر دے سکتا تھا۔ اور گورنر کو یہ منظور تھا کہ جو معاملہ ہو اوس سے روپیہ پیدا کیجئے اس لئے اوس نے ان اضلاع کو بھی اپنی ٹکسال مین ڈالکر روپیہ بنایا اور وزیر کے ہاتھ پچاس لاکھ روپیہ کو فروخت کیا جس مین بیس لاکھ روپئے نقد لیے گئے۔ باقی دو برس کے وعدے پر پندرہ لاکھ روپیہ اوس وقت کہ یہ اضلاع اونکے اضلاع مین بالکل شامل ہو جائین اس ملک کے لینے سے وہ بڑا خوش تھا جس مین چند برس ہوئے کہ سب دیکھ چکے تھے کہ اوس نے اپنے عزیز رشتہ دار کو کیسی بے رحمی اور دغا بازی و بے ایمانی کر کے مار ڈالا تھا۔ اور گورنر نے ۲۶ لاکھ روپئے بنگال اور بہار اور اڑیسہ کی دیوانی کے خراج کے بادشاہ کو دینا بھی موقوف کر دیے اسی مقام پر وزیر سے یہ شرط بھی طے ہوئی کہ جب فوج سرکار کمپنی کی اوسکی مدد کو آئے تو اوسکے اخراجات کی یہ صورت ہوگی کہ ایک برگیڈ کا خرچ دو لاکھ دس ہزار روپیہ سکہ رائج الوقت اودھ ہوگا۔ اور ہر برگیڈ مین اتنی سپاہ ہوگی دو پلٹن گوروں کی۔ چھ پلٹن سپاہ ہندوستانی کی ایک کمپنی توپخانہ کی۔ اس فوج کا خرچہ وزیر کے ذمے اوس تاریخ سے ہوگا جس تاریخ مین وہ اون کی حد مین پہونچے گی۔ اور اوس تاریخ تک ہوگا جس تاریخ تک وہ واپس حد ضلع بہار مین آئے۔ اور اگر کمپنی یا افسران انگریزی وزیر کی فوج کو طلب کرینگے تو کمپنی بھی اوسی طرح اوس کا خرچہ ادا کرے گی۔ یہ عہدنامہ ۷ ستمبر کو مکمل ہوا۔ گورنر نے اس ملاقات کے بعد ۱۴ اکتوبر کو کونسل کلکتہ کو یہ رپورٹ بھیجی کہ وزیر کو عناد دلی روہیلوں سے تھی وہی مجہی ملاقات مین اونہون نے بیان کی اور استدعا کی کہ انگریز اوسکی امداد کر کے روہیلوں کے ملک پر قبضہ کرا دین۔ گورنر نے بے تامل اس کام کی حامی بھر لی۔ بلکہ شجاع الدولہ کو اوکسایا اس کام پر کیا مبلغ علیہ السلام روہیلوں کے ستیاناس ملانے والے تھے اور انگریزوں کے وہ حضرت پیر و مرشد تھے جو وہ کہتے تھے۔ کمپنی کو اس کام کا کرنا اپنی اغراض کے واسطے ضرور تھا۔ گو کبھی بیچارے روہیلوں نے کمپنی کو نہین ستایا۔ اور کوئی اونسے بگاڑ کی بات نہین کی۔ مگر حضرت برائے مصلحت سب کچھ جائز ہے۔ اودھر انگلستان سے کورٹ ڈائرکٹرز کی چٹھی پر چٹھی آئی کہ روپیہ بھیجو روپیہ بھیجو

اور سپاہ کا خرچ کم کروا دیہر یہان فوج کی تنخواہ کا بر چڑہنا فصلون کا کمتا ہونا کاشتکارون کا بہاگنا۔ آمد کا خرچ سے کم ہونا سوا کرور روپیہ کا قرض پہر اوس کا سود بر سود چڑہنا کیا کیا آفتین تہین۔ یہ وقت بہت نازک تہا۔ اس لئے آپسمین معاہدہ ہو گیا کہ چالیس لاکہہ روپئے نواب وزیر نقد دین اور سپاہ جب تک اون کے کام مین رہے سارا خرچ اوس کا ماہوار ادا کرین۔ گورنر خود لکہتا ہے کہ اس معاہدے سے ایک تہائی خرچ سپاہ کا جب تک وہ شجاع الدولہ کے کام مین لگی رہے گی کم ہو جاویگا اور چالیس لاکہہ روپیہ سے خزانہ معمور ہو گا۔ اور وزیر کے ہمسایہ بد سے نجات ہوگی۔ اور اون کا ملک محفوظ ہو جاوے گا۔ انگریزون کو روپیہ کا اور وزیر کو ملک کا فائدہ تہا مگر بنی نوع انسان کے ایک گروہ شریف کا برباد کرنا اپنے آرام اور فائدے کے لئے جب تک ضرورت اشد داعی اور عدالت کا مقتضے نہو بڑے حیف کی بات ہی۔ اور ایسی ہی کامون کے کرانے والے ظالم اور بے رحم کہلاتے ہین۔ عدالت اور ضرورت جو اپنے عذرات اس حرکت کے لئے پیش کرتے ہین وہ عجیب و غریب ضعیف و کمزور مین عدل اور انصاف کا یہ کہنا کہ روہیلون کے سردارون نے زر موعود کے ادا کرنے مین حیلہ و حوالہ تبلایا یا انکار کیا محض ناانصافی ہے اسلئے کہ یہ زر موعود ملک کی حفاظت کرنے اور مرہٹون کے نکالنے پر موعود تہا جبکہ مرہٹون کی یورش کا برابر کہٹکا لگا ہوا تہا۔ اور روہیلون کو اونکی طرف سے اطمینان خاطر حاصل نہوا تہا وہ ایک ایسے شخص کو روپیہ کیونکر دیدیتے جو کبہی ذرا اونکے دفع کرنے مین اونگلی بہی نہ ہلاتا۔ وزیر ابہی زر موعود کس منہ سے مانگتے تہے کہین بہی یہ انصاف ہے۔ روہیلے ایسے شخص کو جو اون کے استیصال کے درپے ہو کیسے روپیہ دیدیتے اوس آگ کو کیونکر مشتعل کرتے جو اونہین بھسم کرتی اپنے پیر مین آپ کیون کلہاڑی مارتے۔ پہر عدل اور انصاف کا روہیلون پر یہ الزام لگانا کہ اونہون نے مرہٹون کی امداد کی تہی محض غلط ہے۔ وہ ساری اپنی سپاہ اونسے لڑنے کے لئے آمادہ رکہتے تہے۔ مگر کہین ایسی ضرورت آن پڑی کہ اونہون نے کتاب ہم بالکل مرہٹون کے ہاتہ سے غارت ہمت نہ دیکہ اونکی آتش غضب کو دہیما کردیا۔ حق پوچہئے تو روہیلون کے مرہٹونکی مدد نہ کرتے پر ہی مرہٹے روہیلون کو ملک کو تاخت و تاراج کرتی تہی۔ اگر یہ دشمنی ملاتے تو وزیر اور اونکی ملک کی خیر نہتی مرہٹے اون کے ملک کا یہ حال کرتے کہ کسی گہر کے چولہے مین آگ اور گہڑے مین پانی تک نہ چہوڑتے وزیر نے اگر

جینے یہ چیزے کچھ روہیلونکی مدد کی تو یہ عین اونکی ملک کی حفاظت تھی۔ انگریزونکو روپیہ کی ضرورت او نیز یہ غرض نہین کرتی تہی کہ وہ روہیلونکا استیصال لڑائی سے کرین استیصال کرنا تو عقلا بہی نامناسب تہا گورنر جو لکہتا ہی کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ وہ اپنے قدیمی ملک کی حفاظت بے استعانت انگریزون کے نہین کرسکتا اس لیے اوس کا ملک بڑہنا سرکار کمپنی کی گردن پر ملک کی حفاظت کا بوجھ رکہنا ہی۔ بارین تو گورنر کا کلکتہ کو گیا اور تمام معاملات کی کونسل اور کورٹ ڈائرکٹرز کو اطلاع دی۔ مگر روہیلونکے استیصال کی خبر مخفی رکہی اور شجاع الدولہ کو اپنی طرف سے اوس کے لیے اوکساتے رہے۔ ہسٹنگز ہندوستان کا گورنر جنرل تہا اور اپنی کونسل کے ساتہ شریک ہوکر سارے انگریزی علاقونکا حاکم اعلیٰ تہا اوسکی کونسل مین پہلے یہ لوگ ممبر مقرر ہوتے تہے فرنسس جو بعدازین سر فلپ فرنسس ہوا اور کرنیل مونسن اور جنرل کلیورنگ اور بارویل کلکتے مین آنکر ہسٹنگز صاحب نے ایک اور برا کام کیا جس کے برے عمدہ عمدہ نتیجے حاصل ہوتے۔ اب تک یہ دستور تہا کہ ہندوستانی ریاستون سے جو خط کتابت ہوتی تھی وہ اون افسران جنگی سے ہوا کرتی تھی جو وہان اوس مقام پر ہوتے تھے اس سبب سے سارا اختیار افسران جنگی کے ہاتھ مین تہا اس لیے گورنر جنرل نے بیان کیا کہ اسطرح بہی کوئی اندیشہ نہین ہی۔ مگر وہ خالی از تکلیف نہین۔ بہتر یہ ہی کہ ریاست ہاے غیر سے جو سول گورمنٹ کا افسر ہو وہ خط وکتابت کیا کرے۔ اوہنون نے یہ بہی ذکر کونسل کے روبرو کیا کہ مجہ مین اور شجاع الدولہ مین باتفاق راے یہ امر قرار پایا ہی کہ خط وکتابت کے لیے اور بہت سے معاملات کے انفصال کے واسطے جن مین تحریرات سے تہیلا پڑجاتا ہی ایک ایجنٹ مقرر ہو کہ وہ ہمیشہ اونکی ساتھ رہا کرے اور اوسکے مقرر کرنے کا فقط مجہے ہی اختیار دیا جاے اور مین ہی اوس سے خط وکتابت کیا کرون اور اوسمین کوئی اور دخل انداز نہو کونسل نے سب باتون کو مان لیا اور گورنر نے منتخبین مڈلٹن کو کچھ اوسکی تنخواہ مین اضافہ کرکے ایجنٹ اپنا مقرر کیا۔ کہ وہ شجاع الدولہ کے ساتھ اپنی خفیہ خط وکتابت شجاع الدولہ سے کیا کرے۔ کچھ عرصے کے کونسل کے ممبرومین ہی فرنسس اس بات پر کہ تمام تجربات معاملات اوودہ کی ہسٹنگز صاحب نے اوسکو نہ کہا مین افروختہ خاطر ہوکر ہسٹنگز سے سخت دشمنی کرنے لگا۔ اور اوسکی ساری تدبیرون کو کاٹنے لگا۔ اور مونسن اور کلیورنگ بہی اسی کا دم بہرنے لگے۔ اسلیے کونسل مین انکا فریق غالب تہا اور صرف بارویل جنہے ہند مین مدت تک کام کیا تہا ہسٹنگز کا طرفدار رہتا۔ فریق غالب نے مڈلٹن صاحب کو لکہہ بہیجا کہ تم ہم سے

ساری خط وکتابت رکھو اور پھر تھوڑے دنون بعد یہ تجویز ہوئی کہ اوس کو اودہ سے واپس بلالین ۔ اسپر ہسٹنگز نے کہا کہ یہ حرکت مت کرو اس سے سارے ہندوستانیون کی نظر مین گورمنٹ کی آشفتگی خاطر ظاہر ہو جاے گی اور نواب وزیر جو اپنے ذہن مین بالکل یہ سمجھے بیٹھے ہین کہ گورنر جنرل ہی کو سارا اختیار ہے اوسکو ساقط الاختیار جاننے لگین گے اور اس سے تمام حالات مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگا مگر کسی نے نہ مانا چونکہ فریق مخالف کی تعداد زیادہ تھی اس لیئے اونکی راے کو غلبہ کرتا تھا گورنر کے سارے اختیارات جاتے رہے ساری گورمنٹ کا اقتدار مخالف ممبرون کے ہاتھ مین آگیا ۔ ہسٹنگز صاحب کو ناچار نواب وزیر کو لکھنا پڑا کہ اس ایجنٹ کو واپس بھیجدو ایک اور ایجنٹ اونکے پاس پہنچا ہے ۔

نواب شجاع الدولہ کا اٹاوہ وغیرہ محالات دوآبہ پر قبضہ کرنا اور ریاست فرخ آباد کو اپنا خراجگذار بنانا اور نواب ضابطہ خان کو بھی اپنے ساتھ متفق کر لینا

بنارس مین ہسٹنگز صاحب سے ملاقات کرکے شجاع الدولہ فیض آباد کو چلے گئے اس وقت مین ایسی سخت بارش ہو رہی تھی کہ پرندون کا اوڑنا دشوار تھا ۔ تھوڑی ہی برسات باقی رہی تھی وہ موسم وہان بسر کرکے شروع موسم سرما مین گنگا پر پل بندھوا کر اوس کو عبور کیا ۔ اور دوابے کیطرف کوچ کیا ۔ اور محالات چکلہ اٹاوہ وغیرہ پر قبضہ کرنا شروع کیا جو مرہٹون کے قبضے مین تھے انشاے فیض بخش مؤلفہ محمد فیض ابن غلام سرور مین ایک عبارت مندرج ہے ۔ جس سے اس مہم کی کچھ تفصیل معلوم ہوتی ہے ۔ اس کتاب مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قریب بچاس ہزار پیادہ و سوار کے ہمراہ لیکر ۲۷ ۔ رمضان ۱۱۸۶ ہجری کو فتح اٹاوہ کا ارادہ کیا ۔ اور اٹاوے سے چار کوس اسطرف مقام کیا ۔ نواب کا گذر ایک گانون مین ہوا یہان چار تلنگون کو لوٹ کھسوٹ مین مصروف دیکھا ۔ نواب نے چارون کی گردن اوڑوا دی ۔ کیونکہ نواب نے حکم دے رکھا تھا کہ کوئی فوجی آدمی کسی کو رعیت مین سے نہ ستاے ۔ اسی مقام مین سنا کہ چار پانچ ہزار مرہٹے قلعہ اٹاوہ مین آتش کا سامان جمع کرکے جنگ کیلیے مستعد ہین نواب کی حکم سے

مرتضے خان اور محمد لطیف خان اور لطافت علیخان اور محبوب علیخان نے توپخانہ وفوج لیجاکر محاصرہ کیا مرہٹون نے بھی دیوار قلعہ پر پانچ چھہ توپین چڑہاکر مقابلہ شروع کیا۔ مگر نواب کی فوج نے ایسی دلیری سے حملہ کیا اور اتنی آتشباری کی کہ مرہٹونکی توپ بیکار ہوگئی اور اونکو یہانتک تنگ پکڑا کہ ۲۹۔ رمضان کو اونہون نے اطاعت کا پیام دیا۔ ہری دت پنڈت مرہٹون کا افسر اعلی قلعہ مین حاکم تہا اوس نے بذریعہ محبوب علیخان کے عفو قصور کرکے قلعہ خالی کردیا نواب نے بخوشی عید کی۔ نواب نے ہری دت کو خلعت عطا کیا اور وہ دکن کو چلا گیا میر سید علی داروغہ بلیچی کو نواب نے لڑائی کے وقت یہ حکم دیا تہا کہ تم دریاے جمنا کو عبور کرکے وہان پار مقیم ہو جاؤ تاکہ مرہٹون کی کوئی فوج اودہر سے عبور کرکے قلعہ کیطرف مدد کے لئے نہ آسکے اور نہ اودہر کی رسد پہنچ سکے اتفاقاً ایک مرہٹہ سردار ہاتہی پر سوار چار سو سوار اور باربرداری اور اونٹونکے ساتہ اودہر کو آتا ہوا نظر آیا سید علی نے اس جماعت کو گہیر کر بار ہو نہ رکہا بہت سے آدمی مارے گئے اور باقی نے اطاعت کرکے ہتہیار ڈالدئے میر مذکور نے اونکو مارا نہ کیا۔ بلکہ اوسی حالتمین نواب کے پاس لایا۔ نواب نے اونکے سردار کو خلعت اور دوسرون کو خرچ راہ دلواکر چہوڑدیا۔ اور اون کے مال و اسباب ذاتی سے کوئی مزاحمت نہ کی ۴۔ شوال کو نواب شہر مین داخل ہوے اور یہانپر فرخ آباد اور روہیلکہنڈ کے بہت سے رئیس نواب سے ملنے کو آئے۔ بال گوبند وغیرہ اٹاوے کے ساہوکارون نے نواب عالی کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا جب قلعہ سے لڑائی ہوتی ہے ہماری آبادی کو نقصان پہنچتا ہے۔ نواب وزیر نے حکم دیا قلعہ کو منہدم کردو اور حاکم کے رہنے کی جگہ شہر مین بنوائی۔ اٹاوے کو فتح کرکے فرخ آباد کی طرف کوچ کیا اور اوس کے متصل ٹہیر کر مظفر جنگ خلف احمد خان بنگش کی تالیف قلب کی جسکی عمر اوس وقت ۱۳ خواہ ۱۴ برس کی تہی اور اپنے بیٹے کو احمد خان بنگش کی تعزیت کے لئے فرخ آباد کو بہیجا اور اوس کو اپنا خراجگذار کرلیا سنہ ۱۱۸۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۷۱ع مین یہ نواب بنگش اودہ کی سلطنت کا خراجگذار ہوا اور اس امر کی خاص وجہ ہمکو دریافت نہین ہوئی اوس وقت سے نواب شجاع الدولہ کو سالانہ چار یا ساڑہے چار لاکہہ روپیہ فرخ آباد سے ملنے لگا۔ بعد مین ہی ایک جزو اس خراج کا انگریزی فوج کے کمپو کی تنخواہ کے لئے مقرر کیا گیا جو کہ فوج فتحگڈہ مین مقیم تہی[1]۔ آرون صاحب تاریخ فرخ آباد سے

---

[1] دیکہو فرخ بخش وگیان پرکاش ۱۲

یہ معلوم ہوتا ہی کہ رحمت خان مظفر جنگ کا مدار المہام اٹاوہ فتح کرنے مین بہی شجاع الدولہ کا شریک ہوا تہا نواب مظفر جنگ نے بذات خود اٹاوہ جانے مین اصرار کیا اور وہان نواب وزیر اوسکی ساتہ تعظیم و تکریم سے پیش آئے اور ہمراہ نواب وزیر کے نواب مظفر جنگ ضلع علیگڑہ مین کوڑیا گنج و سہرو گنج تک روانہ ہوا اوس سال مین محرم کی رسومات اوسی ضلع کے قصبہ جلالی مین جو کہ شیعون کی بستی ہے انجام دیئے گئے ۔ ایک حکایت یہ ہی کہ نواب مظفر جنگ اسی موقع پر شیعہ ہو گیا ۔ فی الحقیقت اس لڑائی مین نواب شجاع الدولہ نے پرگنات فرخ آباد جنوبی ضلع قنوج مین سے تالگرام[1] و تروا و کھٹھیا اور سکٹ پور[2] اور کسی قدر حصہ سارغ سے مرہٹون کو بیدخل کر دیا جو حصہ باقی کہ اسطرح سے اودہ مین شامل کیا گیا تہا وہ کل فرخ آباد مین کالی ندی کے دکہن شامل ہو گیا باسواے جہیرامئو[3] و سکراون[4] کے اور شاید بہت سے حصے سارغ کے ان دو پرگنون مین شامل ہین ۔ بعد تہوڑے عرصے کے الماس علی خان خواجہ سرا جو اوس زمانے کا مشہور شخص تہا ملک مفتوحہ کا حاکم مقرر کیا گیا ۔ عام نتیجہ اوسکی حکومت کا یہ تہا کہ اوس نے اپنے ماتحتون کو یہ جرات دلائی کہ راجپوتون کی زمینین جنکے وہ قدیم سے مالک تھے چہین لین راجہ تروا اور کھٹھیا اور چودہری بشن گڈہ کو اس کارروائی سے کل جاہ و منصب پیدا ہوا کالی ندی کے جانب شمال جہانتک نواب بنگش کا علاقہ تہا وہان کوئی متعلق اوس قسم کا اور اوس ظالمانہ کارروائی کا نہین ہونے دیا ۔ ریاست مین تفرقہ ہونے سے بڑا اختلاف زراعتون کی حالتون مین پیدا ہوا ۔ اس مین شبہہ نہین کہ اس دریا کے اوتر کنارے کے رہنے والون کی بہ نسبت دکہن کے کنارے کے رہنے والونپر انتظام حکومت زیادہ تر خراب ہو گیا ۔

عماد السعادت مین لکہا ہے کہ جب نواب مظفر جنگ اودہ کی سلطنت کا خراجگذار ہو گیا ۔ تو حافظ رحمت خان والی بریلی نے مظفر جنگ کو اس مضمون کا خط لکہا کہ تمپر کیا مصیبت آئی تہی جو شجاع الدولہکی اطاعت کر لی اور ایک مغل کے خراجگذار بنگئے اور پٹھانون کا نام ڈبو دیا کاش تمہاری جگہ نواب احمد خان کے لڑکی پیدا ہوئی ہوتی ۔ اگر تم فرخ آباد سے نہ نکلتے ۔ اور اپنی جگہہ پر بیٹھے رہتے تو

---

[1] تحصیل جہیرامئو ضلع فرخ آباد مین ہی اوس زمانہ مین اسمین علاقہ کھٹھیا و تروا شامل تھا ۱۲ ۔ [2] تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہی ۔ [3] ضلع فرخ آباد مین ہی ۱۲ ۔ [4] تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہے ۱۲

شجاع الدولہ اپنے اوس لشکر اور خدم حشم کے ساتھ تمہارا کچھ بھی نہ کر سکتے اگر وہ فرخ آباد کا قصد کرتے تو ایک لاکھ پٹھان تمہاری مدد کو مستعد تھے اس قدر خوف اور بزدلی کیون کی فتح اور شکست خدا کے اختیار مین ہے۔ خدا بخشے تمہارے باپ نواب احمد خان نے اپنی تھوڑی سی فوج کے ساتھ نواب صفدر جنگ سے جنکی مدد کو تمام ہندوستان موجود تھا مقابلہ کیا اور فتحیاب ہوئے۔ افسوس ہمیں کہ اپنے باپ کی روح کو صدمہ پہنچایا اور ہم لوگون کو بے اعتبار کر دیا نواب مظفر جنگ نے وہ خط شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا جو اوسے دیکھکر بہت آزردہ ہوئے۔ فرح بخش مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ مظفر جنگ کو اپنے ساتھ لیکر ملدوہ اور کوڑیا گنج کے نواح مین پہنچے چند روز وہان قیام کیا اور نواب ضابطہ خان کو نرم و چرب باتین لکھکر اپنے ساتھ اپنے پاس بلایا اور دونون نواب اپنے تمام خدم وحشم کے ساتھ نواب شجاع الدولہ کے تبع ہوگئے۔ حالانکہ انکے باپ شجاع الدولہ کو کبھی خیال مین نہ لاتے تھے ہمیشہ مقابلے پر آمادہ رہتے انہون نے عزت و حمیت کو خیرباد کرکے اپنے باپون کا نام ڈبو دیا اور شجاع الدولہ کے سلامیون اور مجرائیون مین داخل ہوگئے درجہ امارت و حکومت کو ہاتھ سے کھو دیا

شجاع الدولہ کی نجف خان کے ساتھ چالبازی

۱۱۸۸ ہجری مین نجف خان ذوالفقار الدولہ نے نول سنگھ جاٹ والی بھرت پور کے ملک کے فتح کرنے کا ارادہ کیا اور اوسکو شکست دیکر مقابلے سے بھگا دیا نول سنگھ ڈیگ مین پناہ گزین ہوا قلعہ اکبر آباد پر جاٹون کا قبضہ تھا اور بھرت پور کی ریاست کی طرف سے دانا شاہ وہان پر نجف خان کا مقابلہ کرتا تھا نجف خان نے قلعہ کا بخوبی محاصرہ کرکے محصورین پر بڑی شدت کی اور قلعہ پر توپون سے آتشباری کرائی شجاع الدولہ نے نجف خان کے ہاتھ سے نول سنگھ کی ہزیمت کی خبر سنکر یہ خیال کیا کہ اگر یہی نجف خان ضرور فتح کر لیگا۔ فوراً فیض آباد سے کوچ کرکے اٹاوہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور چونکہ اونکو ذوالفقار الدولہ کی طرف سے بیحد کدورت تھی اسلیئے ایلچ خان کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر عرض کیا کہ اس خانہ زاد کے ذریعے سے جاٹون کا پیشکش قبول فرمایا جائے اور اودہر [illegible] جاتے۔ حضور کی خوشنودی نول سنگھ کی بڑی آرزو ہے۔ بادشاہ نے اس موقع بڑی دانائی کی کہ شجاع الدولہ کی

م اور قوم کی ننگ و عار کو چہ بڑہ دیا پہر تہوڑے ہی عرصے مین جو کچہ اس کا نتیجہ پایا وہ تمام عالم پر روشن ہے حاجت تحریر نہین

درخواست پر التفات نہ کیا ذوالفقار الدولہ سے مجدالدولہ بھی رنجیدہ تہا اوس نے نواب ضابطہ خان کو موافق کرکے اور بادشاہ سے عرض کرکے تمام آن طرف جمنا کو نواب ضابطہ خان کے سپرد کرادیا ضابطہ خان وہان جاکر ذوالفقار الدولہ کی کساد بازاری کی فکر کرنے لگے ۔ جبکہ وزیر نے دیکھا کہ میرا اوسن نہ چلا تو انہونے ریاکاری سے دلی دشمنی کو ظاہری دوستی سے بدلدیا ۔ اور ذوالفقار الدولہ سے محبت کا سلسلہ جاری کیا اور اوس سے ملاقات کرکے جبولیر صاحب فرنگی کو توپخانہ اور پلٹن دیکر اور بسنت علی خان کو ہمراہ کرکے مقام[1] اٹاوہ سے اکبرآباد کے قلعہ کے فتح کرنے مین مدد دینے کو بہیجا اور اسوجہ سے بادشاہ کا دل ذوالفقار الدولہ سے مکدر ہوگیا کہ ہماری مرضی کے بغیر وزیر سے کیون اتفاق کیا[2] غرضکہ شجاع الدولہ ملک میانہ دوآب پر قبضہ کرکے فرخ آباد ہوتے ہوئے گنگا کو عبور کرگئے اور حافظ رحمت خان سے لڑائی کا بندوبست کرنے لگے ۔ نواب نجیب الدولہ کے مرنے کے بعد سارے روہیلون مین کوئی شخص حافظ رحمت خانکی برابر معزز اور دانشمند نہ ماناجاتا تہا ۔ مگر اسوقت وہ خود مخمصون مین مبتلا ہو رہے تہے سیرالمتاخرین کا مصنف لکہتا ہے کہ شجاع الدولہ کو پٹھانون کے ساتھ قدیم سے عداوت تھی اس لئے روہیلون کے استیصال کا ارادہ کیا ۔ اور اسقدر رعیت واخلاص نواب سعد اللہ خان اور عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے ساتھ اونکو تہا بالکل فراموش کردیا ۔ عنایت خان پانچہزار فوج کے ساتھ شجاع الدولہ کا شریک تہا جبکہ عظیم آباد پر انگریزون سے اونکو جنگ پیش تھی ۔ یہ سب احسانات اونہون نے بالائے طاق رکہدئے ۔ اور ہسٹنگز صاحب گورنر کو تیس لاکہہ روپئے رشوت مین دیکر اور فوج خرچ مقرر کرکے حافظ رحمت خان سے جنگ کے لئے اپنا شریک کرلیا ۔ گورنر کو اگرچہ کمپنی کی طرف سے یہ حکم نہ تہا کہ اپنے ممالک مقبوضہ اور شجاع الدولہ کے ملک سے جو کرمناسا اور حدود صوبہ اودہ و الہ آباد سے آگے کو قدم رکہے اور بےسبب دوسرون کا ملک فتح کرنے کے لئے لڑائی مین انگریزی فوج کو لگائے ۔ اور نہ یہ حکم تہا کہ شجاع الدولہ کے لئے کسی کا ملک فتح کرے ۔ اوسکو کونسل کا صرف یہ حکم تہا کہ اگر کوئی شجاع الدولہ کے . . . .

---

[1] دیکھو انشائے فیض بخش ۱۲ [2] دیکھو مرآت آفتاب نما ۱۲

ملک پر حملہ کرے تو فوج انگریزی مدد کے لئے روانہ کرکے دشمن کے حملون سے اوس ملک کو محفوظ رکہے اور اگر کوئی انگریزون کا دشمن بنگالہ اور عظیم آباد مین قدم رکہے تو شجاع الدولہ انگریزونکی شرکت کرین کیونکہ سرکار کمپنی نے سمجہہ رکہا تہا کہ پٹہانون کا ملک ہمارے اور شجاع الدولہ کے ملک کا سد راہ اور غنیمہ ہے جو کوئی اوسکا قصد کرے گا پہلے روہیلے ہی اپنے بچاو کے لئے اوس سے لڑینگے مگر گورنر بعض فوائد کی وجہ سے شجاع الدولہ کا شریک ہوگیا۔

اپنے دوست انگریزونکی مدد سے شجاع الدولہ کی روہیلکہنڈ پر چڑہائی حافظ رحمت خانکی تباہی

جبکہ شجاع الدولہ نے روہیلونکو اوسی طرح غافل پایا جیسے سال بہر قبل مرہٹونکی چڑہائی کے وقت پایا تہا تو اون چالیس لاکہہ روپیون کے پورا کرنے کے واسطے جو بوجہہ عہدنامہ کے مرہٹون کے مقابلے مین مدد دینے کی بابت روہیلون سے وہ طلب کرتے تہے اور حافظ رحمت خان نے اونکے دینے سے انکار کیا تہا بلکہ بعض روہیلہ سردارون نے اس عہدنامے کے اقرار سے بہی مخالفت ظاہر کی تہی روہیلکہنڈ کو اپنے ملک مین شامل کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ تنقیح الاخبار اور مرات آفتاب نما مین ذکر کیا ہے کہ شجاع الدولہ نے ۱۱۸۸ ہجری مین شاہ عالم بادشاہ کو بہی لکہا کہ اگر حضور روہیلون کے ملک پر چڑہائی کرین تو بندہ کئی لاکہہ روپئے ایلچ خان کی معرفت نذر کریگا۔ اور خالصے کے علاقے پٹہانون کے ہاتہ سے نکال لیگا۔ ذوالفقار الدولہ نجف خان کو بہی اس فوجکشی مین ساتہہ لانا چاہیئے۔ حافظ رحمت خان نے جو اپنے ملک سے مرہٹون کے نکال دینے کے واسطے مجہہ سے کمک چاہی تہی اور اوس کے عوض روپئے دینے کا وعدہ کیا تہا اب اوس رقم کی ادائی مین کچہ معانگی کرتے ہین۔ بادشاہ نے شجاع الدولہ کے ساتہہ روہیلون پر لشکر لیجانے کا وعدہ کرلیا اور اپنی فوج لیکر قلعہ سے روانہ ہوئے۔ دریائے جمنا کے دوسرے کنارے خیمے کہڑے کرائے۔ اور نجف خان کو حکم دیا کہ اوسکی فوج ہماری لشکر کا ہراول رہے۔ اوسی دن بادشاہ کو تپ آگئی اسلئے وہ تو قلعہ کو لوٹ گئے نجف خان کو فوج دیکر ایلچ خان کے ساتہہ روانہ ہونے کا حکم دیا [illegible] نے احمد خان بخشی پسر بخشی سردار خان اور محب اللہ خان اور فتح اللہ خان پسران دوندیخان نے بہی اس معاملہ مین سازش کرلی کیونکہ اکثر بداون کا حصہ ان لوگون کے قبضہ مین تہا بلکہ [illegible]

ثابت ہی کہ روہیلوں کی نسبت اس خانہ برانداز سازش میں نواب فیض اللہ خان والی رامپور بھی شریک تھے۔ مگر اون پر محض افترا ہے۔

۵ - نومبر ۱۷۷۳ء کو یکایک شجاع الدولہ نے گورنر کو لکھا کہ روہیلوں کے استیصال کے واسطے وعدہ امداد کا کیا گیا ہے اوسکا ایفا ہو اس یکایک درخواست سے گورنر چکرائے۔ ابتک کونسل کو کچھ خبر نہ تھی۔ غرض بہت تکرار اور مباحثے کے بعد یہ بات ٹھہری کہ سپاہ کمک کے لئے بھیجی جائے اور شرائط سپاہ بھیجنے کی وہی رہیں جو گورنر اور شجاع الدولہ کے درمیان ٹھہری تھیں اوسوقت گورنر اپنی فطرت کو دکھا گیا کہ اوس نے اپنے ہمراہیوں کو اس امر کی ترغیب دی کہ وہ کورٹ آف ڈائرکٹرز پر یہ بات ظاہر کریں کہ شرائط کمک سرکار کمپنی کے حق میں نہایت فائدہ مند ہیں۔ اور وزیر پر ایک بار گراں ہیں اس لئے ظن غالب ہے کہ وزیر اونکو منظور نہ کرینگے اور سپاہ انگریزی کو لڑائی میں نہ پھنسنا پڑے گا اس لئے اس کا نتیجہ وہی ہوگا جو اکثر گورنمنٹ کے اعلے ارکان کی مرضی ہے کہ لڑائی سے جہانتک ہو سکے احتراز کیا جائے۔ اگرچہ لندن میں کورٹ ڈائرکٹرز نے روہیلوں کی نسبت سپاہ بھیجنے پر لعنت ملامت کی۔ مگر بعد سوچ بچار کے آخر کار اوس عہد نامہ کو جو بنارس میں ہوا تھا منظور کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب ہسٹنگز کے گورنری ہندوستان سے مستعفی ہونے کے بعد ولایت کے ہوس آف کامنز (دیوان وکلائے عام) میں ۲۴ - اپریل ۱۷۸۶ء کو اونپر اس وحشیانہ کام کے لئے سرکار کمپنی کی فوج سے شجاع الدولہ کی مدد کرنے پر یہ سخت الزام لگایا گیا۔ تو ۲ - جون ۱۷۸۶ء کو یہ الزام یوں ضعیف ہوا کہ اوسکو کورٹ ڈائرکٹرز نے منظور کر لیا تھا۔

اس مدد کے عوض میں شجاع الدولہ نے انگریزوں کو چالیس لاکھ روپئے دینے کا وعدہ کیا تھا سرکار کمپنی کی سپاہ بنگال کے تین برگیڈ میں سے جو دوسرا برگیڈ الہ آباد میں رہتا تھا۔ اوس کو حکم ہوا کہ شجاع الدولہ کے لشکر سے جا کر ملے۔ کرنیل چیمپین جو کمانڈر انچیف تھا اوسکو معاملات لڑائی کا انتظام سپرد ہوا وہ وسط فروری ۱۷۷۴ء میں لشکر لیکر چلا۔ ۲۴ - فروری کو شجاع الدولہ کے ملک میں پہنچا۔ شجاع الدولہ شاہ آباد ضلع ہردوئی میں جو اوسکی سرحد پر واقع تھا۔ انگریزی فوج سے ملے۔ اون کا ارادہ روہیلکھنڈ پر چڑھائی کرنے کا فرخ آباد کیطرف سے مصمم ہوا تھا چنانچہ اپنے فوجی افسر خواجہ لطافت کو فرخ آباد کی جانب سے گنگا کی طرف فوج بڑھانے کا حکم دیا اور رام گھاٹ پر کشتیوں کا پل تیار کرنے کی ہدایت کی گئی۔ اور آخری مانگ روپیہ کی بابت دھمکی کے ساتھ حافظ رحمت خان کو لکھی گئی۔ حافظ صاحب اس کاروائی سے آگاہ

ہو کر لڑائی کا بندوبست کرنے لگے ۔ مگر اسوقت روہیلکھنڈ میں طوفان بے تمیزی برپا تھا محب اللہ خاں اور فتح اللہ خاں وغیرہ اولاد دوندے خاں احمد خاں و محمد خاں وغیرہ پسران بخشی سردار خاں اور احمد خاں و اعظم خاں وغیرہ ابنا ے فتح خاں خانساماں نے حافظ صاحب کے ساتھ عجیب ناہمواری کا برتاؤ کر رکھا تھا ۔ اونکو خیال بھی نہیں لاتے تھے اور ہر ایک اپنے آپ کو رئیس مستقل جانتا تھا ۔ ۱۱۸۷ ہجری کے آخر سال میں شجاع الدولہ کی طرف اون لوگوں کے دل ایسے مائل ہو گئے تھے ۔ اور اونکی خیر اندیشی کے درخت نے یہانتک انکے دلوں میں نشو و نما کی تھی کہ حافظ صاحب سے بدظن ہو گئے ۔ اور اسی خیالات سے بعض نے علانیہ اور بعض نے خفیہ شجاع الدولہ سے موافقت کا عہد و پیمان کر لیا تھا ۔ چنانچہ محب اللہ خاں اور فتح اللہ خاں نے قرآن پر شجاع الدولہ کی طرف سے یہ مضمون لکھا کہ میں روہیلکھنڈ کا مالک ہو گیا تو تمہاری مرضی کے موافق تمہارے ساتھ سلوک کیا جاے گا ۔ شجاع الدولہ کے پاس بھیجا اور یہ چاہا کہ وہ اسپر مہر کر دیں ۔ وہ تو یہ دن خدا سے چاہتے تھے منظور کر کے مہر کر دی اسیطرح احمد خاں بخشی نے بھی اپنے مطالب پر شجاع الدولہ سے وعدہ لے لیا تھا ۔ اور خود وعدہ کیا تھا کہ حافظ رحمت خاں کی شرکت نہ کرونگا ۔ اسیطرح محتشم خاں نے جو ایک نامی اور معزز رسالدار تھا حافظ صاحب اوس کو پندرہ ۱۵۰۰ سو روپیہ ماہوار ذات کے اور رسالہ کی تنخواہ علحدہ دیتے تھے ۔ اور چند گاؤں جاگیر میں دے رکھے تھے ۔ شجاع الدولہ سے خفیہ سازش کر کے پچاس ہزار روپیہ کی ہنڈی طلب کی ۔ جب شجاع الدولہ نے ہنڈی بھیجدی تو اونکے پاس چلا گیا ۔ حافظ صاحب ان تمام حالات کو معلوم کر کے تعجب کرتے تھے اور کسی سے تعرض نہیں کرتے تھے ۔

جب حافظ صاحب نے یہ خبر سنی کہ شجاع الدولہ کا قصد فرخ آباد کی جانب سے روہیلکھنڈ پر چڑھائی کرنے کا ہے ۔ اسواسطے حافظ صاحب اپنا سامان درست کر کے اا محرم ۱۱۸۸ ہجری کو لڑائی کے عزم سے قلعہ بریلی سے نکلے ۔ اور آنولہ میں پہنچکر یہاں لڑائی کا جھنڈا گاڑا گیا ۔ اس جھنڈے کے نیچے روہیلہ سردار بہت کم جمع ہوئے ۔ کچھ راجپوت چھوٹے چھوٹے جاگیردار اور میاں نواب یعنی فرخ آباد کے تلنگے پٹھان شریک ہوئے ۔ نواب فیض اللہ خاں والی رامپور پانچہزار سوار اور پانچہزار پیادوں کے ساتھ رامپور سے حافظ صاحب کے پاس چلے تھے ۔ اور اون کے بھائی محمد یار خاں اور اونکے بھتیجے نصر اللہ خاں بھی دو دو

ہزار آدمیوں کی جمعیت سے پہنچ گئے۔ ہفتے کے بعد احمد خان پسر بخشی سردار خان اور احمد خان پسر فتح خان خانساماں بھی حافظ صاحب کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ مگر دونوں باطناً یہی چاہتے تھے کہ حافظ صاحب مارے جائیں کیونکہ حافظ صاحب نے روہیلکھنڈ کے ہر ایک رئیس کو اپنی طرف سے بیدل کر رکھا تھا۔ اور ہر ایک سے بے موجب مواخذہ کرتے تھے۔ غرضکہ تھوڑے عرصے سے روہیلکھنڈ میں فساد و عداوت کا ایک زہریلا مادہ پھیل گیا تھا اور ہر ایک دوسرے کی بربادی کی طرف مصروف تھا۔ اور دوسرے کی خرابی سمجھنے کیلئے غیروں کو گوارا کرتا تھا۔ محب اللہ خان ابنائے دوندیخان اس لڑائی میں اول سے شریک نہ ہوتے۔ کیونکہ انکو جسقدر حافظ رحمت خان کی مدد کرنے کا خیال تھا اوسی قدر شجاع الدولہ کے معاہدے کا پاس تھا یہ دونوں سردار نواب شجاع الدولہ کی چکنی چپڑی تحریروں اور کلام مجید کی چرب زبانی پر کہ قرآن مجید لکھ کر عہد و پیمان کیا گیا تھا حافظ صاحب سے باطناً منحرف تھے اسکے علاوہ انکے پاس سامان درست تھا نہ روپیہ تھا یہاں فقر و فاقہ کی وجہ سے گریبان گیر تھی اس لئے ان دونوں بھائیوں نے روپیہ نہ ہونے کا عذر پیش کر کے ظاہری مجبوری ظاہر کی اور نہ کچھ بھیجا اسپر بھی وہ لوگ جو شجاع الدولہ سے ملے ہوئے تھے سامان سفر کی تیاری کا بہانہ کرکے اپنے مقاموں سے نہ نکلے۔ سو فرخ آباد اور روہیلکھنڈ کے پٹھان نوکر بے نوکر تنگ روزی کی وجہ سے جوق جوق آ کر جمع ہونے لگے جب جمعیت زیادہ ہو گئی تو منافق بھی اپنے بیگانوں کی طعن و تشنیع کی وجہ سے تھوڑی تھوڑی جمعیت کے ساتھ آنے لگے۔

جس وقت حافظ رحمت خان آنولے میں اپنے سامان جنگ کی درستی میں مصروف تھے اوسوقت شجاع الدولہ کو کرنیل چمپین نے یہ صلاح دی کہ دشمن کے علاقے میں یعنی رام گھاٹ پر گنگا کے پل کی تیاری مناسب نہیں اپنے ہی علاقے میں پل تیار کرکے سیدھے اپنے ملک سے روہیلکھنڈ میں داخل ہو دیں اسلئے کہ سیدھی اچھی طرح اپنے ملک سے پہنچ سکنے کی اسباب بر آئے قائم ہو کر شجاع الدولہ نے گھاٹ نانیو پر پل تیار کرایا۔ اور انگریزی فوج کے ساتھ جس کا افسر کرنیل چمپین تھا روہیلکھنڈ کی جانب روانہ ہوئے۔ نواب ضابطہ خان ابن نواب نجیب الدولہ اور مظفر جنگ پسر نواب احمد خان بنگش بھی ایک ایک ہزار سپاہ کے ساتھ شجاع الدولہ کے شریک تھے شجاع الدولہ نے کو پہنچکر بیاگلی راناکو

دیکھو تاریخ فرخ آباد مولفہ ولی اللہ و سیر المتاخرین و غرہ مختصر اخبار و تذکرہ حکومۃ المسلمین وغیرہ ۱۲

جو حافظ الملک سے منحرف کر دیا شجاع الدولہ جب روہیلکھنڈ کی سرحد پر پہنچے تو اتمام حجت کے لئے ایک تحریر روپیونکی طلبی مین حافظ رحمت خان کو اور بھیجی گئی اونہون نے اس تحریر کو دیکہہ کر اپنی فوج کے ساتھہ مخالف کی جانب بڑھنا شروع کیا اور کیارا کے گھاٹ رام گنگا کو عبور کر کے فرید پور پہنچے جو بریلی سے مشرق کی جانب سات کوس کے فاصلے پر ہے شجاع الدولہ کی فوج روہیلکھنڈ مین داخل ہو کر شاہجہانپور کے قریب پہنچی۔ عبد اللہ خان نبیرہ نواب بہادر خان رئیس شاہ جہان پور حافظ صاحب کیطرف سے یہان کے انتظام پر مقرر تھا یہ شخص حافظ صاحب سے علاوہ دوستی رکھنے کے اونکے بیٹے ارادت خان کا سسر بھی تھا جب اوس نے یہ حال سنا کہ شجاع الدولہ فوج لیکر آرہے ہین تو شاہجہانپور سے تین چار کوس کے فاصلے پر استقبال کیا شجاع الدولہ نے اوس کو مصلحتاً خلعت عنایت کیا اور ساتھہ لیکر شاہجہانپور سے دو تین کوس پر مقام کیا۔ سنا جاتا ہے کہ شاہجہانپور کے پٹھانونکی ہمدردی اور اتفاق بہ نسبت روہیلون کے لکھنؤ والون سے بہت زیادہ تھا۔ علاقہ اودہ اور روہیلکھنڈ کے خاص دہورے پر ہونے کی وجہ سے ہمیشہ جھگڑے اور ساجھے مین رہا کرتا تھا بلکہ روہیلکھنڈ کا علاقہ شجاع الدولہ کی دست برد مین رہنے سے اس علاقے مین سے تحصیل گولا اور کانٹھہ یعنی شمالی اور مشرقی حصے پر حافظ رحمت خان کا پورا قبضہ نہ تھا البتہ مغرب کی سمت کا علاقہ بخوبی پٹھانون کے تصرف مین تھا۔

حافظ صاحب شجاع الدولہ کے شاہ جہان پور پہنچنے کی خبر سنکر چوبیس ہزار سوار اور چار ہزار بان انداز اور ساٹھہ توپون کے ساتھہ فرید پور سے روانہ ہوئے اور بہگل ندی کو عبور کر کے میران پور کٹرہ کے مقام پر آئے یہان آبادی کے قریب آمون کے باغون مین فوج کا حصار بناکر قیام کیا حافظ رحمت خان کی طرف سے حملہ کرنا دیر ہوتی تھی وہ اونکے واسطے مفید تھی کہ اونکی جماعت روز بروز بڑھتی جاتی تھی اور انگریزی فوج کے واسطے مضر تھی کہ موسم خراب ہوتا جاتا تھا۔ آخر کار انگریزی فوج اور شجاع الدولہ کی فوج تلہر ضلع شاہجہانپور کی جانب اس خیال سے بڑھی کہ روہیلون کو جلدی لڑائی مین مشغول کرے اور ہوسلی کے قریب میدان مین ٹھہری۔ اس پیشقدمی سے روہیلون پر ظاہر کیا کہ مخالف کا ارادہ بریلی پہنچ کر دھاوا کرنیکا ہے جہان پر حافظ صاحب کے اہل و عیال موجود ہین اسواسطے حافظ رحمت خان

---

[1] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر۔ ۱۲

اس فوجکو اپنی طرف متوجہ کرنے کے واسطے اپنا حصار چھوڑکر میدان میں نکل آئے شجاع الدولہ کی فوج ترتیب وار بڑہتی ہوئی میرانپور کٹرہ ضلع شاہجہانپور میں آپہونچی۔ جبکہ حافظ صاحب کٹرے سے نکل آئے جو کسی قدر اون کے قابل جگہہ تھی تو کرنیل چمپین صاحب جنہوں نے وہ تدبیر بتائی تھی۔ اور نقشہ جنگ تیار کرنے میں نہایت قابلیت رکھتا تھا اپنی تدبیر پر ناز کرنے لگا حافظ صاحب کی فوج کی مذکورہ بالا تعداد گزیٹیر کے حصہ شاہجہانپور کی جلد میں بیان کی ہے اور گل رحمت میں اونکی سپاہ کی تعداد ۲۰ ہزار بتائی ہے۔ اور اس میں نوکر بے نوکر سب شامل ہیں اور کرنیل چمپین کے بیان سے چالیس ہزار سپاہ ثابت ہوتی ہے۔ اور سیر المتاخرین اور تاریخ مظفری اور تنقیح الاخبار کے مصنفوں نے لکہا ہے کہ اونکی فوج پچاس ساٹھ ہزار تھی اور عماد السعادت میں لکھا ہے کہ حافظ الملک کے ساتھ ستر ہزار کے قریب بلکہ اس سے زیادہ پٹھان جمع تھے۔ فرح بخش میں بیان کیا ہے کہ اس عرصے میں کئی بار آتے لے اور ٹالنے میں نواب فیض اللہ خاں نے حافظ رحمت خاں کو سمجھایا کہ بالفعل نواب شجاع الدولہ جنگ کرنا چاہتے۔ بڑی بھاری فوج کے ساتھ آئے ہیں انسے صلح کرلینا چاہیے۔ حافظ صاحب نے جواب دیا کہ میرے پاس روپیہ کہاں ہے کہ دیکر صلح کروں نواب فیض اللہ خاں نے کہا کہ جسقدر روپیہ مطلوب ہے میں دے سکتا ہوں مجھے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیں اون سے بات چیت کرلونگا۔ اگر ضرورت ہوگی تو روپیہ بھی دیدونگا پھر سب سے سہولت کے ساتھ حصہ رسدی وصول کرلیا جائیگا۔ حافظ صاحب کی موت کا زمانہ قریب آچکا تھا۔ نواب فیض اللہ خاں کا کہنا نہ مانا۔ مگر اس کے خلاف سیر المتاخرین میں یوں لکھا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے اپنے چالیس لاکھ روپیوں کا تقاضا حافظ رحمت خاں پر کیا۔ اور لکھا کہ زر موعود پہونچانے کی مدت گذر چکی اور اب تک آپنے وہ روپیہ ادا نہ کئے۔ اب مناسب یہی ہے کہ وہ روپیے جلد پہنچاتے۔ ورنہ لڑائی کے لئے تیار رہنا چاہیے تو حافظ رحمت خاں نے کہ نہایت ہوشیار اور دوراندیش تھے فتح اللہ خاں وغیرہ اولاد دوندے خاں اور نواب فیض اللہ خاں اور دوسرے سرداران روہیلہ کو جمع کرکے کہا کہ شجاع الدولہ نے اس تقویت پر کہ اونکی فوج انگریزی طریقے پر تیار ہے۔ اور انگریزی فوج بھی اونکی مدد کو تیار ہے۔ ہم سے لڑنے کا ارادہ کیا ہے وہ چاہتے ہیں ہمارا ملک چھین لیں۔ اونکی اور اونکے مددگارونکی جنگ سے عہدہ برآ ہونا نہایت مشکل ہے

بہتر یہ ہے کہ اس بلا کو روپیہ دیکر ٹالدیں کیونکہ اس معاملہ میں حق اونہن کے ہاتھ میں ہے ورنہ لڑکر مقابلے میں کامیابی حاصل کرنا مشکل ہوگا۔ چونکہ شجاع الدولہ نے فریب کی راہ سے در پردہ دوندے خان وغیرہ کی اولاد کو کہلا بھیجا تہا کہ مجھے تمہارے ملک سے کچھ غرض نہیں البتہ اگر حافظ رحمت خاں کی اعانت کروگے تو تمسے بھی کینہ قائم ہوگا اس پیغام کے پہنچنے سے وہ احمق لوگ مغرور ہو بیٹھے۔ اور ان احمقوں نے اون روپیوں کے دینے میں جنکے ضامن اونکے اور دوسروں کی طرف سے حافظ رحمت خاں ہوتے تھے پہلوتہی کی[1] اور لڑائی کرنے کے لئے صلاح دینے لگے اور دوسرے نوجوان سرداروں نے بھی اپنے غرور شجاعت کی ترنگ میں آکر اون روپیوں کے دینے میں تنگدستی کے عذر پیش کئے۔ اور حافظ صاحب کو لڑائی کی ترغیب دینے لگے۔ اور اون سے شراکت کا وعدہ کیا۔ حافظ صاحب نے بہت سا سمجھایا کہ فرنگیوں کی لڑائی سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے۔ میدان جنگ میں آبرو تو مردمی جاتی رہیگی بھاگتے نظر آوگے۔ انگریزی فوج کی آتشباری تم کو خاک میں ملادیگی چونکہ ان روہیلوں کے ہاتھ سے بے انتہا ظلم مقیم و مسافر۔ اور ہر قسم کے بندگان خدا پر ہوئے تھے انتقام کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا۔ اوسکا وقت آچکا تہا۔ اونکی عقلوں پر بیوقوفی کے پردے پڑ گئے تھے۔ اسلئے اون مستحقین غضب الہی میں سے کسی نے بھی حافظ صاحب کی نصیحت پر التفات نہ کیا۔ اور لڑائی کی ٹھن ہی گئی۔ مگر مولف گلستان رحمت کچھ اور ہی راگ گاتا ہے وہ کہتا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے انگریزی اور اپنے لشکر کو گنگا پار لڑائی کے ارادے سے اوتارا تو بہادر سنگھ نے جو حافظ صاحب کا دیوان تھا کہا کہ روپیہ موجود ہے آپ لیکر شجاع الدولہ کو دیدیجئے۔ اور کرنیل چمپین کو جو انگریزی لشکر لیکر آیا ہے بیچ میں واسطہ کیجئے۔ مگر حافظ صاحب نے فرمایا کہ مرنا مسلم ہے۔ میں قرض نہیں دیتا۔ مجھے پھر ایسی عزت کی موت اپنے ملک کی حفاظت کرنے میں کب ملیگی۔ اسلئے وہ اپنی سپاہ جمع کرکے لڑائی کے لئے تیار ہوئے۔ یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی کہ حافظ صاحب نے لڑنے مرنے ہی پر عزم جزم کرلیا اور مصالحت کا خیال نہیں کیا اسلئے کہ کرنیل چمپین خود لکھتا ہے کہ میرے پاس حافظ صاحب کا خط آیا کہ آپ صلح کرا دیجئے۔ مگر جب شجاع الدولہ سے اوسکا ذکر کیا گیا تو اون کے

---

[1] دیکھو تاریخ مظفری سے بھی یہی ثابت ہے ۔

چالیس لاکھ روپیون نے بیچ دیدئے اور اونہون نے دو کروڑ روپئے لینگے - غرضکہ میدان کارزار مین حافظ صاحب ۹ - اور ۱۰ صفر ۱۱۸۸ ہجری کو لڑائی کے لیے سوار ہوتے مگر شجاع الدولہ کی طرف سے مقابلہ ہوا - ۱۱ صفر شنبے کی رات کو انگریزون نے تمام شب تیاری کرکے توپخانے کو بڑہا کر لاہی کہیڑے[۵۱] کے نشیب مین دریاے بیگل کے کنارے بڑہا دیا - حافظ صاحبکو اونکی مخبرون نے اوسی رات کو خبر دی کہ شجاع الدولہ نے منجمون کے کہنے کے موافق لڑائی کے لیے کل کا دن مقرر کیا ہے[۵۲] ۱۱ صفر ۱۱۸۸ ہجری مطابق ۲۳ - اپریل ۱۷۷۴ء کو سنیچر کے دن صبح کے وقت نواب شجاع الدولہ نے جنگ کی تیاری کی اونکے لشکر مین ایک لاکھ پندرہ ہزار سپاہ تھی شجاع الدولہ نے بسنت علی خان خواجہ سرا کے ساتھ چودہ ہزار تلنگے بندوقچی اور سید علی کے ساتھ چار ہزار بندوقچی تلنگے اور توپخانہ مقرر کرکے انگریزی لشکر مین متعین کیا جو میدان جنگ مین شجاع الدولہ کی تمام سپاہ سے آگے تہا - اور محبوب علی خواجہ سرا کو نو ہزار پیادہ برق انداز کے ساتھ جنکو برق کہتے تھے اور لطف علیخان خواجہ سرا عرف خواجہ لطافت کو سات ہزار پیادہ بندوقچی کے ساتھ جنکو نجیب کہتے تھے بھاری توپخانہ دیکر انگریزی لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر بھیجا اور میر احمد کو ۲۲ ہزار بندوقچیون کے ساتھ جو بانسی کہلاتے تھے ایک بڑا توپخانہ انگریزی فوج کے عقب مین رکھا اور شجاع الدولہ بذات خاص سوارون کے غول کے ساتھ رزمگاہ سے فاصلہ پر ہٹ کر توپخانے کے پیچھے ٹہیرے - فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ حافظ صاحب کا لشکر آج بالکل لڑائی کے لئے تیار ہوا تہا - حافظ

---

[۵۱] جام جہان نما مین لکہا ہے کہ مقام لاہی کہیڑے مین دریاے بگل کے کنارے فریدپور کے متصل میدان کرک مین جنگ ہوئی تہی - اور عماد السعادت مین بیان کیا ہے کہ کٹرہ کنا لزئی خان اور فریدپور کے درمیان مین یہ جنگ ہوئی تھی اور مولف فرح بخش نے ذکر کیا ہے کہ لاہی کہیڑے کے نشیب مین انگریزی توپخانہ قایم کیا گیا تہا - کٹرہ تحصیل تلہر ضلع شاہجہانپور ممالک مغربی و شمالی مین شاہجہانپور بریلی کی پختہ سڑک پر تلہر سے چہہ میل اور شاہجہانپور سے اٹہارہ میل کے فاصلہ پر آباد ہے - آجکل یہ قصبہ تحصیل تلہر کا چہوٹا سا پرگنہ ہے - اور روہیلکہنڈ ریلوے کا اسٹیشن بھی اس قصبے مین موجود ہے - ۱۲

[۵۲] دیکہو گل رحمت ۱۲

صاحب یہ سمجھے کہ ہم دو دن تک لڑائی کے لیے سوار ہوئے کوئی مقابلے کو نہ آیا شاید ہمارا مقابل ڈر گیا بس آج سوار ہونا کیا ضرور حافظ صاحب اپنے اوراد و وظائف مین معروف تھے کہ انگریزی لشکر اور شجاع الدولہ کی فوج تیار ہو کر میدان مین آگئی ۔ حافظ صاحب نماز اشراق پڑھنے پائے تھے کہ ہرکارے خبر لائے کہ انگریزون نے آپکے لشکر کے متصل توپخانہ جما دیا ہے اور لڑائی کے لیے کھڑے ہوئے ہین حافظ صاحب گھبرا کر پالکی مین سوار ہوئے اور نواب فیض اللہ خان کے ڈیرے مین آئے ۔ اور اون سے مشورہ کیا ۔ حافظ صاحب نے نواب فیض اللہ خان سے کہدیا کہ ہمارا اگر ہمکو شکست ہو جائے اور مین مارا جاؤن تو تم لڑائی نکرنا اور پہاڑ کی جانب چلے جانا روہیلکھنڈ مین وہانسے بہتر کوئی جگہ امن کی نہین اور جو کوئی میرے بیٹون مین سے تمھارے ساتھ جانے کا ارادہ کرے تو اُسے بھی ہمراہ لے جانا ابھی تک روہیلونکا لشکر پورے طور پر درست ہونے اور سنبھلنے بلکہ جمع بھی ہونے نہ پایا تھا نہ تک کہ نقارہ بجانے کا اور عہدہ دارون کو تیاری کا حکم بھی عام طور پر نہ دیا گیا ۔ سائیس گھوڑے لیکر اور ساربان اونٹ لیکر گھانس چارہ کی فکر مین اور بیوپاری رسد کی تلاش مین چلے گئے ۔ آج بڑی غفلت روہیلونکے لشکر مین رہی دشمن لڑائی کو سر پر موجود ہے اور یہان ابھی مشورہ ہو رہا ہے ۔ پھر حافظ رحمت خان کو خبر پہونچی کہ مستقیم خان ابن شیخ کبیر غنیم کا مقابلہ بھی کر گیا جو بقول مولف گیان پرکاش حافظ رحمت خان کے لشکر کے ہراول مین تھے ۔ گل رحمت مین لکھا ہے کہ عین لڑائی کے وقت محب اللہ خان چار سو آدمیون کے ساتھ میدان جنگ مین پہنچکر مستقیم خان کے غول مین کھڑا ہو گیا اور احمد خان بخشی تین سو جوانونکے ساتھ دو تین دن قبل لڑائی سے آیا تھا ۔ سب سے اول مستقیم خان نے دو تین ہزار سپاہ کے ساتھ جانب جب سے انگریزی فوج پر حملہ کیا ۔ اونکے ساتھ کے بہت سے آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے ۔ مگر بہت سے سپاہی فوج کی زد سے نکلکر تلنگون کی گولیون کی باڑھ تک جا پہنچے اور کچھ اوس کے صدمے سے ہلاک ہوئے ۔ مگر پھر بھی کسیقدر دل چلے انگریزی لشکر مین گھس گئے ۔ اور توپون پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا ۔ مگر جب مدد نہ پہنچی تو کامیاب نہوئے ۔ اسیطرح نواب فیض اللہ خان پانچ چھ ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ سیدھی طرف سے اپنے مخالف پر حملہ آور ہوئے ۔ اور اوس کے غول مین گھس گئے ۔ اور بڑی خونریزی کے بعد مخالفون سے وہ گانون چھین لیا ۔ جس کی آڑ مین وہ لڑ رہے تھے ۔

اودہر ڈاو سکی آڑ پکڑ کر بندوق دہان سے لڑنے لگے تنقیح الاخبار میں لکہا ہے کہ نواب فیض اللہ خان اور مستقیم خان بسبت علی خاں کی فوج سے لڑنے لگے ۔ اور حافظ صاحب انگریزوں کا مقابلہ کرنے لگے جبکہ حافظ صاحب کی فوج انگریزی فوج کے مقابلے میں نمودار ہوئی تو اوسکے توپخانے نے بڑی تیزی کے ساتھ حافظ صاحب کی فوج پر گولہ باری کی کہ ناگاہ احمد خاں پسر سردار خاں بخشی جو شجاع الدولہ سے ملا ہوا تہا بغیر لڑے بھڑے بہاگ گئے کا غلغلہ لشکر میں ڈالکر بہاگ نکلا تاکہ روہیلوں کے پاؤں میدان جنگ سے اوکہڑنے لگے ۔ یہ خبر مشہور ہوتے ہی پٹہان جوق جوق بغیر تحقیق و تفتیش بہاگ نکلے یہانتک کہ حافظ صاحب کے ساتھ بہت تہوڑی فوج رہگئی جبکہ مخالف نے یہ حال دیکہا تو اونے تین طرف سے زور دیا ایکطرف مستقیم خاں پر دوسری جانب نواب فیض اللہ خان پر تیسری جانب حافظ صاحب پر جب گولوں کی خوب بارش ہونے لگی تو خاص حافظ صاحب کے ساتھ کی فوج بھی بہاگنے لگی ۔ اس عرصے میں مستقیم خاں نے کمک طلب کی ۔ حافظ صاحب نے باوجود کمی فوج کے معتدبہ سپاہ ساتھ تھی اوسی بیکراوہر توجہ کی مگر دور چلے تھے کہ مستقیم خاں کے قدم میدان سے اوکہڑ گئے ۔ حافظ صاحب دوبارہ انگریزی فوج کے مقابلے کو لوٹے ۔ سواروں کے کئی دہاوے انگریزی فوج کی جانب سے ہوئے ۔ مگر کوئی نتیجے کی بات پیدا نہوئی ۔ عماد السعادت کا مولف کہتا ہے کہ حافظ صاحب نہایت دلیر تھے ۔ اونکی غیرت بزدلی کو قبول نہیں کرتی تھی ۔ اونہوں نے میدان جنگ میں یہ چاہا کہ انگریزی فوج میں گہسکر سب کو تہ تیغ کرکے نواب شجاع الدولہ تک پہونچ جاؤں اونکو اپنی فتح اور بہادری کا یہانتک گہمنڈ تہا کہ فیض آباد کے محلے اپنے سرداروں پر تقسیم کر دئے تھے ۔ اور کہدیا تہا کہ جو جس محلے میں داخل ہو وہاں کا تمام مال اسباب اور عورتیں اوسکے لئے معاف ہیں ۔ کرنیل چمپین بھی حافظ رحمت خان کی بہادری کی تعریف کرتا ہے ۔ اور لکہتا ہے کوئی چالیس ہزار آدمی سپاہ ہوگی وہ نہایت مردانہ اور دلیرانہ ہمسے لڑے بہت دفعہ روہیلے ہمارے لشکر میں گہس آئے اور اپنے جہنڈے گاڑ دئے تاکہ اوروں کو حوصلہ آگے بڑہنے کا ہو بار بار ہماری توپوں کے چہیننے کا قصد کیا ۔ مگر ہماری توپوں نے اونکو بڑہنے نہ دیا جب پاس آئے اونکو اوڑا دیا ۔ اونکی بہادری کا بیان ناممکن ہے ۔ اونہوں نے سب طرح سے اپنا فن سپاہگری دکہایا غرض دو گہنٹے اور بیس منٹ تک آدمیوں پر توپوں سے خوب آگ برسی ۔ اور کچہ اور منٹ بندوقوں کی گولیوں کے اولے خوب پڑے سپاہی اور گہوڑے اور اونٹ کاغذ کے پرزوں کی طرح اوڑتے تھے دو ہزار روہیلے اور بہت سے سردار میدان جنگ میں راہ عدم کے رہرو ہوئے ۔ مستقیم خاں کے فرار ہونے کے بعد حافظ

رحمت خاں جب اونکی طرف سے لوٹے اور انگریزی لشکر کی طرف آرہے تھے تو گھوڑی کو آگے بڑہاکر انگریزی فوجکے سامنے آہستہ آہستہ قدم بڑہے انگریزوں نے دوربین سے سورج مکہی کو اونکے سر پر پہچان کر ایسا گولا مارا کہ اونکے سینے میں قلب کے محاذی ٹکر کہاکر فاصلے پر گر پڑا تیغ الاخبار کا مولف لکہتا ہی کہ راجہ ہلاس رائے پسر راجہ مان رائے جو اوسجگہ موجود تہا۔ کہتا تہا کہ گولہ حافظ صاحب کے پہلو کی برابر سے گذرا تہا جسکا ایک نیلگون داغ اونکی جلد پر پڑ گیا تہا۔ مبصر التواریخ میں لکہا ہے۔ عجیب بات یہ ہی جسے سب نے اپنی آنکہہ سے دیکہا کہ اوسوقت حافظ صاحب جامہ ہندوستانی قدیم پر تین قرآن شریف پہنے ہوئے تھے۔ وہ جامہ قرآن کی برکت سے نہ جلا چھاتی میں ایک سیاہ دہبہ گولے کی دہمک کا لگ گیا تہا۔ جس کے صدمے سے حافظ صاحب گہوڑے سے گر پڑے۔ پگڑی سر سے اوتر گئی۔ خدمتگاروں نے اوٹھا کر سر پر رکہی اور منہ میں پانی ڈالا۔ ایک دو مرتبہ ہونٹھ ہلے اور دن کے بارہ ابھی نہیں بجے تھے کہ اونکی جان نکل گئی احمد خان پسر فتح خان اپنی فوجکو لئے ہوئے علیحدہ کہڑا تھا۔ یہ حال دیکھکر فرار ہوگیا۔ حافظ صاحب کے بیٹے یعنی محبت خاں اور حافظ محمد یار خان اور محمد دیدار خان اور الہ یار خان اور عظمت خان یہ خبر سنکر حافظ صاحب کے پاس آئے جبکہ تمام ہمراہی بہاگنے لگے تو یہ بھی میدان سے بہاگ نکلے اور پیلی بہیت کیطرف چلے گئے۔ نواب فیض اللہ خان اسوقت تک اوس گانون کی آڑ پکڑے ہوئے لڑ رہے تھے۔ حافظ صاحب کی شہادت کا حال سنکر دو تین رستمانہ حملے خواجہ لطافت کی فوج پر کرکے ڈیرونکی طرف لوٹے اور یہ ارادہ کیا کہ وہاں پہنچکر فوجکو جمع کرکے حافظ صاحب کے بیٹوں کو تسلی دیکر پھر مقابلہ کرینگے۔ ڈیروں میں پہونچے تو بالکل لٹے کہسٹے پڑے تھے۔ بازار لشکر کا نام و نشان بھی باقی نہ تہا۔ افسوس کیا اور خود بھی اپنی ریاست کیطرف روانہ ہوگئے۔ محب اللہ خان جو عین معرکے پہنچا تہا دو ایک حملے کرکے یہ بھی بہاگ نکلا۔ اسیطرح دوسرے افسر جو ایک لڑائی میں مصروف تھے یہ خبر سنکر بہاگنے لگے۔ انگریزونکی اور شجاع الدولہ کی فوج نے مفرورین کا تعاقب دور تک کرکے بہت سے گولے مارے۔ نواب شجاع الدولہ کو جب یہ خبر پہونچی تو ہاتھی سے اوتر کر سجدہ شکر ادا کیا۔ اور سواروں کو لوٹنے کے لئے حافظ صاحب کے کیمپ میں بہیجا۔ سلطان خاں برادر

دیکھو گل رحمت ۱۲

مرتضی خان بڑیچ حافظ رحمت خان کا سر کاٹ کر شجاع الدولہ کے پاس لے گیا جب یہ شناخت کہ یہ سر حافظ رحمت خان کا ہے تو اونہون نے دوبارہ سجدہ ادا کیا جب سجدہ سے سر اوٹھایا تو سالار جنگ نے جو شجاع الدولہ کا سالا تھا چاہا کہ اونکی پیشانی کی خاک رومال سے صاف کردے شجاع الدولہ نے منع کیا۔ اور کہا کہ یہ خاک میری پیشانی کی زینت ہے الحمد للہ کہ آج اس قوم کی سب گستاخیون کا جو میرے باپ اور دوسرے مسلمانون کے ساتھہ کی تھین بدلہ خاطر خواہ لے لیا۔ اور حافظ صاحب کے سر کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا خدا شاہد حال ہی مین ایسا روز بد تمہارے لئے منجانا تھا[1]۔ اور سلطان خان بڑیچ کو ایک ہاتھی اور دو شالہ اور زر نقد عطا کیا۔ اور مرزا حبیب بانکے کو ایک لاکھہ روپئے دئے نواب ضابطہ خان اور نواب مظفر جنگ بھی شجاع الدولہ کے لشکر مین تھے۔ شجاع الدولہ کے لشکر مین تھے۔ شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ یہ سر ان دونون نوابون کے پاس شناخت کے لئے لیجاؤ اور شاہ مدن شجاع الدولہ کے لشکر مین تھے شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ یہ سر ان دونون نوابون کے پاس شناخت کے لئے لیجاؤ اور شاہ مدن پیرزادے کو بھی جو حافظ رحمت خان کو پہچانتے تھے دکھاؤ نواب ضابطہ خان نے دیکھکر کہا کہ واقعی یہ سر حافظ رحمت خان کا ہے دوسرے کا نہین اور نواب مظفر جنگ نے یہ کہا کہ ایسی ابن وقتی[2] (طمطراق[3]) پر جنابعالی کے ساتھہ لڑنے کو آمادہ ہوتے تھے۔ اور شاہ مدن آنکھون مین آنسو بھر لائے اور کہا کہ ہان یہ اوسی مسلمان کا سر ہے۔ اس بات سے شجاع الدولہ کو بہت رنج ہوا مگر بظاہر تاسف نہ کیا اور کہا کہ آپسے یہ توقع نہ تھی دوسرون کا کام ہے۔ پھر چند دنون کے بعد شجاع الدولہ نے شاہ مدن کو قید کردیا اور اونکی جاگیر بھی جو ایک لاکھہ روپئے کے قریب تھی ضبط کرلی اور نواب نے اپنے دستخط سے رقعہ جواہر علی خان کو اس مضمون کا لکھا کہ شاہ مدن کو مع متعلقات اور مصاحبین کے قید کرکے اپنے پاس نگاہ رکھو شجاع الدولہ نے پالکی خاصہ بھیجکر حافظ صاحب کی لاش میدان سے منگاکر سر اوس کے ساتھ سلواکر عزیز خان رسالہ دار کے ہمراہ بریلی کو روانہ کی یکشنبہ کی صبح کو قاضی مفتی علما۔ شرفا سادات اور فقرا نے جمع ہوکر تجہیز و تکفین کی۔ اور ظہر و عصر کے درمیان شہر کے باہر غربی جانب دفن کیا قبر مین اوتارنے کے وقت تک گردن سے خون جاری تھا اونکی وفات کی تاریخ بہی فحنح اخل (۱۱۸۸ ہجری) ایک صاحب نے حافظ صاحب کی جانبکی تاریخ لطافت فہمیہ کے ساتھ اسطرح پائی ہے ÷ جو از لفظ ظفر تاریخ جستند ÷ بنے باقی سر حافظ بریدند

---

[1] دیکھو قیصر التواریخ ۔ [2] دیکھو تاریخ اودھ مولفہ رسہای [3] مصطلحات وارزین پرنسن مشق کے یہی معنی لکھے ہین !

لفظ ظفر کے اعداد برکہ گیارہ سو اسی ہین عدد پر لفظ حافظ کے کہ ح ہی ملانے سے سال مطلوب یعنی ۱۱۸۸ ہجری حاصل ہوتے ہین مساکن فلسفی مین مذکور ہی کہ جس مقام پر شجاع الدولہ کو حافظ رحمت خان پر فتح حاصل ہوئی تھی اونہون نے وہان گنج آباد کر کے نام اوس کا فتح گنج رکھا۔ گور سہاے نے اپنی فارسی کی تاریخ اودہ مین لکھا ہی کہ ایک دن شجاع الدولہ نے فرمایا کہ میر یتیم خان کے ہاتھ سے جو غم و غصہ میرے دل مین ہی اس فتح سے اوس کا ازالہ نہین ہو سکتا اور نامبردہ ثابت خانی کا رسالہ دار تھا کہ اٹاوے مین اوسکو نعیم الدولہ بہادر ثابت جنگ کا خطاب ملا تھا اور تین ہزار آدمیون کی جمعیت کے ساتھ بندیلکھنڈ کو فتح کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا قطع نظر اوس کے مصارف ذات کے ۲۰ ہزار روپیہ ماہوار اوس کے لئے جو یکسالہ یا دوسالہ تھا مقرر ہوا تھا باوجود اس کے اوس نے آمد آمد بالاراو مرہٹہ سے کالپی کو خالی کر دیا اور سات سو سواران مرہٹہ اور دو ہزار بوندیلون کے مقابلے کی تاب جو شیو سرن قانون گو سے کالپی کے شریک ہو گئے تھے نہ لایا اور حریف سے منہ پھیر کر ملک دوآبہ مین چلا آیا نواب چاہتے تھے کہ اوسکو توپ سے اوڑا دین اور آپ بندیلکھنڈ کو جاتے۔ مگر پٹھانون کے معاملات کی وجہ سے تامل کیا اور بسنت کو کمپو کے اودہر بھیجا جسنے وہان جا کر عمدہ کام کیا۔

کرنیل چمپین کے قلم سے شجاع الدولہ کا حال

کرنیل چمپین صاحب نے پٹھانون کی بہادری اور دلیری اور جوانمردی کی جو تعریف کی وہ اوپر بیان ہوئی اب جو وہ شجاع الدولہ کا حال بیان کرتا ہی وہ بھی سننے کے قابل ہی وہ لکھتا ہے کہ مین حیران ہون کہ کیا کرون شجاع الدولہ کو اس فتح کی تہنیت دون یا اوسکی نامردی پر لعنت ملامت کرون مجھے اوس کا حال بیان کرنا ضرور ہی تا کہ گورمنٹ انگریزی جان لے کہ یہ ہمارا دوست ایسا ہی کہ ذرا بھی اعتبار کے قابل نہین۔ لڑائی سے ایک رات پہلے مینے بعض خاص توپین اوسکی مانگین مجھے اونکی لڑائی مین بہت ضرورت تھی۔ مگر اوس نے صاف انکار کر دیا۔ اور میرے کام مین اونکو نہ آنے دیا وعدہ کیا کہ کل مین مع اپنے لشکر کے موجود ہونگا اور سب طرحکی مدد کرونگا اور سوارونکو لیکر پاس کھڑا رہونگا۔ مگر وہ لڑائی مین پاس کیا آتا دور ہی ٹیلے پر وہان کھڑا رہا جہان مینے اوس کو لشکر لیے صبح کو دیکھا جب فتح کی خبر پہونچی تو اوسی وقت فوج لیکر میدان مین آ کودا اور روہیلون کے کیمپ کو خوب دل کھولکر لوٹا اسپر سپاہ کمپنی نے جو قواعد کی پابند تھی اپنے افسرو

کہاکہ فتح کی عزت ہمکو حاصل۔ مگر اوسکی منفعت ان لٹیرونکو ملی

اور بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب تک لڑائی ہوتی رہی تب شجاع الدولہ اور اوسکی فوج اس انتظار میں رہی کہ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور کس کا پاسا زبردست رہتا ہے۔ اور جب انگریزوں نے لڑائی فتح کی تو روہیلوں کا مال لوٹنے میں شریک ہونیکو چھٹ کو دیڑی۔ اس لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ روہیلوں نے جو ملک روہیلکھنڈ میں فتح کیا تھا اوس سے اونہوں نے ہاتھ اوٹھایا۔ اور وہ ملک نواب وزیر کے قبضے میں آیا۔

روہیلوں کی فوج کا شکست پانے کے بعد مقام لال ڈانگ میں پناہ لینا

حافظ رحمت خان کے مارے جانے اور روہیلونکی فوج کو پوری شکست ہونیکے بعد انگریزی فوج نے تین روز تک مقام کیا۔ ہزیمت یافتوں کے متعاقب کوچ نہیں کیا اسلئے یہ تمام بھاگی ہوئی جماعت اپنے اپنے گھروں کو زندہ پہنچ گئی۔ نواب فیض اللہ خاں کہ کثرت عقل و دانش اور خزانہ کیوجہ سے دوسرے سرداروں سے ممتاز تھے ہمروزہ چلکر رامپور آئے۔ اور سامان و اسباب و اہل عیال لیکر مراد آباد اور نجیب آباد ہوتے ہوئے لال ڈانگ چلے گئے۔ یہ مقام کوہستان نجیب آباد سے آٹھ کوس کے فاصلے پر شمال کی طرف ہے اور اپنی حفاظت کے لئے مورچے تیار کرائے۔ ہر روز اونکے پاس روہیلونکی جماعت اکٹھی ہوتی جاتی تھی۔ چنانچہ احمد خاں بخشی اور احمد خان خانساماں میدان جنگ سے ہمروزہ بھاگکر آنولے آئے۔ اور رات بہزار خرابی کاٹکر صبحکو تمام سامان اور اسباب اور اہل و عیال کو لیکر لال ڈانگ کو چلے گئے۔ اور مستقیم خان کہ نہایت مآل اندیش آدمی تھا معرکہ سے نکلکر بریلی سے اپنے متعلقین کو لیکر لال ڈانگ پہنچگیا۔

دوندیخاں اور حافظ رحمت خانکی اولاد کا حال

محب اللہ خاں اور فتح اللہ خاں بسولی میں اطمینان کے ساتھ ٹھیر گئے۔ کیونکہ انکی ساتھ نواب شجاع الدولہ کا مکرر عہد و پیمان ہو چکا تھا۔ اور حافظ رحمت خان کے بیٹے پیلی بہیت کو بھاگ گئے۔ گلستان رحمت کے مولف نے لکھا ہے کہ حافظ صاحب کے بیٹے ذوالفقار خانکو

بریلی کی حفاظت پر مامور کیے گئے تھے ۔ اوسنے نے بریلی میں شہر کے رئیسوں کو جمع کرکے شجاع الدولہ کے پاس ایک سفارت روانہ کرنے کا قصد کیا تھا ۔ مگر لڑائی کے ختم ہونے کے بعد ہی شجاع الدولہ کے سواروں نے بریلی پر قبضہ کرلیا ۔ اور حافظ صاحب کے بیٹے ناسمجھی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے پیلی بھیت سے نہ نکلے جنگل دامن کوہ کا اونکے مقام سے نہایت قریب تھا ۔ سواری اور باربرداری افراط سے موجود تھی کاش اگر اونکو سواری اور باربرداری نہ بھی ملتی تب بھی برہنہ پا نکلے ہوتے چار پانچ کوس کا جنگل طے کرنا کیا مشکل تھا ۔ محبت خاں شاہ ابوالفتح کی معیت میں جن کا شمار اوس وقت کے نامی مشایخ میں تھا یکشنبے کی نصف شب کے وقت پیلی بھیت سے نکلا اور شجاع الدولہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا ۔ اور ذوالفقار خاں بھی جو بریلی تھا اسی شب کو دیوان بہار سنگھہ کے مشورے سے شجاع الدولہ کی ملازمت کے ارادے سے روانہ ہوا ۔ جبکہ ذوالفقار خاں شجاع الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچا تو ہرکاروں نے اوس سے دریافت کیا کہ کہاں کا مقصد ہے ۔ بیان کیا شجاع الدولہ کے پاس جاتا ہوں ۔ اونہوں نے شجاع الدولہ کو خبر پہونچائی اونہی خواجہ لطافت کو ذوالفقار خاں کے پاس بھیجا اور یہ حکم دیا کہ ذوالفقار خاں کو ڈیرہ ملازمت میں پہنچائے ۔ اوس دن تو ملاقات نہوئی دوسرے دن شام کے قریب محبت خاں بھی شجاع الدولہ کے لشکر میں پہونچگیا ۔ شجاع الدولہ نے محبت خان کے پاس مرتضی خاں کو بھیجا کہ وہ اوسکو ڈیرۂ ملازمت میں بٹھائے ۔

۱۳ ۔ صفر دوشنبے کی صبح کو شجاع الدولہ سے ذوالفقار خاں اور محبت خانکی ملاقات ہوئی جب یہ دونوں بھائی نذریں دکھا کر بیٹھے تو شجاع الدولہ نے تالیف کے لیے فرمایا کہ خوب ہوا تم یہاں آگئے ۔ پھر مرزا حبیب بیگ بانگے سے کہا کہ ہمیں اور حافظ جیو میں بڑی محبت تھی ۔ یہ دن جو سامنے آیا اس کا خیال بھی نہ تھا ۔ حافظ جیو سے بھی کوئی قصور سرزد نہیں ہوا جو کچھ کیا بہار الدولہ عبید اللہ خاں کشمیری اور خان محمد خاں حافظ جیو کے بھتیجے نے کیا ۔ پھر ایک ایک خلعت دونوں بھائیوں کے لیے طلب کیا ۔ محبت خاں نے عرض کیا کہ اگر ہماری سرفرازی منظور ہے تو کل آپ کا لشکر پیلی بھیت میں پہنچے گا وہاں خلعت مرحمت ہو تاکہ یہ حال دیکھکر سب متوسلوں کے دل مطمئن ہو جائیں ۔ شجاع الدولہ نے منظور کرلیا ۔ اور اوسیوقت محبت خاں کو پیلی بھیت کو بھیجدیا ۔ اور ذوالفقار خان کو اپنے پاس رکھکر پیلی بھیت کی روانگی کا عزم کیا اور محبت خاں کے روانہ ہو جانے کے بعد یہ کارروائی کی کہ شیدی بشیر غلام حبشی کو جو اپنی فوج کے ساتھ پیلی بھیت کی راہ میں مقیم تھا یہ حکم لکھا کہ محبت خاں پیلی بھیت کو جاتا ہے

اوس کو کسی حیلے سے رات کو اپنی پاس ٹہیرا کر صبح کو ساتھ لیکر پیلی بہیت پہنچکر تمام شہر کا محاصرہ کر لے
کسی کو نہ نکلنے دے ۔ سیدی نے تعمیل کی اور ۱۴ صفر کو پیلی بہیت کا محاصرہ کر لیا جو رعایا اوس
سے قبل شہر سے باہر نکل گئی تہی وہ بچ گئی باقی سب گہر گئی ۔ محمد یار خان ۔ اللہ یار خان رحمت
خان غلام مصطفے خان محمد اکبر خان وغیرہ حافظ رحمت خان کے بیٹے کہ سب جوان صاحب عیال
واطفال تہے نواب شجاع الدولہ کی آمد آمد کا حال سنکر خوشی کے مارے جامے مین پہولے
نہین سماتے تہے اور یہ سمجہتے تہے کہ نواب شجاع الدولہ اونکے والد کی تعزیت اور اونپر بحالی ملک
و دولت کے لئے آتے ہین ادبار و نکبت اون کے سرونپر سوار تہی وہ کیسے ملیسے دشمن خدا ان
افاغنہ کے پہندے سے نکلنے دیتے دامن کوہ کا جنگل یہان سے کیا دور تہا ارادت خان پسر
حافظ رحمت خان اپنے باپ کی شہادت کے بعد محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کے
ساتھ میدان جنگ سے نکلکر ٹانڈے مین جو آنولے سے قریب ہے پہونچا اور وہان سے
بسولی فتح اللہ خان کے پاس چلا گیا ۔ شجاع الدولہ وہین کوچ کرکے مع انگریزی فوج کے
۱۲ ـ صفر کو پیلی بہیت کے متصل پہنچگئے ۔ اور قلعہ لوہا کے قریب جہان حافظ رحمت خان کے عیال
واطفال محصور تہے خیمہ زن ہوتے اور ڈہنڈورا پٹوا دیا کہ تمام شہر کے باشندے گہوڑے
او ہتہیار محصلون کو دیکر شہر سے نکل جائین اور اپنا مال و اسباب نہ چہپائین ۔ سیدی بشیر کے
آدمیون نے شہر کے لوگون سے ہتہیار و اسباب چہین کر بہت سے نکالدئے ۔ اور کچھ قید کرلئے
اسکے بعد شجاع الدولہ نے محبت خان کو حکم بہیجا کہ حافظ صاحب کا خزانہ بتاؤ محبت خان نے
جواب دیا کہ اگر خزانہ ہوتا تو نوبت اس دن کو نہ پہنچتے ۔ اس کے بعد یہ حکم دیا کہ ایک دو روز کی
لئے محلسرا خالی کر دو اور سب متعلقین کو لیکر لشکر مین چلے آؤ مستورات کا زیور اور دوسرا اسباب
محلسرا ہی مین چہوڑ دیا جائے تاکہ ہمارے آدمی خزانہ تلاش کرین ۔ اس حکم کی بموجب ۱۳ صفر کو
محبت خان نے تمام عورتون اور بچون اور بہائیون سے زر و زیور اور اسباب لیکر سیدی
بشیر کے سپرد کر دیا ۔ اور پہننے کے کپڑے مکانات مین چہوڑ دئے ۔ اور خود گہوڑے پر
سوار ہوکر اور ایک مچہی ہاتہہ مین لیکر سیدی بشیر کے آدمیون کے ہمراہ شجاع الدولہ کے
کیمپ مین چلا گیا ۔ اسکے بعد سیدی مذکور کے آدمیون نے حافظ صاحب کے عیال
و اطفال کو کشان کشان بیحرمتی اور رسوائی کے ساتہہ نکالکر رتہہ اور جہکڑون مین سوار کرا کر اوس
ڈیرے مین اوتارا جو اونکے لئے شجاع الدولہ کے کیمپ مین کہڑا کیا گیا تہا ۔ اور بسنت علی خان نے ملنگو

تین کمپنیان ہمراہ لاکر اوس ڈیرے کے پاس پاس مقرر کر دین اور اس بندوبست کے بعد حسن رضا خان محبت خان کے پاس آیا اور شجاع الدولہ کا یہ پیغام دیا کہ مین تم چاہتا تہا کہ تم کو طلب کر کے سرفرازی کا خلعت دون۔ لیکن دنبل کی تکلیف کی وجہ سے جو بت گذشتہ سے پیدا ہوا ہے طبیعت بے چین ہے۔ اگر ایک دو روز مین آرام ہوگیا تو وعدہ وفا کرونگا۔ حافظ رحمت خان کے خزانے کی تلاش کے لئے بہت سی زمین کہود ڈالنی پر بہی کوئی چیز دستیاب نہوئی شجاع الدولہ شہدی بشیر کو حافظ رحمت خان کے کارخانون کی ضبطی اور شہر کی لوٹ کے لئے چہوڑ کر اور حافظ صاحب کی اولاد اور عورتون کو ساتھ لیکر جو بریلی کو مع فوج انگریزی آئے۔ حافظ صاحب کا بہانجا خان محمد خان مع بہائیون کے بریلی مین موجود تہا۔ اور نواب شجاع الدولہ کی تشریف آوری کی گہڑیان گن رہا تہا۔ کہ کب نواب موصوف آئین اور مجہپر مہربانی وتفضلات مبذول کرین۔ شجاع الدولہ نے اوس کو مع عیال و اطفال گرفتار کرکے اپنے ہمراہ لیا۔ محب اللہ خان وغیرہ دوندیخان کی اولاد نے۔ اور نواب سعد اللہ خان کی بیگم نے جو دوندیخان کی بیٹی تہی یہ واقعات سنے۔ اور پہر بہی بسولی اور آنولے سے نہ ٹلے

نواب سعد اللہ خان کی بیگم کو شجاع الدولہ کا تسلی آمیز شقے بہیجکر تغافل مین ڈالدینا

نواب سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کی بیگم کو جب حافظ رحمت خان کی شکست کی خبر پہونچی تو اوس نے شجاع الدولہ کے پاس ایک عرضی میان حسن شاہ کی معرفت اس مضمون کی بہیجی کہ اس بیوہ کے باب مین کیا حکم ہے۔ میرا کوئی وارث نہین ہے۔ اگر میری ضبطی اور تاراجی مدنظر ہے تو حکم ہو کہ اپنا تمام سامان رکرا کے آپکے لشکر مین بہیجدون۔ اگر میری حرمت محفوظ رہنی کا اقرار کیا جاتے تو مین نئی حکومت کی فرمانبرداری مین حاضر ہون میرا بہی آپ پر حق ہے اسلئے کہ مین آپکے بہائی سعد اللہ خان کی ناموس ہون جسنے آپ کے بڑے بڑے کام کئے ہین اس درخواست پر نواب شجاع نے کئی شقے بیگم کے پاس اطمینان دینے والے مضامین کے لکہکر بہیجے۔ اور شاہ صدق علی کو میان سید معصوم کے ساتھ بیگم کے پاس بہیجا کہ بیگم کو ہماری طرف سے دین و ایمان کی قسم کے ساتھ مطمئن کر دے۔ اور بیگم کو کہلا بہیجا کہ تم کوشش کے ساتھ

آنولے سکنے شور و شر کے رفع کرنے میں ثابت قدمی اختیار کرو اور آنولے کی رعایا کو پریشان نہونے دو ہمارے مصارف کے لیئے جو تین لاکہہ روپئے مقرر ہیں ہم اوس سے زیادہ مقرر کرینگے ۔ بیگم ان بیٹیاؤنکی وجہ سے آنولے سے نہ نکلی ۔

فتح اللہ خان ابن دوندیخان کا شجاع الدولہ کے لشکر میں حاضر ہونا

فتح اللہ خاں اس خیال سے کہ نواب شجاع الدولہ ملک مجھکو دیدینگے بسولی سے کوچ کرکے بریلی کے پاس شجاع الدولہ کے لشکر میں داخل ہوا ۔ اور سالار جنگ کی معرفت اوس سے ملا اور ارادت خان کو بھی اپنے ہمراہ لیگیا جو بسولی میں مقیم تہا ۔ اور جسنے اپنے بہائیوں کی گرفتاری کا حال سنکر یہ چاہا تھا کہ پہاڑ کو چلا جاوے ۔ مگر فتح اللہ خان نے اوسکو لیا تہا ۔ فتح اللہ خان کے ساتھ معتقد رکابیدے اور دولتخواہ تھی سبنے خان مذکور کو سمجھایا کہ اگر تم کو کشود کار مقصود ہے تو جمپین صاحب کی معرفت شجاع الدولہ سے ملو ۔ سالار جنگ سے کچھہ حاصل نہوگا ۔ جس معاملے میں انگریزوں کا قدم درمیان میں ہوگا وہ معاملہ اچھے طور سے سنبہل جاوے گا ۔ خان مذکور نے کسی کا کہا نہ مانا اور سالار جنگ کی معرفت ملا نواب شجاع الدولہ نے بہت تعظیم و تکریم کی یعنی صیادی کے داو آن گہات پورے طور پر ادا کئے ۔ شکار بنا تھا ۔ اوس کو دلیر کرکے انشانکی برابر لائے رخصت کے وقت شجاع الدولہ نے ارادت خان کو روک کر سالار جنگ کے سپرد کیا کہ وہ اوسکی خبر گیری کرتا رہے

محب اللہ خان ابن دوندے خان اور ایلچ خان سے ملاقات

محب اللہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ میرا بہائی فتح اللہ خان نواب شجاع الدولہ کے پاس حصہ ملک و دولت کی سند حاصل کرنے کے لیئے گیا ہے اور عنقریب اپنے معتقد کو بھیجنے والا ہے تو اوس کو رشک پیدا ہوا اور آپ بھی اپنے ملک و دولت کی سند حاصل کرنیکی آرزو میں

نواب ذوالفقار الدولہ نجف خان کے پاس روانہ ہوا جو بادشاہ کی سپاہ سے ہوتے ہوئے ایلچ خان سفیر شجاع الدولہ کے ہمراہ روہیلون کے استیصال مین شریک ہونے کو دہلی سے آ رہا تھا اور اوسکے پہنچنے سے پیشتر ہی انگریزی سپاہ نے اون کا کام تمام کر دیا تھا مرزا کا لشکر آب سہنڑ کے گہاٹ کو عبور کرکے اہرات کے علاقے مین پہنچا کہ محب اللہ خان اوس کے لشکر مین داخل ہوا اور گرمجوشی اور اور اختلاط پیدا کرنے لگا۔ شجاع الدولہ مرزا کو اور ایلچ خان کو پہلے سے لکھ چکے تھے کہ دریاے گنگا کو جلدی عبور کرکے بسولی پہونچکر محب اللہ خان کو قید اور بسولی کا محاصرہ کر لین تاکہ کوئی پٹھان اور کسی پٹھان کا مال و اسباب کہین نکلنے نہ پائے محب اللہ خان کو اونہون نے بلا تلاش اور بی جنگ محاصرہ دام بلا مین گرفتار پایا تو بہت خوش ہوے اور شکر خدا بجالاتے۔ ورنہ رستے مین متفکر تھے کہ محب اللہ خان ایک پہلوان آدمی ہے اوسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا۔ اور بے خونریزی کے وہ ہاتھ نہ آئیگا۔ بسولی کا محاصرہ دشوار ہے۔ کیونکہ اوس مین ہزارون پٹھان نواب دوندیخان کے وقت کے معرکے دیکھے ہوئے موجود ہین اسلئے یہ دونون ڈرتے ہوئے بسولی کی سمت آ رہی تھی اور دو تین کوس کا کوچ کرتے تھے۔ اس خیال سے کہ شاید محب اللہ خان سبقت کرکے لڑائی کے لئے آ جائے تو عہدہ برا ہونا دشوار ہے۔ جبکہ انکو خبر پہونچی کہ محب اللہ خان آ رہا ہے تو بڑی فکر پیدا ہوئی اور ہرکارے اسلئے بھیجے کہ اوس کے مافی الضمیر سے مطلع کرین کہ کس ارادے سے آ رہا ہے۔ ہرکارون نے محب اللہ خان کی سواری دیکھکر اپنے آقاؤن کو خبر دی کہ محب اللہ خان نہایت سادہ طور پر شادان اور فرحان آ رہا ہے اوس کا ارادہ جنگ کا نہین۔ اگرچہ ہرکارون کی اس تقریر سے کسیقدر تشویش دفع ہوئی۔ مگر اندیشہ رہا کہ مبادا دہوکے اور فریب کی راہ سے اسطرح آتا ہو اور لوٹ لے۔ جب محب اللہ خان پاس پہونچگیا تو اونکی روح کا صدمہ دفع ہوا۔ اور بظاہر اوسکی تالیف کرکے اپنے ہمراہ لیکر بسولی کو آئے اور بسولی پر سپاہ مستولی کرکے اوسکو لٹوا دیا۔ اور جس حویلی مین دوندے خان اور محب اللہ خان کے اہل و عیال تھے اوسے گہیر لیا۔ بیچارہ یہ جوان سادہ مزاج محب خان اور ایلچ خان سے بکشادہ پیشانی رخصت ہوکر حویلی مین گیا۔ اور وہان کا حال دیکھکر خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور اپنی مان سے محمد نجف خان اور ایلچ خان کے اختلاط کے حالات بیان کئے اور کہا یا یہ سمجھا کہ یہ پہرے اوسکے لئے ہی ہین۔

نواب شجاع الدولہ کا آنولے کو جانا

نواب شجاع کئی روزون بریلی مین ٹہیرے اور یہان کا بندوبست کرکے آنولے کو روانہ ہوئے اور وہان پہونچکر جابجا اشتہار جاری کئے کہ جو لوگ روہیلون مین ہنوز رام نہین ہوئے ہین اونکو لازم ہے کہ اب زیادہ سرکشی نہ کرین اور حمونیگی کے ساتھ اپنے اپنے مقام پر بیخوف و خطر رہین اور نواب سعد اللہ خان کی بیگم کی پوڑھی پر پہرہ کھڑا کردیا۔ اور آنولہ کا محاصرہ کرکے اہل شہر پر آنا جانا بند کردیا اور رات کو سنونہ کے میدان مین ٹہیرے۔ صبح کو دونون فوجین بسولی کی طرف روانہ ہوئین۔

محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان کی شجاع الدولہ سے ملاقات

محمد یار خان نواب فیض اللہ خان والی رامپور کے چھوٹے بھائی ہنوز زندہ تھے۔ شجاع الدولہ مؤنے مین مقیم تھے کہ محمد یار خان نقد دو ہزار روپیہ اور جیغہ سرپیچ لیکر شجاع الدولہ کے لشکر مین پہنچے۔ مرزا آغا [illegible] اور مرزا اسمعانی کو جنکی مصاحبت آج کل شجاع الدولہ سے گرم تھی یہ روپئے اور چیزین دین۔ اور اون کی معرفت شجاع الدولہ سے ملاقات کی۔ شجاع الدولہ بڑے اخلاق اور دلجوئی کے ساتھ ان سے ملے اور لڑائی کا حال دریافت کیا اور رخصت کی وقت فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ رہین۔ اور کسیطرح کا دلمین اندیشہ نہ کہین۔ تمہارے ساتھ اچھی طرح سلوک کرونگا۔ اور رضاجوئی کی غرض سے ایک چوبدار متعین کردیا کہ کوئی شخص ہمارے لشکر کا ان کی حویلی سے تعرض نہ کرے۔ لیکن بعد اس کے جتنی مدت لشکر مین رہے پھر کبھی اون کا حال نہ پوچھا۔ ایکدن محمد یلخ خان سے دریافت کیا تہا کہ کیا محمد یار خان ہمارے لشکر کے ساتھ آئے ہین۔ اور کسیطرح کا سلوک شجاع الدولہ نے اون کے ساتھ نہ کیا اتنا احسان ضرور کیا کہ اون کی حویلی اور اسباب اور گھوڑے ہاتھیون سے تعرض نہ کیا۔ شیدی بشیر کو جب آنولے کی ضبطی کے لئے بھیجا تہا تو اوس کو حکم دیدیا تہا کہ ہمنے محمد یار خان کا مال و اسباب معاف کردیا ہے۔ کسی طرح کی اون کے سامان کے ساتھ مزاحمت نہو۔ جس وقت شیدی بشیر آنولے مین پہونچا تو آنولے کے بہت سے آدمی اونکی حویلی مین پناگیر ہوئے۔

شجاع الدولہ کا بسولی پہنچکر دوندے خانکی حویلی کو ضبط کرنا

نواب شجاع الدولہ نے منونے سے کوچ کرکے دریاے سوت کے کنارے خیمے استادہ کرلئے اور انگریز بسولی کے قریب ٹہیرے اور خواجہ بسنت کا کبود دوندے خان کے مقبرے کے قریب اترا شجاع الدولہ نے اپنی فوج کو بسولی کی لوٹ اور محاصرے کے لئے حکم دیا حسقدر رستا ہی نجف خانکی سپاہ کے ہاتھ سے باقی رہگئی اوس کو شجاع الدولہ کی سپاہ نے پورا کیا اور شجاع الدولہ نے دوندیخان کی حویلی کے آس پاس نجف خان کے پہرو نکے ساتھ اپنے یہان سے بہی پہرے کہڑے کردئے۔ جب نواب کو پورا اطمینان ہوگیا تو سالار جنگ کی معرفت فتح اللہ خان کو کہلا بہیجا کہ تم اپنی مان کے پاس جاکر ہمارا نذرانہ طلب کرو اہن فہیوش نے مانکے پاس پہنچکر شجاع الدولہ کی عنایات اور خصوصیات کی داستان بیان کی۔ اور آپ بھی پہرو مین کہڑا رہا۔ دوسرے روز شجاع الدولہ خود سوار ہوکر دوندیخان کی حویلی مین پہنچے خواجہ سرا اونکو حویلی کے اندر بہیجکر مستورات کا جہاڑ لینا اور مکانات چہڑوانا شروع کیا۔ دوندیخان کے عیال واطفال اور تمام بچون کو نہایت سختی اور بے رحمی کے ساتھ حویلی سے نکالکر رتھ اور چہکڑون مین بٹہاکر تیلیون کے خیمون مین اوتارا۔ شجاع الدولہ ہر روز دوندیخان کی حویلی مین جاتے اور اوسے کہدواتے۔ اس خیال سے کہ خزائن اور دفائن نکلینگے۔ مگر ناک نہ نکلا۔ کنوئین مین جو حویلی کے اندر تھے غوطہ خور گہسائے۔ اونمین سے چند صندوقچے اور چلیون کے دو تین بانٹ برآمد ہوئے۔ اس سے سب کو حیرت ہوئی

شجاع الدولہ کا چالیس لاکھ روپے کلکتے کو گورنر کے پاس بہیجنا

فرح بخش مین لکہا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے چالیس لاکھ روپئے جو حافظ رحمت خان کی جنگ مین فوجی امداد کی بابت انگریزون کو دینے کا وعدہ کیا تہا ہے۔ ان روپیونکی دو ہنڈیان کرکے

پچیس لاکھہ روپئے کی ہنڈی فیض آباد کو مرزا علی کے نام لکھدی اور پندرہ لاکھہ روپیہ کی ہنڈی راجہ چیت سنگھہ زمیندار بنارس پر لکھی اور ادنکے پٹنے کے لئے ایک ماہ کی میعاد دی تھی یہ تحریر کیا کہ ایک ماہ کے اندر روپیہ دیدیں۔ کوبری صاحب اور منشی غلام باسط یہ روپئے دونوں مقامون سے وصول کرکے کشتیون مین بار کرکے کلکتہ کو لے گئے اور گورنر کے پاس پہنچائے

روہیلکھنڈ کے قیدیونکی الہ آباد کو روانگی

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے عیال و اطفال کو رتھ اور چھکڑون مین بٹھاکر بریلی اور پیلی بھیت اور آنولہ اور بسولی وغیرہ کے ہزارون بیگناہ نام آور سرفرازون اور عالمون فاضلون کے ساتھ سالار جنگ کی معیت مین بسولی سے الہ آباد کو بھیجدیا اور وہان قلعہ مین قید کردیا اور ان کا علاقہ تمام و کمال ضبط کرلیا۔ محبت خان بھی ان قیدیون کے ساتھ الہ آباد کو بھیجا گیا سو روپئے روز حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے عیال و اطفال کے مصارف کے لئے اس تفصیل سے مقرر کئے گئے۔ پچاس روز محب اللہ خان اور فتح اللہ خان وغیرہ متعلقان دوندیخان کے لئے اور چالیس روپئے روز محبت خان اور عظمت خان اور مشل خان اور حرمت خان اور محمد یار خان اور غلام مصطفے خان اور اکبر خان وغیرہ پسران حافظ رحمت خان کے لئے اور دس روپیے روز عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے عیال و اطفال کے لئے۔ ارادت خان اور ذوالفقار خان سعادت علی ابن نواب شجاع الدولہ کی سفارش سے محفوظ رہے تھے

شجاع الدولہ کا بسولی مین علیل ہونا

شجاع الدولہ کو روہیلون پر ایسی عظیم الشان فتح جسکے ارمان کو اُنکے اسلاف قبر مین ساتھ لیگئے مبارک ہوئی۔ چھٹے عشرے کے بعد مقام بسولی پر اونکی ران مین ایک دنبل جسکو ہندی مین بد کہتے ہین نکل آیا جسکی ابتدا کسیقدر پیلی بھیت ہی سے ہوگئی تھی اور مشہور اوس زمانے مین یہ ہوگیا تھا کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کی بیٹی کو شب کے وقت اپنے بستر پر بلایا

---

۵ دیکھو گل رحمت ۱۲

وہ غیرت کی وجہ سے ایک چاقو زہر سے بجھا ہوا اپنے ساتھ لیگئی - اور جب شجاع الدولہ ننگے ہوئے تو اونکے ماردیا - مگر اس شہرت کی کوئی اصل نہ تھی[1] - اور بعض[2] کہتے ہیں کہ شجاع الدولہ نے خواب میں دیکھا کہ حافظ رحمت خان نے میری ران میں نیزہ مارا جب آنکھ کھلی تو ران میں درد پایا جسکے صدمے سے ہلاک ہوتے جاتے تھے - مگر صحیح یہ[3] ہے کہ یہ بھی جسکا مادہ[4] آتشک سے تھا اور وہ مادہ اتنا برا تھا کہ اوسکی تکلیف اور سوزش سے دو تین دن تک کھانا پینا بند رہا رات دن تڑپنے لگے - غش پر غش طاری ہوتا - بیقراری کی حالت میں دنبل مذکور کو شگاف دلوا دیا پھر تو اوس نے اور بھی شدت پکڑی - اور شریان کی طرف سے دوسرا منہ کرلیا - پیپ اور لہو براز کے شامل آنے لگا - ڈاکٹروں اور ہندوستانی اطبا نے اوس کے معالجے میں نہایت کوشش کی - مگر کسی صورت سے صحت نہ ہوئی - روز بروز ترقی ہوتی تھی - جراح یہاں تک دعوے کرنے لگے کہ کسی ٹکڑی کو شگاف دیکر مرہم لگایا جاوے تو ہمیں یقین ہے کہ وہ بھی بھر جاوے - خدا جانے یہ کیسا زخم ہے کہ مندمل نہیں ہو سکتا -

سیدی بشیر کا آنولے کی ضبطی کو روانہ ہونا

نواب شجاع الدولہ نے بسولی کے مقام سے بشیر کو آنولے کی ضبطی کے لئے بھیجا - اور اوسکو سمجھا دیا کہ محمد یار خان ابن نواب علی محمد خاں - اور نواب سعد اللہ خان کی بیگم اور میاں حسن شاہ کی حویلیوں سے مزاحمت نکرے باقی تمام آنولے کو لوٹ لے - یہ شخص شجاع الدولہ کا غلام زرخرید تھا - اور روہیلوں سے سخت عداوت رکھتا تھا - اوس بیرحم نے پہنچکر تمام آنولے کو تباہ و برباد کر دیا - کوئی تحقیقات نہ کی اپنی آتش غضب میں تر و خشک سبکو جلا دیا - رادہاکشن ایک عطار تھا اوسکے دونوں کان کاٹ ڈالے اوسکی اس ظلم ناک کارروائی نے تمام آنولے میں تہلکہ ڈالدیا جسکے پاس جو کچھ موجود تھا اوسنے بے طلب لاکر حاضر کر دیا - ناک کان کے خوف سے کسی نے اپنے پاس ایک حبہ باقی نہ رکھا - یہ روز بھی طرفہ حشر و نشر کا تھا -

مولوی غلام جیلانی خاں کی شجاع الدولہ سے ملاقات

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین [2] دیکھو منتخب العلوم [3] دیکھو فرح بخش وغیرہ ۱۲ [4] دیکھو محتشم خانی ۱۲

اور اونکی حویلی کا ضبطی سے بچ جانا

مولوی غلام جیلانی خان روہیلون مین ایک ممتاز رسالدار تھے ۔ اور اونکی اولاد اب بھی رامپور مین باقی ہی اور اعزاز رکھتی ہے ۔ حافظ رحمت خان کی شکست کے بعد اونہون نے آنولہ نہین چھوڑا بلکہ اونہین کے اصرار سے نواب سعد اللہ خان کی بیگم بھی آنولے سے نہین نکلی تھی ۔ مولوی غلام جیلانی خان بسولی مین راجہ ہلاس رائے کی معرفت شجاع الدولہ سے ملے شجاع الدولہ مولوصاحب کو اپنے خیمے تک ہمراہ لے گئے اور جنگ کا حال دریافت کرتے رہے ۔ بشیر خان جب آنولے کی ضبطی کو گیا تو اوس نے مولوی غلام جیلانی خان کی حویلی پر بھی پہرہ بٹھا دیا ۔ و اسباب باقی سب قرق کر لیا مولوی صاحب کے معتمد شیخ لطف اللہ کو قید کر دیا ۔ مولوی صاحب بسولی مین شجاع الدولہ کے لشکر مین موجود تھے ۔ عبد الرحمن خان اور محمد سعد اللہ خان پسران یوسف خان قندہاری کی سفارش بشیر کے پاس آنولے مین لائے ۔ اور اس صورت سے اون کی حویلی واگذاشت ہوئی ایک ہاتھی اور کچھ برتن اور کپڑے ضبطی مین آئے اور جسقدر گھوڑے اونٹ تھے چھکڑے وغیرہ سامان بسولی مین ان کے پاس تھا وہ بھی ان دونون رسالدارون کی وجہ سے محفوظ رہا ۔

شجاع الدولہ نے روہیلون کو ایسی بے رحمی اور بے حرمتی کے ساتھ پامال کیا کہ جسکا درد انگریزی مورخون اور پارلیمنٹ کے ممبرون اور کورٹ ڈائرکٹرز نے بھی محسوس کیا اور ہندوستان کی تاریخ مین جو کوئی ہمدرد بنی نوع انسان اس مقام پر پہونچتا ہے ان حالات پر دو دو آنسو بہا جاتا ہی

شجاع الدولہ نے تمام روہیلکھنڈ کو کھنڈیل ڈالا ۔ اور سارے ملک مین ہلچل ڈالدی

اور تمام شہرون پر جہاڑو پہیر دی۔ کرنیل چمپین نے جب یہ حال دیکہا تو گورنر کو لکہا۔ مگر وہ اوسوقت مجبور تہا کہ نواب شجاع الدولہ سے کوئی عہد اس باب مین ٹہیرا تہا کہ فتح کے بعد کیا کیا جاے۔ غرض کرنیل مجبور تہا۔ نواب کو سمجہاتا تہا کہ یہ ظلم بند کرے۔ مسٹر مل صاحب نے اپنی تاریخ مین لکہا ہے کہ وزیر اودہ نے انگریزونکی کمک سے روہیلون کو کمال بے رحمی کے ساتھ جیسا کہ ایشیائی ملکون کی لڑائی مین ہوا کرتا ہے پامال کیا۔ تاریخ ہندوستان مصنفہ گریفتہ مین لکہا ہے کہ بہادر حافظ رحمت خان کی موت نے اونکے ملک کی قسمت کا فیصلہ کر دیا تہا جو بغیر رحم کے لوٹا جاتا تہا۔ اور اوسکی بد قسمت باشندے ہر ایک طرح کے مظالم کا شکار رہے۔ کرنیل چمپین کہتا ہے کہ ہمارا لشکر فتح کے بعد اس افسوسناک منظر کا ایک تماشا تہا اور ایسا منظر دیکہا جو مذکور کے قابل نہین۔ مولف تاریخ مذکور لکہتا ہے کہ چمپین صاحب کے اس فقری سے لارڈ مکالے کے اوس کلام کی کنجی ہمکو ملگئی جو اونہون نے اپنی فصاحت آمیز تقریر مین کہا تہا۔ وہو ہذا۔ اوسکی بعد خوفناک ہندوستان کی لڑائی خوبصورت وادی اور روہیلکہنڈ کے شہرون مین شروع ہوئی وہ تمام ملک شعلہ جوالہ تہا ایک لاکہہ سے زیادہ آدمی جنگل اور بن مین اپنا گہر چہوڑ کر چلے گئے۔ اور یہ سمجہے کہ بہوک اور بیماری مرنا اور شیر و نہنگ کے منہ مین پڑنا اوس ظالم کے پہندے مین پہنسنے سے اچہا ہے جس کے ہاتہ عیسائی گورنمنٹ نے اونکے جان و مال اور عزت و آبرو چار روپئے سے بیچڈالے ہین۔ مولوی ذکاء اللہ صاحب نے تاریخ ہندوستان مین لکہا ہے کہ کیا افسوس کی بات ہے کہ وہ لشکر اور افسر جو اپنی بہادری اور شجاعت کا دعوے کرتے ہین وہ بیگناہون کے گانون کی آگ مین جلنے اور بچونکو ماؤنکی چہاتیون پر قتل ہوتے ہوتے صاحب عصمت عورتونکو بے عصمت ہوتی ہوئی دیکہا کرین اور اونکی حمایت نکرین اور ظالمونکو ظلم کرنی سے منع نکرین غرض ان بہادرون نے آدمیونکو شیرونکی جہاڑیون مین بہیجا۔ اور شیرونکی جگہہ خنزیرون کو بٹہایا۔ نتیجہ لڑائی کا یہ تہا کہ شجاع الدولہ روہیلون کے ذبح کرنے مین قصائی بن گیا اونکی ننگ و ناموس اور جان و مال کو خاک مین ملا دیا۔ شجاع الدولہ کے دل مین اس گروہ کی طرف سے ایسا کینہ تہا کہ اوس نے گورنر سے پہلے ہی کہا تہا کہ مین اونکا بالکل استیصال چاہتا ہون وہی اوس نے کر دکہایا کوئی قلعہ وغیرہ اس ملک کا ایسا نہ تہا کہ جسکو اوس نے ویرانہ نہ بنایا۔ جبکہ روہیلونکی لڑائی کی خبر کورٹ ڈائرکٹرز کو ہوئی تو اوس نے ایک مراسلہ وارن ہسٹنگز کو نہایت خشونت آمیز ناملایم عبارت مین لکہہ بہیجا۔ اور خاص اسبات پر کہ کہ وہ روپیہ کی طمع سے اس لڑائی کو لڑا نہایت تفضیح اور تنبیہ کی۔

اس لڑائی پر مورخون اور محققون نے بڑی بحث کی ہے۔ گلیج صاحب لکہتے ہین کہ ملکی ضرورتون کی اقتضا سے دیکہیے یا اخلاق انسانی کے لحاظ سے غور کیجیے تو میرے نزدیک کوئی کام وارن ہسٹنگز نے

ایسا نہین کیا کہ اوسکی پیشانی پر بدنامی کا طغرا بنایا جاے ۔ مولوی ذکاء اللہ صاحب نے اسکا جواب یون دیا ہی کہ اگر ہم کچھ سمجھ رکھتے ہون تو اس امر کو تسلیم کرینگے کہ برا کام کرنا اجرت پر برا ہی لڑائی بھی ناحق کی جب تک دوسرا ہم کو نہ چھیڑے برا کام ہی اسلئے روہیلون سے لڑنا برا تہا اور روہیلون کے ساتھ لڑنے کا کوئی اور معقول نہ تہا سوا اس کے کہ ایک عمدہ انتظام ملکی کو شجاعت شعار اور معدلت گستر قوم سے لیکر ایک ظالم نامرد موذی کو دیدین گورنر اس بات کو خوب سمجھتا تھا کہ مین کیا کرتا ہون ۔

بعض سکوٹ جو اس بدکرداری کے لئے عذر کرتے ہین وہ بدتر از گناہ ہی کہ روہیلے کچھ اصلی متوطن اس ملک کے نتھے یون ہی لٹیرے غارت گر گھس آئے تھے اونکا ملک سے نکالدینا عین عدالت تھی صاحب شاید اسوقت اپنے تئین بھول گئے ۔ اونکی نزدیک آکر کلکتہ اور مدراس سے انگریزون کو کوئی نکالتا تو بھی انصاف ہوتا ۔ اسوقت ایسے غاصب تو ہندوستان مین سو مین نوے تھے اودہ کی سلطنت بھی غصب سے نہ بنی تھی تو کیسے بنی تھی ۔ غرض جو اس فعل کی زشت کرداری کو ڈہانکتے ہین وہ بے شرمی سے اپنا سارا پردہ کھوتے ہین ۔

روہیلون کے علاوہ عام رعایائے روہیلکھنڈ بھی تون برباد ہی

ہلاسرا سے یہ دیوان مان راے نے شجاع الدولہ سے دو کروڑ روپیہ مین اجارہ روہیلکھنڈ کی ضبطی کا لیا اور آپ اس کام کو اختیار کیا ۔ اوس نے عبدالستار خان کا مکان لوٹ لیا اور شاہ اشرف خان کو کہ آنولے مین رکھتے تھے قید کردیا ۔ دولت رام اور لالجی ساہوکار کو بھی باندھ لیا ۔ غربا مساکین امرا فضلا اور گوشہ نشینون پر طرفہ حشر برپا کیا ۔ دیوان کا نہل اور راو بہار سنگھ نے کہ روہیلونکی دولت کے پرورش یافتہ تھے ۔ اور تمام ملکی و مالی معاملات سے واقف تھے ۔ روہیلکھنڈ کی المضاعف تحصیل بر ذمہ داری کی اور تمام برسون کی باقیات اور سالہا سال کی تقاوی کو رعایا سے جبراً وصول کیا جبکہ انکی تحریر کی موافق روپیہ وصول ہوا تو ساہوکارون تعلقداران شرفا غربا کو لوٹنا شروع کیا اور سب کو نان شبینہ کو محتاج کردیا ۔ نتیجہ اس کا خود بھی شہدی البشر کے ہاتھہ بہت برا پایا ۔ طرفہ یہ کہ دیوان کا نہل کے اعمال بد کی پاداش مین پسران دیوان مان راے اور بسنتی دہر اور نانک چند اور بخت مل بھی سزایاب ہوئے ۔ ان پر بھی سلاسل مین خوب مار پڑی ۔ اور بے حرمت کیے گئے

بہار سنگھ پر اتنی کشاکش اور تقاضا اور سختی ہوئی کہ صدمے سے مرگیا۔ جی گوپال پسر بہار سنگھ بنے کندن لال گماشتہ بہار سنگھ کے ہاتھ سے اتنی اذیت اوٹھائی کہ محالات سے ابرہی سے دست بردار ہوگیا۔ کندن لال نے چالیس لاکھ روپیہ سالانہ کو بریلی وغیرہ حافظ رحمت خان کے ملک کا ٹھیکہ لیا تھا۔ اور بریلی مین کچھ دنون حکومت کر کے عیش و عشرت سے بسر کی۔ جب چالیس لاکھ روپیے فراہم نہو سکے تو بقالون اور ساہوکارون کو ستانا شروع کیا جنکو حافظ رحمت خان نے برسون مین آباد کیا تھا اوس نے ان لوگون کو دو تین مہینے مین ویران اور پریشان کر دیا اور کندن لال کو اس کا بدلہ منتقم حقیقی کیطرف سے ملا کہ راجہ سورت سنگھ نے اس کے خاندان کو ضبط کر کے اور خدمات سے معزول کر کے قید کر دیا۔

اسلامی مقدس چیزونکی اہانت تحقیر تھی

شجاع الدولہ کی فتح سے روہیلکھنڈ مین اسلامی آثار کو بہت صدمہ پہونچا۔ فرح بخش کا مولف شیو پرشاد لکھتا ہے کہ مسجدون۔ مدرسون۔ خانقاہون اور مقبرون مین تلنگے گوبر سے چوکا لگاتے اور کہانا پکاتے تہین آنولہ نواب علی محمد خان روہیلہ کے عہد مین دار السلام تھا۔ اور نواب ممدوح نے بڑی کوشش کے ساتھ آبادی مین ترقی دی تہی قلعہ اور مسجدین تعمیر کرائی تھین۔ آنولے کی دینداری پر بلاد اسلام کو رشک تھا۔ شجاع الدولہ کی فتح کے بعد اس شہر کی یہ نوبت پہونچی کہ اخون محمد رحیم کی مسجد مین کہ جو ایک مقدس اور مجتہد شخص تھے رنڈیان اور فاحشہ عورتین رہنے لگین۔ اور علانیہ ملانی سکین بیٹھکر کسب کراتین۔ بدفعلی مین مشغول ہوتین۔ اونسے یہ کوئی تعرض نہین کرتا کہ تم مسلمانون کے ایک مقدس مقام مین ایسا کیون کرتی ہو۔ یہ تو والیان اودہ کی روہیلکھنڈ مین حکومت کا اثر تھا اب روہیلونکی حکومت کی برکات کا حال سنئے۔ جام جہان نما اور تکملہ ذکر ملوک مین لکھا ہے۔ انصاف یہ ہے کہ اسلام کے مراسم اور دینداری کی باتین جیسی اس قوم مین جاری ہین دوسری جگہہ نہونگی۔ نماز روزہ اور تلاوت قرآن اور علوم کی تحصیل وغیرہ بڑے اہتمام سے ادا کرتے ہین۔ حافظ صاحب مین خود بھی فضائل موجود تھے۔ حافظ قرآن تھے۔ علم دین سے واقف تھے۔ عفو اور تواضع اور کرم اور تقوے اور دیانت سے متصف تھے۔

لال ڈانگ کا حال

جب سے روہیلکھنڈ مین بخشی سردار خان فتح خان خانسامان اور دوندے خان وغیرہ کا انتقال
ہوکر اونکی اولاد مین نفاق وفساد پیدا ہوا تھا تو اکثر رسالہ دارون اور جماعہ دارون نے کمرین کھولدین
تھین۔ بہت دنون سے نوکری ترک کرکے خانہ نشین ہوگئے تھے۔ کوئی تجارت کرنے لگا تھا۔ کوئی کھیتی
کرتا تھا۔ جب شجاع الدولہ کے ہاتھ سے افغانون کی تباہی کی یہ نوبت پہونچی تو یہ تمام لوگ بچہ بال بچون
کو ساتھ لیکر راتون کو پیادہ پا اپنے مکانون سے نکلے اور جوق جوق لال ڈانگ پر پہونچے اس وجہ سے
ایک بھاری جمعیت نواب فیض اللہ خان کے پاس ہوگئی۔ مگر تمام پٹھان نہایت بے نوائی کی حالت
مین وہان پہونچے تھے۔ بریلی۔ آنولہ۔ بسولی۔ اوجھانی۔ سنبھل۔ امروہہ۔ پیلی بھیت وغیرہ سے
جو لوگ نکلے وہ بیک بینی و دوگوش تھے۔ بدن پر لباس بھی درست نہ تھا۔ سامان جنگ درکنار لٹیرے
تلنگون نے سالم کپڑا بھی بدن پر نہ چھوڑا تھا۔ نواب فیض اللہ خان نے اپنی قوم کی تباہی اور پریشانی
ملاحظہ کرکے خزانے کا منہ کھولدیا۔ اور تمام لوگون کو دیا۔ خبر مشہور ہوتے ہی ہزارون آدمی آپکے
جھنڈے کے تلے جمع ہوگئی اور نواب مستقیم خان ولد شیخ کبیر کو ایک زبردست فوج کے ساتھ شجاع الدولہ
کے ستانے کے لئے نجیب آباد کی طرف بھیجا۔ تحیان برکاتی مولفہ رام نداس عرف منہو لال ساکن
قنوج سے معلوم ہوتا ہی کہ شجاع الدولہ نے مستقیم خان کو ایک شقہ اس مضمون کا لکھا کہ تم
ہمارے پاس چلے آؤ اور ہماری نوکری قبول کرو۔ اور ہم تم کو ملک دینگے۔ مستقیم خان نے جواب
مین ایک عرضداشت اس مضمون کی لکھی کہ غلام نوکری پیشہ ہے کسی مالک کو آباد فرماکر ملک
دینا اور سرفراز فرمانا چاہئے۔ غلام سرکار کا غلام ہے۔ پھر شجاع الدولہ نے شقہ بھیجا کہ جسکو تم تجویز کرو ہم
اوسکو سرفرازی دین۔ اوسوقت مستقیم خان نے نواب فیض اللہ خان پسر علی محمد خان روہیلہ کا نام
لیا بلکہ گل رحمت سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے دوسرے سرداران روہیلہ کی پاس بھی
شقے بھیجے تھے کہ ہمارے پاس چلے آؤ ہم تمہارے لئے جاگیر مقرر کردینگے۔ مگر کسی نے منظور نہ کیا
نواب فیض اللہ خان صاحب نے دینہار بنجارے کی معرفت چیمپین صاحب سے خفیہ خط وکتابت شروع کی
جبکہ باہم تحریرات خوب جاری ہوگئیں تو عبدالرحیم خان داروغہ شترخانہ کو سفیر بناکر کرنل چیمپین صاحب کے
پاس بھیجکر دوستی کو مضبوط کیا۔ اس سفارت کا اصلی منشا یہ تھا کہ نواب علی محمد خان کے باقیماندہ
بیٹون مین سے اب بڑے بیٹے نواب فیض اللہ خان ہی ہین۔ اس بنا پر اگر ملک روہیلکھنڈ نواب فیض اللہ خان
کے سپرد کیا جائے تو نواب فیض اللہ خان نواب شجاع الدولہ کو اس ملک کا پورا پورا خراج دیتے
رہینگے۔ اور ایسٹ انڈیا کمپنی کو ایک معقول رقم صرفہ جنگ کی بابت ادا کرینگے اور سفارت کا

مضمون کرنیل چمپین نے لارڈ وارن ہیسٹنگ کی خدمت مین تحریر کیا۔ لیکن انگریزی حکومت نے روہیلکھنڈ کا ملک شجاع الدولہ کے سپرد کردینے کا پہلے سے اقرار کرلیا تھا۔ اسواسطے وارن ہیسٹنگ نے کرنیل چمپین کو جواب دیا کہ تم کو اس معاملے مین دست اندازی کرنا نچاہیے۔ شجاع الدولہ کو مختاری ہی اس خط وکتابت اور سفارت کے درمیان مین کئی مہینے گذر گئے۔ گرمی کا موسم ختم ہوگیا۔ اتنے دنون تک نواب فیض اللہ خان ایک دم کو بھی اپنے بندوبست سے غافل نرہے۔ اور جابجا منادی کراکر روہیلو نکو اپنے پاس بلاتے رہے۔ یہانتک کہ قریب چالیس ہزار روہیلون کے لال ڈانگ پر جمع ہوگئے اس کے علاوہ ناکہ بندی اور خندق وغیرہ کا خوب انتظام کرلیا۔

فرح بخش سے مستفاد ہوتا ہی کہ نواب شجاع الدولہ نے ایک بھاری دعوت انگریزونکی ترتیب دی تمام لشکر کے صاحبان انگریز کو مدعو کیا۔ اور سب کو کھانا کھلاکر اونکے ساتھ تپاک خوب ظاہر کیا بعد اسکے محمد ایلچ خان کو کرنیل چمپین کے پاس بھیجا۔ اور اونکی تالیف کی اور روزانہ بہت سے تحائف اونکے پاس بھیجنا شروع کیے۔ پھر ایک دن یہ کہلا بھیجا کہ اگر آپ کی مرضی اور صلاح وقت ہو تو یہان سے لال ڈانگ کیطرف کوچ کرنا چاہیے کہ پٹھانون کا مجمع بڑھ رہا ہے۔ برسات کا موسم شروع ہوگیا تھا کرنیل صاحب نے یہ جواب دیا کہ برسات کا موسم ہے روزانہ بارش ہوتی ہی۔ اس صورت مین باربرداری اور توپخانہ کا روانہ ہونا دشوار ہے۔ یہ جواب سنکر شجاع الدولہ نے پچاس ہاتھی اور پچاس خیمے پنج چوبہ اور سایری قناتون کے انگریزی لشکر مین بھیجدیے اور آخر جمادی الاولی ۱۱۸۸ ہجری مین شجاع الدولہ نے خود بسولی کی چھاونی سے شدت بارش اور سخت علالت کی حالت[1] مین کوچ کیا اور دریاے سوت کو عبور کرکے خیمہ زن ہوئے۔ اور یہان ایک مقام انگریزی لشکر کے سامان کی درستی مین کیا۔ اور ایلچ خان کو تحریک کے لیے کرنیل چمپین کے پاس بھیجدیا۔ انگریزی فوج بھی بسولی سے روانہ ہوئی۔ اور یہ متفقہ فوجین لال ڈانگ پر حملہ کرنے کو آگے بڑھین۔ شجاع الدولہ نے پہلے ضلع بجنور مین پہنچکر نجیب آباد اور قلعہ پتھرگڑھ پر قبضہ کیا۔ اور یہان کئی مقام کرکے موہن پور کیجانب کو حلکو بڑھایا۔ یہ گانون جھنیس گھاٹ ناگل کے قریب واقع ہی۔ اور لال ڈانگ کی ناکہ جا پہونچے اور دیرے کھڑے کرائے۔ اور مورچے قایم کرائے۔ شجاع الدولہ کے اہلکارون نے اپنی آقا سے عرض کیا کہ روہیلون کا کیمپ یہانسے سولہ کوس پر ہے۔ اور راہ مین کئی بن حائل ہین اور

---

[1] دیکھو جام جہان نما ۱۲

اور کانس اتنی بڑی ہی کہ اوس مین ہاتھی نہین معلوم پڑتے۔ اور ڈھاک کا بن بھی جا بجا گنجان ہی اور بانس اس کثرت سے ہین کہ پیادہ و سوار کا گذر روہیلون کے مورچون تک دشوار ہے یہان سے تو کوئی صورت ایسی نہین نکل سکتی جس سے روہیلے مغلوب ہون۔ نواب شجاع الدولہ بحد متحیر ہوے مصاحبون سے کہنے لگے کہ ہمنے اودہر آنے مین اتنی جلدی کی۔ پھر معطل بیٹھنا جوانمردی کی خلاف ہی ایسا کام کرنا چاہیے جس سے روہیلون پر ہراس غالب ہو اور وہ گھبرا جاوین اسلیے جنگل کو صاف کرانا چاہیے اہلکارون نے جواب دیا کہ ایسا وسیع جنگل صاف کرنے اور اوسکا جھاڑ جھنکاڑ کاٹنے سے قابو مین نہین آسکیگا۔ اگر آپکی مرضی ہو تو کانس کو اسطرح کٹوانا شروع کرین جس سے ایک صاف راستہ نکل آوے اور روہیلون پر عبرت غالب ہو۔ شجاع الدولہ نے یہی حکم دیدیا۔ چنانچہ بیلدارون اور مزدورون کے گروہ نے کانس کاٹ کر دو تین کوس تک راستہ صاف کیا اہلکارون نے شجاع الدولہ سے کہا۔ اگر دو تین کوس تک اس طرح راستہ بن گیا تو اس سے کوئی کشود کار نہین ہوتا کیونکہ روہیلون کے پڑاو تک کسی قسم کی لکڑی کے جنگل پڑتے ہین ایسے بڑے بن کا کاٹنا مشکل ہی۔

نواب شجاع الدولہ نے روہیلون کے تنگ کرنے کی دوسری تدبیر یہ نکالی کہ روہیلون پر رسد بند کرنا چاہیے اور اس رای کو سب نے پسند کیا۔ پہاڑ کی جانب سے جو رسد روہیلون کو پہنچتی تھی وہ اسقدر نہین سمجھی جاتی تھی کہ چالیس پچاس ہزار آدمیون کو کافی ہوسکے شجاع الدولہ نے تمام ضلع اور تحصیلدارونکو پروانے بھیجدیے کہ پہاڑون کے پاس لال ڈانگ پر کسی طرف سے غلہ نہین بھیجنے دین اور تنقیح الاخبار کا مولف لکہتا ہے کہ المورہ کا راجہ بھی شجاع الدولہ سے ملگیا تھا اس حکم کی بڑی سختی سے پابندی ہوئی۔ اور اس تدبیر سے ایک قسم کی اذیت محصورین پر گذرنے لگی تمام سپاہی اور دوکاندار مجبور ہوگئے۔ غلہ گران ہوگیا محمد عباس خان سوانح عباس تخلص ابن نجابت خان سولہا برس کی عمر مین اپنے بھائی اخونزادے محمد ارادت خانکے ساتھ نواب فیض اللہ خان کے لشکر مین موجود تھا اوس نے اپنی سوانح عمری مین بیان کیا ہی کہ اسوقت مین ایک روپیے کا سیر بھر غلہ بڑی مشکل سے دستیاب ہوتا تھا مگر اللہ تعالے نے ان مجبورون کی روزی رسانی کا یہ بندوبست کیا کہ دوا کے گہاٹ سے گنگا کو عبور کرکے بیوپاری اور بنجارے غلہ لانے لگے۔ اور اب پھر غلہ ارزان ہوگیا۔ ہرکارون نے شجاع الدولہ کو خبر پہنچائی کہ نواب فیض اللہ خان کے لشکر پر پہلے غلہ کی نایابی سے سختی ہوگئی تھی مگر اب غلہ گنگا پار سے بافراط آگیا۔ اور محصورین فارغ البال ہوگئے اور اونکا یہ ارادہ ہی کہ آپکے لشکر پر شب خون مارین۔ شجاع الدولہ نے نجف خان ذوالفقار الدولہ کو لکھا کہ آپ

اپنی سپاہ ہردوار وغیرہ کے گہاٹوں کی حفاظت کے لئے متعین کردیں اوس نے اپنے چیلے امراسباب کو بہت سی فوج کے ساتھ بہیجا کہ نواب شجاع الدولہ کی تجویز کے موافق ہردوار کے گہاٹ کی نگرانی کرے اور غلہ کا ایک دانہ پٹھانوں کے پاس نہ پہنچنے دے اوس نے ناکہ بندی کرنا شروع کی تاکہ کوئی چیز روہیلوں کے لشکر میں گنگا پار نہ پہنچ سکے اسواسطے اب پٹھانوں پر تکلیف شروع ہوگئی اور بھوک اور بخار نے اونکی جماعت کو روز بروز گھٹانا شروع کیا مگر روہیلے چونکہ پہاڑی قوم تھے وہ اوس میں طاق تھے۔ پہاڑ پر دوڑنے اور پیادہ پا چلنے کے عادی تھے پہاڑ پر جانے لگے۔ اور غلے کی گٹھریاں سر پر اوٹھا کر لانے لگے خود بھی کہاتے اور فروخت بھی کرتے۔ البتہ ہندوستانی آدمی بوجہ آرام طلبی کے تکلیف پاتے تھے اب غلہ ایک روپیہ کا چار سیر فروخت ہوتا تھا۔ گھوڑے خچر۔ بیل دانہ نہ ملنے سے کمزور ہوگئے اور چونکہ ہری گھاس کی عادی تھے۔ ہزاروں تلف ہوئے۔ اور جو باقی رہے وہ بھی نہایت ناتوان تھے۔ اسوجہ سے لوگ کہتے تھے کہ یہاں گہاس چوپاؤں کے موافق نہیں۔ البتہ پہاڑی گھوڑوں کو جنہیں گونٹ[1] کہتے ہیں موافق ہی عہدہ دارونکے گھوڑے معمولی راتب پانے کی وجہ سے فربہ تھے۔ محمد عباس خان کہتا ہے کہ ہر روز مورچوں اور میدان کی جنگ طرفین میں کئی مہینہ تک ہوتی رہی۔

صلح کی تکمیل اور عہدنامہ

روہیلوں کو ابھی تک یہی گمان تھا کہ مخالف کی فوج موسمی بیماری اور آب وہوا کے نقصان کی باعث بہت جلد اوٹھالینے پر مجبور ہوگی۔ مگر باوجود بیماریونکی کثرت۔ اور روہیلوں کے بے تعداد حملونکے فوج فاتح نے محاصرے سے دست برداری کا ارادہ نہ کیا اسوجہ سے روہیلونکے اکثر سردارونکی رائے صلح کرنے کی طرف مائل ہوئی۔ آخرکار نواب فیض اللہ خان نے کرنیل چمپین کو اس معاملے میں ڈالکر صلح کی بات چیت شروع کی۔ نواب فیض اللہ خان کے خیالات بہت وسیع تھے اور اونکی طلب بہت زیادہ تھی۔ ملک میان دوآب میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال کی جاگیر اونکے واسطے نواب شجاع الدولہ نے تجویز کی۔ مگر اون کے صلاح کار احمد خان خانساماں نے اون کو اس عطیہ پر راضی نہونے دیا۔ اس تقریر میں بھی ایک مہینہ کا عرصہ صرف ہوگیا۔ اور ہنوز کوئی نتیجہ قرار پذیر نہوا۔ ناچار شجاع الدولہ اور انگریزی فوج نے ہمت پوری آگے بڑھکر دو میل تک روہیلوں کے کئی مورچے توڑکر خراب کردیے۔ اور پہاڑ کی تلی تک جا پہونچے۔ روہیلونکو خوف ہوا کہ مخالف یکایک حملہ کرکے پہاڑی پر قبضہ کرلے

---

[1] پہاڑی گھوڑا گونٹ ہوتا ہے جو چھوٹا ہوتا ہے۔ ۱۲ تزک جہانگیری

دوسرے پہاڑ کی جانب سے رسد کی کمی بھی شروع ہوگئی۔ فرح بخش مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ روز فتح سے علاوہ علما مین یہ کہا کرتے تھے کہ مین نے تمام روہیلکھنڈ کو فتح کرلیا ہے۔ اب پٹھانون کا تخم یہان سے مٹاؤنگا۔ اور بالشت بھر زمین انکو نہ دونگا۔ اونکی اس نیت کا خمیازہ خدا کی طرف سے اونکو ملا کہ ہسٹنگز صاحب گورنر نے ایک چٹھی کرنیل چمپین کو لکھی کہ تم فوراً روہیلکھنڈ سے چلے آؤ۔ کرنیل چمپین نے چٹھی کے پہنچتے ہی کالی چرن کی زبانی نواب شجاع الدولہ کو کہلا بھیجا کہ مین اب یہان نہین ٹہر سکتا۔ کلکتہ کو جاؤنگا۔ جب یہ مضمون شجاع الدولہ نے سنا تو بہت متفکر ہوئے اور نہایت منت پذیری کے ساتھ کرنیل صاحب کو کہلا بھیجا کہ مجھسے ایکبار نواب فیض اللہ خان کی ملاقات کرادین۔ اور کالی چرن کو کچھ بطور رشوت کے بھیجدیا اور اُسے رخصت کرکے دوسرے پہر بلائے۔ پھر اون کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ آپ خود نواب فیض اللہ خان کے پاس جاکر اونہین سمجھا کر میرے پاس یا اپنے لشکر مین لے آئین۔ اور کالی چرن کو پیشتر سے بھیجدین۔ نواب شجاع الدولہ با منت کرکے کرنیل چمپین سے رخصت ہوکر اپنے خیمے مین آئے۔ اور کالی چرن کو بھی ساتھ لیتے آئے اور اونکو یہ پیغام دیکر کرنیل صاحب کے واپس بھیجا کہ مین پندرہ لاکھ روپیہ کا ملک نواب فیض اللہ خان کو دیتا ہون۔ اس کارروائی کے علاوہ شجاع الدولہ نے نواب فیض اللہ خان کو لکھا کہ اگر آپ ہمارے پاس نہ چلے آئے تو ہم محبت خان کو بلاکر خلعت سرفرازی عطا کرین گے۔ پھر اونکے باپ کے رسالہ دار آپ کا ساتھ چھوڑ دینگے۔ چنانچہ نواب فیض اللہ خان کے رجوع ہونے کے لئے ایک شقہ الہ آباد کے قلعہ دار کو لکھا کہ محبت خان کو یہان بھیجدو[2]۔ کرنیل چمپین نے اپنی طرف سے ٹرک صاحب اور باڈی صاحب کو نواب فیض اللہ خان کے پاس صلح کی بات چیت کے لئے بھیجا۔ سوال و جواب منقح ہوگئے تو کرنیل چمپین خود نواب فیض اللہ خان کے پاس گئے۔ اور اون سے ملاقات کی اور مشورہ کیا۔ اور اونکا اطمینان کرکے اپنے ساتھ انگریزی کیمپ مین لے آیا۔ کرنیل صاحب نے ایک خاص خیمہ نواب صاحب کے ٹہیرنے کے لئے آراستہ کرایا۔ اور نواب صاحب کو اپنے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس لیگیا اور بڑے اکرام کے ساتھ ملاقات کرائی۔ اور ایکمرتبہ نواب شجاع الدولہ نواب فیض خان کے ڈیرے پر بازدید کے لئے آئے۔ شجاع الدولہ نے دنبل کی تکلیف کی وجہ سے نواب صاحب کا آنا غنیمت جانا

---

[1] یہان تک فرح بخش سے نقل کیا ہے۔ اس سے آگے گلستان رحمت وگل رحمت واخبار حسن وغیرہ کا اقتباس ہے ۱۲ [2] دیکھو جام جہان نما ۱۲

اور اونکی اصلی جاگیر یہ کہ شاہ آباد اور سرا اوان اور چو محلہ تھے چھ پرگنے اجاؤں اوسکا پر اور بلاسپور اور بہیرا اور شاہ کردوارہ اور سرکرہ اضافہ کرکے نو پرگنے چودہ لاکھہ بہتر ہزار روپیہ کی آمدنی میں مقرر کرکے نواب صاحب کی جاگیر میں مقرر کیے۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر میں مذکور ہی کہ اس معاہدے کے وقت روہیلوں نے حافظ رحمت خاں کے اہل و عیال اور دوندیخان کے اہل عیال کی رہائی کے بارے میں بہت زور ڈالا۔ اسواسطے شجاع الدولہ نے اونکی رہائی کی بابت حکم دیکر محبت خاں کو الہ آباد سے واپس بلایا۔ لیکن صلح کی کارروائی اوسکی واپسی سے پہلے ختم ہو چکی عہدنامہ کرنیل چمپین صاحب کے ڈیرے پر ۷۔ اکتوبر سنہ ۱۷۷۴ء مطابق رجب سنہ ۱۱۸۸ ہجری کو تحریر ہوا۔ اس عہدنامے میں یہ بھی تہا کہ نواب فیض اللہ خان اپنی فوجیں پانچہزار آدمیوں سے زیادہ نوکر نہ رکھہ سکیں گے۔ اور اس فوجیں سے بوقت ضرورت شجاع الدولہ کی امداد کے واسطے دو تین ہزار سپاہ دینا قبول کریگی۔ اور اگر وزیر خود فوج لیکے ہمراہ جاوینگے تو وہ بھی خود مع اپنی سپاہ کے اونکی ہمراہ رہینگے اور وزیر اونکے خرچ کے متحمل ہونگے۔ باقی روہیلوں کو اپنے ملک سے گنگا پار نکالدینگے اور وزیر کے سوا کسی سے اتفاق پیدا نہ کرینگے۔ اور انگریزی سرداروں کے سوا اور کسی سے تحریر کی رسم جاری نہ رکھیں گے اور وزیر کے دوستونکو اپنا دوست اور اونکے دشمنوں کو اپنا دشمن تصور کرینگے اور ہمیشہ نواب کے تابعدار اور فرمانبردار رہیں گے۔ اور نواب وزیر جو حکم اونکو دینگے اوسکی تعمیل کرینگے اور ہمیشہ ہر مصیبت و بہبودی کے وقت میں اونکے شریک لاینفک رہینگے۔ جام جہاں نما میں لکھا ہے کہ اس عطیہ کی عوض میں نواب فیض اللہ خاں سے چالیس لاکھہ روپیہ نذر کی طور پر شجاع الدولہ نے لیے تھے۔ اور تنقیح الاخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ کرنیل چمپین کی معرفت پندرہ لاکھہ روپیہ نواب فیض اللہ خان نے نواب وزیر کی نذر کیے تھے۔ اور فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب فیض اللہ خاں نے پچاس لاکھہ روپیہ کے قریب نواب شجاع الدولہ اور صاحبان انگریز یا املح خان اور بنگالی جیت وغیرہ کے تواضع کئے نواب فیض اللہ خان خواجہ لطافت کے ڈیرے پر شجاع الدولہ سے رخصت ہوئے اور اونہوں نے دم رخصت شجاع الدولہ سے کہا کہ ہم چھ بھائیوں میں سے دو بھائی باقی رہ گئے ہیں۔ محمد یار خاں جو ایک مدت سے آپکے لشکر میں ہیں اور علیل ہیں اونکو میرے ہمراہ رخصت کر دیجئے۔ شجاع الدولہ نے قبول کرکے اجازت دیدی نواب فیض اللہ خان نے اس خیال سے کہ زبانی بات کا کیا اعتبار ایک تحریر اونکی رخصت کر دینے کے باب میں شجاع الدولہ کے پاس بہیجی۔ اور اوسپر تحریری حکم لیلیا۔ نواب شجاع الدولہ نے اپنے چوبدار کی زبانی بہی محمد یار خاں کو کہلا بہیجا کہ ہمنے تمکو رخصت کیا۔ نواب فیض اللہ خاں کے ہمراہ

چلے جاؤ۔ محمد یار خاں نے جو بہار کی بات کا اعتبار نہ کیا۔ بلکہ شیو پرشاد مؤلف فرح بخش کو جو بہار کے ہمراہ بھیجکر شجاع الدولہ سے یہ عرض کرایا کہ بدون جائداد کے میں آپکے لشکر سے نہیں جاؤنگا شیو پرشاد نے ایک عرضی اس مضمون کی لکھکر نواب شجاع الدولہ کی خدمت میں پیش کی۔ اوسپر شجاع الدولہ نے اپنے قلم سے یہ حکم لکھا۔ الحال درمیان ما و نواب فیض اللہ خان بہادر ہیچ تفاوت نماندہ شمارا بخواہش و آرزو تمامی او ہرچند العلیہ یک چیزی جائداد مقرر خواہند نمود الا بعد چندے در فیض آباد نزد اینجانب بیایند از فضل الہی جائداد مقرر خواہد شد۔ گیان پرکاش کا مؤلف کہتا ہے کہ معاہدے کے بعد مستقیم خان بھی شجاع الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خلعت پایا۔

روہیلکھنڈ گزیٹیر میں لکھا ہے کہ اس عہد نامے پر دستخط ہونے کے بعد نواب فیض اللہ خاں نے سترہ اٹھارہ ہزار روہیلوں کو جو بڑی عاجزی کے ساتھ امان طلب کرتے تھے مع اونکے عیال و اطفال کے اس ملک سے نکالکر میان دوآب میں پہنچا دیا۔ اور فرح بخش کا مؤلف بتاتا ہے کہ صلح کی کارروائی کے بعد پچاس ہزار پیادہ و سوار کہ امین سے اکثر نواب شجاع الدولہ کے بھی رشناس اور ملاقی تھے کرنیل چمپین کے مواجہہ میں گنگا پار اوتار دیے گئے۔ ان لوگوں میں احمد خان وغیرہ پسران بخشی سردار خاں بھی تھے۔ تاریخ جیمس گرینڈ میں مذکور ہے کہ سنہ [illegible]ء میں جو ایک بیان لندن میں شائع ہوا تھا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ لاکھ آدمی روہیلکھنڈ سے دریا پار نکالے گئے تھے۔ ایک بیان سے اٹھارہ ہزار آدمی پائے جاتے ہیں جنکے ہاتھ میں ہتھیار تھے ان روہیلوں کو اس ملک سے نکالنے کے واسطے انگریزی فوج بداؤں کے ضلع میں رام گھاٹ کے پاس کئی ہفتے تک پڑی رہی۔ اسکے بعد واپس چلی آئی۔ لیکن ہندو جنکی تعداد سات لاکھ تھی اونہوں نے فاتحوں کے ہاتھ سے اس سے زیادہ تجربہ حاصل نہ کیا جیسا کہ حاکم کے وقت ہوا کرتا ہے۔

شجاع الدولہ اور مرزا نجف خاں ذوالفقار الدولہ میں ملک مفتوحہ کا سمجھوتہ اور اوسکا انتظام

سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ مرزا نجف خاں اس زمانے میں ایک ادنی مرتبے سے اعلیٰ مرتبے کو پہنچا تھا یہانتک کہ شجاع الدولہ کے ساتھ برابری کا دم بھرتا تھا۔ شجاع الدولہ اوس کے دشمن تھے۔ مگر بمقتضائے وقت دوست بنکر ظاہر داری میں مصروف تھے یہانتک کہ اپنی بیٹی اوسکے ساتھ منسوب کر دی تھی۔ اور ہمیشہ اوس کے قلب کی تالیف کرتے رہتے تھے۔ مرزا نجف خان نہایت

جوانمردی اور فتوت کا آدمی تہا وہ ہمیشہ شجاع الدولہ کی چاپلوسی کو دلی بات سمجھتا تہا اور پرانی رسم کے بموجب شجاع الدولہ کے روبرو آداب بجالاتا تہا ۔ اوس وقت میں کہ روہیلوں کی قسمت نے پلٹا کہایا اور اونکا ملک چہن گیا اونکے ملک میں سے جسقدر ملک سنہ ۱۱۸۵ ہجری میں مرہٹونکی دستبرد نواب ضابطہ خاں سے نکلکر نواب نجف خاں کے قبضے میں آیا تہا اوسمیں سے بعض حصے جیسے چاندپور نگینہ اور پتہر گڑہ وغیرہ گنگا کے اس پار شمال رویہ فتح اللہ خاں اور محب اللہ خاں ابنائے دوندیخان کے ملک سے ملحق تہا اور اکثر ملک جیسے بارہ اور سہارنپور وغیرہ گنگا کے اوس پار مغرب اور جنوب رویہ واقع تہا اور جو ملک اب شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خاں اور اولاد دوندیخان و پسران بخشی سردار خان و ابنائے فتح خان خانسامان سے فتح کیا اوس میں سے نصف حصہ گنگا کے شرقی اور شمالی سمت صوبہ اودہ سے ملحق تہا جیسے شاہجہانپور ۔ بریلی ۔ آنولہ ۔ تلہر اور بداون وغیرہ ۔ اور نصف ملک دوآبہ کیطرف تہا جیسے سنبہل مرادآباد اور امروہہ وغیرہ ۔ اور کچہہ ملک کاسگنج اور دریا گنج اور بلدیا گنج وغیرہ وہ تہا کہ احمد خان بنگش سے نکالکر صفدر جنگ کے عہد میں مرہٹونکو دیا گیا تہا ۔ اور دوسرے ملک مفتوحہ مرہٹونکے جو پانی پت پر احمد شاہ درانی کے ہاتھ سے اونکو شکست عظیم حاصل ہونے کے بعد احمد شاہ کے حکم سے حافظ رحمت خاں اور احمد خاں بنگش اور دوندیخاں اور نجیب الدولہ نے باہم تقسیم کر لئے تھے ۔

غرضکہ ان تمام علاقونکی تقسیم کے لیے مرزا نجف خاں ذوالفقار الدولہ نے جو بادشاہی سپاہ لیکر آیا تہا شجاع الدولہ سے کہا اور غنیمت میں سے بادشاہی حصہ مانگا ۔ وزیر نے عہدنامے سے انکار نہیں کیا ۔ اوسکی نقل شاہ عالم بادشاہ نے کرنیل چمپین کے پاس بہی بہیجی تہی ۔ مگر شجاع الدولہ نے کہا کہ میرے پاس جو دستخطی عہدنامہ کا ہے اوسمیں یہ شرط ٹہیری ہے کہ بادشاہ بذات خاص لشکر لیکر کمک کو آئیں اور چونکہ وہ خود نہیں آئے اسلیئے عہدنامے کی تمام شرائط باطل ہوگئیں ۔ مگر کرنیل صاحب کے پاس بہ اوسکا مثنیٰ موجود تہا اوس میں کہیں اس بات کا ذکر نہ تہا ۔ جب اوسکی خبر انگریزی گورنمنٹ کو ہوئی تو اوسنے اپنے سپہ سالار کو ہدایت کی کہ فقط ہمارا کام روہیلونکا ملک فتح کردینا تہا اگر شجاع الدولہ نے اپنا عہد بادشاہ سے توڑ دیا اور اسکے سبب سے نجف خان اور بادشاہ اوس سے لڑیں تو تم کسی کیطرف نہ ہونا ۔ مگر لڑائی تک نوبت نہ پہنچی ۔ شجاع الدولہ نے حاصل ملک ذوالفقار الدولہ کو سمجہا دیا اور نجیب الدولہ کے ملک میں سے جو ملک گنگا کے اس پار تہا جیسے چاندپور نگینہ ۔ اور پتہر گڑہ وغیرہ وہ شجاع الدولہ کو ملا ۔ اور تہوڑا سا ملک نواب فرخ آباد کا کچہہ ملک حافظ رحمت خان

اور اولاد دوندیخان کا جو صوبہ اکبر آباد اور شاہجہان آباد سے ملحق تھا نجف خان نے خود لیا اور بعد تنقیح و تصفیہ حدود ملک کے نجف خان ضابطہ خان کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ سے رخصت ہوا [illegible] الدولہ روہیلوں کے ملک کے انتظام میں مصروف ہوئے۔ اور اونہوں نے پچاس ہزار کے قریب [illegible] ملک روہیلکھنڈ اور علاقہ نواب ضابطہ خان اور ملک میان دوآب کے انتظام کے لئے [illegible] محمد بشیر کو بہت سی سپاہ کے ساتھ نجیب آباد کے علاقے کے انتظام کے لئے قلعہ پتھر گڈھ میں رکھا اور [illegible] سعادت خان کو بریلی میں چھوڑا۔ اور اون کے ساتھ مرتضیٰ خان بڑیچ اور لطافت اور [illegible] کو بہت سی سپاہ کے ساتھ متعین کیا۔ اور محبوب کو آنولے میں مقرر کیا اور بہت [illegible] کو اناوسے میں۔ اور بسنت علیخان [illegible] کو رامپور کے ساحت میں مقرر کیا۔

[illegible] ڈانگ سے مہاجرین و محصورین کی روانگی

نواب [illegible] معاہدہ کی تکمیل کے بعد غرہ شعبان ۱۱۸۸ ہجری کو لال ڈانگ سے روانہ ہوئے اور [illegible] کو پانچویں ان روہیلے لال ڈانگ سے اوترے نواب شجاع الدولہ بسولی آئے وہاں [illegible] متعلقین اور بال بچے پڑے ہوئے تھے۔ اون سب کو ہمراہ لیکر لکھنؤ کو روانہ ہوئے جب سنبھل [illegible] شعبان ۱۱۸۸ھ کو یہاں [illegible] شجاع الدولہ محبت خان کو اپنے ساتھ لے گئے [illegible] فیض آباد پہونچکر جو تمہارے حقوق [illegible] عمل میں لاؤنگا۔ پانچویں رمضان کو لکھنؤ پہنچے اور [illegible] فیض آباد پہونچ گئے۔ اور محبت خان سے ایفائے وعدہ میں شدت مرض کا عذر کیا۔ اور [illegible] روپیہ ماہوار خرچ کے لئے مقرر کر دی۔

نواب [illegible] بیگم [illegible] نواب شجاع الدولہ کی بیوفائی اور بیگم کی نواب کے حکم سے فیض آباد کو روانگی

فرح بخش میں اسی طرح ہی ۱۲

لال ڈانگ سے غرہ شعبان کو شجاع الدولہ کی روانگی کتاب ذکر ملوک مولفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے تکملے میں حاجی محمد رفیع الدین خان مرادآبادی نے لکھی ہے اور ۲۶ رجب کو سنبھل میں محبت خان کا اور [illegible] ملنا گل رحمت خان بیان کیا ہے ۱۲

نواب شجاع الدولہ نے بسولی سے فیض آباد کو طرف روانگی کے وقت مرزا حسن رضا خاں داروغہ توپخانہ کو جو نواب سعد اللہ خاں کی بیگم کے سوال و جواب میں رہتا تھا اور منو دائی کو جو شجاع الدولہ کے لشکر میں بیگم کی طرف سے حاضر تھی حکم دیا کہ نواب سعد اللہ خاں کی بیگم کو تمام اسباب و سامان سمیت آنولے سے سوار کرا کے ہمارے ہمراہ فیض آباد کو لائیں۔ مرزا اور منو آنولے میں آئے جب یہ حکم سنایا تو محل میں ایک عجیب شور و ماتم مچ گیا۔ آنولے کے تمام باشندے روتے تھے۔ محل کی عورتیں نالے کرتی تھیں۔ اور جسقدر رقعے شجاع الدولہ نے بیگم کی تسلی اور دلاسے کے لئے بھیجے تھے اور اونمیں خدا اور رسول و دین و ایمان اور حضرت بخشی کی قسمیں لکھی تھیں اونکو دیکھتی تھی اور آہ آہ کرتی تھیں۔ جو کوئی اونکا شور و شین سنتا تھا وہ بھی سر دھنتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اوس دن تمام آنولے میں حشر برپا رہا۔ کھانا پینا سب پر بند تھا۔ غرضکہ بیگم کو محل کی تمام مستورات کے ساتھ فیض آباد کو لیگئے

بخشی سردار خاں کے دو بیٹوں کا حال

احمد خاں پسر بخشی سردار خاں سے شجاع الدولہ کو سخت عداوت تھی۔ کیونکہ احمد خاں نے اوسنے رام گھاٹ پر ملاقات کرکے عہد و پیمان باہم کر لیا تھا۔ اور جبکہ شجاع الدولہ نے روہیلکھنڈ پر چڑھائی کے ارادے سے گنگا کے گھاٹ پر پل کی تیاری کا خواجہ لطافت کو حکم دیا تو احمد خاں نے پھر اپنا ایک سفیر گنگا پار موضع کوٹھا گنج میں شجاع الدولہ کے پاس بھیجکر پہلے عہد و پیمان کو تازہ کر لیا تھا۔ اور جب جنگ شروع ہوئی تو حافظ رحمت خاں کا ساتھ دیا اس سے نواب شجاع الدولہ اوس پر بہت غصے تھے۔ فتح حاصل ہونے کے بعد وہ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے خدا کا شکر ہے اوس نے مجکو روہیلکھنڈ کے آدمیوں کے خون میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھا مگر میں احمد خاں کو ضرور قتل کراونگا۔ اور اپنے افسرونکو حکم دے رکھا تھا کہ احمد خاں کو جہاں پائیں قتل کر ڈالیں۔ مگر احمد خاں شکست کے بعد میدان جنگ سے نکلکر لال ڈانگ میں پہونچگیا اور برابر جنگ کی تیاری اور نواب فیض اللہ خاں کی خدمتگذاری میں مصروف رہا جب نواب فیض اللہ خاں اور نواب شجاع الدولہ میں معاہدہ قرار پاکر صلح ہوئی تو اول ہی ملاقات میں نواب فیض اللہ خاں سے کہا کہ ہمکو احمد خاں کے قتل کی بڑی لاگ ہے۔ مگر چونکہ وہ آپ کی رفاقت میں ہے تو ہمنے اوس خیال سے درگذر کی اب آپ اوسکو اپنے پاس سے علحدہ کر دیں۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ شجاع الدولہ کے حکم کا ٹالنا کسی کی مجال نہ تھی۔ نواب فیض اللہ خاں نے مجبور ہوکر قبول کیا اور

اور احمد خان اور اوسکی بہائیونکو اپنے لشکر میں سے رخصت کردیا۔

شہامت خان ابن بخشی سردار خان پندرہ سال سے شجاع الدولہ کی خدمات انجام دیتا تہا۔ اور ہر ایک طرح سے اونکے ساتھہ اخلاص رکہتا تھا۔ خلا و ملا میں اونکی تعریف کرتا رہتا تھا۔ اور ہمیشہ عمدہ عمدہ گہوڑے طلائی اور نقرئی زیور سے آراستہ کرکے اور اچہی اچہی شال دوشالے اونکے پاس تحفۃً بہیجا کرتا تھا۔ اور اپنی آپ کو شجاع الدولہ کا بڑا یار اور گہرا دوست سمجھتا تہا۔ ہمیشہ اوسکی آرزو یہ تھی کہ شجاع الدولہ کی دولت و ملک کو ترقی رہے۔ جب حافظ رحمت خان مارے گئے اور شجاع الدولہ نے فتح پائی تو خوشی کے مارے جامے میں پہولا نہیں سماتا تھا اور ہر دم اللہ کا شکر ادا کرتا تھا اور دلجمعی سے آنولے میں بیٹھا رہا اور ہر وقت اس انتظار میں تہا کہ میری جاگیر بلکہ بخشی مرحوم کا تمام علاقہ شجاع الدولہ مجھکو دیدینگے۔ جو کوئی شجاع الدولہ کے لشکر سے آتا تو خان مذکور یہ سمجھتا کہ میرے لئے جاگیر کی بحالی کا پروانہ لایا ہوگا۔ اسیطرح ناعاقبت اندیش صاحبونکے اغوا سے آنولے میں بیٹھا رہا اور شاہ صدق علی کے ساتھہ جو نواب شجاع الدولہ کیطرف سے نواب سعد اللہ خان کی بیگم کی دلجوئی اور اطمینان کے لئے آنولے میں آیا ہوا تھا بہت گہری دوستی پیدا کرلی۔ ہزاروں روپیہ اوس سیّد عیار کی تواضع کر دیا تہا۔ صدق علی نے جو دیکہا کہ خان مذکور بالکل سادہ لوح ہے تو اوس کا سارا مال و اسباب بطور امانت کے اپنے پاس رکہہ لیا شہامت خان اپنی اس حرکت سے از بس مسرور تہا کہا کرتا تھا کہ میرا خانہ شاہ صدق علی مصاحب نواب شجاع الدولہ ہے۔ میرا مال بڑی حفاظت سے رہیگا۔ صدق علی اللہ کی جناب میں ہزاروں شکر کرتا تھا کہ ایک بستی کا مال بے محنت کے ہاتھ لگا۔ صدق علی نے بعد اس کے یہ عیاری کی کہ شہامت خان کی ساری اشرفیاں شہدی بشیر کے ساہوکار نانک چند کے پاس بسولی کی چہاؤنی میں جمع کردیں۔ بشیر کو پٹھانوں سے دلی عداوت تھی۔ اوس نے شجاع الدولہ کو لکھہ بہیجا کہ میں نے شہامت خان کا سارا مال جمع کراکے فلاں دوکان پر رکہوا دیا ہے۔ اگر مرضی مبارک ہو تو مال حلال ہی لے لیا جاے۔ شجاع الدولہ ایک بڑی لالچی طبیعت رکہتے تھے اونہیں دوستی اور شناسائی سے کیا واسطہ فوراً چوبدار کو بہیجکر دوکان سے وہ سارا مال طلب کرکے بہو بیگم کے سپرد کر دیا۔ اور خوش ہوکر کہنے لگی کہ تمام روہیلکھنڈ میں یہی مال طیب ہاتھ آیا ہے۔

انگریزی کونسل کلکتہ کے روہیلونکی مہم کی بابت خیالات

گورنر جنرل کی کونسل کلکتہ کے پانچ ممبروں میں سے تین ممبر مونسن اور کلیورنگ اور فرنسس روہیلونکی لڑائی کو سراسر ظلم و ناانصافی سمجھتے تھے۔ اور اب تک اون کو یہ علم بھی نہ تھا کہ لڑائی ختم ہوگئی ہے یا نہین مگر روپیہ لینے پر وہ بھی غش تھے۔ اونہون نے ایک اپیل مین کے نام مراسلے میں لکھوایا کہ ہماری چٹھی پہنچتے ہی وہ چالیس لاکھ روپیہ جو روہیلوں کے استیصال کے واسطے ٹھہرا ہے اور اور روپیہ جو نواب وزیر پر واجب الادا ہے لے لو اور اگر جانو کہ کسی طرح سے نواب وزیر اوس روپیہ کو ادا نہیں کر سکتے ہیں تو جسقدر روپیہ وصول ہوسکے وصول کرو اور باقی روپیہ کی ضمانت لے لو۔ اور اوسکو یہ بھی ہدایت ہوئی کہ وہ چودہ دن کے عرصے میں اپنی ساری سپاہ کو روہیلون کے ملک سے نکالکر اودہ کی سرحد قدیمی میں لے آتے۔ اور اگر نواب اسپر راضی نہوں تو وہ اپنی سپاہ کو بالکل اونکی خدمات سے جدا کرکے سرکار کمپنی کے علاقے مین لے آتے۔ مگر اس سے پہلے کہ مراسلہ ارسال کیا جائے خبر آگئی کہ فیض اللہ خان سے صلح ہوگئی اور اوسکے اسباب وغیرہ سے پندرہ لاکھ روپئے سرکار کمپنی کو وصول ہوگئے۔ اور نواب وزیر اپنی دار السلطنت مین اسلیے آگئے ہین کہ روپیہ سرکار کمپنی کا ادا کرین۔ اور انگریزی سپاہ رام گھاٹ میں آگئی ہے جو سرحد اودہ کے قریب واقع ہے۔ اسپر گورنر جنرل نے ممبر کونسل سے کہا کہ جلدی اور اضطراب نواب وزیر سے مت کرو۔ مگر جو بات نواب وزیر کے معاملے مین وہ کہتا ہے وہ ممبران کونسل کو زہر معلوم ہوتی ہے اور اوسکی غرض نفسانی پر محمول ہوتی۔ اوسکے کہنے پر کچھ خیال نہیں کیا کہ کون کیلئے مراسلے میں فقط اتنی ترمیم کردی کہ کرنل چمپین دار السلطنت اودہ میں آجائے اور نواب کی ملاقات سے چودہ روز شمار کرکے وہی کام کرے جو اوسکو لکھے گئے ہین

نواب شجاع الدولہ کی وفات

شجاع الدولہ لال ڈانگ کے محاصرے کے وقت سے بیمار تھے۔ فیض آباد پہونچکر کئی مہینے علیل رہکر اوسی مرض کے صدمے سے ۲۴[1] ذیقعد سنہ ۱۱۸۸ ہجری روز پنجشنبہ مطابق ۲۹ جنوری سنہ ۱۷۷۵ء کو راہی شبستان عدم ہوئے۔ محتشم خانی میں لکھا ہے کہ شجاع الدولہ اولو العزم تھے اسلیے

---

[1] مفتاح التواریخ میں یوں لکھا ہے۔ اور خزانہ عامرہ میں ۲۳ ذیقعد ہے۔ اور سیر المتاخرین و تاریخ مظفری میں ۲۲۔ ذیقعد ہے ۔ ۱۲ منہ ۔ ذکر ملوک میں ۲۵ ذیقعدہ ہے ۱۲

لوگون کو ایسا گمان ہوا کہ ڈاکٹر نے مرہم زہر آلود سے ہلاک کردیا ہے - غلام علی آزاد نے اونکی وفات کی تاریخ ایک عدد کے اسقاط کے تعمیہ سے یون نظم کی ہے ؎

کرد از عالم فانی رحلت ؛ سرو غالب صاحب صولت ؛ گشت تاریخ چو آن یکتا مرد ؛ رفت نواب شجاع الدولہ

دیگر

چون شجاع صفدر منصور بہان ملال ؛ رفت سوے ملک باقی زین سرائے برگزند
شد شجاعت بے سر و پا و سخاوت عزم ہم ؛ تاج جود ازسرزین از گریہ و زاری فگند

یعنی اگر لفظ شجاعت کے سر و پا کو کہ حرف شین و تا ہین دور کرکے اور لفظ عزم کا سر کہ عین ہے جدا کرکے باقی حروف کے اعداد کو لفظ سخاوت کے اعداد کے ساتھ جمع کرین - تو گیارہ سو اٹھاسی پورے ہو جاویں -

دیگر

چون شجاع الدولہ شتافت از جہان ؛ عالمی در ماتمش مغموم شد
رفتہ از ذیقعدہ بست و چار روز ؛ رفت شب زین عالم فانی گذشت
بود سال فوت آن والا نژاد ؛ یکہزار و یکصد و ہشتاد و ہشت

ہائے کیا کیا اولوالعزمیاں دکہائیں کیسی کیسی خونریزیان کیں - انجام یہ کہ خاک - بموجب آیہ کریمہ **لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون** کے موت سے تاخیر نہین ہوسکتی - لیکن چونکہ حق تعالے نے ہر ایک امر کے حدوث کے اسباب مقرر کئے ہیں جن مین سے بعض خفی اور بعض جلی ہوتے ہیں بعض مرتبہ اسباب خفی کے آثار بھی ہوشیاران دقیقہ رس کی نظر میں جلوہ گر ہو جاتے ہیں - حضور قضاء ثبات شجاع الدولہ کے جو وجہات مؤلف سیر المتاخرین کے دلمین پیدا ہوتے وہ اوسنے اسطرح لکھے ہیں - شجاع الدولہ نوجوان آرزومند دنیا سے گذرے - اور جسقدر اونہوں نے اقتدار پایا تہا اوس سے بخوبی ارمان نہ نکلا اور حسرت و یاس لیکر دنیا سے چلے گئے - اگرچہ صفات حمیدہ بھی اونکی ذات مین تھے - مگر بعض باتین ایسی بھی اونسے سرزد ہوئین کہ جنکی پاداش مین حق تعالے نے عین جوانی مین اوسکے حاصلات دولت سے لذت اوٹہانے کی مہلت نہ دی - اور ہزار افسوس کے ساتھ رہگرائے ملک عدم ہوئے -

(۱) میر قاسم علی جاہ کے ساتھ بدعہدی کی - گو خان مذکور اس کا سزاوار تہا - لیکن شجاع الدولہ کو یہ لازم تہا کہ جو کوئی اپنی پناہ مین آتا ہے اوس کے ساتھ کلام الہی اور انبیا اور آئمہ طاہرین کی قسموں کا واسطہ کرکے عہد و پیمان کیا جاوے اوسی کے ساتھ بدعہدی کرکے دغابازی کرے اور لوٹ مار کرکے ایسے امیر باتوقیر کو ننگا دہڑنگا نکالدے (۲) اپنے ممالک محروسہ کے وظیفہ خوارون کے حق مین ایسے بدگمان ہوئے کہ اوس جماعت کو جو لاکہوں سے زیادہ تہی بالکل مسلوب روزینہ اور وجہ معاش سے کردیا اونکی اراضی اور دیہات کو ضبط کرلیا - جس کے نتیجے میں خلق اللہ ایسی تنگ ہوئی کہ بعض نے تو غیرت کے مارے اپنے گہرونکے دروازے بند کرکے شرم سے منہ کہایا - اور جان دی - اور بعض نے فقیری کا پیالہ مین لیکر در بدر بہیک مانگنا شروع کی - ممکن ہے کہ اون میں سے کوئی خطا کی ہوگی تو مناسب یہ تہا کہ اوہنیں کو سزا دیجاتی بلکہ بہتر تو یہ تہا کہ اوسسے بہی اغماض فرمایا جاتا جیسا کہ حق تعالے کسی نیک بندہ کی پردہ دری کبہی نہیں پسند فرماتا (۳) عموماً اپنے بجز خاص آدمیوں اور ماتحتونکی ننگ و ناموس کا پاس و لحاظ بہت کم کرتے تھے - اور ہزاروں کی عزت و ناموس پامال ہوتے تہے (۴) اپنے مکانات کے بنوانے مین کسی کے محل اور جہونپڑے کی پروا نہیں کرتے تہے - اکثر لوگون کے مکانات مع مال و اسباب بیلدارونکے ہاتھ سے کہدوائے - اور خواہ مخواہ اپنی عمارات بنوائیں - اس ظلم و بیداد کو بہی بجز خدا کے اور کون سنتا تہا - مؤلف سیر المتاخرین نے سبب قریبی کو چہوڑ دیا تعصب کی پٹی اوسکی آنکہ پر چڑہی ہوئی تہی اسلئے وہ اوسے نہیں دیکہہ سکا - اور وہ سبب قریبی روہیلوں کا نہایت شقاوت اور بے رحمی کے ساتھ پامال کرنا ہے - ہزاروں امرا - علما - فضلا - مشائخ اور گوشہ نشینوں کی جاگیرین اور ملکیں محض تعصب مذہبی اور قومی کی وجہ سے ضبط کرکے نان شبینہ کو محتاج کردیا - اور اون میں سے ہزاروں کو نہایت سختی کے ساتھ قید کیا - اون کی عبادتگاہوں کو خراب و برباد کرایا - اون کی عورتوں کی ننگ و ناموس کو خاک میں ملوایا - اونکے گانون کو آگ میں جلوایا - بچونکو ماؤنکی چہاتیوں پر قتل کرایا لاکہوں آدمیوں کو گہر سے بے گہر کردیا - اور اون کو قتل کراکے اونکی لاشین چیل کوّون کو کہلائین اونکے ساتھ اللہ اور رسول کی قسمیں کہائین - پنجتن اور قرآن کا درمیان میں واسطہ کیا - اور پہر دہوکا دیا - اور کسی وعدے کا لحاظ نہ کیا - غرضکہ روہیلوں کے ساتھ شجاع الدولہ نے ایسی بے رحمی کی کہ اون بے کسوں کی مظلومی سے غیرت الہی جوش مین آگئی شجاع الدولہ

انتقام لینے کو آمادہ ہوگئی ۔ اور اونکو ملیا میٹ کر دیا ۔ اور جن لوگوں نے انکے خون سے
ہاتھ رنگے ہتے اونکے گہروں میں سے یک لخت ملامت و نحوست شامل ہوگئی ۔ اور منتقم حقیقی نے
مکافات میں ایسی مساوات برتی کہ شجاع الدولہ نے جو روہیلوں کی بیکس عورتوں سے زر و مال
کے لئے تشدد کیا تہا اوس سے زیادہ تشدد اونکی بی بی اور ماں وغیرہ بہو بیگم پر چند برس کے
ہی عرصے میں ظہور میں آگیا ۔ باوجودیکہ اونکی ریاست باقی ہوئی تہی ۔ سیر المتاخرین کے مولف کو
دو وجہ سے روہیلوں سے سخت خصومت ہی ۔ ایک تو اوس کے باپ نے نواب علی محمد خاں کے
ہاتہ سے بریلی میں زک پائی تہی ۔ دوسرے یہ کہ روہیلے نہایت دیندار پابند صوم و صلوۃ تہے
اور سیر المتاخرین کا مولف شیعہ غالی تہا ۔ اور وہ اسی تعصب عداوت کی وجہ سے روہیلوں کو اپنی
کتاب میں افاغنہ ملاعنہ اور افواج شام اور افاغنہ عفریت نژاد اور دون نژادان کے
ساتہ یاد کرتا ہے ۔ شجاع الدولہ کی وفات سے ایک سال قبل اونکی پشت پا میں دنبل نکلا تہا
چونکہ اونکے باپ اور نانا نے مادہ سرطانی سے وفات پائی تہی اوسکے نکلتے ہی مادہ سرطانی
کا خوف پیدا ہوا ۔ اور پانچ لاکہہ روپیہ نذر مانا ۔ اور بعد غسل صحت کے ایفاے نذر موعود فرمایا
مگر مقدر تو مرگ موعود تہا آخرکار دنبل نے یہاں تک زور پکڑا کہ مادہ سرطانی ہوگیا ۔ اور
اوسی بلا میں مبتلا ہوکر اقلیم بقا کی راہ لی ۔ شجاع الدولہ نے ۴۴ ۔ ۴۵ برس کی عمر پائی
سنہ ۱۱۴۴ ہجری میں پیدا ہوئے تہے ۔ اور سنہ گیارہ سو سڑسٹہ میں ۲۲ ۔ ۲۳ برس کی عمر میں مسند نشین
ہوئے ۲۰ برس حکومت و سلطنت کی ۔ اونکی وفات سے فیض آباد میں شور محشر برپا تہا کوئی
شخص ایسا نہ تہا جسکی آنکہوں سے آنسو نہ گرتے ہوں جسطرح ایام محرم میں بعض مجالس میں شورش و رقت
ہوتی ہے یہی حال اونکے واقعہ جانکاہ میں گذرا تہا ۔ تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ بڑے تجمل و
اور شان و شوکت کے ساتہ اوٹہایا گیا ۔ مرزا علی خاں اور سالار جنگ بہائی محمد اسحاق خاں
جو شجاع الدولہ کے سالے تہے مع عمائد کے جنازے کے ہمراہ تہے ۔ ابہی مدفن تک
نہ پہونچے تہے کہ شجاع الدولہ کے بڑے بیٹے مرزا امانی ملقب بآصف الدولہ جانشینی
کی تمنا میں بہت مضطرب ہوئے ۔ اور خیال کیا کہ ارکان دولت مبادا کسی دوسرے بہائی
کو مسند نشین کر دیں ۔ پس مروت و حیا کو بالاے طاق رکہہ کر اپنے متوسلوں کو حکم دیا کہ ظاہرا ہمارے
ماموؤں کو جنازے کی ہمراہی سے مجبور کر کے حضور میں لائیں [1] ۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ شجاع الدولہ

---

[1] دیکہو سیر المتاخرین ۱۲

گلاب باڑی فیض آباد میں مدفون ہوئے جہاں انکے والدین کے تعزیعن ہوتے تھے۔

ازواج و اولاد نواب شجاع الدولہ

قیصر التواریخ میں لکھا ہی کہ نواب جلال الدین حیدر عرف شجاع الدولہ کی کثرت ازدواج ہزاروں کو پہنچ گئی تھی۔ لیکن انمیں سے صاحب اولاد کم ہوئیں۔ نواب شجاع الدولہ شادی امة الزہرا بیگم بنت موتمن الدولہ محمد اسحاق خان ابن علامہ علی ابن مرزا محسن شوستری سے ہوئی تھی ان بیگم کا خطاب عالیہ بہو بیگم خطاب تھا۔ نواب شجاع الدولہ کی اولاد ۵۴ تھیں۔ انہیں سے بہو بیگم کے بطن سے صرف ایک نواب آصف الدولہ ہوئے۔ باقی اور بطن سے ہیں۔

صاحبزادونکی تفصیل

(۱) مرزا یحیی عرف مرزا امانی المخاطب بہ نواب آصف الدولہ۔

(۲) نواب یمین الدولہ سعادت علیخاں عرف مرزا منگلی ایک کنیز کے بطن سے

(۳) نواب عضد الدولہ شہامت علیخان عرف مرزا جنگلی۔

(۴) نواب امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ عرف مرزا مینڈھا خیر متخلص (یہ دونوں صاحبزادے عہد دولت نواب سعادت علیخاں میں لکھنؤ سے بحکومت نکالے گئے تھے عظیم آباد مرگئے)

(۵) نواب فضیل الدین حیدر عرف مرزا ماچڑ

(۶) محمد علی خاں (یہ مرزا ماچڑ کے حقیقی بھائی تھے۔

(۷) نواب رستم علیخان۔

(۸) نواب معین الدولہ مرزا عنایت علیخان

(۹) نواب شمس الدین حیدر خاں (یہ مرزا عنایت علیخاں کے حقیقی بھائی تھے)

(۱۰) نواب مرزا سیف علیخاں۔

(۱۱) مرزا حیدر علیخاں۔

(۱۲) مرزا فخر الدین حیدر خاں۔

(۱۳) مرزا نجم الدین حیدر خاں۔

(۱۴) مرزا کمال الدین حیدر خان۔ یہ صاحب نواب سعادت علیخاں کے عہد میں فیض آباد سے لکھنؤ آ گئے۔ امام باڑہ نواب آصف الدولہ میں رہتے تھے۔ ہر روز دربار میں قریب روشنی کے وقت جایا کرتے تھے۔ عطر کا بہت شوق تھا۔ ایک دن نواب سعادت علیخاں کی فرمایش کے موجب تحفہ عطر لے گئے۔ اونہوں نے ناپسند کیا۔ اونہوں نے بوتل کو اونکے سامنے توڑ ڈالا اور بے باکانہ چند کلمے کہکر چلے آتے۔ بلکہ حاکم وقت کے خوف سے کہ مبادا کوئی صورت خلاف پیش آئے تو باعث توہین ہوگا کربلائے معلی کو چلے گئے۔ زیارت کر کے بصرے میں آئے اور بالیوز کے مہمان ہوئے۔ کچھ بیمار ہوئے انتقال کیا۔ تابوت روانہ نجف اشرف ہوا۔

(۱۵) نواب مرزا صفدر علیخاں بڑے

(۱۶) نواب مرزا صفدر علیخاں چھوٹے۔

(۱۷) نواب مرزا شبیہ علیخاں۔

(۱۸) نواب مرزا صادق علیخاں۔

(۱۹) نواب مرزا بہادر علیخاں بڑے

(۲۰) نواب مرزا بہادر علیخاں چھوٹے

(۲۱) نواب غضنفر علیخاں

(۲۲) نواب نجابت علیخاں۔

(۲۳) نواب سراج الدین حیدر خاں

(۲۴) نواب مرزا حسین علیخاں۔

(۲۵) نواب مرزا شجاعت علیخاں۔

ان میں سے نواب شجاع الدولہ کے سامنے نواب آصف الدولہ کے سوا اور کسی صاحب کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ اونکے انتقال کے بعد ہر ایک نے اپنی خوشی اور پسند سے عورتیں کیں۔ نواب آصف الدولہ کا بیاہ نواب شمس النسا بیگم دختر نواب انتظام الدولہ خان خاناں خلف اعتماد الدولہ قمر الدین خاں وزیر اعظم محمد شاہ کے ساتھ ہوا تھا۔ اس شادی کے دنوں میں شاہ عالم بھی فیض آباد میں موجود تھے۔ اور شادی میں شریک تھے۔

صاحبزادیوں کی تفصیل

(۱) سنگین بیگم بڑی صاحبزادی۔ میر محمد باقر عرف مرزا جندو کے ساتھ جو سید محمد خان مخاطب بہ سعادت خان کے بیٹے اور برہان الملک کے نواسے تھے کتخدائی ہوئی۔ اور بے اولاد رہی۔

(۲) مسیتی بیگم۔ یہ مرزا گھسیٹا عرف مرزا جندو کے بے مات بھائی سے کتخدا ہوئی۔ سنگین محل کے پیچھے رہتی تھی۔ اسکے چار بیٹیاں اور دو بیٹے پیدا ہوئے۔

(۳) جینی بیگم۔ یہ صمصام الدولہ عرف مرزا جوجو سے بیاہی گئی۔ فیض آباد میں کوٹھے سے گر کر مر گئی۔ آغا سید نامی ایک بیٹا اور معصومہ بیگم ایک بیٹی اس سے رہی۔

(۴) عزت النسا بیگم۔ اسکی شادی جینی بیگم کے مرنے کے بعد لکھنؤ میں نواب سعادت علیخاں کے عہد حکومت میں مرزا جوجو کے ساتھ ہوئی۔ اور بے اولاد رہی۔ اور شوہر سے موافقت بھی نہ تھی

(۵) حسینی بیگم

(۶) زیب النسا بیگم۔

(۷) جینا بیگم

(۸) صدر النسا بیگم۔

(۹) حاجی بیگم

(۱۰) براتی بیگم

(۱۱) وزیر النسا بیگم۔

(۱۲) اشرف النسا بیگم

(۱۳) آمنہ بیگم

(۱۴) ولایتی بیگم

(۱۵) محمدی بیگم۔

(۱۶) انجم النسا بیگم۔ مشہور رہی کہ انجم النسا بیگم کی نسبت ذو الفقار الدولہ مرزا نجف خان بہادر غالب جنگ کے ساتھ ٹھیری تھی۔ اسی عرصے میں نواب شجاع الدولہ کا انتقال ہو گیا وہاں نجف خاں بھی مر گیا۔ انجم النسا واجد علیشاہ کے عہد میں کہ سنہ ۱۲۷۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۶ء تھا بہ روانۂ عتبات عالیات ہوئی۔ بادشاہ خود مع شاہزادوں اور امرا کے

کربلائے معلی میں بھائی سے آملے - ہندہ بیبی نے اپنی جرأت کے سبب کسی بغلہ عرب پر سوار ہو کر روانہ ہوئی - جہاز کے صدمہ کی سن پیری کے سبب کہ ۹۰ برس کی ہو چکی تھی تحمل نہیں ہوئی - انتقال کیا - جنازہ کو صاحب جہاز بوجہ طمع ساحل پر لے گیا - شاید نجف اشرف میں دفن ہوئی -

ان صاحبزادیوں کے بارے میں نواب سعادت علیخان کو منظور تھا کہ ہم لوگ عالی خاندان اگرچہ غریب ہوں اونکے شادی کر دیجائے - مگر سوائے عزت النسا بیگم کے سب نے اپنی سن رسیدگی کا عذر کیا کہ ہم سے شوہر کی تابعداری نہو سکے گی - تمام بیبیاں سب مجرد الحال رہیں - انکی تنخواہ ستر روپئے رکابی فیض آباد میں تھے - حسب الطلب نواب سعادت علیخان کے گیارہ صاحبزادیاں لکھنؤ آئیں - پنج محلہ رہنے ملا - جہاں اونکی نواب آصف الدولہ کے رہتے تھے - نواب سعادت علیخان نے ان سب کی تنخواہ اڑھائی اڑھائی سو روپئے ماہوار مقرر کردی - محمد حسین علیخان ناظر تھا - ایک وقت قلت تنخواہ اور اپنے کثرت احتیاجات سے بگڑ کر محل سے باہر نکل پڑیں - شخن دروازہ اور صحن باغ کے راستے بند کر دئے - پنج محلہ میں سرکاری کوٹھی تھی - بیباکانہ اپنے باپ کا مال سمجھ کر ایک کوٹھی کا اسباب لوٹ لیا - نواب نے سب کی تنخواہ پانسو پانسو روپیہ ماہواہ مقرر کر دی - انہوں نے کچھ اسباب منقول اپنی لوٹ کا مسترد کر دیا - اور نواب سعادت علیخاں کو اکثر کہتی تھیں کہ جو تم ہو وہی ہم ہیں - اگر انصاف کرو تو ہم واجب الرحم ہیں - نواب صلہ رحمی کے خیال سے درگذر کرتے تھے - نواب سعادت علیخان کے انتقال کے بعد انجم النسا اور زیب النسا اور رضیا بیگم نواب غازی الدین حیدر سے [illegible] لئے لارڈ مائرا کے پاس بنارس تک گئیں - اور لارڈ صاحب کی کوٹھی پر جا کر باب قلت مشاہرہ کی بابت عرض حال کیا - جواب ملا کہ آپ نے کیوں اتنی تکلیف اوٹھائی - ہم خود لکھنؤ چلتے ہیں جیسا مناسب ہوگا کیا جائے گا - ناکام پھر آئیں - غازی الدین حیدر نے سب کے سات سات سو روپئے مقرر کردی -

شجاع الدولہ کی باقی صاحبزادیاں سن طفولیت میں مرگئیں -

شجاع الدولہ کے پگڑی بدل بھائی

پگڑی کا بدلنا ہندوستان میں نہایت اتحاد کی علامت ہے - ایسے شخص باہم بھائی

سمجھے جاتے ہیں۔ کتب تواریخ کی تلاش سے یہ معلوم ہوا کہ نواب شجاع الدولہ نے پانچ شخصوں سے ٹکّریں بھی لی تھیں۔

(۱) راجہ اجیت سنگھ جگبیلہ والی ریوان کنند پور کے دوبیاتی[1]
(۲) نواب سعد اللہ خان پسر نواب علی محمد خان روہیلہ[2]
(۳) نجیب الدولہ امیر الامراے دہلی والی نجیب آباد[3]
(۴) مہاجی سیندھیہ جو ریاست گوالیار کا بانی تھے[4]
(۵) غازی الدین خان عماد الملک وزیر عالمگیر ثانی[5]

نواب آصف الدولہ یحییٰ خاں بہادر ہزبر جنگ

ان کا نام مرزا یحییٰ خان اور عرف مرزا امانی تہا اواخر سنہ ۱۱۶۱ ہجری میں پیدا ہوئے تھے صاحبزادگی میں انکو شاہ عالم نے عہدۂ میر آتشی اور غسل خانے کی خدمت دی تھی ان کا تلے کا دھڑ اوپر کے دھڑ سے چھوٹا تہا اسوجہ سے گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتے تھے۔ ہاتھی اور پالکی پر سوار ہوتے تھے۔ قوت حافظہ نہایت قوی تہی۔ جسکو ایک نظر دیکھ لیا وہ چیز پھر انکے ذہن سے نہیں اوتر سکتی تھی۔ تعزیہ داری دھوم دھام سے کرتے تھے۔ جس دوکان میں سر بازار تعزیہ ملاحظہ کرتے تو ادب سے پیادہ پا چلتے۔ کم سے کم پانچ روپیہ اور زیادہ سے زیادہ ہزار روپے نذر کرتے تھے۔ کئی لاکھ روپیہ کا ہر سال محرم میں خرچ تہا۔ بسنت اور جشن وغیرہ بھی ہر سال لاکھوں روپئے صرف کرتے تھے۔ اونکے باورچی خانہ صرف روزانہ بائیس سو روپیہ سے زیادہ تہا۔ جب ہاتہیونکے شکار کو جاتے تو اون کے ہمراہی چالیس چالیس ہاتھی باندھ لاتے۔

نواب آصف الدولہ کا مسند نشین ہونا

۲۴ ذیقعد ۱۱۸۸ ہجری روز پنجشنبہ کو شجاع الدولہ کا جام ہستی لبریز ہوا۔ اور تجہیز و تکفین کے

---

[1] دیکھو گیان پرکاش ۱۲، [2] دیکھو فرح بخش وگل رحمت ۱۲، [3] دیکھو تاریخ فرخ آباد مؤلفہ آرون ۱۲
[4] دیکھو عمادات السعادت ۱۲، [5] دیکھو عماد السعادت ۱۲

بعد اونکے جنازے کو دفن کے لیئے لیچلے تو مرزا علی خاں اور سالار جنگ بھی جو آصف الدولہ
کے حقیقی ماموں تھے دفن کرانے کے لئے جنازے کے ساتھ گئے۔ آصف الدولہ نے اپنی
مسندنشینی کی تعجیل کے لئے اپنے محرمان اسرار اونکے واپس لانے کو روانہ کئے سادہ لوح تو تھے نہیں
دنیوی شرم و لحاظ کر کے مراجعت سے [illegible] ظاہر کیا۔ مگر جب دوبارہ آصف الدولہ کا تاکیدی
حکم صادر ہوا کہ ضرور حاضر ہوں اوسوقت دونوں بھائی مجبور ہو کر واپس ہوئے۔ اور اونکے
واپس ہوتے ہی اور لوگ بھی خوشامد کی راہ سے جنازے کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر چلے آئے۔
آصف الدولہ نے بعد تنقیح مصلحت کے نواب ممتاز الدولہ کرنیل گلیس اور مسٹر گلاہی کو جو
اہالیان کمپنی کیطرف سے مامور تھے[1] اور شجاع الدولہ کی مصاحبت میں رہا کرتے تھے طلب کر کے
کہا کہ تاخیر مناسب نہیں مشیت ایزدی سے کیا چارہ ہے۔ اب مصلحت یہی ہے کہ مجھے مسند
حکومت پر جانشین کرو۔ اول سرداران مذکور نے عجلت مناسب نہ سمجھی۔ بالآخر آصف
الدولہ کی تسلی کر کے انجام کار پر نظر فرمائی۔ مگر جب آصف الدولہ نے عجلت ظاہر کی اور
یہ بھی وعدہ کیا کہ درصورت جلد ہو جانے ہماری مسندنشینی کے بہت سا روپیہ آپ لوگوں کو
دیا جائے گا۔ اونہوں نے سوچا کہ اول تو شجاع الدولہ کا بڑا بیٹا۔ اور بموجب آئین وراثت
کا بھی مستحق ہے۔ دوسرے ہمارا کچھ نقصان نہیں۔ بلکہ ہمارا فائدہ ہوتا ہے۔ پس اس خیال سے
دستار وزیر ریاست اونکے سر پر باندھی۔ اور دونوں انگریزوں نے تہنیت ادا کی۔ اعیان
دولت حاضر ہوئے۔ اور نقارچی بھی جنازے کی ہمراہی چھوڑ کر نوبت خانے میں آئے۔ ہنوز
باپ کی لاش دفن بھی نہ کرنے پائے تھے کہ نوبت خانے سے شادیانے کی آواز بلند ہوئی۔
اور کوئی جھگڑا ادعائے جانشینی کے واسطے نہیں کھڑا ہوا۔ کیونکہ کوئی اور مدعی مطلق
نہ تھا۔

تاریخ مسندنشینی آصف الدولہ

گشت از پائے آصف الدولہ رونق مسند وزارت ہند

سید مرتضی خاں جو ایام صاحبزادگی سے میر ساماں تھے آصف الدولہ نے اونکو اپنا نائب

---

[1] دیکھو قیصر التواریخ ج ۲

بنایا اور مختار الدولہ ہیبت جنگ خطاب دیا۔ اور سیر المتاخرین مین لکہا ہے کہ ہفت ہزاری منصب اور نوبت اور ماہی مراتب بہی عطا کیا اور جرنیلی کا عہدہ اونکے بڑے بیٹے مرزا ہزبرک کے نامزد کیا اور اقبال الدولہ خطاب دیا۔ اور عہدہ کی نیابت خوشحال راے پسر نول راے کو عنایت کی۔ اور عہدہ نظارت۔ خانسامانی تحسین علی خان اور آفرین علی خان خواجہ سرا اونکی سپرد کیا۔

حسب و نسب مختار الدولہ

میر مرتضی عرف آغا خانی بن میر محمد باقر بن مصطفے المخاطب بہ مصطفوی بن سید احمد الملقب بہ طباطبا خان صحیح النسب ایران سے ہین۔ سید احمد نادرشاہ کے عہد مین ایران سے نکلکر اپنے بیٹے مصطفے کو ہمراہ لیکر ہندوستان مین آئے تھے اوس زمانے مین بہادر شاہ اورنگ زیب کا عہد حکومت تہا شاہجہان آباد مین موسوی خان کے مہمان ہوئے اور فرخ سیر کے عہد تک یہان رہی نواب برہان الملک کے ساتہہ ولایت سے شناسائی رکہتے تہے۔ اون سے ملاقات کرکے فرخ سیر کی ملازمت سے مشرف ہوئے۔ نواب برہان الملک کی بیگم نے ایک سید کی لڑکی رقیہ بیگم نامی پالی تہی وہ لڑکی سید مصطفے کے ساتھ منسوب کردی ایک لاکہہ روپیہ کا جہیز عطا کیا اور پرگنہ مہونہ پارہی قلمرو لکہنؤ مین اون کو جاگیر بہی ملی۔ سید مصطفے اپنی جاگیر کو نواب برہان الملک کے ساتھ آئے۔ سید احمد کا لکہنؤ مین انتقال ہوگیا۔ مقبرہ اونکا راجگہاٹ مین دریاے گومتی کے کنارے تعمیر ہوا۔ سید مصطفے صفدر جنگ کے عہد مین شیرکوٹ اور نگینہ وغیرہ کے حاکم تہے[1] اور وہ سید مصطفے کی بہت عزت کرتے تہے اور خاندان عرب اور بزرگزادہاے برہان الملک سعادتخان سے جانتے تہے۔ صفدر جنگ کے انتقال کے بعد سید مصطفے شجاع الدولہ سے زیارت عتبات عالیات کی اجازت لیکر جہاز مین سوار ہونے کے لئے بنگالے کیطرف روانہ ہوے۔ چونکہ اوس زمانہ مین انگریزان اور فرانسیسیون مین لڑائی جاری تہی اسلئے اودہر سے راستہ بند تہا۔ مجبوراً بنگالے مین قیام کیا۔ قاسم علیخان عالیجاہ والی مرشدآباد نے قدردانی کی۔ سید مصطفے کا بنگالے مین انتقال ہوگیا۔ انکے کئی بیٹے تھے (۱) سید صاحب جو پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ کا باپ ہے (۲)

---

[1] دیکہو فرح بخش

سید مکرم (۳) میر محمد باقر (۵) میر محمد طاہر۔ محمد طاہر کے چار بیٹے تھے (۱) میر محمد نصیر (۲) محمد سعید (۳) میر بابا (۴) محمد شفیع ۔ اور میر محمد باقر کے تین بیٹے تھے (۱) سید محمد خان ۔ اقتدار الدولہ (۲) سید مرتضی خان مختار الدولہ (۳) سید اسمعیل نصیر الدولہ معزز خان ۔ جب میر قاسم خان نے انگریزون کے ہاتھ سے ہزیمت پائی تو مصطفے خان کی اولاد بھی جاگیر ضبط ہوجانے کی وجہ سے لکھنؤ کو چلی آئی ۔ شجاع الدولہ نے تو اون کا کوئی بندوبست نہ کیا ۔ آغا صادق وغیرہ بعض امرا کی وجہ سے فیض آباد مین آصف الدولہ کے پاس چلے گئے ۔ اونہون نے سید مرتضی خان کو اپنی سرکار کا خانساماں کیا ۔ اور بہو بیگم آصف الدولہ کی ڈیوڑہی کا کام اقتدار الدولہ سید محمد خان کے سپرد ہوا ۔

مختار الدولہ کی نیابت کا زمانہ

فرح بخش مین لکھا ہے کہ آصف الدولہ کی مسند نشینی سے تھوڑے عرصے کے بعد ارکان دولت اور عزیز و اقارب کے مزاج مین اختلاف پیدا ہو گیا ۔ نواب موصوف کہ نہایت نیک طینت تہی امورات دنیا و مافیہا سے بیخبر ہو گئے کوتہ اندیشون اور ناتجربہ کارون کے اغوا سے اپنے باپ کے دولت خواہون سے بدظن ہو گئی اسوجہ سے ارکان دولت کے دلونپر صدمہ پیدا ہوا اور ہر ایک نے اونسے علیحدہ ہونے کی تدبیر شروع کی ۔ محمد ایلچ خان کہ نہایت معتمد مشیر شجاع الدولہ کا تہا ۔ اور انگریزون سے پہلے سے تعارف رکہتا تہا وہ اونسے مل گیا ۔ اسیطرح اور نوکر بھی اپنی اپنی فکر مین مصروف ہوے سیر المتاخرین مین آیا ہے کہ مختار الدولہ کی نیابت ایسی چمکی کہ آصف الدولہ سے بجز نام کے کچھ ظاہر نہ تہا مختار الدولہ نے اپنے بڑے بہائی سید محمد کو اقتدار الدولہ بہادر کا خطاب دلاکر صوبہ اودہ کا نائب کرادیا اور دوسرے بہائی معزز خان کو معز الدولہ بہادر کا خطاب دلاکر صوبہ الہ آباد کا نائب بنایا اور اپنے ہر ایک دوست اور اقربا کو صاحب اقتدار کر دیا شجاع الدولہ اور آصف الدولہ کے تمام نوکر مختار الدولہ کے دست نگر تہے ۔ کسی کی مجال نہتی کہ اوس کے برخلاف دم مار سکے ۔ اور انگریزون نے نواب آصف الدولہ اور مختار الدولہ کو قوت سلطنت گہٹانے کے لئے اسبات پر آمادہ کر دیا تہا کہ جہانتک ہوسکے فوجین کمی کرنا چاہئے ۔ ادہر نواب شجاع الدولہ کی تمام فوج مغرور تہی ۔ اونکو یہ زعم تہا کہ ہمکو ہرگز کوئی موقوف نہین کر سکتا ۔ آصف الدولہ اونکے موقوف کرنے کے واسطے کوئی حیلہ چاہتے تھے کہ ہنوئے سے جرم

نافرمانی موقوف فرمائیں

ایلچ خان کے معاملات

یہ شخص افغان زادہ حنفی مذہب ایک مفلس آدمی کا بیٹا دہولپور باڑی کا رہنے والا تھا۔ پہلے راے لالچند فوجدار اٹاوہ کے فراشون مین نوکر تھا پھر مسعود خان خواجہ سرائے بادشاہی کے پاس رہنے لگا۔ پھر شجاع الدولہ کی سرکار مین آکر بازار لشکر کی داروغگی پر مقرر ہوا اپنی چستی و چالاکی کی بدولت یہانتک ترقی کی کہ شجاع الدولہ کے زبانی احکام لوگون کو پہونچاتا تھا مغلیہ ملازمان شجاع الدولہ اوسکے ساتھہ سلوک کرتے تھے۔ لکھا پڑھا نہ تھا تھوڑے سے عرصے مین صاحب دولت ہوگیا۔ شجاع الدولہ کے عہد مین بعہدہ نیابت کسی سے نامزد نہتھا۔ مگر ایلچ خان کاروبار ریاست انجام دیتا تھا۔ چونکہ نواب شجاع الدولہ تمام کام آپ کرتے تھے اسلئے نائب کو کوئی اختیار نہ تھا جبکہ آصف الدولہ نے میر مرتضی کو اپنا نائب بنایا اور اونکو مختار الدولہ کا خطاب دیا تو چونکہ محمد ایلچ خان مدت سے یہ کام کرتا تھا وہ اس بات سے آزردہ ہوا اور اوسنے انگریزون سے میر مرتضی کی مختاری کی شکایت کی جو خلعت انگریزون نے میر مرتضی کے لئے تجویز کیا تھا وہ واپس کرادیا اب میر مرتضی اور ایلچ خان مین عناد بڑھگیا۔ آصف الدولہ خان مذکور کے استیصال کی فکر مین مصروف ہوئے اور بہانہ ڈھونڈنے لگے۔ ایلچ خان نے نواب کے مزاج کا انحراف معلوم کرکے کرنیل گلبس سے کہا کہ میرا یہان ٹھیرنا اب مشکل ہے میرے حق مین یہ بہتر ہے کہ کسی تقریب سے مجھے یہان سے کسی جگہہ رخصت کرادیجئے کہ میری آبرو بچے ورنہ کسی دن ندامت و خجالت حاصل ہوگی کرنیل نے جواب دیا کہ جو بات تم اپنے لئے بہتر سمجھو وہ تجویز کرکے مجھے مطلع کردو مین اوسمین کوشش کرونگا۔ ایلچ خان نے کہا کہ خلعت وزارت بادشاہ سے حاصل کرنے کے بہانے سے مجھے دہلی کو رخصت کردیجئے کچھ دنون وہان سے دہلی مین بسر کرونگا۔ کرنیل صاحب نے ایلچ خان کی رائے کو پسند کیا اور دوسرے روز آصف الدولہ کے پاس پہونچکر عرض کیا کہ ایلچ خان یہان بیکار رہتا ہے اور خلعت وزارت حاصل ہونا تمام کامون سے زیادہ ضروری ہے مناسب یہ ہے کہ خان مذکور کو بہیجدیا جائے۔ وہ بادشاہ کے مصاحبین مین رسائی رکھتا ہے۔ عرض معروض کرکے خلعت وزارت حاصل کرلیگا۔ ریاست کے کام کو مختار الدولہ اچھی طرح انجام دیتے ہین۔ آصف الدولہ نے کرنیل صاحب کے مشورے کو پسند کیا۔ ایلچ خان کو بادشاہ کی نذر کے لئے بہت سے تحائف

اور بارہ لاکھ روپیہ کی ہنڈوی[۱] دیکر رخصت کیا۔ ایلچ خان اپنا تمام سامان اور بال بچے لیکر دہلی کو روانہ ہوا اور بادشاہ کی خدمت میں پہنچکر مورد تفضلات ہوا۔ اور بادشاہ نے خلعت خاصہ عطا کیا۔ اور نجم الدین خان کی حویلی رہنے کو دی۔ مرآت آفتاب نما میں لکھا ہے کہ ایلچ خان نے بادشاہ سے بارہ لاکھ روپئے نذرانے پر خلعت وزارت کی درخواست کی۔ فرح بخش سے ثابت ہے کہ خان مذکور نے بادشاہ کو بہت راضی کر لیا تھا۔ قریب تھا کہ خلعت وزارت اور دوسرے عطیات آصف الدولہ کے لئے حاصل ہوں جبکہ مختار الدولہ کو یہ خبر ہوئی کہ عنقریب ایلچ خان خلعت وزارت حاصل کرکے ادھر آتا ہے۔ اور انہیں یہ فکر ہوئی کہ اب ایلچ خان کیطرف آصف الدولہ کا التفات پیدا ہو جائیگا۔ اور میری نیابت کو ضرر پہونچیگا اسلئے نواب مجد الدولہ کو متواتر لکھا کہ جیسے ہو سکے بادشاہ سے خلعت وزارت آصف الدولہ کے لئے محمد ایلچ خان کی معرفت حاصل نہوں بہت جلد نیاز علی خان کو مع تحائف و ہدایا اور پیشکش کے بادشاہ کی حضور میں بھیجتا ہوں۔ مجد الدولہ بھی نہایت بدباطن تھا اور اوسکی دلسے یہ خواہش تھی کہ بادشاہی کام کو سرسبزی حاصل ہو۔ اوس نے مختار الدولہ کی مرضی کے موافق بادشاہ کے مزاج کو ایلچ خان کیطرف سے منحرف کر دیا اور خلعت وزارت دلانے میں دیر لگائی۔ مجد الدولہ ایلچ خان کے معاملات میں عمداً لیت و لعل کرتا تھا اور نظر اون پر تھا کہ یہ سونے کی چڑیا جال سے نکلنے نپائے۔ گوپال پنڈت وغیرہ افسران سپاہ جو ریاست لکھنؤ کی طرف سے ایلچ خان کے ساتھ تھے اونہوں نے اپنی تنخواہ شاہجہان آباد میں طلب کی ایلچ خان نہایت ممسک تھا ایک کوڑی اپنے پاس سے دینا جان دینے کی برابر تھی۔ اس حیلے حوالے میں رکھا کہ آج کل میں خلعت وزارت لیکر چلتا ہوں۔ اور شاہ عالم کے درباری اوسکو ذلیل قوم سمجھکر اکثر مضحکہ کرتے تھے۔ ایک دن راجہ رام ناتھ نے کوئی ایسی ہنسی کی بات کہی کہ خان مذکور کو جواب بن نہ آیا۔ فرط خجالت سے گوپال پنڈت سے جو تنخواہ کا متقاضی تھا کہا کہ راجہ رام ناتھ میرے رخصت کے معاملے میں خلل انداز ہے اوس سے سمجھنا چاہیے سپاہیوں اور افسروں نے شب میں آکر اوس کے مکان پر بلوا کیا۔ رام ناتھ تو عالم اضطراب میں کسی طرف سے نکل گیا لیکن حکم بادشاہی ایرج خان کے نام نافذ ہوا کہ دار السلطنت میں یہ حرکتیں خلاف ضابطہ ہیں۔ ناچار ایلچ خان نے باون ہزار روپئے اپنے پاس سے دیکر سپاہ کو روانہ لکھنؤ کیا۔ ایلچ خان خوب سمجھ گیا تھا کہ

---

[۱] دیکھو فرح بخش ۱۲

مجدالدولہ دنیا سازی کرتا ہے اور مجدالدولہ میری تذلیل کے درپے ہے لیا ہو کہ مجھے یہان کسی ملا مین بھیجوا دین اور پھر یہان سے نجات نہ مل سکے اس سے بہتر ہوگا کہ مین یہان سے کہین نکلجاؤن اسلئے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور کے تفضلات مین تو کوئی شبہہ نہین لیکن ارکان دولت دشمنون کے اغوا سے عزت و ذلت کے درپے ہین اسلئے غلام رخصت ہوتا ہے۔ بادشاہ نے نیمہ آستین عطا کرکے رخصت کیا۔ خان مذکور نے یہان سے رخصت حاصل کرکے بے نیل مرام آصف الدولہ کے پاس جانا مناسب نہ تصور کیا۔ اور یہ خیال کیا کہ دشمن اور زیادہ چغلخوری کرکے تخریب کے درپے ہوجائین گے۔ اسلئے نواب نجف خان کو جو قلعہ ڈیگ کے محاصرے مین مصروف تھا لکھا کہ مجدالدولہ میرا تمام مال و اسباب لینا چاہتا ہے۔ نجف خان ایسے مژدہ کی برگوش برآواز تھا ایلچ خان کو اپنے پاس طلب کیا۔ ایلچ خان اکبرآباد کو چلا گیا۔ ذوالفقار الدولہ محمد نجف خان نے ایلچ خان کا اکبرآباد مین پہنچنا اور نواب آصف الدولہ سے اختلاف غنیمت جانکر بہت خاطر کی اور اپنے آدمی بھیجکر ڈیگ مین اوس کو بلالیا۔ اول نجف خان ایلچ خان کے ڈیرہ مین گیا۔ اور دوستی کے مراسم بخوبی بجالایا جس سے ایلچ خان نہایت محظوظ ہوا۔ اور نجف خان کی اطاعت مین ہمہ تن مصروف ہوگیا۔ اور اوسکی رفاقت کو غنیمت سمجھا نجف خان نے محالات قلعہ اکبرآباد وغیرہ کی حکومت اوس کے سپرد کردی۔ اور نجف خان اوس کی صلاح پر تمام کام کرنے لگا۔ اوس نے کئی لاکھ روپئے فوج شاہی کے خرچ کے لیئے دئے۔ آصف الدولہ نے مصاحبون کے اغوا سے ایلچ خان کی حویلی کو جو فیض آباد مین تھی ضبط کرلیا جس مین پرانے خیمون اور تانبے کے ٹوٹے ہوئے برتنون کے سوا کچھ نہ تھا۔ لال محمد ایلچ خان کا بیٹا آصف الدولہ کے پاس رہگیا۔

قلعہ الہ آباد مین روہیلکھنڈ کے قیدیون کو تکلیفین پہنچنا

نواب آصف الدولہ نے اپنے جلوس کی خوشی مین روہیلکھنڈ کے بعض قیدیون کو جو مسکین لوگ تھے رہا کردیا۔ مگر عرب خان بریچ اور خان محمد خان کمالزئی خان اور رحمت خان اور عالم خان خرعشتی۔ اور حسرت خان اور ملا حسن خان۔ اور ملا عالم خان۔ اور ملا عبدالواحد خان۔ اور قاضی محمد سعید خان اور موخ خانسامان اور اختیار خان جبلہ اور ملا عصمت خواجہ سرا کوکہ ذی حوصلہ

اولوالعزم آدمی تھے نہ چھوٹا اونسے زر وصول کرنے کی بھی توقع تھی اور نہ حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے خاندان کو چھوڑا بلکہ کئی مہینہ تک محبت خان کو بھی الہ آباد بھیجدینا چاہا۔ مگر مرزا علی خان آصف الدولہ کے ماموں نے شفاعت کی جس سے وہ بچ گیا۔ تاہم بعض حسد پیشہ مصاحبوں کے اغوا سے حافظ صاحب کے خاندان کی ایذادہی میں خفیہ کارروائی شروع کی محبت خان کی ملاقات اور تنخواہ بالکل بند کردی اور آصف الدولہ کے ایما سے سید معز خان قلعہ دار الہ آباد قیدیوں پر سختی کرنے لگا۔ اور سو روپیہ یومیہ جو انکی خوراک کیلئے تھے شجاع الدولہ کے عہد سے مقرر تھا اس کے دینے میں عذر وحیلہ کرنے لگا۔ اور تھوڑا تھوڑا دیتا تھا۔ اسی عرصے میں آصف الدولہ مہدی گھاٹ کو گئے۔ محبت خان اور ذوالفقار خان پسران حافظ رحمت خان جو لشکر کے ساتھ تھے بے سروسامانی کی حالت میں ہمراہ گئے۔ مہدی گھاٹ کے مقام پر جان برسٹو صاحب رزیڈنٹ گورنر کا مرسلہ آیا اور اوس نے محمد ذاکر کی زبانی محبت خان اور ذوالفقار خان کا یہاں موجود ہونا نہایت بے سروسامانی کی حالت میں سنا تو انکے پاس ہرکارے بھیجکر اپنے پاس بلایا۔ مگر انہوں نے علانیہ رزیڈنٹ کے پاس جانا مناسب نسمجھا اسلئے خفیہ رات کے وقت ملے اوس نے انکی تسلی وتشفی کی اور انکی بہبودی کی کوشش کرنے کا وعدہ کیا اور انکے ڈیرے اپنے ڈیروں کے پاس کھڑے کرائے اور انکی عسرت کی خبر سنکر اپنے پاس سے پانچ ہزار روپے انکو دئے اور کہا کہ تم بے اندیشہ اپنے حالات ہمسے بیان کرتے رہا کرو[1]

آصف الدولہ کے حکم سے نواب سعد اللہ خان کی بیگم کا اسباب ضبط ہوجانا اور پھر اوسکا واگذاشت ہونا

فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب سعد اللہ خان کی بیگم فیض آباد میں رہتی تھی اور اپنا اسباب بیچ بیچ کر گذر کرتی تھی۔ اور ہمیشہ پریشان حال رہتی تھی۔ وہاں کوئی اوسکی خبرگیری نہیں کرتا تھا۔

نواب سعد اللہ خان نے جو سلوک شجاع الدولہ کے ساتھ کئے تھے اوسکا عوض یہ دیا گیا کہ اونکے بیٹے اونکی بیگم کو حراست میں رکھکر فیض آباد کو لے گئے اور وہاں قید کردیا نواب آصف الدولہ

---

[1] دیکھو اخبار حسن وگل رحمت ۱۲

اور سبر طرفگی یہ کی کہ مسند نشین ہوتے ہی بیگم کا تمام اسباب ضبط کرلیا اور مفت بدنام خلایق ہوے اس لیے کہ اسوقت بیگم کے پاس سوا کپڑون اور کھلونون اور ظروف کے زر نقد نتہا۔ یہ سارا قصور اہلکارون کا ہی جو نیک و بد مین تمیز نہین کرتے۔ اونہون نے نواب کو اس بیجا حرکت پر کیون آمادہ کیا۔ نواب فیض اللہ خان والی رامپور کو جب یہ خبر پہونچی تو اونہون نے احترام الدولہ کالون صاحب کو اس بارہ مین بہت کچہہ لکہا صاحب موصوف نے آصف الدولہ پر ایسے بیجا کام کی تمام قباحت ظاہر کرکے وہ نسخے جو شجاع الدولہ نے بیگم کو بہیجے تہے اور اونمین وعدہ کیا تہا کہ تمہاری پنشن کے حقوق پہلے کے بموجب قایم کئے جاینگے دکہائے۔ نواب نے شرمندہ ہوکر تمام اسباب واپس کیا۔

نواب آصف الدولہ کا فیض آباد کو ترک کرکے لکہنو کو دار السلطنت قرار دینا اور اپنی مان سے جبرا روپیہ لینا۔ اور اپنے ذلیل نوکرون کو بڑی عہدے دینا

سیر المتاخرین دگیان پرکاش مین لکہا ہی کہ نواب آصف الدولہ نے پہلا سال مسند نشینی کا فیض آباد مین گذرا برسات کے بعد آب وہوای فیض آباد کی ناموافقت کی وجہ سے کل فوج اور مان اور دادی کو لیکر فیض آباد سے لکہنو کا عزم کیا۔ اور شہر سے باہر نکلتے ہی اپنی مان کو پیام دیا کہ باپ کا خزانہ ہمارے سپرد کرو۔ شجاع الدولہ کی یہ عادت تہی کہ اپنا تمام خزانہ اپنی بیگم کی تحویل مین رکہتے تہے اس باب مین آصف الدولہ اور اونکی مان کے درمیان ناچاقی کی گفتگو واقع ہوئی اور آخرکار بیگم اس شرط پر روپیہ دینے کو راضی ہوئی کہ آصف الدولہ آیندہ کیلئے اونکو فارغخطی لکہدین غرضکہ بظاہر پچاس[۵۱] لاکہہ روپئے اپنی مان سے لیکر آصف الدولہ نے فارغخطی لکہدی۔ آصف الدولہ لکہنو مین پہنچکر وہان مقیم ہوے۔ سیر المتاخرین مین بیان ہے کہ آصف الدولہ کی خدمت مین ایام صاحبزادگی سے چند ہندو تلنگے تقرب رکہتے تہے۔ اسوقت مین کہ وہ خود فرمانروا ہوے

---

[۵۱] دیکہو سیر المتاخرین ۱۲

توان پیادون کو بڑے بڑے عہدے اور منصب عطا کئی۔ اور رسالے اور جہالردار پالکیان دیکر بڑے اقتدار پر پہونچایا۔ اونمین سے ایک کو ہیواڑہ کی عطا کرکے گویا اپنی بدنامی خریدی۔ اور اپنی پالکی کے کہارون مین سے ایک کہار کو راجہ مہرا کا خطاب دیکر سرفراز کیا۔ غرضنکہ اون کے مصاحب بجز رذیل اور پوچ لوگون کے نہین ہین

آصف الدولہ کا فرخ آباد اور اٹاوہ وغیرہ کو جانا

آصف الدولہ نے لکھنو سے کوچ کرکے گنگا کو عبور کیا۔ اور فرخ آباد کے نواح مین پہنچکر قیام کیا اور کئی مقام وہان کئی۔ اور وہان سے کئی توپین اور دو تین ہاتھی اور کچہہ گہوڑے پسند کرکے لے لیے کہتے ہین کہ پانچ لاکہہ خراج کی ریاست فرخ آباد سے مقرر ہوئے۔ ایک روز ایسے بڑے بڑے اولے پڑے کہ ایک ایک اولہ پانچ پانچ سیر کا تہا اسکے صدمے سے بہتیرے آدمی اور جانور ہلاک ہوئے پہر یہان سے اٹاوہ کی طرف کوچ کیا[1] سیر المتاخرین مین لکہا ہی کہ آصف الدولہ نے اٹاوے پہونچکر یہان قیام کیا۔ یہ مقام صوبہ اودہ اور انتربید[2] کی حدود مین واقع ہے جہان سے اپنے بہائی سعادت علی خان کو جو روہیلکھنڈ کی حکومت پر معین تھے اور شیدی بشیر کو طلب کیا

شیدی بشیر کا نہایت ذلت اوٹھانا اور بہاگ کر ذوالفقار الدولہ نجف خانکے پاس چلا جانا

محمد بشیر شجاع الدولہ کا غلام زرخرید تہا۔ اور نواب موصوف کی خدمت مین نہایت تقرب رکہتا تہا شجاع الدولہ نے اوس کو نجیب آباد کے انتظام پر مقرر کردیا تہا۔ فرح بخش مین بیان کیا ہے کہ آصف الدولہ نے مخالفونکے اغوا سے اوسکی بربادی کی فکر کی۔ اور اوس کو اپنے پاس طلب کیا سیر المتاخرین مین ہی کہ جس وقت شیدی مذکور حاضر ہوا تو اوس پر عنایت کرکے غافل کیا۔ اور جب اوس کے رفقا کو اپنا طرفدار کرلیا تو چند روز کے بعد مخفی اشارہ کیا کہ بشیر کو قید کرلین

---

[1] دیکھو گیان پرکاش ۱۲

[2] انتربید اوس ملک کا نام ہی جو گنگا اور جمنا کے درمیان مین ہی یہ دونون دریا کوہ کمایون سی نکلکر الہ آباد کے پاس مل گئی ہین تو انتربید کا مبدء دامن کوہ کمایون ہے اور منتہی نواح الہ آباد ۱۲

اتفاقاً اس نے بھی اس منصوبے کی خبر پائی بیچارہ مع رفقا کے متحیر ہوا کہ اب کیا کرے۔ فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ مختار الدولہ نے حبشیون کو بہکا کر بشیر کی ذلت پر آمادہ کر دیا۔ ایک دن جب لوگ اوسکی اذیت اور گرفتاری کے لیے تیار ہوئے۔ اور ہجوم کر کے اوس کے یہان آ پہنچے اور ارادہ کیا کہ اوس کی زنانے مین گھسکر اوس کو گرفتار کر کے اوس کو بے حرمت کرین۔ میر بہادر علی کہ سادات بارہ مین سے ایک شریف آدمی تھا اور حبشی مذکور کا پرانا رفیق تھا اور مرہون احسان تھا اور شجاع الدولہ کی طرف سے اوسکی نیابت کا کام انجام دیتا تھا اوس نے حبشیون کو اس ارادے سے روکا اور کہا کہ محل کے اندر نہ گھسنا چاہیے۔ حبشیون نے اوس سید کو قتل کر ڈالا اور بشیر کو پکڑ کر پہرے مین بٹھا دیا۔ اور کوئی دقیقہ اوسکی بے حرمتی مین باقی نہ چھوڑا۔ بشیر دو شبانہ روز حبشیون کے طویلے مین سئیسون کے زمرہ مین چھپا پڑا رہا آخر کار اوس نے پہرے کے آدمیون کو رشوت دیکر اپنا مال و اسباب جو قارون کے خزانے سے کم نہ تھا لیکر کشتیون کے ذریعے سے دریاے گنگا کو عبور کیا۔ اور فرح بخش مین یون ہی مذکور ہے اور سیر المتاخرین کے مولف نے کہا ہے کہ میر بہادر علی نے شیدی سے دشمنون کے ہنگامے مین بشیر سے کہا کہ بندہ ان لوگون کو باتون مین لگاتا ہے آپ جس طرح سے ممکن سمجھین اپنی راہ لین اور چند اشخاص معتبر کو کہا کہ دریا یہان سے قریب ہے۔ آپ لوگ شیدی کے ہمراہ ہو کر اون کو دریا کے پار کر کے افغانان کے ملک مین پہنچا دین۔ یہ کہکر بشیر کو گھوڑے پر سوار کیا۔ اور چند معتبر آدمی ہمراہ کیے۔ اور کہا کہ آپ حتی الامکان یہان سے فرار ہوجئے۔ اس عرصے مین لوگ بشیر کے خیمے پر آ پہنچے طرفہ شور و شر پیدا ہوا حبشی مذکور نے اس معرکے مین اپنی راہ لی اور میر بہادر علی نے دشمنون کا مقابلہ شروع کیا سیدزادہ ہو آخر دم تک مردانگی کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا کہ آدھ گھڑی تک کسی کی جرات نہوئی کہ بشیر کے خیمے مین داخل ہو کر حقیقت حال سے مطلع ہو اس عرصے مین شیدی بشیر گنگا پار ہو کر آصف الدولہ کی سر سلامت نکلگیا یہان جب میر بہادر علی مارا گیا تو مخالفون نے بشیر کے خیمے مین گھسکر اوسکو ڈھونڈھا تو نہ پایا۔ بشیر اکبر آباد مین نجف خان کے پاس چلا گیا نجف خان نے اسکے ورود کو بھی نعمت غیر مترقبہ خیال کیا اور تھوڑے دنون کی بعد اپنے لشکر مین جو ڈیگ کو محاصرہ کیے ہوے تھا طلب کر کے معانقہ اور مصافحہ کیا اور بہت مہربانی فرمائی اور محالات لالپورا اور رہتک و ہانسی حصار بھی اوس کے سپرد کر کے فرمایا کہ وہان کی آمدنی سے اپنے رسالہ کی تنخواہ ادا کرے اور اپنے مصارف چلائے اور سپاہ جمع کرے بشیر نے وہان پہنچکر مخالفون اور سرکشون کو مغلوب کیا۔ اور موسی خان بلوچ کو موافق کر کے لالپور علاقہ رہتک مین مقابلہ کیا۔ ملا رحمداد خان روہیلہ نے عبدالاحد کے

اٹاوے سے ۳۰ کوس کی مسافت کا دھاوا کرکے بشیر کے لشکر پر شبخون مارا بشیر اور موسیٰ خان بلوچ دونوں میدان جنگ سے گھوڑوں پر سوار ہوکر فرخ آباد بھاگ گئے یہ مقام بلوچ مذکور کا تھا اور جرہے اوس فرخ آباد سے - جو نوابان بنگش کی حکومت میں تھا - علاوہ تعداد خان سے گھوڑوں - ہاتھیوں - خیموں - پالکیوں اور دوسرے تمام سامان پر قبضہ کرلیا - تھوڑے دنوں بشیر موسیٰ خان بلوچ کے علاقے میں رہکر پھر ذوالفقار الدولہ کے علاقے میں چلا گیا - اوس نے بدستور مہربانی کی اور وہی علاقہ سونپنے لگا بشیر نے قبول نہیں کیا - گور سہاے نے تاریخ اودھ میں لکھا ہے کہ بشیر کے چلے جانے کے بعد مختار الدولہ نے نواب کی دیوانی کا خلعت مع خطاب راجگی کے راجہ جگن ناتھ داماد راجہ صورت سنگھہ دیوان نواب شجاع الدولہ کے لئے تجویز کیا اور راجہ صورت سنگھہ کو مہاراجہ کا خطاب دیکر بشیر کے علاقے پر روانہ کیا -

مختار الدولہ کا انوپ گر اور امراؤ گر گوشائیوں کی خرابی کا سامان پیدا کرنا انوپ گر کا ذوالفقار الدولہ کے پاس چلا جانا

راجہ اندر گر گوشائیں نواب صفدر جنگ کے پرانے متوسلین میں سے تھا - جب صفدر جنگ نے اپنے بادشاہ احمد شاہ بن محمد شاہ سے بغاوت کی اور دلی کا محاصرہ کرلیا تو کالی پہاڑی کی لڑائی میں اندر گر گولی سے مارا گیا - انوپ گر اور امراؤ گر دونوں اوس کے چیلے قوم برہمن سے تھے اندر گر کے مرنے کے بعد صفدر جنگ نے ان دونوں چیلوں پر نظر عنایت رکھی - اور ہر ایک کے لئے جدا جدا رسالے مقرر کئے صفدر جنگ کی وفات کے بعد شجاع الدولہ نے دونوں کو مرتبہ امارت پر پہونچایا - انوپ گر کو راجہ ہمت گر بہادر کا خطاب دیا اور امراؤ گر کو بھی راجہ کا خطاب عطا کیا اور اپنے تمام امرا اور سرداروں سے انکی عزت بڑھا دی تھی - اپنی زندگی میں اٹاوہ وغیرہ محالات سے میان دوآب اور کالپی وغیرہ پچاس لاکھ روپے کی آمدنی کا ملک ان دونوں گوشائیوں کے سپرد کر دیا - ان گوشائیوں نے اپنی ہمت اور جرأت اور سلیقہ شعاری سے مرہٹوں سے دوسرے محالات بھی دبا لئے - اور قلعہ جہانسی کو گھیر لیا - محصورین عاجز آکر اپنی نجات کی استدعا کرتے تھے - کہ مختار الدولہ نے ایلچ خان اور بشیر خان کے اخراج کے بعد ارادہ پختہ کرلیا کہ ان دونوں گوشائیوں کو اٹاوے وغیرہ سے معزول کردے - مگر اس کا مادہ اس سے ظہور میں نہیں آسکتا تھا - اس لئے کہ ان دونوں کے پاس تیس ہزار کی قریب سپاہ تھی - میر مذکور

اونکی تخریب کے لیے آصف الدولہ کو اٹاوے کو لیگیا۔ ہمت گر بہادر نے تاڑ لیا کہ خیر نہیں ہے اسلئے اپنے حاضر ہونے میں لیت و لعل کیا اور محاصرہ کے ہٹانے سے جہانسی کیطرف رہا آخر کار عہد و پیمان کے بعد آصف الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا نواب نے اوس پر بہت مہربانی کی اور اور سرپیچ و دستار مع گوشوارہ کے عنایت کی نواب آصف الدولہ تو اونکی تالیف قلوب کی طرف متوجہ تھے اور مختار الدولہ اونکی تخریب میں قصور نہیں کرتے تھے اور نواب کے مزاج کو اونکی طرف سے منحرف کرتے رہتے تھے۔ تاہم نواب گوسائیوں کے باب میں مختار الدولہ کا مشورہ نہیں مانتے تھے میر مذکور نے یہ ٹھان لی کہ اگر نواب نے نہ مانا تو جان برسٹو صاحب سے موافقت کرکے دونوں گوسائیوں کو اٹاوے اور کالپی کی خدمات سے معزول کرا دینا چاہیے۔ گوسائیوں نے اپنی فوجوں اور چیلوں کو کالپی اور محاصرہ جہانسی سے طلب کرکے اپنے پاس رکھ لیا۔ اور بیدل اور خفا ہوکر ترک روزگار کا ارادہ کیا نواب آصف الدولہ نے اونکی مافی الضمیر پر مطلع ہوکر راجہ جہاؤلال کی معرفت اونکی دلجوئی کی کالپی اور جہانسی وغیرہ کی خدمات اونپر بدستور بحال رکھی۔ مگر اب جہانسی کا فتح کرنا مشکل ہوگیا۔ کیونکہ محاصرہ کے اٹھتے ہی بھیم راو اور بالا راو وغیرہ مرہٹوں نے بہت سا سامان رسد اور فوج جہانسی میں جمع کرلی۔ اور لڑائی کا سامان بخوبی فراہم کرلیا تھا۔ اور قلعہ جہانسی کا انتظام کرکے مورچے جدید بنائے تھے۔ نواب آصف الدولہ اگرچہ گوسائیوں کے حال پر مہربان تھے لیکن مطمئن نہ تھے اور مختار الدولہ کی فیلسوفی سے خائف تھے اسلئے ہمت گر جہانسی کے انتظام کے بہانے سے آصف الدولہ سے رخصت ہوکر تھوڑے دنون بھنڈ کے ضلع میں مقیم رہا۔ اور اوس ضلع کو ویران کرکے اور بھنڈ کی آبادی جلا کے اکبر آباد کو ایلچ خان کے پاس چلا گیا۔ کیونکہ دونون میں مدت سے عہد و پیمان ہو رہا تھا وہاں سے ایلچ خان کی تحریر کی ذریعہ سے نواب ذوالفقار الدولہ کے پاس جو ڈیگ کے محاصرہ میں مصروف تھا چلا گیا اوسنے اوسپر بڑی مہربانی کی۔ نواب اسنے ڈیگ کو فتح کرکے محالات سکھانہ وغیرہ بارہ لاکھ کی آمدنی کا ملک ہمت گر کو جاگیر میں اور رسالے کی تنخواہ میں دیدیا فرح بخش کا مؤلف اسکے بعد کہتا ہے کہ امراؤ گر ابھی آصف الدولہ کے پاس موجود ہے لیکن مختار الدولہ کی چالبازی سے بیدل ہوکر اوسنے اٹاوہ وغیرہ میان دوآبہ کا ملک گوسائیوں کی حکومت سے نکالکر زین العابدین خان کو دخیلہ مقرر کردیا ہے۔ وہ اپنے متعلقہ کا انتظام کرکے زر تحصیل اقساط کے موجب خزانے میں بھیجتا ہے بالفعل آصف الدولہ کی سرکار میں مختار الدولہ کا طوطی بولتا ہے۔ اور اوسے تمام ساختہ پرداختہ مقبول ہے۔ اور وہ مال اندیشی کی وجہ سے جان برسٹو سے ملا ہوا ہے۔ دونون تمام ریاست پر حاوی ہیں

اولاد حافظ رحمت خان اور دوندے خان کی قلعہ الہ آباد سے رہائی

فرح بخش مین لکہا ہی کہ دوندیخان اور حافظ رحمت خان کی اولاد اور چیدہ روہیلکھنڈ کے علما و فضلا و شرفا قلعہ الہ آباد مین قید تھے اونہون نے متواتر عرضیان نواب فیض اللہ خان والی رامپور کی خدمت مین بھیجین - اور استدعا کی اس قید سخت سے ہم کو رہا کر دیجئے - نواب موصوف نے رحم کہا کر مسٹر جان برسٹو لکہنو کے انگریزی رزیڈنٹ کو ان کی رہائی مین کوشش کرنے کے لئے لکہا رزیڈنٹ نے آصف الدولہ سے سفارش کی اور اس معاملے مین بہت دباو ڈالا - آصف الدولہ نے تین لاکہہ روپئے ان قیدیونکی رہائی کے عوض مین طلب کئے - اور یہ رقم اس طرح سے پوری کی گئی - کہ ایک لاکہہ اسی ہزار روپئے نواب فیض اللہ خان نے عطا کئے - اور ایک لاکہہ بیس ہزار روپئے نواب سعد اللہ خان کی بیگم نے دئے اسطرح تین لاکہہ روپئے جمع ہو کر جان برسٹو صاحب کے پاس پہنچ گئے جنہون نے آصف الدولہ سے قیدیونکی رہائی کا حکم سید معزز خان قلعہ دار الہ آباد کے نام حاصل کر کے بھیجا اوس نے ایک مہینے تک سامان کی تیاری کے بہانے مین ٹالدیا[1] - اور آخرکار ۱۲ شعبان ۱۱۸۹ ہجری کو جان برسٹو صاحب کے ہرکارون اور اپنے آدمیون کے ساتھ ان قیدیون کا قافلہ لکہنو کو روانہ کیا - یہ لوگ کوڑہ مانکپور کی راستے سے ۲۹ شعبان ۱۱۸۹ ہجری کو لکہنو پہونچے - کچھ دنون خواجہ یاقوت کے باغ مین خیمون کے اندر رہے پہر کرایہ کی حویلیون مین رہنے لگے - نواب فیض اللہ خان کی استدعا کے بموجب آصف الدولہ نے عنایت خان کی بی بی کو جو نواب موصوف کی حقیقی بہن تہی اور فتح خان خانسامان کے عیال و اطفال اور عبد الجبار خان کے اہل و عیال کو رامپور کو بہیجدیا - روہیلکھنڈ گزیٹیر مین لکہا ہی کہ دوسرے سال جان برسٹو صاحب نے بڑی تقریر کی بعد آصف الدولہ کو ایک لاکہہ روپئے سال کی پنشن ان لوگون کے واسطے مقرر کرنے پر مجبور کیا فرح بخش کا مولف کہتا ہی کہ ایک سال کی تنخواہ دینے کا حکم میر علی رضا فوجدار اکبرآباد کے نام حاصل کر کے جان برسٹو صاحب نے انہیں تقسیم کر دی -

---

[1] دیکہو گل رحمت ۱۴۸

انگریزون کے آصف الدولہ کے ساتھ معاملات

ڈلین احبٹ تو پہلے ہی گئے تہی اور اون کی جگہ برسٹو صاحب بہیجے گئے ہوے۔ شجاع الدولہ کے مرتے ہی گورنر کی کونسل مین فرنسس صاحب اور کرنل مونسن اور جنرل کلیورینگ کی غلبہ آرا سے یہ امر فیصل ہوا کہ شجاع الدولہ کے ذمے جو روپیہ واجب الادا ہے اوس کو بہت جلدی سے وصول کرنا چاہیے۔ اور یہ کہنا چاہیے کہ جو عہد و پیمان اون کے باپ کے ساتھ سرکار کمپنی کے ہوئے تہی وہ سب اونکی ساتھ قبر مین گئے۔ اور کوئی اونمین سے اب باقی زندہ نہین اب جو ہمسی نیا سود امداد و اعانت کا لگے تو اوسکی قیمت از سر نو ٹہرائی جائیگی یہ پرانے بہاؤ نہین دیجائیگی۔ برسٹو صاحب عقل کے پتلے تہی اونہون نے آصف الدولہ کو اپنے شیشے مین اوتارا اور اونکی مزاج مین ایسا دخل پیدا کیا کہ وہ علانیہ یہ کہا کرتے تہی کہ مسٹر جان برسٹو میری جان ہے۔ میرا بہائی ہے۔ میرا مالک و مختار ہے۔ جو کچھ وہ کہے وہ کرو۔ سیر المتاخرین مین لکہا ہے کہ مختار الدولہ بغیر اوسکی صلاح کے معاملات مین دم نہین مار سکتا تہا۔ اوس نے مختار الدولہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ بنارس وغیرہ کا علاقہ جو راجہ چیت سنگہہ بن بلونت سنگہہ کی زمینداری مین ہے اور جسکی مالگذاری تحسیں لاکہہ روپئے کی ہے۔ اور ستر لاکہہ روپے کے قریب محاصلات ہین سرکار کمپنی کو دلا دے۔ اوس احمق نے آصف الدولہ کو جان برسٹو صاحب کی طرف سے امید و بیم مین ڈالکر راضی کر دیا۔ ہینرج صاحب تاریخ ہند مین اس مطلب کو یون ادا کرتے ہین کہ کونسل کے اون تین ممبرون نے ہسٹنگز کی مرضی کے خلاف نواب وزیر اودہ کو دباکر بنارس قلمرو سرکار انگریزی مین شامل کرا دیا۔ غرضکہ رزیڈنٹ کی رسائی سے ۲۰۔ ربیع الاول ۱۱۸۹ ہجری مطابق ۲۱۔ مئی ۱۷۷۵ء کو نیا عہد نامہ لکہا گیا کہ کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع جو شجاع الدولہ کے ہاتہہ فروخت کیے گئے تہے آصف الدولہ کے قبضے مین اوسی حیثیت سے رہین گے جیسے کہ ملک اودہ اون کے پاس ہے۔ اور سرداران انگریزی وعدہ کرتے ہین کہ وہ صوبہ اودہ اور کوڑہ الہ آباد کی حفاظت کرین گے۔ جب تک مرضی کورٹ آف ڈائرکٹرز کی دریافت ہوگی اور نواب نے اپنے ملک کی اس حفاظت کی بابت انگریزی کمپنی کو تمام اضلاع ماتحت راجہ چیت سنگہہ کے مع محصول خشکی و دریا دیدئے جنکی تفصیل یہ ہے کہ سرکار بنارس۔ سرکار چنار گڑہ۔ تکلیس گنڈہ۔ اضلاع جونپور۔ منیچے پور۔ ملبوس خاص۔ بہدوہی سرکار غازیپور۔ پرگنہ سکندرپور۔ فرید شادی آباد و بیتہ سرینج وغیرہ انکا خراج ۲۲ لاکہہ

۰۰۴ ہزار ۴ سو ۹۴ روپیہ مقرر تہا اور نواب نے یہ بہی اقرار کیا کہ ایک برگیڈ انگریزی سپاہ کی تنخواہ جو مدد اور اعانت کیلیے اونکی ہمراہ رہیگی ماہوار بڑہا کر دیگا کہ ساٹھ ہزار روپیہ مہینہ کردیگی اور اس عہدنامے میں نواب نے یہ بہی اقرار کیا کہ وہ قاسم علیخان صوبہ دار سابق بنگالہ اور سمرو قاتل انگریزون کو اپنی ملک مین آنے نہ دینگے اور نہ اپنے پاس رکہیں گے ۔ اور اگر وہ اونکی قابو مین آجائینگے تو اونکو قید کرکے انگریزی کمپنی کے سپرد کردین گے ۔ اور یورپ کی کسی اور قوم کو اپنی ملازمت مین بغیر رضامندی انگریزی کمپنی کے نرکہین گے ۔ اور جو کوئی انگریزی کمپنی کے پروانے کے بغیر اونکی ملک مین آئیگا یا اوس مین گذرے گا یا رہیگا یا معلوم ہوگا کہ ملک مین رہے تو وہ اوس کو آنے نہ دین گے بلکہ اوس کے آنے مین مانع ہونگے ۔ اور اگر آبہی جائیگا تو اوسکو واپس بہیجدینگے ۔ تمام یورپین کسی قوم کے ہون جو نواب مذکور کی ملازمت مین اس عہد کی روسے برخاست ہوئے اور اونہون نے وعدہ کیا کہ انکو نوکر نہ رکہین گے اور جو شخص انگریزی کمپنی سے مفرور ہوکر آیا ہے یا آئیندہ آئیگا بشرط گرفتار ہونے کے انگریزی کمپنی کے حوالہ کردیا جائیگا ۔ اور طرفین نے یہ بہی اقرار کیا کہ اگر بادشاہ کوئی بات ایک کی نسبت دوسرے کو لکہین گے تو وہ اوسکی رضامندی اور ارادے کے موافق کارروائی کریگا ۔ اور بادشاہ کی تحریر و تقریر پر کچہہ بہی لحاظ نہ کیا جائیگا ۔ اور نواب نے ایک اقرارنامہ مہری علحدہ اس مضمون کا بہی لکہدیا کہ زر بقایاے انگریزی کمپنی بابت کوڑہ الہ آباد و روہیلکہنڈ و تنخواہ فوج حسب عہدنامہ نواب شجاع الدولہ بلا عذر و تکرار بروقت واجب ہونے کے ادا ہوگا ۔ سیر المتاخرین مین لکہا ہی کہ ہسٹنگز صاحب گورنر اگرچہ اس بات سے کہ ملک بنارس ضمیمہ سرکار کمپنی ہوا خوش ہوا ۔ مگر اسوجہ سے کہ شجاع الدولہ کے عہد مین وہ خود بنارس تک آیا تھا ۔ اور ملک مذکور کی درخواست کی تھی ۔ اور شجاع الدولہ سے بہت سے عذر کرکے ٹالے بالے بتاتے تہے اور نہ دیا تہا ۔ اور جان برسٹو نے جو اوسکی طرفسے رزیڈنٹ تھا ایسا بڑا کام کرکے ممبران کونسل کے سامنے ناموری حاصل کی کسی قدر ملول ہوا ۔ اور اسوجہ سے اوسنے ان شرطون کو منظور کرنے مین یہ عذر کیا کہ وہ بالکل برخلاف ان عہد و پیمان کے ہین جو شجاع الدولہ کے ساتہہ ہوے تہے ۔ اور گورنر نے یہ کہا کہ اسوقت جبراً قہراً نواب سے جو شرطین چاہو ٹہرالو وہ اپنی ضرورت کے سبب سب کو منظور کرلینگے مگر اون کا ایفا نہ کرسکینگے ۔ جب کورٹ ڈائرکٹرز کو اس نئے عہدنامے کی خبر ہوئی کہ بہت سا ملک ہاتہہ آتا ہی ۔ اور زیادہ روپیہ دینے کا اقرار ٹہیرا ہے تو اونہون نے مراسلہ ۲۴ نومبر

[illegible] مین یہ لکھا کہ ہم کو کبھی ایسی خوشی خاطر اپنے ملازمون کی کارگذاری سے حاصل نہین ہوئی جیسی کہ آصف الدولہ کے ساتھ اونکی عہد و پیمان کرنے سے ہوئی۔ جو عہد و پیمان آصف الدولہ کے ساتھ کیے گئے ہین ہم اونکو بطیب خاطر منظور کرتے ہین۔

سیر المتاخرین کا مولف کہتا ہی کہ مختار الدولہ نادان تھے باوجود اس قدر توانع منفعت کے اپنے حق مین کچھہ بھی عہد و پیمان ارباب کونسل کلکتہ سے نہ لیا۔ اس وقت جو کچھہ چاہتا فورا ہو جاتا۔ اور کسی کی مجال نہوتی کہ اوسکی طرف انکھہ اوٹھا کر دیکھتا نہ کہ مار ڈالتا۔ اگر ایسا مار ڈالتا تو اوس کے انتقام مین قیامت برپا ہو جاتی بلکہ آصف الدولہ کی ریاست اوسکی اولاد کو جاتی۔ لیکن تقدیر مین یہی تھی۔ القصہ بنارس مع توابع کے ضمیمہ بنگالہ ہوا۔ اور معاملات ملکی و مالی صوبہ اودھ۔ و الہ آباد اور [illegible] اور کوڑہ اور اٹاوہ اور روہیلکھنڈ مین بہت مداخلت جان برسٹو صاحب کے کچھہ [illegible] تھا آصف الدولہ اپنے باپ کی فوجکو تنخواہ دینا عبث سمجھکر اوسکے استیصال کی فکر مین مشغول ہوئے۔ آخرکار رسالہ دار موقوف کیے گئے۔ چنانچہ بسنت بہادر اور اوسکا بھائی امراوگر اور مرتضی خان بریچ اور شیخ احسان وغیرہ یہان سے برطرف ہو کر لشکر نجف خان مین پہنچے۔ اور بعض اشخاص پریشان ہو کر اور جانب سدھارے۔

آصف الدولہ کا مختار الدولہ کو نجیب پلٹن سے لڑانا اور اوس پلٹن کا شکست پانا

ملخص تاریخ اور تاریخ مظفری اور سیر المتاخرین مین ہی کہ شجاع الدولہ نے چار پانچ ہزار آدمی شریف مغل شاہجہان آبادی فی کس پندرہ روپیہ ماہوار نوکر رکھے تھے اور سید احمد نامی اونکا افسر تھا اور اونہین تعلیم قواعد انگریزی کا اہتمام تھا گو اونکے پاس بندوقین توڑہ دار تھین مگر وہ اونہین نہایت پھرتی سے آگ اپنے بتلاتے تھے۔ بلکہ وہ لوگ چونکہ شریف و نجیب تھے اسلیے اونکی خاطرداری زیادہ تھی آصف الدولہ رفقاے پدری بیزار اور درپے ایذا تھے یہ رسالہ کالپی مین متعین تھا دسی دن سے اپنے پاس مقام اٹاوہ مین بلا لیا۔ جب پہونچا حکم دیا کہ ہمارے لشکر سے فاصلہ پر قیام رہے اور فرمایا کہ توپین تمھاری مین داخل کردیجاتی ہین۔ نجیب پلٹن نے کہا کہ ایک بادو توپین۔ اور تمام بندوقین [illegible] کھکر اتی توپین داخل کردیتے ہین آصف الدولہ نے اون توپون اور تمام بندوقون کے داخل کرنے کا بھی حکم دیا۔ سپاہیون نے سمجھہ لیا کہ تنخواہ دینے کی نیت ہے۔ عرض کیا کہ ہماری تنخواہ عنایت ہو تو ہم توپ بندوق سب

داخل کردیں آصف الدولہ نے آشفتہ ہوکر مختار الدولہ سے کہا کہ انکی سرتابی کی سزا دو اوسنے عرض کیا کہ یہ لوگ اپنی تنخواہ مانگتے ہین اور کچھہ غرض نہین رکھتے آصف الدولہ نے فرمایا کہ اگر تمہین یہ تکلیف گوارا نہین تو ہم خود جاتے ہین - جب اونہون نے دیکھا کہ خود بدولت سوار ہوتے ہین تو مجبور ہوکر فوج متعینہ لیکر اونکی سرکوبی کو گیا - وہ لوگ باوجودیکہ کوئی سردار نرکھتے تھے میر احمد مرگیا تھا مگر لاچار صف آرا ہوے نزدیک تھا کہ مختار الدولہ بھگا دین - لیکن ہیکادب کے پاس اور فوج کمکی پہنچ گئی - اور ہجوم بکثرت اور سامان مہیا پاس تھا اس لئے اوسنے پائداری کی اور وہ لوگ بہت سے مقتول و مجروح ہوچکے اور باقیماندہ بھاگ کر جانبر ہوتے - یہ واقعہ محرم سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو مقام اٹاوہ مین ظہور مین آیا آصف الدولہ کے اکثر نوکر جو سلطنت کا زور بازو تھے اس لڑائی مین کام آئے - اور وہ اس فتح سے نہایت خوش ہوے اکثر خاص خاص نوکر اور بعض خواجہ سرا جن کو شجاع الدولہ نے انگریزی فوج کی تعلیم سے جرنیل بنایا تھا ہر ایک کے ساتھ چھہ پلٹنین مع توپخانہ اور اسباب متعلقات کے رہتی تہین - صاحبزادے کا یہ حال دیکھکر اودھ سے چلے جانے کے خیالات مین مصروف ہوئے - سیر المتاخرین کا مولف لکھتا ہے کہ مین لکھنؤ مین آیا تو ان بے عقلون کو دیکھا کہ درحقیقت بموجب اس آیت کی اولٓئک کالانعام بل ہم اضل سبیلا سراپا بہائم تھے اور یہ مصنف نواب کو جن کو تاریخ سے ناواقف لوگ فرشتہ سیرت اور اونکی طبعیت کو عموماً متحمل و سبکے بردبار بتاتے ہین بہت احمق کہتا ہے - اور اونکے چال چلن کو ناپسند کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ اونہون نے ریاست کو برباد اور انتظام سابقہ کو برہم کردیا -

بائسی پلٹن کی بربادی

گورسہاے نے تاریخ اودھ مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے جبکہ جنگ افاغنہ کے عزم سے گنگا کو عبور کیا تو ملک دوآبہ کو راجہ ہمت بہادر کی تفویض کردیا راجہ کے ساتھ میر افضل علی بھی تھا نواب کی وفات کے بعد بھی آٹھ ماہ تک یہ دونون متصرف رہے - مختار الدولہ نے میر افضل علی کو لکھا کہ ہمت بہادر سے مخالفت کرے اور اوسکی لشکر کو تباہ کردے - مین کسی شخص کو یہان سے بھیجونگا - تم اوس کے اتفاق سے کام کیجو اور مین جانتا ہون کہ وہ ملک سرکار سے علاقہ نہین رکھتا ہے - اور جو کچھہ تمہارے سپاہیونکی لئے مقرری ہم اوس سے زیادہ دینگے - اور سواے فوج موجودہ کی جو کچھہ فوج اور نوکر رکھوگے اوسکی تنخواہ بھی ملک محسوب ہوگی - اور دو لاکھہ روپیہ کی جاگیر تمہارے واسطے مقرر ہوگی - لیکن کسی کو اسپر اطلاع نہو افضل علی نے بپاس حق نمک مختار الدولہ کے مشورے پر عمل کیا بلکہ اپنے ایک دوست کی پاس بھیجا دلال

کے ساتھ رہتا تہا اوس کا شقہ بہیجدیا تاکہ راجہ کی معرفت نواب آصف الدولہ کو دکہا دیا جاوے شخص
مذکور نے لالچ کی توقع سے میر مذکور کا خط اور مختار الدولہ کا شقہ مختار الدولہ کے دیوانخانے کی داروغہ
مرزا الّو کے پاس بہیجدیا مختار الدولہ نے اون خطونکو چاک کر کے شخص متوسط عنایت کا امیدوار کیا
اور راجہ جہاؤ لال کو خلوت مین طلب کر کے کہا کہ ایک خط اس مضمون کا میر افضل کو لکہہ بہیجین کہ سر ہمت
بہادر کی حکم سے تخلف نہ کرے اور یکدلی کے ساتھ کام کرے راجہ نے مختار الدولہ کے ایما سے لکہا
کہ تمنے راجہ ہمت بہادر کی ساتھ کسلئے عداوت اختیار کر رکہی ہی کہ اوس نے عرضی تمہاری شکایت مین
حضور مین بہیجی ہی بہتر یہ ہی کہ باہم شیر و شکر ہو کر رہو۔ میر مذکور اصل کار سے غافل تہا۔ اور خط پہنچتے ہی
راجہ کی ساتھ آمادہ جنگ ہو۔ راجہ بہی مقابلہ کو تیار ہوا۔ مگر چونکہ راجہ دوراندیش آدمی تہا چند
آدمیون کو درمیان مین واسطہ کر کے تصفیہ کر لیا اور پہر ایک مختار الدولہ کو لکہا۔ اور ایک عرضی حضور مین
لکہی کہ میر افضل علی بوجہ مجہسے لڑنے کو آمادہ ہوا مگر فدوی نے پاس ادب کیا اور تحمل کیا امیدوار کہ حضور
کا شقہ میر مذکور کی نام صادر ہو جاوے کہ بوجہ فساد نہ پیدا کرے۔ نواب نے مختار الدولہ سے فرمایا کہ میر
افضل علی کو یہان بلا لیا جاوے۔ اوس نے عرض کیا کہ میر مذکور خود بجائے ہمت بہادر کے ساتہہ لڑنے کو
تیار ہوا ہی اور چاہتا ہے کہ نئے ملک کو اپنے تصرف مین لاوے۔ الغرض شقہ اوسکی طلبی مین روانہ کیا۔
وہ یہ حکم پہنچتے ہی روانہ ہوا۔ جبکہ لشکر کے متصل پہونچا تو بسبب اس کی کہ شام ہو گئی تہی قریب دو کوس کی لشکر
سے اپنی سپاہ کو لیکر اوترا اور چاہا کہ صبح کو حضور مین حاضر ہو مختار الدولہ نے موقع پاکر حضور مین عرض کیا
کہ میر افضل بسبب اوس کاوش کے جو مجہسے رکہتا ہی لشکر سے علیحدہ اوترا ہے اور چاہتا ہی کہ وہ باقی
تنخواہ کا سوال و جواب کرے۔ جواب ملا کہ تم جاؤ اور دہ جا لے بموجب حکم کے مختار الدولہ نے بجلی تا
سے میر افضل کی سپاہ کے چارون طرف نواب کی ساری فوج اور توپخانہ جما دیا اور قبل اس کے کہ میر
افضل کی فوج بیدار ہو اوہر سے آتشباری شروع ہو گئی ظہر تک ہنگامہ جدال و قتال گرم رہا جبکہ
سپاہیان میر افضل نے دیکہا کہ ڈیڑہ لاکہہ کے قریب پیادہ و سوار اور توپخانہ ہمکو گہیرے ہوئی ہی تو
بہاگنے لگے میر افضل اپنی دو تین بہائیون کے ساتہ آمادہ مرگ کہڑا رہا اوس وقت مختار الدولہ نے
عبد الرحمن خان قندہاری کو قسم کہا کر بہیجا کہ میر افضل کو کسیطرح کی اذیت نہ پہونچیگی وہ حاضر ہو جاوے
خان موصوف میر مذکور کو لایا۔ مختار الدولہ نے کہلا بہیجا کہ تمنے کسلئے بے سبب ہمت بہادر سے پرخاش
کی بہی جواب دیا کہ راجہ جہاؤ لال کے خط سے معلوم ہوا تہا کہ بے سبب ہمت بہادر نے میری شکایت
حضور مین لکہی ہے۔ جب یہ جواب مختار الدولہ کی پاس پہنچا تو اوس خط کو میر مذکور سے منگا کر

مضبوط مین پیش کردیا۔ بسنہ ۱۱۹۰ ہجری مین نواب نے چھاؤلال کو قید کردیا۔ چھاؤلال شجاع الدولہ کے عہد مین نوکر ہوا تھا نواب آصف الدولہ کی خدمت مین مقرب ہوگیا۔ اوسکی گرفتاری کے بعد دیوانی نواب کی ارفع علی میان بسنت کو ملی اور پہلے سے بھی چھلنگے اوسکی سپرد تھے

محبوب علیخان خواجہ سرا کا مقہور ہونا۔ اور لطافت علی کا حال

سیر المتاخرین مین لکھا ہی کہ شجاع الدولہ کے سردار ایسی ایسی حرکات دیکھ کر اپنی اپنی فکر مین مصروف تھے چونکہ اب ہندوستان مین نوکری تو ہی نہین تھی اور نہ کوئی ایسا رئیس مقتدر رہا تھا بہرحال اوقات بسری کرتے تھے منجملہ اونکے محبوب علیخان خواجہ سرا جو شجاع الدولہ کیطرفسے کوڑے اور اٹاوہ کا حاکم تھا اور کسیقدر صاحب جرات وغیرت بھی تھا صاحبزادے کے اطوار سے نہایت متحیر تھا کہ کیا کرنا چاہیے لیکن فوج اور عمدہ سامان جنگ اوسکی ساتھ تھا اوس کے پیادونکی رجمنٹ کا نام برق انداز تھا مع پیادہ و سوار کے اوس کے پاس دس ہزار آدمیونکی جمعیت تھی۔ اور کوڑے و اٹاوہ کے اطراف مین حسب الحکم شجاع الدولہ نہایت کروفر کے ساتھ بسر کرتا تھا۔ آصف الدولہ کو اوس کا بھی استیصال مدنظر ہوا۔ اور یہ خیال ہوا کہ نکل نہ جاوے یا اپنے چند لوگونکے ساتھ حاضر حضور رہے۔ یہ حال محبوب علیخان کو بھی معلوم ہوگیا اوسنے یہ ارادہ کرلیا کہ جب آصف الدولہ ظاہر ظہور کوئی بات اوس کے خلاف کرینگے وہ بھی نمکحرامی کا داغ لگا کر نجف خان سے جا ملے آصف الدولہ نے مخفی مسٹر جان برسٹو سے اوس کے استیصال کے باب مین مشورہ کیا تو اوس نے انگریزی تین چار پلٹنین چند کپتانونکی ماتحتی مین مقرر کرکے محبوب علیخان کی تنبیہ کے لیے بھیجین۔ اور یہ اسطرح بھیجین گئین کہ جسکا منشا ظاہر مسافرت معلوم ہوتا تھا۔ یہ لشکر محبوب علی خانکی سپاہ کے قریب رہگذری کے بہانے سے پہنچا دیا گیا۔ اور کپتانون نے محبوب علیخان سے ملاقات کی محبوب علیخان نے بازدید کی اور وہ ملتے ملکر شہر مین اپنے مکان کو چلا گیا۔ فوج و توپخانہ شہر کے باہر چھوڑا۔ بعد تین چار روز کے انگریزی کپتانون نے پچھلی رات کے وقت نہایت احتیاط کے ساتھ اپنی فوج اور توپخانہ تیار کرکے کوچ کیا۔ اور صبح ہوتے ہی محبوب علیخان کے سر پر جا پہنچے وہ لوگ بالکل بے خبر تھے کوئی قضاے حاجت کو گیا ہوا تھا کوئی کہین کسی کام مین مصروف تھا کوئی سوتا تھا۔ کوئی جاگتا تھا۔ محبوب علیخان کی سپاہ بالکل تیار نہ تھی صرف چند تلنگے پہرے پر موجود تھے وہ حسب قاعدہ مزاحم ہوتے۔ انگریزی فوج نے چھینا اور

ایک گولے کے صدمے سے پہنچکر میدان مین کہڑی ہوئی اور اب انگریزی سپاہ کے افسرون نے یہ کہا کہ ہم فلان طرف جاتے ہین اوسکی راہ تمہارے لشکر کے درمیان مین ہی۔ محبوب علی کی سپاہ نے منع کیا۔ اور اونہون نے کچہہ نہ سنا لڑائی ہوئی اور ہر کچہہ تیاری تو تھی نہین انگریزونکی ایک باڑھ نے بہتونکو بچادیا باقیماندہ متشوش ہوکر مفرور ہوئے۔ لشکر کے بچون نے مال و اسباب بر باد صاف کیا۔ اور جو کچہہ بچا ضبطی مین آیا۔ انگریزی افسرونمین سے کپتان وقل کام آیا محبوب علی خان اس خبر کو سنکر سخت متحیر ہوا چونکہ بروقت ملاقات عہد و پیمان ہوچکا تھا اون کپتانون سی رخصت ہوکر مع اسباب کے آصف الدولہ کے حضور مین حاضر ہوا۔ نواب اس کا حاضر ہونا چاہتے ہی تہے بہت خاطر کی۔ مگر آخرکار یہ بھی یہانسے خارج کیا گیا۔ اور نجف خان کے پاس چلاگیا۔ لطافت علی خواجہ سرا جو ایک برگیڈ کا مالک تہا اس حال کو دیکھ کر باہر نکل جانیکی راہ ڈہونڈہنے لگا۔ چونکہ ہمیشہ سے یہ مقرر تھا کہ کچہہ فوج شجاع الدولہ کی سرکار سے بادشاہ کی [illegible] مین حاضر رہتی تھی اور ایک شخص سوال و جواب کے لئے بادشاہ کے پاس رہاکرتا تھا اوسنے اسکو غنیمت جانا اور کارسازی کرکے بادشاہ کی پاس مع پانچ پلٹنون کے چلاگیا اور مرزا نجف خان وغیرہ سے موافق ہوکر آجتک کہ ۱۲۰۰ ہجری ہے دلّی مین بسر کرتا ہے۔

نواب آصف الدولہ اور اونکی والدہ مین عہدنامہ مقرر ہونا

مولوی ذکاءاللہ صاحب لکہتے ہین کہ شجاع الدولہ کو مرے ہوئے بہت دن نہین گذرے تھے کہ نواب آصف الدولہ نے اپنی مان کو بہت تنگ کرکے ۲۶ لاکہہ روپیہ لیکر اوڑادیا اور بیس لاکہہ روپیہ اور مانگنے لگے بلکہ اونہون نے یہانتک ارادہ کیا کہ جو علاقہ اونکی مان اور دادی کے پاس ہی وہ چہین لین۔ [illegible] مین بہو بیگم نے گورنر جنرل کے یہان نالش کی کہ اون کا ۲۶ لاکہہ روپیہ تو نواب نے اس بہانے چہین لیا کہ سرکار کمپنی کا روپیہ دینا نہایت ضروری ہی۔ اب دوبارہ تیس لاکہہ روپیہ وہ اور مانگتے ہین اور سرکار کمپنی کو عہد و پیمان کے موافق دینا ناگزیر ہی۔ اگر وہ نہ ادا کیا جاویگا تو مین تباہ ہو جاونگا۔ بیگم نے لکہا کہ مین اپنے بیٹے کے ہاتھ سے بہت تنگ ہون۔ اسپر انگریزون نے بیچ مین پڑکر ۹ شعبان ۱۱۸۹ ہجری مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۷۷۵ع کو ایک عہد وثیق بیگم کے ساتھ کیا کہ بالفعل بیگم یہ تیس لاکہہ روپیہ اونکو دیدین۔ اور نواب نے یہ اقرار لکہدیا کہ مینے اپنی والدہ سے تیس لاکہہ روپیہ بابت قرضہ حال

[illegible] دیکہو [illegible]

اور چھبیس لاکھ روپیہ بابت قرضۂ سابق کے کچھ نقد اور کچھ اسباب اور جواہرات اور ہاتھی اور اونٹ وغیرہ ورثۂ پدری لیا اور اب کچھ دعوے میرا اونپر باقی نہین رہا یہ سب مینے افسران انگریزی کے ذریعہ سے لیا اور اب مطالبہ زیادہ اس سے ترک کیا اور مین یہ بھی وعدہ کرتا ہون کہ اپنی والدہ سے مزاحمت بہ نسبت جاگیر اور گنجات اور بارہ دری اور باغات اونکے ال اودہ فیض آباد کے جو اونکو نواب مرحوم نے دیا نکرونگا۔ اور اونکی حین حیات اونکو قابض ان سب پر رہنے دونگا۔ اور جب تک میری والدہ زندہ رہینگی اوسوقت تک مین اونکو ان سب کی نسبت دق نکرونگا۔ وہ اپنی جاگیرین اپنی ملازمین کی معرفت تحصیل کرین مین اونکو نہ روکونگا اگر میری والدہ حج کرنے جائین تو اونکو اختیار ہی جسے چاہین اپنی جاگیر وغیرہ مین بطور مہتمم چھوڑ جائین یہ کلیۃً اونکے اختیار مین ہی۔ مین اوسمین مزاحم نہونگا خواہ وہ یہان رہین یا حج کو جائین یہ سب جاگیر وغیرہ اونکی قبضہ مین مفوض ہوگی۔ اور کوئی شخص اوس سے مزاحم ہوگا جس کسی کو میری والدہ مہتمم جاگیر وغیرہ قرار دینگی اوسکی مین مدد اور حفاظت کرونگا۔ اور جب وہ حج کو جائین تو اونکو اختیار ہی جس ملازم مرد و عورت کو چاہین اور جو اسباب چاہین اپنے ہمراہ لے جائین مین مزاحم اوس کا نہونگا اور مین کچھ وقت کسی قسم کا مطالبہ کرکے جواہر علیخان اور بہار علیخان اور نشاط علیخان اور شکوہ علیخان اور تحویلدارنیون کو نہ دونگا۔ میری والدہ کو اختیار رہے اپنی جاگیر وغیرہ مین جو چاہین کرین وہ مالک ہین ان شرائط کے لحاظ رکھنے کی باب مین خدا اور اوسکے رسول اور دوازدہ امام اور چہاردہ معصوم اور سرداران انگریزی کو گواہ دیتا ہون۔ سرداران انگریزی اس قولنامے مین شریک میرے ہین۔ دوسرے یہ کہ مین زر قرضہ اپنی مان سے طلب نہ کرونگا۔ میرا کچھ دعوے اب اونپر نہین ہی۔ اور مین ہرگز اس عہدنامہ سے انحراف نہ کرونگا۔ اگر مین احیاناً خلاف ورزی اس عہدنامہ کی کرون تو یہ تصور کرنا چاہئے کہ مین سرداران انگریزی کمپنی سے منحرف ہوگیا۔ سرکار انگریزی طرفین کی ضامن ہوئی

نواب آصف الدولہ کو شاہ عالم بادشاہ کے ہانسے خلعت وزارت حاصل ہونا۔ نواب کا بادشاہ کے حضور مین زر نقد اور اسباب اور چتر و تخت بھیجنا

مولوی ذکاءاللہ صاحب تاریخ ہندوستان مین لکھتے ہین کہ نواب آصف الدولہ اودہ مین نوابی

کرتے تھے خزانہ اونکا خالی تہا۔ سپاہ کی تخفیف کرنا چاہتے تھے۔ ماؤنین اونکی بڑی بیگمین۔ گھر مین بھی فساد تہا باہم بھی۔ ملک مین بد نظمی ہو رہی تہی۔ غرض ایسے ہنگامے برپا ہو رہے تھے کہ جس سے نواب کو خود اندیشہ اور رفیق انگریزون کو خوف تہا۔ سنہ ۸۴ء کے موسم سرما مین یہ افواہ اوڑی کہ شاہ عالم اور مرہٹے اور روہیلے اور سکھ مرزا نجف خان کے رفیق بن گئے ہین۔ آصف الدولہ پر حملہ کرنے کو چلے آتے ہین۔ گورنر جنرل صاحب نے نواب کو سمجھایا کہ وہ نجف خان سے آشتی کرلین جس سے یہ مصیبت سر سے ٹلے۔ آصف الدولہ کو ابتک وزارت کا خطاب بادشاہ کے یہان سے ملا تہا۔ اگرچہ اوس کا ملنا نہ ملنا برابر تہا۔ مگر وہ اوس خالی خطاب کے لئے بیتاب تھے مختار الدولہ نے مجد الدولہ سے سازش کر کے اپنے خاص ذریعہ سے خطاب و خلعت وزارت منگانے کا بندوبست کیا۔ پیشکش اور پانچہزار سپاہ بادشاہ کے پاس بطور کمک بہیجکر یہ خطاب حاصل کیا چنانچہ خلعت وزارت مع جواہر اور قلمدان طلائی مرصع اور فیل و اسپ خاصہ کے آصف الدولہ کے لئے بادشاہ کے ہان سے روانہ ہوا۔ یہ خلعت قطب الدولہ اور راجہ دیارام کے حوالے ہوا تہا بادشاہ نے ان دونون شخصون سے فرمایا کہ اول اس خلعت کو ذو الفقار الدولہ مرزا نجف خان کی پاس لیجاؤ اوس کے صوابدید کے بعد آصف الدولہ کی پاس پہنچاؤ۔ اور یہ بات ذو الفقار الدولہ کی عزت افزائی کے لئے کی گئی تہی۔ چنانچہ قطب الدولہ اور دیارام نیاز علی خان کے ساتھ جو آصف الدولہ کی طرف سے اس سوال و جواب کے لئے آیا تہا اوس کے پاس خلعت لیکر پہنچے جو اون دنون ڈیگ کے محاصرے مین مصروف تہا۔ پھر قطب الدولہ اوس سے رخصت ہو کر اودہ کو روانہ ہوا۔ جب آصف الدولہ کی قیامگاہ کے قریب پہونچا تو مختار الدولہ نے مع حشم و خدم کے استقبال کر کے قربان بازی برپا کی۔ اور نواب نے بہی استقبال کیا۔ اور خلعت پہنکر جوادا کے خطاب سے معزز ہوئے۔ اور اس عطیہ کے شکرانے مین محفل آراستہ کی اوسی دن مختار الدولہ مارے گئے[1] وزیر نے ایک لاکہہ روپئے اور ہر قسم کے تحف و ہدایا اور اسباب و سامان مع چتر اور تخت رواں کے مرزا خلیل اور نیاز علی خان کی معرفت بادشاہ کو بہیجے۔ اور قطب الدولہ کو خلعت ملبوس اور سرپیچ جواہر اور جیغہ مکلل اور مالای مروارید اور ایک ہاتھی اور آٹھ ہزار روپئے دئے۔ اور راجہ دیارام کو بھی خلعت دیا۔ اور داد نکلے

---

[1] دیکھو مراۃ آفتاب نما۔ ۱۲

رفقا کو علی قدر مراتب دوشالے عطا کیے۔ اور بادشاہ کے پاس رخصت کیا اور ذوالفقار الدولہ کے لیے اپنی نیابت کا خلعت مع فیل و عماری زر اور سائبان اور زربفت کی جھول اور سپر بھیجا اور مجد الدولہ کے لیے دو ہاتھی اور ایک گھوڑا روانہ کیا۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مختار الدولہ نے ایک خلعت آصف الدولہ کے لیے شاہ درانی سے بھی حاصل کیا۔ اور دونوں بادشاہوں کے پاس سے مختار الدولہ کو بھی خلعت ملے۔ تاریخ مظفری سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عالم نے آصف الدولہ کو مسند نشینی کے بعد ہزبر جنگ خطاب دیا تھا۔

مختار الدولہ کے قتل کے لیے سازش ہونا اور اوس کا کھل جانا

جس زمانے میں کہ مختار الدولہ قتل ہوئے تو یہ بات مشہور ہوئی تھی کہ نواب آصف الدولہ کے خاص اشارے سے مختار الدولہ مقتول ہوئے۔ تاریخ مظفری اور ملخص التواریخ اور فرح بخش اور سیر المتاخرین سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نواب آصف الدولہ کی اون کے قتل پر مرضی تھی مگر بعض صاحب کہتے ہیں کہ یہ بات محض افترا ہے۔ مؤلف عماد السعادت بھی لکھتا ہے کہ جب نوبت مرزا محمد امین بن مرزا محمد یوسف کو پہنچی نے آصف الدولہ سے عرض کیا کہ میں مختار الدولہ کو درمیان سے اوٹھاتا ہوں تو نواب ممدوح نے اجازت نہ دی اور نواب سالار جنگ سے بھی جنکی بیٹی مختار الدولہ کے فرزند سے منسوب تھی ایک دن سمجھانا تو نواب وزیر نے پوچھا کہ مختار الدولہ کے قتل کے باب میں کیا حکم ہے۔ اوس وقت بھی آصف الدولہ راضی نہ ہوئے۔ اگر آصف الدولہ کو مختار الدولہ کا موقوف کرنا منظور ہوتا تو کون روک سکتا تھا۔ پھر قتل کرانے کی کیا وجہ تھی بعض اہل تحقیق نے اس واقعہ کی اصلیت یوں بیان کی ہے۔ اور یہ حال اون لوگوں سے زبانی سنا ہے جو اوس وقت میں ریاست میں اقتدار رکھتے تھے کہ مختار الدولہ [illegible] نشو و نما کے بعد ایران سے آئے تھے۔ نشۂ شراب غرور و نخوت جوانی زمانہ ایران کی آنکھوں میں چڑھا ہوا تھا اکثر منہ سے [illegible] کہتے تھے۔ امرا سے نہایت کج ادائی کے ساتھ ملاقات کرتے تھے۔ باقی ملازمان نواب وزیر بھی اون کی نظروں میں کب جچتے تھے۔ راجہ جھاؤ لال اور بسنت علی خاں نے ایک دن نواب وزیر سے عرض کیا کہ ہم لوگ جو حضور کے ساتھ

بزمِ شراب گرم کرتے ہیں تو یقین ہے مختار الدولہ ہم کو آبِ شمشیر سے سرد کرینگے جبتک وار خالی گیا۔ مکرر پھر عرض کیا کہ کروڑ روپیہ کا محاسبہ مختار الدولہ سے لینا چاہیے اسپر بھی نواب نے التفات نکیا جب کسی شمشیر تدبیر نے جوہر نہ دکھایا تو انہوں نے یہ مشورہ قرار دیا کہ جبوقت بندگان عالی بستر خواب سے آنکھ کھولتے ہیں تو مختار الدولہ آتے ہیں اور نواب انکی صورت دیکھکر آنکھ کھولتے ہیں اور کمپنیاں سلامی کے واسطے دولت خانے کے اندر آتی ہیں بہتر یہ ہے کہ اوس دم مختار الدولہ کے گولی ماردیجائے۔ نواب وزیر کو اس مشورہ پر اطلاع نتھی مرزا حسن رضا خاں سرفراز الدولہ بھی اس مشورے میں شریک تھے۔ اور انسے اور مختار الدولہ سے قرابت تھی۔ اور صورت اس قرابت کی یہ ہے کہ نواب علی مردانخاں شاہجہانی کے پوتے نواب کلب علیخاں کی چند لڑکیاں تھیں اون میں سے ایک لڑکی مرزا حسن رضا خاں سے بیاہی تھی ایک لڑکی مینڈو بیگم سید صاحب ابن سید مصطفیٰ المخاطب مصطفوی خاں سے منعقد تھی اس مینڈو بیگم کی ایک بھتیجی پیاری بیگم نامی مختار الدولہ کی زوجیت میں تھی۔ اس قرابت قریبہ کی وجہ سے مرزا حسن رضا خاں نے مختار الدولہ کو اون کے منصوبہ قتل سے اطلاع دی بلکہ مدت تک یہ بار گراں پیاری بیگم و اقبال الدولہ زوجہ و پسر مختار الدولہ کی گردن پر رکھا کہ مینے مختار الدولہ کو قاتلوں کے ہاتھ سے بچایا ورنہ اوسی وقت کام تمام ہوچکا تھا۔ غرض یہ کیفیت سنکر مختار الدولہ اندیشہ مند ہوئے اور صبح کے وقت نواب کے پاس نہ گئے دو مرتبہ سرکاری عصابردار بھی بلانے کے لیے آیا مختار الدولہ نے کسل طبیعت کا عذر کردیا جب تیسری بار عصابردار یہ پیام لایا کہ جو طبیب علاج تمہارے گھر میں مہیا ہے وہ یہاں بھی موجود ہے۔ مناسب ہے کہ جلد آؤ جناب عالی تمہارے انتظار میں ابھی تک خوابگاہ سے برآمد نہیں ہوتے تو مختار الدولہ نے مجبور ہوکر چھ سات سو سوار کارگذار اور اکثر عزیز واقارب اپنے ساتھ لیے اور پہلے مسٹر جان برسٹو رزیڈنٹ کے پاس گئے کہ اون کو فی الجملہ اپنی کیفیت سے مطلع کریں۔ یہ معاملہ سفر مقام اٹاوہ میں پیش آیا تھا نواب آصف الدولہ کو جو یہ خبر ہوئی تو وہ بھی سوار ہوکر فی الفور جان برسٹو کے ڈیرے پر پہونچے۔ نواب اور منیب کے پہونچنے میں چند منٹ کا تفاوت واقع ہوا ابھی مختار الدولہ نے باتیں شروع کی تھیں کہ نواب وزیر کی آمد آمد کی خبر ہوئی مختار الدولہ اور صاحب رزیڈنٹ نے استقبال کیا۔ نواب نے مختار الدولہ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہمنے کیا بدی کی تھی کہ تمنے ہمارا دو تین کروڑ روپیہ خراب کیا۔ اور اوسکا حساب نہ سمجھایا۔ مختار الدولہ نے یہ ارشاد سنکر بہ مسٹر جان برسٹو صاحب سے کہوانے کی

اور جواب دیا کہ صاحب میرے ضامن ہین ایک کروڑ دو کروڑ روپئے تک جو میرے ذمہ ثابت ہون مین اوس کے ادا کرنے کو حاضر ہون لیکن جسوقت یہ بات غلط نکلے امیدوار ہون کہ جناب عالی ان مفسدون پردازون کے نام سے اطلاع فرمائین کہ مین استعفادیدہ اونکو لیکر سرکار عالی مین حاضر کرون یا میری دولت خواہی سے خالی نہین۔ نواب نے اوسوقت ہر ایک کا نام بتلا دیا۔ مختار الدولہ نے عرض کیا کہ میری دولت خواہی یہی کہ ایام صاحبزادگی مین کارخانہ سرکار کا جو نہایت ابتر تھا بخوبی انتظام کیا دوسرے نواب شجاع الدولہ سے حضور کی جاگیر کی سند بہتر کی جس سے سرکار کے کارخانے کو خوب رونق ہوئی تیسری مسندنشینی کے وقت سب اعیان ریاست یہ کہتے تہے کہ آصف الدولہ عیاش اور صاحبزادہ مزاج ہین ریاست کی لیاقت نہین رکہتے دولت خواہ نے اوسوقت کرنل کلیس اور مسٹر کنوی کو برخلاف مسٹر ہولر صاحب کے حضور کی مسندنشینی کے لئے آمادہ کیا۔ چوتہے محمد ایلچ خان شاہجہان آباد سے خلعت نہ لاسکا مینے بدولت حضرت روپیہ کے وہانسے خلعت حاصل کر دیا اور بادشاہ قندہار سے بہی خلعت منگا دیا اوسوقت کسی شخص نے خیر طلبی اور دولت خواہی کا دعوے نہ کیا اب جملہ کام پورے ہو چکے تو ہر ایک خیر خواہی بگہارنے لگا۔ بہرصورت ان باتون کا انصاف حضور کے ہاتہہ مین ہے۔ اگر ان باتون پر بہی مزاج عالی مین کدورت ہے تو اس وزارت سے نان جوین ہزار درجہ بہتر ہے زیادہ ہوس نہین جب تک جناب عالی محاسبہ لین مجہہ دولت خواہ کو تکلیف نوکری معاف ہو صاحب رزیڈنٹ نے بہی اقرار ضمانت کیا۔ یہ باتین ہو چکین تو نواب وزیر نے مختار الدولہ کو آغوش لطف مین لیکر فرمایا کہ مین ہمیشہ تم سے رضامند رہا اور اب بہی خوش ہون اور کوئی خلاف خیال نکرو اور اسوقت میرے ساتھ چلکر اپنے مخالفون کو مجہہ سے لو۔ چنانچہ مختار الدولہ کو اپنی خواصی مین بٹہا کر اپنے خیمہ مین لائے ابہی انکی سواری خیمے مین نہ پہونچی تہی کہ بسنت علی خان وغیرہ نے یہ خبر سنلی اور از بس پریشانی نے ہجوم کیا بسنت علی خان تو سلامتی دیکر بہاگ کر اپنی فوج مین جا چہپا۔ اسیطرح اور بہی روپوش ہو گئے فقط راجہ جہاؤلال کی شامت سر پر سوار تہی حاضر رہا۔ اوسکو نواب نے بلا کر مختار الدولہ کے حوالے کیا اور فرمایا کہ اس کو قید رکہو۔ مختار الدولہ نے جہاؤلال کو ایک خیمے مین قید کر دیا۔ فقط اسی قدر ممانعت کی قلمدان اور ہتہیار اس کے پاس نہ جانے پائین۔ اور پہرہ سر پر رہے۔ اسکی سوا عمدہ کہانا۔ اور کپڑون اور ناچ گانے مین کوئی فتور نہ تہا۔ دوسرے روز بسنت علی خان کلام اللہ ہاتہہ مین لیکر مختار الدولہ کے پاس گیا۔ اور قسم کہائی کہ مجہکو اطاعت کے سوا کوئی بات منظور نہین مختار الدولہ نے کلام مجید اوس کے ہاتہہ سے لیکر خلعت دیا۔ اور فرزند خوانده بنایا۔ ایک ہفتہ تک

یہ معاملہ اسیطرح دبا رہا کوئی صدا نہ اوٹھی

مختار الدولہ اور بسنت علیخاں خواجہ سرا کا مارا جانا ۔ اور سعادت علیخاں کا بدنامی اُٹھانا

یمین الدولہ سعادت علیخاں جو بیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ شجاع الدولہ کے عہد سے بریلی کے انتظام میں مصروف تھے ۔ اور اس عہد حکومت میں مختار الدولہ نے جان برسٹو سے اجازت لیکر اونکو اوس کام سے معزول کرکے بلا لیا تہا ۔ یہ نہایت مدبر تھے جکام کمپنی کے ساتھ خط و کتابت جاری ہتی ۔ لیاقت و دانائی کی وجہ سے شجاع الدولہ کی جملہ اولاد میں ممتاز تھے ۔ اور علاوہ تفضل حسین خاں اونکی آتالیقی میں رہتے تھے ۔ سعادت علیخاں بھی اثناوے میں نواب وزیر کے ہمراہ تھے ۔ اور سلطنت کی تمنا دامنگیر تھی ۔ اونہوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ جب تک مختار الدولہ کے عروج پر پانی نہ پھرے گا گوہر مدعا کا ہاتھ آنا دشوار ہے ۔ بسنت علیخاں سے موافقت پیدا کی ۔ اور بسنت علیخان و جہاولال سے اودہ کی نیابت دینے کا وعدہ کیا ۔ اور مختار الدولہ و آصف الدولہ کے قتل کرنے کی فکر کی ۔ راجہ جہاؤلال و مفضل علی و طالب علی و خیالی خاں و مراد علی و نور الدین اس کام پر مامور ہوئے ۔ اور میر باقر اور یوسف خاں جو محمد بشیر کے ساتھ والوں میں تھے اونہوں نے بھی شراکت کی ۔ اور تفضل حسین خاں بھی اس سوال و جواب میں مشیر و شریک تھے ۔ بسنت علی خاں نیابت کی امید میں ہمہ تن اس کام میں مصروف تھا ۔ اور آگے سے زیادہ حاضرباشی مختار الدولہ کے پاس شروع کی بظاہر دوست صادق اور جان نثار بنا[1] ۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ بسنت علی خاں خواجہ سرا کہ جو شجاع الدولہ کا نہایت معتمد علیہ تہا اور فی الحقیقت جرأت سے خالی تہا مختار الدولہ سے ہمسری کرکے اطاعت نہیں کرتا تہا ۔ اسلئے تکرار باہم گرما جاتی ہوئی اور وسائل [illegible] ایک صفائی ہوئی ۔ اسی ضمن میں ایکمرتبہ ایسی رنجش بڑہی کہ آمیزش کی صورت نہوئی ۔ آصف الدولہ بھی دل میں بسبب خود مختاری مختار الدولہ کے جو مسٹر جان برسٹو سے متفق تھے

---

[1] دیکھو ضمیمہ نمبر ۱۲

آزردہ ہوکر اونکے معزول کرنے اور قتل کرنے کی فکر میں ہوئے۔ بسنت علیخاں خواجہ سرا جنرل اِس بات کو پاگیا تھا کہ مختار الدولہ کو کسی طرح سے مارکر آصف الدولہ کا مورد عنایت ہو اور باطناً مرزا سعادت علیخاں سے سازش کی کہ جب بندہ مختار الدولہ کو مارکر آئے تو تم مع چند ہمراہیوں کے سوار ہوکر پہونچ جانا بندہ آصف الدولہ کے پاس پہونچکر اون کا کام بھی تمام کردے گا اور آپ کو مسند ریاست مل جائیگی جب یہ منصوبہ طے پاگیا تو بسنت علیخاں نے از سرِ نو مختار الدولہ سے براہ مکر و فریب ملاپ کیے۔

اور فرح بخش میں لکھا ہے کہ مختار الدولہ کو نیابت حاصل ہوئے عرصہ نہ گذرا تھا کہ اعیان سلطنت کے استیصال پر کمر باندھی اور بتدریج ہر ایک کو برباد کردیا۔ اور جو ہاتھ لگا اوسکو قید کرکے بڑی سختی اور عذاب کے ساتھ ہلاک کیا۔ اول جو شخص اونکے پنجے سے اپنی جان بچا لیگیا وہ ایلچ خاں ہے کہ رنگ صحبت بدلا ہوا دیکھ کر حصول خلعت وزارت کے بہانے سے دہلی کو چلا گیا۔ اور مختار الدولہ کی دراندازی کی وجہ سے بادشاہ کے ہاں سے بدون حصول خلعت اکبرآباد کو نواب ذوالفقار الدولہ کی حمایت میں چلا گیا۔ دوسرا محمد بشیر ہے کہ جب اوس نے دیکھا کہ مختار الدولہ میری بربادی کے درپے ہیں۔ تو بیجر گڑھ علاقہ نجیب آباد سے کنارہ کشی کرکے اکبرآباد کو چلا گیا۔ تیسرا نواب گرگو شاہین ہے کہ وہ اٹاوے سے ہند کے انتظام کا بہانہ کرکے آصف الدولہ سے رخصت حاصل کرکے اکبرآباد کو چلا گیا۔ اور بہند کو جلا کر اور لوٹ کر ذوالفقار الدولہ کے پاس پہونچا۔ سکندرہ فتح آباد اور سعد آباد اوسکی جائداد میں ذوالفقار الدولہ نے مقرر کیا۔ انقلاب روزگار دیکھیے کہ تھوڑے دنوں سے نواب آصف الدولہ کے مزاج میں مختار الدولہ کی طرف سے کدورت آگئی تھی۔ اور مختار الدولہ کی طرف سے بھی روز بروز وہ حرکات جو آصف الدولہ کی رنجش اور خفگی کا باعث ہوئیں ظہور میں آتی تھیں۔ اور آثار نافرمانی صادر ہوتے تھے نواب اونکی حرکات و سکنات سے تنگ آگئے تھے۔ اسلیے اونکی گرفتاری و قتل کے درپے تھے بسنت علیخاں جو نواب آصف الدولہ کا رازدار رہتا اونکے ارادے اور منشا پر مطلع ہوکر مختار الدولہ کے قتل پر آمادہ ہوگیا۔ بلکہ خاص آصف الدولہ کی اجازت[1] سے اس کام پر مستعد ہوا۔

اور مختار الدولہ کی دعوت بہ عداوت مقرر کی اور ۲۷ صفر سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو چہارشنبہ کے دن کہ آخری چہارشنبہ تھا اوس نے سامان دعوت تیار کرکے مختار الدولہ کو نیوتہ دیا۔ اور ارادہ سے یہ چاہا کہ

ہند کے انتظام کا بہانہ کرکے آصف الدولہ سے رخصت حاصل کرکے چلا گیا۔

---

[1] جیسا کہ فرح بخش اور تاریخ مظفری سے ثابت ہے ۱۲

١٠

اول صبح سے آکر دونوں وقت کا کھانا نوش کریں اور آخر شب بعد تماشاے رقص و سرود و آتشبازی کے واپس دولتخانہ ہوں۔ چونکہ موت نزدیک آگئی تھی مختار الدولہ نے منظور کیا ان دنوں آصف الدولہ اٹاوے میں مقیم تھے۔ بسنت علیخان نے عمدہ عمدہ کھانے پکوائے مختار الدولہ دربار میں آکر آصف الدولہ سے رخصت ہوئے۔ اور بسنت علیخاں کے ڈیرونکی طرف روانہ ہوئے مختار الدولہ کے بعض ہوا خواہوں نے منع کیا کہ وہاں نہ جانا چاہیئے۔ لیکن قضا نے آنکھوں پر غفلت کے پردے ڈالدیئے تھے کچھہ سماعت نہ کی۔ دشمن جانی دوست صادق نظر آتا تھا بسنت علیخاں نے اوس وقت بعض اپنے مخلصوں کو کہ اون میں سے میر قدرت اللہ کے دونوں بھانجے مراد علی اور لطف علی تھے مطلع کیا کہ قتل مختار الدولہ کا عزم ہے۔ جب مختار الدولہ بسنت علیخان کے گھر پہنچے تو اوس نے دروازہ تک استقبال کیا۔ اور نہایت تواضع کے ساتھ سواری سے اوتار کر مسند پر لا بٹھایا جمعیت جلو اور سواری کی ہمراہ تھی مختار الدولہ نے اوسکو رخصت کردیا وہاں پر سواے چند طوائفوں کے اور کوئی نہ تھا۔ اور جالو طوائف بھی جو مختار الدولہ کی مرغوب تھی وہاں موجود تھی اور سونا و گمن قوال جو نہایت خوش گلو تھے حاضر ہوتے۔ بسنت علی خان نے اول عمدہ عمدہ کھانے کھلائے۔ اس زمانے میں گرمی شدت سے پڑتی تھی۔ اور لو چلتی تھی۔ لشکر میں اکثر امیروں نے تہ خانے بنوائے تھے۔ بسنت علی خاں نے بھی ایک تہ خانہ بنوا کر فرش و اسباب وغیرہ سے آراستہ کیا تھا جب دھوپ تیز ہوئی مختار الدولہ کو تہ خانے میں چلنے کی تکلیف دی۔ اونکا جام حیات لبریز ہو چکا تھا اونہیں بسنت کی خبر تو تھی نہیں اپنے پیروں سے قبر میں اوترے۔ غرضکہ دربار کی کپڑے اوتار کر آرام تمام استراحت فرمائی۔ اور اونکی محبوبہ دلنواز کو بھی حاضر کیا۔ دور ساغر کا رنگ جما بعض اقربا سے مختار الدولہ ہوتے۔ سیر المتاخرین سے کہتے تھے کہ شراب میں زہر ملایا تھا اگر نہ مارتے تو بھی زہر سے مرجاتے۔ جب دوپہر ہوئی مختار الدولہ نے بعض خدمتگاروں کو بھی رخصت کرکے ارادۂ خواب آخرت فرمایا یہانتک کہ کوئی پاس نہ تا شراب کی زیادتی کی وجہ سے مدہوش تھے۔ فرح بخش میں لکھا ہے کہ جب وہ سو گئے تو راجہ جھاؤ لال کے منشاؤں نے بسنت علی خانکے ایما سے چھری سے کام تمام کردیا۔ اور سیر المتاخرین میں ہے کہ میر مراد علی اور اوسکے بھائی نے مع دو تین اور ہمراہیوں کے منکر و نکیر کی صورت تہ خانے میں آکر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اونکی مقتول ہونے کی تاریخ تتمیہ کے ساتھ یہ ہے ۵ مرتضی خاں شہید اکبر شد از جفاے

سپہر گرداں شوم ٭ سر قاتل گزشتہ ہاتف گفت ٭ بہر تاریخ سید مظلوم

بعض خدمتگار جو حاضر تھے قتل کے خوف سے جان بچاکر نکل گئے۔ اور خیمے میں خبر پہنچائی۔ بسنت علیخاں خواجہ سرا جو تین کمپنی کے تیار مسلح آصف الدولہ کے پاس آیا اور اپنی فوج کو مع توپخانہ تیار کرایا تھا مخالفوں نے کمپنیوں کو روک لیا اوسے تنہا جانے دیا اوسنے شمشیر برہنہ در دست عین نشہ میں آکر تسلیم مبارکباد عرض کی کہ دشمن حضور[1] کو حسب الحکم قتل کیا۔ آصف الدولہ بیحد مسرور ہوئے[2]۔ مگر ظاہر داری کے واسطے تاکہ مخلوق میں مطعون نہوں غضب آلودہ ہوکر کہا کہ اے نمکحرام تو نے یہ کیا غضب کیا تجھکو کسنے اجازت دی تھی۔ بسنت علی نے نواب کے مزاج کو برہم دیکھ کر عرض کیا کہ راجہ جہاؤلال کے فلاں ہمراہی نے اوس بیگناہ کو مار ڈالا ہے۔ اور تاریخ مظفری میں لکھا ہے کہ بسنت نے یہ جواب دیا کہ کسی کے حکم پر کیا موقوف تھا جبکہ اوسکو آقا کا دشمن پایا مار ڈالا۔ سیر المتاخرین سے معلوم ہوتا ہے کہ بسنت علی کو شمشیر کھینچ دیکھ کر آصف الدولہ نے اپنی جان کے خوف سے کہا کہ شمشیر برہنہ کیوں آتا ہے کیا میرا ارادہ رکھتا ہے اوس نے بغلیں جھانکنا شروع کیں اور دیکھا کہ راجہ نواز سنگھ اور حاجی خان اور چند اشخاص نواب کے پاس مسلح کھڑے ہیں وقت ہاتھ سے جاچکا تھا عرض کیا کیا مجال کہ نمک حرامی کروں آصف الدولہ نے فرمایا کہ شمشیر پھینکدے۔ اوس نے دور ڈالدی۔ جب نہتا ہوگیا تو آصف الدولہ نے لوگونکو اشارہ کیا کہ اسکو قتل کر ڈالیں۔ نواز سنگھ اور ہواس سنگھ اور موتی سنگھ وغیرہ مردم حضوری نے جو بسنت سے دشمنی رکھتے تھے فوراً تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور سر تن سے اوڑا دیا۔ اور قتل کرنے کے بعد گالیاں دیکر پاپوش کاری بھی کی۔ اور نواب وزیر فوراً اوٹھکر خیمے کے بالاخانے پر جسپر کبوتر خانہ نصب تھا پہنچے۔ غلام محمد خاں عرف بڑے مرزا جو بسنت علی خان کا بھانجا مشہور تھا۔ اور بعض نے بھتیجا یا خالو بتایا ہے اکثر دربار میں آیا کرتا تھا قضارا اوسوقت بھی آن پہنچا اور بسنت علی خان کا قتل دیکھ متحیر ہوا۔ بالاخانہ پر پہنچکر اپنی حفظ آبرو کے لئے ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالا اور تلوار کو سونت لیا حاجی خان نے بھی تلوار لیکر بقصد مقابلہ کیا تب بڑے مرزا نے کہا کہ مجھکو کسی سے خصومت نہیں اگر کوئی متعرض نہو یہاں سے آبرو کے ساتھ نکل جاؤں۔ سیر المتاخرین میں بیان کیا ہے کہ آصف الدولہ نے ڈر کر کہا کہ تجھہ سے کسی کو مطلب نہیں باہر چلا جا وہ نکل گیا۔ جب بڑے مرزا بالاخانہ سے نیچے اوترا جونہی کے خاص برداروں نے چاہا کہ بندوقوں سے زد کرلیں۔ نواب نے فرمایا کہ ہمنے اسکو

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲ [2] دیکھو فرحت بخش ۱۲

پناہ دی ہے - تاریخ مظفری میں یوں لکھا ہے کہ جب بڑے مرزا نے سنا کہ بسنت علی خان مارا گیا تو ڈھال تلوار لیکر آصف الدولہ کے ہاں پہنچا - اور بسنت کی لاش کو دیکھکر کہا کہ اسکو کسنے مارا ہے حاضرین میں سے ایک شخص غصے کے ساتھ بولا کہ میں نے مارا ہے بڑے مرزا نے اوسکو وہیں مجروح کیا وزیر نے یہ حال دیکھکر کہا کہ ہمارے سامنے سے چلا جا اوس نے عرض کیا کہ اگر کوئی مجھسے تعرض کریگا تو مجھے بھی کسی سے پرخاش نہیں وزیر نے کہا کہ جا تجھسے کسی کو کام نہیں وہ وہاں سے چلا گیا اور فرح بخش سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے مرزا نے نواز سنگھ کو زخمی کیا اور صحیح و سلامت دربار سے نکلکر اپنے ڈیرے میں آیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے جان و مال کی سلامتی سے اکبرآباد کو ایلچ خاں کے پاس پہنچا - اس عرصے میں بسنت علی خاں کی پلٹنیں جو نواب وزیر کے مقتول ہونے کی منتظر تھیں سراپردے تک آپہنچیں - جب معلوم ہوا کہ بسنت علی خاں مارا گیا اور نواب بالا خانے پر ہیں تو اپنا سا منہ لئے ہوئے پھر گئیں - مگر اوسوقت لشکر میں ایک تلاطم برپا تھا - قریب تھا کہ بدمعاش لوٹ مار شروع کردیں - مگر نواب سب کی تسلی کرتے ہاتھی پر سوار ہوکر خیمے سے باہر نکلے - الماس علیخاں خواجہ سرا جو مختار الدولہ کا معتمد تھا خواصی میں تھا - علامہ تفضل حسین خاں نے یہ تمام سانحہ سعادت علیخاں تک پہنچایا - اور کہا کہ لشکری اس خونریزی کا واقع ہونا آپکے اشارے سے مشہور کرتے ہیں - سعادت علیخاں اس خبر سے پریشان اور اندیشہ مند ہوئے کہ کیا کریں مفت میں بدنام ہوئے - نہ آصف الدولہ سے مقابلے کا مقدور تھا نہ یارائے قیام تھا - لاچار ہوکر ادھی امراؤگر گوسائیں کے خیمے میں پہنچکر مدد چاہی سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ اوس سے سعادت علیخاں نے یہ بھی کہا کہ اگر حمایت کرو اور میرے بھائی کو مسند سے اوٹھا کر مجھکو مسند آرا کرو تو تمہیں بڑے مرتبے پر پہنچادوں ہرکارہ اخبار نے یہ خبر نواب آصف الدولہ تک پہنچائی نواب وزیر جلد سوار ہوکر امراؤگر گوسائیں کے خیمے میں گئے - اور سعادت علیخاں کے آنے کا سبب دریافت کیا گوسائیں نے سخن سازی کی راہ سے قسم کھائی اور کہا کہ مجھکو کسی طرح حضور کے ساتھ دغا منظور نہیں آخرکار نواب آصف الدولہ وہاں سے اوٹھکر جان برسٹو صاحب کے خیمے میں چلے گئے - اور مختار الدولہ کے قتل کے بارے میں کلمات حیرت آمیز کہنے لگے - جان برسٹو صاحب نے بھی بہت افسوس کیا جسوقت نواب آصف الدولہ نے رزیڈنٹ کے خیمے کی طرف رخ کیا گوسائیں نے سعادت علیخاں سے کہا کہ اسوقت آپکی حمایت کرنا انگریزوں سے جنگ مول لینا ہے - بہتر یہ ہے کہ آپ یہاں سے تشریف لیجائیں - نواب وزیر بھی آپ کی طرف سے بدگمان ہیں - اوسوقت علیخاں نے

اوسکی کمر میں ہاتھ ڈالکر کہا کہ اگر تمکو اوس بات سے گریز ہے تو مجھکو کسیطرف حفاظت کے ساتھ بھیجا دو گوشا میں نے کہا کہ یہ بات بھی ہو نہیں سکتی ۔ مگر میں آپکو ایک گھوڑی ایسی دیتا ہوں جو سو کوس راہ طے کر سکتی ہے ۔ نواب سعادت علیخاں اوس گھوڑے پر بیٹھکر مع تفضل حسین خاں وغیرہ چند لوگوں کے بدون مزاحمت کے نکل گئے ۔ اور نجف خاں کی حدود کیطرف روانہ ہوئے ۔ یہاں نوازش علیخاں خواجہ سرا نے مختار الدولہ کی لاش کو تجہیز و تکفین کے بعد آغوش لحد میں سونپا اور وہیں اوس سے دو کوس نکلکر اونکا مقبرہ بنوایا ۔ اور بسنت علیخاں کی فوج کے آدمیوں نے اوسکی لاش کو بڑے کروفر سے اوٹھایا اور خاک میں ملایا ۔ اور کہانے تقسیم کئے ۔ مختار الدولہ نے لکھنؤ میں دریاے گومتی کے پاس جہاں حسن باغ اور سیدوں کا احاطہ تعمیر ہے لاکھوں روپیہ کے مصارف سے مظفر حسین خاں کے اہتمام میں عالیشان عمارات بنوائی تھیں ۔ اور سیدوں کا احاطہ اوس زمانے میں مختار الدولہ کا احاطہ مشہور تہا ۔ اون عمارات میں سے اکثر منہدم ہوگئیں اور کچھ ضبط ہوگئیں ۔ فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے بسنت علیخاں کا علاقہ مرزا حسن رضا خاں اور راجہ جگناتھ داماد راجہ صورت سنگہ کے سپرد کر دیا ۔ اسکے پیشتر چند خزانچی کہ نواب شجاع الدولہ کے عہد میں بسنت علی خاں کی سپاہ کی موجودات اور بخشی گری کا کام کیا کرتا تہا اوسکو راجہ جہاؤ لال نے بسنت علیخاں کی حیات میں ہزاروں بے حرمتی اور ذلت کے ساتھ قید کر دیا تھا ۔ اب اوس سے جہاؤ لال نے مختار الدولہ اور بسنت علی خاں کا تمام مال و اسباب وصول کر کے قید سے رہا کر دیا ۔ مگر ابھی منا لال دیوان بسنت علی خاں قید میں ہے ۔ لالہ عالم چند کہ دیوان کا پیشکار تہا اوس طوفان بے تمیزی سے رہائی پا کر کمپ میں پہنچگیا

سعادت علی خاں کا نجف خاں ذو الفقار الدولہ کے پاس چلا جانا

فرح بخش میں لکھا ہے کہ مرزا سعادت علیخاں خلف شجاع الدولہ ۲۰ ۔ صفر کو مختار الدولہ کے قتل کے دن ڈر کے مارے گھبرا کر اپنے ڈیرے سے نکلکر امراؤ گر کے ڈیرے میں گئے اور حمایت چاہی ۔ امراؤ گر نے تاب و طاقت حفظ و حراست جان و مال مرزا سے موصوف اپنے میں نہ پائی ۔ اور آصف الدولہ کی جوابدہی سے عہدہ برا ہوتا اپنی قوت سے باہر دیکھا

نیکا مرزا مایوس ہوکر گہوڑی راجہ سے لیکر اکبرآباد کیطرف گہبراکر چلے گئے۔ راستہ بہول گئے تو گنواروں نے فتحپور کے پاس اونکا مال و اسباب لوٹ لیا مرزا راہ بہولکر گوہد میں رانا چہتر سنگہ کے پاس پہنچ گئے رانا نے تعظیم و تکریم کی اور ایلچ خان کے پاس اکبرآباد میں بہوبجا دیا۔ جبکہ ایلچ خاں کو سعادت علیخاں کے اکبرآباد کے قریب پہنچنے کی خبر ہوئی تو گہوڑے ہاتہی پالکی اور دوسرے سامان امارت ایک دو منزل پر بہیجکر باوجود علالت کے استقبال کرکے کپڑوں کے خوان اور گہوڑے ہاتہی اور اشرفیاں اور روپیہ نذر کئے۔ اور بہت سا سامان مرزا کے پاس مقرر کردیا۔ اور بڑی خاطرداری کی چندروز مرزا اکبرآباد میں رہے اور مدارالدولہ کی بیٹی سے جو شجاع الدولہ کی زندگی سے اونکے ساتہ منسوب تہی نکاح کیا۔ اور اسکے بعد ذوالفقارالدولہ کے پاس چلے گئے۔ سیرالمتاخرین میں لکہا ہے کہ ذوالفقارالدولہ نے مرزا کے قریب پہونچنے کی خبر سنکر استقبال کیا اور بکمال عزت کی اور کپڑوں اور جواہر کے خوان اور گہوڑے ہاتہی دیے اور دلجوئی کرنے لگا۔ اور آمد و رفت میں بہت سا پاس ادب کرتا اکثر خود جاکر ملاقات کرتا سعادت علیخان کے تکلیف کہینچنے کا روادار نہ تہا۔ اگر اتفاقاً مرزا سعادت علیخاں اوسکے قیامگاہ پر چلے جاتے تو دروازے تک استقبال کرکے اپنی مسند پر بٹہاتا اور خود مودب نیچے بیٹہتا۔ فرح بخش میں بیان کیا ہے کہ نجف خاں نے یہ تجویز کی کہ وزارت کی نیابت سعادت علیخان کرے تے۔ اور غسل خانہ کی داروغگی مدارالدولہ کے لئے اور خانسامانی کی خدمت کرم قلی خان بن منیرالدولہ کے لئے مقرر ہو کہ ایک دن سعادت علیخان اکبرآباد میں اپنی ناکامیابی سے خفا ہوکر دریاے جمنا سے عبور کرکے شاہدرے میں جا اوترے اور ارادہ کیا کہ فوج جمع کرکے بریلی وغیرہ اقطاع روہیلکہنڈ پر قبضہ کرلیں۔ ذوالفقارالدولہ نے اونکے مزاج کی ناخوشی پر مطلع ہوکر کرم قلی خاں کو بہیجکر سعادت علیخان کو سمجہا کر لوٹایا اور راضی و خوش دل کرلیا۔ اور بیانہ وغیرہ تین محال اونکی جاگیر میں مقرر کردئے اور جو پلٹنیں کہ مقابلہ کرنیل پارکر سے کوڑے اور اٹاوے کیطرف سے بہاگ کر آئی تہیں وہ سعادت علیخان کے سپرد کردیں اور آصف الدولہ کو تحریر کیا کہ شجاع الدولہ کے عہد سے اقطاع روہیلکہنڈ سعادت علیخان کے تحت حکومت ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ آپ بدستور وہ ملک مرزا کے سپرد کردیں اگر آپ توقف و تامل کرینگے تو مرزا بہ ارادہ ناصواب کوئی حرکت کرینگے۔ آصف الدولہ نے یہ تحریر دیکہکر ایلچ خان کو جو آصف الدولہ کے پاس لکہنؤ میں پہنچکر نیابت کا کام کرنے لگاتہا

طلب کرکے اوس سے مشورہ کیا اور دریافت کیا کہ سعادت علیخان کے باب میں کیا کیا جاے اور اوسکو ہدایت کی کہ جان برسٹو صاحب پر یہ امر ظاہر کرکے اونسے درخواست کرے کہ وہ اسکا تصفیہ کردیں تاکہ فتنہ خانگی خاموش رہے - ایلچ خاں جان برسٹو صاحب کے ڈیرے پر گیا - اور اوس سے صلاح کی تو اوس نے کہا کہ چند پرگنے سعادت علیخان کی جاگیر میں دیدے جائیں اور نواب بہادر اور مرزا جنگلی کو اونکے پاس بھیجکر منالیا جاے -

ایلچ خاں کا آصف الدولہ کے پاس آجانا اور مختار الدولہ کی جگہ مقرر ہونا

مختار الدولہ کے مارے جانے کے بعد نواب وزیر نے چاہا کہ مہر نیابت اقتدار الدولہ سید محمد خاں بہادر کلاں مختار الدولہ یا سید معزز خاں اونکے منجھلے بہائی کے تفویض کریں - مگر اونھوں نے قبول نہ کیا اس عرصے میں انور علی خاں خواجہ سرا جس کا خطاب اخبار الدولہ تہا امور نیابت کو سرانجام دیتا تہا کچھ دنوں کے بعد مہر نیابت سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خاں کے سپرد ہوئی - لیکن یہ حرف ناآشنا تہا معاملہ فہمی کی قوت نہ تھی اسلئے انگریزوں نے اس بھاری عہدہ پر اسکا تقرر تسلیم کرنے میں تامل کیا جبکہ کوئی نیابت کے لایق نہ پایا گیا تو ایرج خاں کا ذکر ہوا - جو شجاع الدولہ کے مرنے کے بعد مختار الدولہ کی معاونت کی وجہ سے خلعت وزارت لانے کے بہانے سے نکل گیا تہا - اور بہت روز سے اکبرآباد میں تہا مرزا نجف خاں کی طرف سے یہاں کا صوبہ تہا اوس زمانے میں نجف خاں اس خیال سے کہ ایرج خاں کے پاس پچاس لاکھ روپیہ ہے - اوس سے لے لیا چاہتے ڈیگ سے اکبرآباد کی طرف آرہا تہا - سعادتعلیخان اوس کے ساتھ تھے ابھی منزل مقصود تک نہ پہنچا تہا کہ آصف الدولہ نے دلجوئی کے مضامین کے پروانے اوس کے پاس بھیجے اگرچہ ایلچ خاں اکبرآباد سے چلا جانا خدا سے چاہتا تھا - کیونکہ نجف خاں کے روپیہ طلب کرنے سے وہ ہمیشہ اوس سے طلب کرتا رہتا تہا تنگ آگیا تہا - مگر اوسکو آصف الدولہ کی تحریر پر اعتماد نہ تہا - مسٹر جان برسٹو نے حفظ آبرو کا وعدہ چاہا - جب اوسکی تحریر پہونچی تو

دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

غنیمت جان کر ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو مع عیال و اطفال اور سامان اور مرتضی خاں بڑیچ اور محمد بشیر خاں کے اکبرآباد سے بے اطلاع اور مشورۃ ذوالفقار الدولہ محمد نجف خاں کے بلکہ رات کو شاہدرہ سے میں پہر اصبح کو وہاں سے کوچ کر کے کڑی کڑی منزلیں طے کرتا ہوا فیروزآباد اور شکوہ آباد کی راہ سے نبی گنج کے پاس پہنچکر نواب مظفر جنگ کو پیام دیا کہ دریاے گنگا کا پل بلا توقف تیار کر دیں۔ نواب نے جواب میں لکھا کہ گھاٹوں اور کشتیوں پر انگریزوں کا اختیار رہنے یہاں سے متعلق نہیں اسلئے ایلچ خاں قنوج کے پاس سرائے میراں پور کے نزدیک مقیم ہوا اور گنگا کو عبور کرنے کے لئے جنرل اسمتھ برٹ رستم جنگ کو لکھا اوس نے جواب دیا کہ اجتماع اور انبوہ لشکر کی ضرورت نہیں سپاہ کو دور کر کے جریدہ اوتر کر چلے آئیں ایلچ خاں کے ساتھ جمعیت زیادہ تھی اوس نے آصف الدولہ کو لکھا کہ غلام موجب طلبی حضور کے دس ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ قنوج میں پہونچ گیا ہے۔ جنرل صاحب نہیں اوترنے دیتے اونہی کا امیدوار ہے نواب آصف الدولہ نے ایلچ خاں کی استدعا کی بموجب ایک خط جنرل صاحب کو لکھا کہ محمد ایلچ خاں اور مرتضے خان بڑیچ میری طلبی سے آتے ہیں اونکو عبور کی اجازت دیدیجائے۔ اور محمد بشیر خاں کو نہ اوترنے دینا چاہئے۔ آخر الامر محمد ایلچ خاں اور مرتضی خاں بڑیچ نے آصف الدولہ کی تحریر اور جنرل صاحب کے ایما سے زیادہ سپاہ کو برطرف کر کے پانسو جوانوں کے ساتھ ۱۱ ربیع الثانی کو گنگا کو گھاٹ نانامئو نگینہ کے پاس عبور کیا اور وہاں سے موہان پہونچکر متواتر عرضیاں اجازت اور عقیدت کی مضمون وزیر کے حضور میں بھیجیں نواب نے فرط کرم اور نوازش سے مرزا حسن رضا خاں داروغہ دیوانخانہ کو استقبال کے لئے بھیجا۔ مرزا نے بموجب ارشاد استقبال کیا۔ اور ایلچ خاں کی تسلی و تشفی کر کے ۲۔ ربیع الثانی سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو سہ شنبہ کے دن نواب آصف الدولہ سے ملازمت کرائی۔ نواب نے بڑی قدردانی کی اور خلعت ہفت پارچہ اور پالکی جھالردار اور ہاتھی اور گھوڑا ایلچ خاں کو عطا کیا۔ اور خلعت پنج پارچہ اور پالکی سادہ اوسکے پسر متبنی غلام نبی خاں کودی۔ اور ۲۲ ماہ مذکور کو خلعت نیابت اور مختاری امورات جزو و کل کا ایلچ خانکو عنایت کیا۔ اور اوسکی پیشدستی میں مرزا حسن رضا خاں مامور ہوتے۔ نواب نے تمام رسالہ داروں اور حاکموں اور سرداروں پر تاکید کردی کہ ایلچ خاں کو نائب کل تصور کر کے سرانجامات مالی و ملکی اوس کے پاس پہنچتے رہیں۔ جو کوئی اوس کے حکم سے خلاف ورزی کریگا اوس کے حق میں بہتر نہ ہوگا۔ ایلچ خاں نے اپنی کمان چڑھی ہوئی دیکھکر الہ آباد سے

سید معز خان کو علیحدہ کر کے جیب رائے کو وہاں مقرر کیا اور بہرائچ و اعظم گڑہ کی حکومت سید محمد خان سے نکال کر بسنتی رام کو دی یہ دونوں مختار الدولہ کے بھائی تھے اور رسالبیسی وغیرہ کے محالات پر بستا رام کو مقرر کیا۔ اور سانڈی پالی کا علاقہ غلام نبی خاں کے تفویض کیا اور اودہ کے تعلقہ پر الماس علی خان کو قایم کیا۔ اور نگو مرسے کی خدمت میر سلیمان کو جو نواب قاسم علیخان عالی جاہ والی بنگالہ کا خانساماں تھا دی۔ جبکہ مختار الدولہ کے بھائیوں کو محمد ایلچ خاں نے علیحدہ کرنا چاہا تو جان برسٹو صاحب نے اونکی طرفداری کر کے کہا کہ خان مقتول کے بھائیوں کو اپنی اپنی جگہہ بدستور سابق بحال رکہو۔ ایلچ خاں نے جواب دیا کہ عزل و نصب عمال میں دخل دینا صلاح دولت نہیں۔ ایلچ خان نے برادران مختار الدولہ کے ساتھ صرف معزولی ہی تک بس نہیں کیا۔ بلکہ انکے ساتھ بلا قصور نہایت سخت برتاو کیا یہانتک کہ اقتدار الدولہ کو دہوپ میں بٹھایا اور کانوں میں زنبور لٹکا کر طالب محاسبہ ہوا۔ اور آب و دانہ و بول و براز مسدود کیا۔ اور سپاہ سلطنت میں بہت تخفیف کی۔

شیدی بشیر کا باقی حال

ایلچ خاں نے آصف الدولہ کے پاس پہونچکر ظاہر میں تو شیدی بشیر خاں کے عفو قصور کی درخواست کی اور در پردہ نواب کے مزاج کو اوسکی طرف سے اور مکدر کر دیا اور آصف الدولہ نے اس مضمون کا ایک رقعہ لکہا کر کہ ہمارے پاس حاضر ہونے کا ارادہ موقوف کر کے جہاں دل چاہے چلا جاے بشیر خاں کے پاس بہجوا دیا۔ مشار الیہ آصف الدولہ کی عنایات اور ایلچ خاں کی شوخ چشمی سے مایوس ہو کر لکہنؤ سے لوٹا۔ اتاوہ گیا وہاں ٹہیرنا مناسب نہ جانکر فیروز آباد کو زاہد ہمت گر کے پاس چلا گیا جس سے پہلے سے دوستی رکہتا تہا اور وہیں قیام اختیار کر لیا۔ گیان پرکاش میں لکہا ہے کہ آخرکار بشیر خاں نابینا ہو گیا تہا۔

امام بخش غلام بچہ اور اوسکا اقتدار

سیر المتاخرین میں لکہا ہے کہ کسی کا ایک غلام بچہ امام بخش نام نہایت بد آغاز و نافرجام تہا۔ آصف الدولہ کے عہد طفلی میں اپنے آقا کے پاس سے بہاگ کر آصف الدولہ کے پاس پہنچا۔ اور مقرب ہوا۔ شجاع الدولہ نے اوس کے شر و فساد پر مطلع ہو کر مدتوں قید رکہا۔ اور عرصہ

دراز کے بعد رفقاے عزیز کی سفارش سے رہا کر کے اخراج کا حکم دیا تھا وہ مخفی پرگنہ ٹانڈہ کے نواح میں رہتا تھا۔ اور اپنی اقامت کی خبر آصف الدولہ کو دیا کرتا تھا شجاع الدولہ کے مرتے ہی طلبی کا پروانہ اوسکے نام صادر فرمایا مختار الدولہ اور بسنت علی خان کے مقتول ہونے کے بعد وہی غلام بچہ تمام فوج ملازم سرکار آصف الدولہ کا جس میں قریب تیس چالیس ہزار کے تلنگے اور چار یا پنجہزار ترک سوار تھے جنرل ہوا مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ اوس غلام بچے کی وجہ سے مکرر ملاقات ہوئی اور میں نے اوسکی بات چیت سنی خدا جانتا ہے کہ نہایت پاجی اور صورت و سیرت میں جملہ مخلوق سے بدتر تھا دو روپیہ ماہوار نوکری کی بھی لیاقت اپنے فسادات ذاتی کی وجہ سے نہ رکھتا تھا وہ تو اس لائق تھا کہ لشکر میں بھنگ فروشی کی دوکان کرتا۔ حسن رضا خان نایب باوجود تمام اقتدار کے اس ملعون سے ڈرتا رہتا تھا۔ مگر تھوڑے دنوں کے بعد آصف الدولہ کی طبیعت اوسکی مصاحبت سے سیر ہو گئی نہایت مذلت اور خواری کے ساتھ اپنے ملک سے خارج کیا اور حکم دیا کہ اگر کوئی اوسے جگہ یا سواری کو جانور دیگا تو اوس کا مال و اسباب ضبط کیا جائیگا وہ بد انجام برہنہ پا ملک [illegible] سے بدر ہوا۔ تاریخ مظفری میں ذکر کیا ہے کہ وہ عظیم آباد کو [illegible] چونکہ آدمیوں نے اوسکو شان و شوکت کے ساتھ دیکھا تھا اوس نے لوگوں پر یہ بات ظاہر کی کہ شجاع الدولہ کا بیٹا ہوں اس وجہ سے اوسکی عزت ہونے لگی۔ اور اوس نے زبان آوری کی قوت سے لوگوں کا ایک مجمع اپنے پاس کر کے سرکار دربار آراستہ کر لیا۔ اس عرصے میں مبارز الملک سعادت علیخاں خلف نواب شجاع الدولہ کلکتے سے ہو کر بنارس کیطرف لوٹ رہے تھے اونھوں نے یہ خبر سنکر عظیم آباد اور بنارس کی راہ میں امام بخش کو اپنے پاس بلایا وہ اونکے پاس حاضر ہوا۔ اور اس بات سے [illegible] کہ اوس نے یہ دعوے کیا تھا کہ شجاع الدولہ کا بیٹا ہوں۔ سعادت علی خاں نے اس کا جرم [illegible] کر کے چھوڑ دیا۔ جو لوگ اوس کے پاس جمع تھے انہوں نے یہ حال دیکھ کر سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور وہ تباہ حال ہو گیا۔ آخر کار مفقود الخبر ہو گیا۔

آصف الدولہ کی بعض عادات کا تذکرہ

مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ ہمکو کمتر آصف الدولہ کی حضوری خلوت میسر آئی ظاہراً شعور و خرد سے بے نصیب تھے نہایت درجہ صحبت اراذل اور پوچ نوکروں میں مصروف تھے

اور بجز لہو و لعب کے کسی طرف راغب نہ تھے۔ جس عمل شنیع[ف] کے ساتھ آصف الدولہ کو عوام متہم کرتے ہیں وہ اونکی ظاہری وضع سے پایا نجاتا تھا بلکہ نہایت دور معلوم ہوتا تھا۔ کبھی کبھی اپنے اردلی والونکی ترغیب سے بندوق بازی اور تیر اندازی کرنے لگتے تھے ہر روز صبح سے دوپہر تک ایک باغ سے دوسرے باغمیں یا ایک جنگل سے دوسرے جنگل میں جاتے اور ہاتھیونکے تماشے میں بسر کرتے بعد دو تین روز کے ہمیشہ ہاتھیونکی لڑائی دیکھتے۔ ایسے ہی مشاغل میں اوقات گذارتے تھے۔ دوسرا کوئی کام نتھا اور نوکروں کی تنخواہ دینے کے بابمیں اونکا یہ حال تھا کہ اونکی اردلی والونکے سوا ملازمان لشکر میں سے جو کوئی تنخواہ طلب کرتا تو اوس کے دشمن ہو جاتے اور توپ سے اوڑا دینے میں نہایت بے باک تھے بعض لوگ بلوا کرکے اپنی تنخواہ لے گئے تھے۔ اون میں سے چند آدمی آصف الدولہ کے ہاتھ لگ گئے اول تو کچھ دنوں قید رکھے گئے۔ بعدہ اونکو توپ سے اوڑوا دیا۔ پس آبحیات میں جو نواب کو فرشتہ سیرت بتایا ہے اور لکھا ہے کہ اونکی طبیعت میں عموماً تحمل اور بے پروائی تھی اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد حسین آزاد کو تاریخ کے ان حالات پر اطلاع نہ تھی یا یہ کہ یہ حال اونکا اپنی خاص مرضی والونکے ساتھ ہوگا۔ اور دوسرے نوکروں اور رعایا کے حق میں سفاک تھے۔ یا یہ کہ نواب کا مزاج اوائل عمر میں سفاک واقع ہوا تھا۔ اور آخر عمر میں طبیعت پر تحمل اور بے پروائی غالب آگئی۔ مولف سیر المتاخرین نے محبوب علیخاں خواجہ سرا کے مقہور ہونیکے ضمن میں بیان کیا ہے کہ آصف الدولہ کے اپنی جنگی فوج کے استیصال کا سبب یہ تھا کہ وہ روز و شب لہو و لعب چوپڑ بازی مرغونکی لڑائی۔ پتنگ بازی وغیرہ میں مصروف رہتے تھے۔ اسلئے اونکو ہر کام سے نفرت تھی نہیں چاہتے تھے کہ ایک گھڑی بھی امور مملکت داری میں مصروف ہوں۔ اور مملکت داری بدون اسکے ناممکن ہے انتظام ملکی میں غور کیا جاسکے بڑے بڑے کاموں کو انجام دیا جاوے۔ لوگوں کے سوال و جواب سننے کی دردسری گوارا کی جاوے۔ حضرت کا وہ مزاج تھا کہ ایسے امور میں ایک گھڑی بھر بھی متوجہ ہونا دم بند کرتا تھا۔ اور انگریزونکی نسبت یقین تھا کہ یہ میرے ہمہ تن خیر اندیش ہیں۔ میرے نقصانات کے ہرگز روادار نہونگے۔ اور انگریز چونکہ ہوشیار تھے اسلئے ایسے شخص کو نعمت غیر مترقبہ سمجھتے تھے اور کسیطرح اوسکو ہوشیار نہیں کرتے تھے۔ انگریزوں نے معاملات ملکی و مالی و انتظام فوج تو اپنے اختیار میں لے لیا تھا۔ باقی سرامر میں آصف الدولہ کو مع اونکے مصاحبوں کے مطلق

[ف] یہ اشارہ ہے صرف اسبات کے کہ وہ لونڈی بازی کرتے تھے۔ یا یہ کہ خود اغلام کراتے تھے ۱۲

انقلاب کر دیا تہا کیا حسن اتفاق ہی کہ دونوں اپنی اپنی دولت میں فارغ البال ایک دوسرے کو مغتنم سمجھتے تھے ۔ افسوس شجاع الدولہ کی وہ ریاست تھی کہ اس زمانے میں سلاطین ہند کی قایم مقام تھی لاکھوں بڑے بڑے آدمی اور شاندار زمیندار اور راجے اس ملک میں بسر کرتے تھے اور اب بجز رذیل اور پوچ مصاحبان آصف الدولہ کے اون میں سے کسی کا نشان بھی نہیں چند روز کے بعد امراؤ گر گوشائیں بھی چلا گیا اسیطرح برہان الملک اور صفدر جنگ کے اکثر اقربا نجف خان کے پاس چلے گئے ۔ جہانپر بیس تیس ہزار سوار اور پچاس ساٹھ ہزار پیادہ جرار رہتے تھے ۔ وہ مقام ویران ہوا ۔ چند پیادے بکسیر دو دو تین روپئے کی نوکری میں افتخار سمجھتے ہیں ۔ اور پڑے ہیں ۔ منشی ذکاء اللہ تاریخ ہند میں لکھتے ہیں کہ آصف الدولہ کا دل و دماغ اوباشی اور [illegible] نوشی سے خراب کر دیا تھا ۔

مختار الدولہ کے اقربا کا باقی حال

مختار الدولہ کے بھائیوں اور اونکے بعض رفیقوں سے کڑی تحصیل کرکے باقی اونکا مال و اسباب منضبط ہوا دونوں بھائی کبھی کبھی باریاب حضور ہوتے تھے ۔ اکثر خلوت اور گوشے میں بسر کرتے تھے ۔ جبکہ نواب وزیر کا لشکر اٹاوہ سے پھر کر لکھنؤ میں آیا تو اقبال الدولہ پسر مختار الدولہ نے نواب کی دعوت کا سامان کیا اور اس کام میں بڑی دھوم دھام دکھائی ۔ ہزاروں روپیوں کا کپڑا فرش پا انداز میں بچھوایا اور سوا لاکھ روپیہ کا چبوترہ تیار کرایا اور نواب وزیر وہاں تشریف لیگئے ناچ رنگ ہوا ۔ خاصہ تناول کیا ۔ اور کشتیاں نقد و جنس کی پیش ہوئیں ۔ جو نواب آصف الدولہ نے قبول کیں ۔ وقت رخصت اقبال الدولہ نواب وزیر کو پالکی تک پہونچانے گئے اور وہاں سے رخصت ہوئے ۔ ابھی دیوانخانے میں پہنچے تھے کہ اوسی وقت نواب کے حکم سے تلنگوں نے پہرے برصورت بلا آپہونچے ۔ اور حکم دیا کہ دیوانخانے سے جانب محلسرا قدم نہ اوٹھائیں چنانچہ دونوں وہیں نظر بند رہے ۔ اور پھر سر نو اونکے گھر کی ضبطی ہوئی جب یہ کارروائی ہو چکی تو نواب وزیر اقربا سے مختار الدولہ کی تالیف قلوب کی جانب متوجہ ہوئے ۔ اور اونکے مکانوں پر آنے جانے لگے ۔ پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ کے گھر اکثر جایا کرتے تھے اور اقبال الدولہ کے حال پر بہت مہربانی کرتے تھے ۔ پرگنہ اوریا کی جاگیر جسکی جمع ایک لاکھ روپیہ تھی ۔ اور جو اقبال الدولہ کے نامزد تھی بحال رکھی ۔ مختار الدولہ کی حیات اور اقتدار

کے زمانے مین اقبال الدولہ کی نسبت نواب سالار جنگ کی بیٹی کے ساتھ قرار پائی تھی اور ننھی بیگم دختر مختار الدولہ کی نسبت جو بطن مختلف سے تھی مرزا جھجو پسر نواب سالار جنگ کے ساتھ مقرر ہوئی تھی اور سالار جنگ مختار الدولہ کے مقتول ہونے کے بعد اپنی بیٹی کی نسبت سے اقبال الدولہ کے ساتھ منکر تھے آصف الدولہ نے سالار جنگ کو مبالغہ و اصرار سے راضی کیا اور خود متصدی اس شادی کے ہوتے اور دس ہزار روپیہ مختار الدولہ کی بیگم کو اس صرف کے واسطے دیکر بخوبی سرانجام دیا۔ آفرین علیخاں خواجہ سرا اس بزم شادی مین شریک ہوئے۔ اور اون کے روبرو رسمیں ادا ہوئیں۔

مؤلف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ آصف الدولہ اس عمل سے نہایت شایق تھے جہاں شادی ہوتی ایکطرف آپ ہو جاتے اور دوسری طرف کسی عملے کو مقرر کرتے۔ ایکمرتبہ مؤلف سیر المتاخرین کے قیام کے زمانے میں بھی قایم خان فوجدار فیلخانہ کے بیاہ میں شریک ہوکر اہتمام کیا تھا۔

نواب وزیر دولت النسا بیگم صاحبہ زوجہ اقبال الدولہ کو ہمشیرہ صاحبہ کہا کرتے تھے۔ کیونکہ دولت النسا نواب سالار جنگ کی بیٹی تھی۔ اور سالار جنگ نواب وزیر کا ماموں تھا۔ پرگنہ دلمؤ اقبال الدولہ کی جاگیر میں تھا۔ یہ پرگنہ معرکہ ضیافت کے بعد ضبط کر لیا گیا۔ اور اس جاگیر کے عوض چکلہ بہرایچ وغیرہ بارہ لاکھ روپیہ کا علاقہ صیغۂ مستاجری میں اونکے حوالے کیا گیا۔ اونہوں نے اپنے علاقہ مستاجری میں پہنچکر زمینداران بیڑل سے میدان جنگ گرم کیا۔ اور مختار الدولہ کے دوسرے بھائی نصیر الدولہ اقبال الدولہ کی جاگیر میں سے کچھ زر نقد لیکر دکن کو چلے گئے۔ مگر ریواں تک پہنچکر کچھ دنون کے بعد لوٹ آئے۔ اور اقبال الدولہ چند سال کے بعد علاقہ داری سے معزول ہوکر خانہ نشین ہوئے۔ مگر چند سال تک پرگنہ دریا کی جاگیر اقبال الدولہ کے نام پر برقرار رہی ایک بار معہ دہات سایر میں عمال الماس علیخاں اور عامل اقبال الدولہ میں نزاع واقع ہوئی۔ پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ اور دولت النسا بیگم زوجہ اقبال الدولہ نے نواب وزیر سے مستاجری سایر جاگیر کی بھی چاہی۔ مگر نواب نے یہ کیا کہ دریا کو بھی الماس علیخاں کی مستاجری میں ملا دیا اور مصارف سپاہ کے منہا ہوجانے کے بعد سات ہزار روپیہ ماہیانہ نقد جاگیر کا مقرر ہوگیا۔ اسکے بعد چار ہزار روپیہ ماہوار گھٹا کر تین ہزار روپیہ مہینہ جاگیر کی عوض رہگیا۔ غرض جسقدر التفات حکام انگریزی کا مختار الدولہ کے متعلقین کی طرف مبذول ہوتا اوسقدر کارپردازان سلطنت اون سے بدظن ہوتے تھے۔ یہانتک کہ وہ تین ہزار روپیہ بھی مسدود ہوگیا۔ اور آصف الدولہ مختار الدولہ

کے مخالف مشہور تھی حالانکہ برہمی جاگیر اور کمی مواجب کی وجہ ناچوکی بدسلوکی تھی۔ آصف الدولہ لکھنؤ میں رہنے لگے صرف نواب بیگم زوجہ وزیرالممالک صفدرجنگ بنت برہان الملک والدۂ شجاع الدولہ اور بہو بیگم زوجہ شجاع الدولہ فیض آباد میں شجاع الدولہ کی تعمیرات کی انس کی وجہ سے متوطن تھیں۔

انتقال کرنا ایرچ خاں کا اور ظاہر ہونا حسن رضا خاں وحیدر بیگ خاں کا

اکبر آباد سے آکر دو تین مہینے کے عرصے میں ایرچ خاں کارگزار نے جو کہ دربار آصفی کا مرجع صغار و کبار تھا تھوڑا سا انتظام کیا تھا۔ اور جان برسٹو سے سوال و جواب کرتا تھا کہ آپ معاملات ملکی و مالی میں دست انداز ہوں جو روپیہ اپنا بابت قرض کے آصف الدولہ کے ذمے عائد کرتے ہو اوسکی قسط مقرر کردو جیسے نقد لیا کرو اور موافق عہد شجاع الدولہ کے ملک سے دست برداری کرلے اور مطابق عہدنامہ کمپنی کے عمل کیجئے۔ یہ بات اگر آپ کو نامنظور ہو اور سوال و جواب کرنا ہو تو بندہ آپکے ساتھ کونسل میں گفتگو کرنے کو تیار ہے۔ مسٹر جان برسٹو اوسکے طلب کرنے سے نہایت شرمندہ تھا تدبیر میں تھا کہ کیا کرے۔ ایلچ خاں اکبر آباد سے علیل آیا تھا لکھنؤ میں پہنچکر سخت علیل ہوگیا۔ مختار الدولہ کے بھائیوں کو جو سید صحیح النسب تھے سخت اذیت پہنچائی۔ مدت دو ماہ اور ۲۰ دن بیماری کی حالت میں نیابت کا کام اچھا کیا عارضہ سوء القنیہ اور ضعف و برودت جگر میں پہلے سے مبتلا تھا آخر آخر استسقا ہوگیا ۲۰ رجب سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو راہی ملک آخرت ہوا۔ شیخ شفیع اللہ سے پانچ لاکھ روپیہ مال کی فرد ایلچ خاں نے اپنی حیات میں ہوائی تھی۔ وہ اوسنے نواب آصف الدولہ کی نذر گذرانی نواب نے فرد کو ملاحظہ کرکے تمام مال ضبط کرلیا۔ اور چھ چھ پارچہ کے خلعت غلام یحیی خان اور جعل محمد خان پسران متبنّے ایلچ خاں کو مرحمت ہوئے[له]۔ ایلچ خان اور مختار الدولہ دونوں کی حویلیوں کی ضبطی ایک ساتھ قریب قریب ہوئی۔ اب آصف الدولہ اور جان برسٹو کو تقرر نائب کی فکر ہوئی خواجہ حسن رضا خان شجاع الدولہ کے عہد سے باورچیخانے کی داروغگی

[له] دیکھو فرح بخش ۱۲

اور کسی قدر تقرب رکہتا تہا اور اس عہد مین بھی زیادہ تر صاحب تقرب اور خلوت و جلوت مین حاضر باش تہا نیابت کی تجویز اسکے لئے ہوئی لیکن اس نظر سے کہ محض عامی آدمی تہا اور آرام طلب عشرت دوست اور کم محنت تھا اوس نے اس بار کے قبول کرنے سے انکار کیا اور لوگ بھی حیران تہے کہ عہدۂ نیابت سے جو باتین مقصود ہین وہ اس سے کیسے بر آئے گی۔ پس اس بیچارے کو کیون تکلیف دیجائے۔ خدا جانے کس مصلحت سے مسٹر جان برسٹو کی یہی رائے قایم ہوئی کہ آصف الدولہ کی نیابت خواہ مخواہ اسی پر مقرر ہو اور اس کا نایب دوسرا شخص کار رواں اور ہوشیار کر دیا جائے۔ اور اس خدمت کے لئے حیدر بیگ خان تجویز ہوا۔ اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ اسمٰعیل بیگ خان نامی مغل ولایت نما کہ نہایت عیار اور دنیادار تہا اس زمانے مین کہ شاہ عالم بادشاہ اور فوج انگریزی الہ آباد مین تھی سرکار کمپنی کیطرف سے ڈاک و اخبار کا داروغہ تھا۔ یہ اسمٰعیل بیگ خان حیدر بیگ خان کابلی سے موافقت اور لالچ رکہتا تہا۔ اور وہ بھی اسکے لئے سبز باغ بویا کرتا تھا۔ ایرج خان کی بیماری کے وقت سے اسمٰعیل بیگ خان جان برسٹو سے حیدر بیگ خان کے اس تقرر کے لئے کوشش کرتا تھا۔

حیدر بیگ خان کا حال

یہ حیدر بیگ اور اس کا بھائی مرزا نور بیگ دونون کابل کی پیدایش تھے اور مذہب حنفی رکھتے تہے۔ دونون بھائی احمد شاہ بن محمد شاہ کے عہد مین کہ صفدر جنگ کی وزارت کا زمانہ تھا ہندوستان مین آئے صفدر جنگ کی سرکار مین نوکر ہوئے صفدر جنگ کے انتقال کے بعد نور بیگ خان نے راجہ بینی بہادر کی سفارش سے شجاع الدولہ سے اعظمگڈھ و سلطان پور وغیرہ چند محال ٹہیکے مین لئے نہایت سخت گیر تھے یہانتک کہ دوستون سے بھی غرض آشنا تہے تہوڑے دنوں کے بعد ڈیڑھ لاکھ روپے مالگذاری کے نور بیگ خان کے ذمے عائد ہوئے اور دونون بھائی قید کر دئے گئے۔ جبکہ روپیہ داخل ہو سکا تو اونپر تشدد ہوا ان کو دہوپ مین بٹھلاتے تھے۔ کہانے مین بہت سا نمک ڈالکر کہلاتے تھے۔ اور پانی نہین دیتے تھے یہانتک کہ نور بیگ خان صدموں سے مر گیا[۵۱]۔ اور حیدر بیگ خان نے سفارش سے رہائی پائی۔ اور بہار علی خان خواجہ سرا نے بہو بیگم سے

---

[۵۱] دیکہو تاریخ مظفری ۱۲

سفارش کرکے اونکی جاگیر کوڑیا[۵۴] کی تحصیلداری کی خدمت اوس کو دلادی جبکہ وہان بہی حسب عادت دست تصرف دراز کیا تو محاسبے کی علت مین کشاکشی مین مبتلا ہوا آخرکار سید محمد خان اقتدار الدولہ نے ضمانت کرکے اوس بلا سے نجات دلائی۔ اوس کے بعد چکلہ داری کوڑہ جہان آباد پر مقرر ہوا[۵۵]۔ محمد ایرج خان نے پہر اوس کو محاسبے مین جکڑا۔ مگر مرتضی خان بریچ نے ضامن ہوکر آبرو بچائی۔ ایرج خان کے بعد طالع خوابیدہ بیدار ہوا حسن رضا خانکی پیشدستی کی عزت پائی ہرچند حسن رضا خان نے انکار کیا مگر یاوری قسمت اور فیض عنایت مسٹر جان برسٹو سے آصف الدولہ کی نیابت اوس کے نام مقرر ہوئی۔ مگر اوسکی بے علمی کیوجہ سے مسٹر جان برسٹو کو ہمیشہ سوال وجواب کاغذی دربیش رہتے تھے۔ صاحب علم کی تلاش تھی۔ اسماعیل بیگ خان شتر والہ نے جو ڈاک خانہ اور رزیڈنسی کے ہرکارون کا داروغہ تہا مسٹر موصوف سے حیدر بیگ خان کی لیاقت کی تعریف کی اونہون نے حسن رضا خان کی پیشدستی مین مقرر کراکر امیر الدولہ کا خطاب دلایا۔ غرض دونون کو خلعت فاخرہ اور جواہر اور ہاتہی اور گہوڑا عنایت ہوا۔ حیدر بیگ خان دانشمند کارگزار اور لائق اور شریف تھا سیاق وسباق مین ید طولے رکہتا تہا موزی علم تہا دفتر کی تہذیب و شائستگی اچھی طرح کی شجاع الدولہ کے عہد مین جو دفتر مرتب نہ تہا اوسے ترتیب دیا۔ گورنر جنرل نے بہی حسن رضا خان کو نائب اودہ تسلیم کرلیا۔

حسن رضا خان سرفراز الدولہ کا حال اور عہد انتظام

حسن رضا خان حیات یار خان کا پوتا تہا جو شاہ جہان شہنشاہ ہندوستان کے خواصان معتمد سے تہا اوس کے چار بیٹے تہے (۱) محمد عسکری خان (۲) محمد ابراہیم خان (۳) صمصام الدین خان (۴) مرزا علی رضا۔ انہین سے محمد عسکری خان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ بیٹی مرزا علی خان سے بیاہی تھی۔ نواب ظفرانسا بیگم کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ اور مرزا عسکری کے بیٹون کو مرزا ننہے اور منگلو صاحب کہتے تھے۔ محمد ابراہیم خان کے کوئی اولاد نہوئی۔ اور صمصام الدین خان کے جو بیٹا تہا وہ جوہر لیاقت سے محروم تہا اسلئے مشہور نہوا۔ مرزا علی رضا کے تین بیٹے اور تین ہی بیٹیان تہین۔ بیٹون کے یہ نام ہین (۱) موسی خان (۲) غلام رضا خان (۳) حسن رضا خان

---

[۵۴] دیکہو طلسم ص۱۴ [۵۵] دیکہو فرح بخش ۲،،

اونکی بیٹیوں میں سے عباسی خانم لطف علیخان ابن بندہ علیخان وارد لکہنؤ کی ساتہہ منعقد ہوئی تہی اور دوسری لڑکی مرزا جعفر کی زوجیت میں تہی جو جان بیلی صاحب رزیڈنٹ کی وجہ سے سرکار انگریزی سے متوسلین قرار پایا تہا اور نواب سعادت علیخان کے عہد حکومت میں اوسکا ذکر کیا جائیگا تیسری لڑکی مرزا جہیکو صاحب پسر آغا زین العابدین ابن نواب کلب علیخان کے ساتہہ بیاہی تہی یہ کلب علیخان بندہ علیخان کے چچا اور مردان علی خان کے بیٹے تہے ۔ مرزا علی خان کی یہ تینوں بیٹیاں اور حسن رضا خان ایک بیٹا ایک بطن سے تہے اور وہ دونوں بیٹے مختلف بطنوں سے تہے حسن رضا خان کو اونکے چچا ابراہیم خان نے پرورش کیا تہا مگر محض بے علم تہے اسلئے جناب ممدوح نے حیدر بیگ خان کو اونکی پیشدستی میں مقرر کر دیا ۔ اور عہدہ دیوانی تکیت راے کایت سری باستم کے سپرد ہوا ۔ غرضکہ حیدر بیگ خان امیر الدولہ اور حسن خان سرفراز الدولہ اور راجہ تکیت راے تمام معاملات مالی و ملکی سرانجام دینے لگے ۔ منتخب العلوم میں لکہا ہے کہ حسن رضا خان سب نیک اور نیک کردار تہے سوا اتنی رحمدلی سے اونسے کاروبار مالی و ملکی میں تندہی نہ کی تمام ریاست کی کام کا دارومدار امیر الدولہ کی ذات پر کر دیا ہے جو کہ بوڑہے طور پر کاروبار پر حاوی ہو گیا ہے سیر المتاخرین میں بیان کیا ہے کہ حیدر بیگ خان کار مرتبہ میں مصروف ہوا صحبت شراب و کباب میں مشغول ہو کر آمد و رفت دربار سے غافل ہو گیا اور جو آیا وہ فوج و ملازمین میں تخفیف کرتا تہا باقی عہدوں کا اسطرح انتظام ہوا کہ جرنیلی سپاہ کا عہدہ محمد رضا خان فرزند سرفراز الدولہ سے نامزد ہوا ۔ یہ شخص مرض صرع میں مبتلا تہا اور مجنون صفت آزاد مشرب تہا اور جرنیلی کی نیابت امام بخش کے نام قرار پائی اوناسی سال کرنیل ہاڈر کلکتہ سے آکر نواب وزیر کی سرکار میں نوکر ہوا ۔ فوج کا افسر ہوا اوس نے وہ پلٹنیں جو ایرج خان نے برطرف کی تہیں پہر بہم کیں ۔

راجہ تکیت راے کا حال

یہ شخص مستم علی خان محمد آبادی جو اہمر خانہ نواب شجاع الدولہ کے داماد کے پاس نوکر تہا دس بارہ روپیہ سے زیادہ اوس زمانے میں درماہہ نصیب نہوا تہا یہاں سے علیحدہ ہو کر البر علی خان ناظر دیوان خانہ مختار الدولہ کے پاس نوکر ہوا ۔ تہوڑے دنوں میں اپنی خوش کلامی اور وجہ سے کہ شعر و سخن سے طبیعت آشنا تہی انوار علی خان خواجہ سرا سے مختار الدولہ تک آمد و رفت جاری ہوگئی

اور شرف دیوانخانہ ہوگیا مختار الدولہ کے بعد سرفراز الدولہ تک رسوخ حاصل کیا عہدۂ دیوانی اور راجگی کا خطاب پایا یہ شخص خوش وضع اور حلیم الطبع تھا امور خیر مین نیکنامی کے ساتھ شہرت حاصل کی سکا لکھنؤ مین برہمنون کے واسطے روزینہ اور چندی کا دروازہ اسی کی وجہ سے کھلا ہزار دو ہزار روپیہ تا انقلاب سلطنت تمام قلمرو اودھ مین مجرا ہے دفتر سلطانی تھا راجہ ٹکیت راے نے عمارات عالی او میوہ دار باغات اکثر تیرتھون پر تیار کرائے او بہت سے پختہ پل بنوائے ہندؤن کے بہ نسبت معابد و پیر بنوائے اور ٹھاکردوارے تعمیر کرائے ۔ اس صاحب قلم کی بدولت ابتک لاکھون روپیہ کے وظیفہ خوار ہین اکثر نانکارین قایم ہین بہت سے دہات واراضی صیغہ معافی مین اس نے محتاجون اور غریبون کو سرکار اودھ سے دلا کر سند مرحمت کین جو ابتک جاری ہین ۔ اوس کی صحبت مین ہمیشہ مثنوی روم اور تصنیفات شیخ سعدی اور دیوان حافظ کا چرچا رہا کرتا تھا ۔ گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ راجہ نے ایک مسجد امام باڑہ اور دوسری مسجد سعدت گنج کے پاس بنوائی تھی ۔

حرمت خان ابن حافظ رحمت خان کا بریلی پہنچکر پیلی بھیت کے لے لینے کی کوشش کرنا آخرکار آصف الدولہ اور نواب فیض اللہ خان والی رامپور کی فوجون سے مغلوب ہوکر بھاگ جانا

حافظ رحمت خان کے بیٹون مین سے حرمت خان اور اکبر خان اور عظمت خان نے جان برسٹو صاحب کے درماہے کو قبول نہ کیا اور سنہ ۱۱۹۱ ہجری مین روہیلکھنڈ کو پہنچ گئے حرمت خان تھوڑے سے پیادہ و سوار جمع کرکے پیلی بھیت کیطرف روانہ ہوا اور اوس مقام کو فتح کرنا چاہا ۔ نواب آصف الدولہ کی جسقدر فوج یہان متعین تھی اوس نے مدافعت کی حرمت خانکی جمعیت کم تھی ۔ اور قلعہ مضبوط تھا سر نہو سکا وہان سے بھاگ کر نانک متہ کے جنگل مین جو دامن کوہ مین واقع ہے چلا گیا ۔ آصف الدولہ نے خبر پاکر حاکم بریلی کو حکم دیا کہ حرمت خان کے تعاقب مین فوج بھیجکر

وہاں سے نکالدو اور نواب فیض اللہ خان کو بھی لکھا کہ آپ اپنی فوج حرمت خان کے تعاقب مین روانہ کرین اور اسکو پہاڑ سے نکالدیں، نواب فیض اللہ خان نے ملا صید خان بخشی اور خان ولد فتح خان خانسامان کے رسالے حرمت خان کے پیچھے نانک متی کیطرف بھیجے ان دونون فوجون سے حرمت خان کا مقابلہ ہوا۔ تھوڑی سی لڑائی کے بعد حرمت خان کوہ کمایون پر چڑھ گیا۔

واقعات متفرق

(۱) فتح چند نایک قلعہ دار تال کالون نے جو فرخ آباد کے قریب ہے بغاوت کی تو کرنیل گارڈنر لشکر لیکر اوسکے سر پر پہنچا اور اوسکو گرفتار کیا۔

(۲) اسکے بعد گورنر جنرل کے حکم سے کرنیل گاڈرڈ گجرات اور دکن کی مہمون مین انگریزونکی کمک کے لئے مامور ہوا اور گوہد وغیرہ قبضہ و تصرف مین لایا۔

(۳) اس عرصے مین امیر الدولہ حیدر بیگ خان نے راجہ صورت سنگھ کو جو بریلی کی حکومت پر سعادت علیخان کی بعد سے مقرر ہوا تھا معزول کیا اور اوسکی جگہ کندن لال مقرر ہوا۔ جیسا کہ طلسم ہند سے ثابت ہے مگر فرح بخش سے معلوم ہوتا ہے کہ کندن لال پہلے مقرر ہوا تھا اوسکے بعد راجہ صورت سنگھ کا تقرر ہوا۔ جسنے کندن لال کے خاندان کو خدمات سے معزول و موقوف کرکے قید کر دیا۔

(۴) ارکان سلطنت نے سید جمیل الدین تورانی کا رسالہ توڑ دیا تو یہ رسالہ مرزا نجف خان ذو الفقار الدولہ کے پاس چلا گیا یہ شخص سید تھا اور میر شجاع الدین ابن شاہ قلی ابن میر تقی کا بیٹا تھا یہ میر تقی اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے مین بڑے مرتبے کا آدمی تھا۔

(۵) اس دور حکومت مین میان دوآب کا تمام ملک رکن الدولہ الماس علیخان خواجہ سرا کو ایک کروڑ کئی لاکھ روپے کو ٹھیکے مین ملا - میر زین العابدین خان معروف بہ کوڑی والا اوسکی طرف سے میان دوآب مین کسی پرگنہ پر حکومت رکھتا تھا - اور الماس علیخان کی رفاقت مین بڑے اعزاز سے رہتا تھا اور اسطرح لاکھون روپیہ کا سرمایہ بہم پہنچا کر چھوٹی املی امام باڑہ اور مسجد لب دریا ۱۲۰۳ ہجری مین تعمیر کرائی اور ۱۲۰۸ ہجری مین جعفر گنج مین ایک مسجد تیار کرائی۔ ماہ شعبان ۱۲۱۲ ہجری مین میر زین العابدین نے انتقال کیا - بعض تو یہ کہتے ہین کہ

علت محاسبہ مین گرفتار ہوکر قید ہستی سے رہائی پائی مولوی وفائی نے اونکی وفات کی تاریخ اصطلاح نظم کی ۔ چون وفات میر زین العابدین ✤ عشق را افزود صد رنج و قلق ✤ ماہ شعبان بود بسیم الخمیس ✤ گرد غشر کردید تمام سیہ تن تا دہ سال تاریخش نوشتن خواستم ✤ از سواد خامۂ غم بر ورق ✤ گفت فائق ہاتف حزن حزان زن ✤ گشت زین العابدین واصل بحق ✤ الفاظ حزن اول سے حا اور زا کے عدد لیکر مصرعہ آخر کے اعداد کے ساتھ ملائین تو سنہ ۱۲۰۱ ہجری ہوا ۔ میر زین العابدین کی وفات کے بعد اوسکی زوجہ مصری بیگم کے ہاتھ لاکھ روپیہ کا ترکہ نقد و جنس آیا یہانتک کہ بعض نے ستر لاکھ روپیہ کا ترکہ بتایا ہے ۔ مصری بیگم نے الماس علی خان سے کہا کہ اسقدر نقد و جنس شوہر کے متروکے مین سے میرے پاس حاضر ہے اوس خواجہ سرا سیرچشم عالی ہمت نے جواب دیا کہ مردے کا مال مردے کے پیچھے جانا چاہئے اسلئے مناسب یہ ہے کہ لڑکون کو تقسیم کر دو مین محتاج اور کوتاہ ہمت نہین کہ اوسکو لون مصری بیگم نے وہ تمام متروکہ اپنے بیٹونکو تقسیم کر دیا سید زین العابدین کثیر الاولاد تہا اون کے بعض بیٹون نے وہ زر نقد عالم شباب مین اوڑا دیا اور بعض اولاد نہایت رشید و نامور ہوئی اونکو نواب وزیر کی سرکار سے نظامتین ملین اونمین سے سبکا نامور مہدی علی خان اور میر باقر علی خان تھے ۔

حافظ رحمت خان کے پوتون کے ساتھ سلطنت کی بدسلوکی

سنہ ۱۲۰۶ ہجری مین جان پرسٹو صاحب معزول ہوکر مدلٹن صاحب اوسکی جگہہ لکھنو کا رزیڈنٹ مقرر ہوا تو لکھنو کے اہلکارون نے حافظ رحمت خان کے خاندان کی تنخواہ دینے مین تساہل کیا محبت خان مجبور ہوکر کلکتے کو گیا اور گورنر جنرل سے استغاثہ کیا طلسم ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ سلطنت اودہ نے گورنر جنرل کو لکھدیا تھا کہ محبت خان سے ملاقات نہ کرنا چاہئے اس لیئے گورنر جنرل نے نواب محبت خان سے ملاقات نہ کی ۔ مگر گل رحمت مین بیان کیا ہے کہ گورنر جنرل نے محبت خان کی بہت دلجوئی کی اور پانچہزار روپیے دعوت کی اور ایک گھوڑا محبت خان کو عنایت کیا اور وعدہ کیا کہ مین آپکے معاملہ مین آصف الدولہ سے سفارش کرونگا ۔ چنانچہ جب امیر الدولہ حیدر بیگ خان[1] آصف الدولہ کے مرسلہ کلکتے

---

[1] حیدر بیگ خان کلکتہ کو دو بار گیا ایک بار وارن ہسٹنگز کے عہد مین سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین اور دوسری مرتبہ سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین لارڈ کارنوالس کے زمانے مین ۔ مستفاد از تاریخ منظومی ۱۲

کو گئے تو گورنر جنرل نے اونسے نواب محبت خان کی سفارش کی اور وہ محبت خان کو اپنے ساتھہ لکھنؤ میں لے آئے اور اوس کا ماہیہ دو ہزار روپیہ کا بدستور بحال کر دیا اور جب تو گورنر جنرل لکھنؤ سے تو اونہون نے آصف الدولہ سے کہا کہ محبت خان کی تنخواہ آپکے خزانہ سے رزیڈنسی کے خزانہ مین جایا کرے وہان سے محبت خان کو ملجایا کریگی اوسوقت سے محبت خان کی تنخواہ لکھنؤ کے رزیڈنٹ کی معرفت ملتی تھی اور حافظ صاحب کا خاندان کمپنی کے متوسلین مین مقرر ہوگیا۔ محبت خان انگریزون کو اپنا حامی سمجھہ کر رزیڈنٹ کی دربار مین جایا کرتا اور نواب آصف الدولہ کے دربار مین بھی حاضر ہوتا۔

نواب سعادت علیخان اور مرزا جنگلی ابنائے شجاع الدولہ

نواب آصف الدولہ کی مسندنشینی سے چوتھے سال یمین الدولہ سعادت علی خان لشکر مرزا نجف خان سے پھر کر لکھنؤ مین آئے اور کچھہ دنون سعادت گنج مین قیام کیا اور کچھہ شہر بنارس مین رہنے پر مجبور کئے گئے اور وہین اونکی مصارف کے لئے روپیہ ریاست سے انگریزون کی معرفت ماہ بماہ پہونچتا تھا جہاں کہ مرزا جنگلی صاحب شجاع الدولہ کے بیٹے نجف خان کے لشکر مین چلے گئے ابھی زیادہ قیام نہ کیا تھا کہ مرزا نجف خان نے قضا کی مرزا جنگلی نے بھی وہان سے مراجعت کی اور پھر کچھہ دنون کے بعد عظیم آباد کو چلے گئے۔

کرنیل ہانی کے اجارے مین سے علاقہ کا نکال لیا جانا
اور مرزا ابو طالب خان کا کچھہ ذکر

کرنیل ہانی نے نواب وزیر سے بہت سا علاقہ اجارہ لیکر مرزا ابو طالب خان پسر محمد بیگ خان کو وہان کا کام سپرد کیا۔ مختار الدولہ کے عہد تک مرزا کی ساتھ بخوبی گذری۔ مختار الدولہ کے بعد حیدر بیگ خان نے مرزا ابو طالب خان کی تنخواہ کہ پانسو روپیہ ماہوار پاتا تھا موقوف کی اسوجہ سے اس کا دل ٹوٹ گیا چنانچہ اوس نے یہ تمام کیفیت سیر طالبی مین لکھی ہی۔ حیدر بیگ خان اور کرنیل ہانی مین کچھہ عداوت عناد پیدا ہوئی پہلے کرنیل ہانی کلکتہ کو چلا گیا اور مرزا ابو طالب خان کا بھی کاروبار برہم ہوا۔ تب یہ بھی سنہ ۱۲۰۲ھ مین کلکتہ کو اس غرض سے چلا گیا کہ خود جاکر گورنر جنرل سے داد خواہ ہوا۔ اگرچہ لارڈ کارنوالس گورنر جنرل اس سے نہایت تپاک سے پیش آئے۔ لیکن وہ اسکی کچھہ مدد نہ کر سکے۔ کیونکہ ٹیپو سلطان کے خلاف

فوج کے کماندان خفیف ہو کر مدراس جا رہے تھے چار برس تک وہ سخت انتظار کی حالت میں کلکتہ میں پڑا رہا کہ شاید اس کو وہاں سے کچھ نفع ہو جائے۔ جب ۱۷۹۳؁ء میں لارڈ کارن والس کلکتہ واپس آئے تو اس کو گورنر جنرل کا سفارشی خط نواب اور ریذیڈنٹ لکھنؤ کے نام ملا جس میں لکھا تھا کہ مرزا سے موصوف کو کوئی عہدہ عطا کر دیا جائے۔ یہ خطوط لیکر مرزا ابو طالب خان لکھنؤ پہنچا۔ نواب آصف الدولہ اوس سے بمراحم خسروانہ پیش آئے اور اس کو یہ امید دلائی کہ کوئی معقول عہدہ دیا جائیگا۔ لیکن بدقسمتی سے لارڈ کارن والس کے ہندوستان چھوڑتے ہی نواب کا سلوک برعکس ہو گیا اور بجائے اسکے کہ اسکو حسب مدعا کوئی عہدہ دیا جاتا اس کو حکم دیا کہ لکھنؤ خالی کردے مجبوراً اسکو پھر کلکتہ آنا پڑا اسوقت سر جان شور گورنر جنرل تھے اونہوں نے بھی اسکی امداد کا وعدہ کیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان وعدے نے کبھی فوز الفا حاصل نہ کیا اس مرتبہ پھر اوسکو تین سال متواتر سخت انتظار میں سابقہ پڑا اور آخر مایوسی نے نہ صرف اوس کا دل ہی توڑ دیا بلکہ اوسکی صحت پر بھی بہت برا اثر کیا۔ شاید ان ہی وجوہ سے اوس نے اپنے ایک انگریز دوست کے ہمراہ انگلستان جانے کا قصد کیا۔ مرزا ابو طالب خان فروری ۱۷۹۹؁ء میں روانہ انگلستان ہوا۔ عام خیال یہ ہے کہ سب سے پہلے جو ہندوستانی آدمی انگلستان گیا ہے وہ راجہ رام موہن رائے تھے۔ یہ سنکر لوگوں کو تعجب ہوگا کہ راجہ موصوف کے جانے سے پہلے مرزا ابو طالب خان ولایت پہنچ چکا ہے انگلستان میں وہ ایرانی شاہزادہ مشہور تھا اوس نے چار سال سفر میں صرف کئے اور اس عرصہ میں تینوں براعظم یعنی ایشیا افریقہ اور یورپ دیکھ لئے جب وہ کلکتہ میں واپس آیا تو اوس نے اپنے روزنامچوں سے سفرنامہ مرتب کیا اور نام اوس کا مسیر طالبی رکھا جس کو سر چارلس سٹوارٹ پروفیسر زبان ایشیائی نے انگریزی میں ترجمہ کرکے ۱۸۱۰؁ء میں انگلستان میں چھپوایا تھا۔ ہندوستان میں آکر وہ بندیلکھنڈ کے ایک ضلع میں کلکٹر مقرر کر دیا گیا اور اسی عہدہ پر سنہ ۱۲۲۰ ہجری مطابق ۱۸۰۶؁ء میں اوس نے انتقال کیا چونکہ وہ پسماندگان کے لئے کوئی کافی ذریعہ اوقات بسری نہیں چھوڑ گیا تھا اس لئے ایسٹ انڈیا کمپنی نے اوسکی بیوہ اور بچوں کی پنشن مقرر کردی۔

اسماعیل بیگ خان شورہ والہ

اوسی زمانہ میں اسماعیل بیگ خان شورہ والے تھے جو حمید بیگ خان کا ساتھی ہوا تھا صوبہ الہ آباد کی حکومت [illegible] پائی۔ اوسنے وہاں پہنچکر مطالبہ و باقیات میں اکثر زمینداروں کی ضبطی و املاک حول لیکر صاحب دولت بنگیا۔ مگر دولت جانے کا باعث اوسکا باپ اوس نے بنام زین العابدین خان چند مدت بریلی میں سرکار

انگریزی کا نوکر رہا۔ آخر بیکاری کی حالت مین لکہنؤ مین قضا کی۔

خواجہ عین الدین انصاری صوبہ دار بریلی

دوسرے برس خواجہ عین الدین انصاری عملداری صوبہ بریلی پر مقرر ہوا یہ شخص خادم حسین خان سنگہلے والے کے رفقا مین سے تہا آئمہ اطہار سے بیحد محبت رکہتا تہا یہ روایت مشہور ہے کہ عشرہ محرم مین معمول تہا کہ عاشورہ کو تمام متاع و نقد و جنس اور عمارات اور زن و فرزند ملکہ اپنی ذات ہمیت جناب سید الشہدا علیہ السلام کے نام خیرات کر دیتا تہا اور پہر قرض دوام سے زر نقد بہم پہنچا کر مول لیتا تہا غرضکہ جسجگہ اس شخص نے عملداری کی بے مثل رہا پہلے فیض آباد مین مامور ہوا وہان چوری کا بہت زور شور تہا وہان حکم جاری کر دیا کہ کوئی شخص شب کو اپنے گہر کا دروازہ بند نہ کرے۔ خدانخواستہ اگر کوئی صورت نقصان کی ظہور مین آئے تو سرکار اوس کو عوض نقصان دیگی۔ اور جو کوئی چوری کی علت مین گرفتار ہوتا اوس کو قتل کروا دیتا اور ہاتہ کاٹ ڈالنا تو ایک بات تہی۔ اس سبب سے چورون کا نام باقی نرہا۔ اور جسجگہ تہوڑے دنون کے لئے جاتا تہا تو امام باڑہ اور مسجد کی پہلے نیو ڈالتا تہا اور اپنی قبر بنواتا تہا اور کہتا تہا کہ آخر ایکدن یہان سے اوٹہنا ہے اور جبکہ نواب آصف الدولہ نے آستانہ نجف اشرف کی درستی کے لئے پانچ لاکہ روپئے اور سرفراز الدولہ نے دو لاکہ روپئے حاجی محمد کی معرفت بہیجے تہے تو خواجہ صاحب نے بہی اپنی مقدرت کے موجب ایک معقول رقم بہیجکر تعمیر مین شرکت کی تہی اور ہمیشہ چرمی تسمہ زیب کمر اور لباس شنجرفی دربر رہتا تہا۔ اور جب حکام کو عرضی لکہتا تہا تو اول بہ عبارت لکہ دیتا تہا امام برحق موجود بے شک اس فقرے کے بعد قلم جانب مطالب اوٹہاتا تہا۔ اور غریبون کو اوس نے لنگرخانے سے کہانا اور جاڑون مین لباس سرمائی دیتا تہا۔ اوسکی انتقال کے بعد اوس کا بیٹا ابراہیم علیخان بریلی مین چند مدت عہدہ دیوانی پر مامور رہا۔ پہر انگریزی تحصیلداری پر نوکر ہوا۔

جنرل کوٹ کمانڈر انچیف کی لکہنؤ مین آمد اقبال الدولہ کی خرابی

جنرل کوٹ کمانڈر انچیف کلکتے سے لکہنؤ مین آیا۔ نواب وزیر نے الہ آباد تک استقبال کیا اور بڑے طمطراق کے ساتہ شہر لکہنؤ مین لائے بزم ضیافت آراستہ کی ان دنون سرکار کمپنی کو دکن مین حیدر نایک سے

جسکا دار السلطنت سرنگ پٹن تھا سخت جنگ در پیش تھی۔ جرنیل صاحب نے نواب وزیر سے زر نقد اور فوج کے ساتھ مدد کرنے کی درخواست کی چنانچہ امراے لکھنؤ اور جملہ جاگیرداروں پر کئی لاکھ روپیہ کا چندہ قرار پایا۔ مگر ہر ایک کو اس بات میں اغماض تھا اقبال الدولہ پسر عماد الدولہ نے پیشقدمی کی اور ساٹھہ ہزار روپیہ دیا تو چندے کا راستہ ہموار ہو کر آگا جاری ہوا۔ حیدر بیگ خان اور سرفراز الدولہ کو اقبال الدولہ کا یہ معاملہ خوش نہ آیا اسلیے اونکی جاگیر قرق کی اور تین ہزار روپیہ جو اونکا درماہہ تھا موقوف کیا۔

متفرق واقعات

(۱) آصف الدولہ کے جلوس سے ساتویں برس راجہ بلبھدر سنگھ ناظم اور حیدر بیگ خان سے فرق تنخواہ کی علت میں مقابلہ پیش آیا بندیلوں نے اوسکی مدد کی آخر کار فوج انگریزی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

(۲) اور اسی سال بچھراج متوطن شہر بنارس سے کسی فتنہ انگیزی کے باعث کہ خوف سیاست دامنگیر تھا بھاگ کر آیا پھر جید خزانچی کے عزل کے بعد خزانچی مقرر ہوا۔ اور راجہ کا خطاب ملا۔

(۳) جلوس آصفی سے آٹھویں سال لکھنؤ میں محکمہ عدالت قایم ہوا۔ مفتی غلام حضرت اور قاضی غلام مصطفی سے فتواے مسائل شرعیہ و احکامات عدالت متعلق تھی۔ مگر بہوانی سنگھ داروغہ کا اقتدار اتنا بڑھ گیا تھا کہ اوسکی مداخلت کی وجہ سے مقدمات عدالت ضعف پذیر رہے اسلیے عدالت کی افسری سید محمد نصیر برادر عم زاد مختار الدولہ سے نامزد ہوئی اور مولوی محمد امین فتوے کے واسطے مقرر تھے انکی تنخواہیں سرکار سے مقرر تھیں لیکن عملہ عدالت کو تنخواہ تساہل کے ساتھ ملتی تھی۔ راجہ ٹکیت راے مدار المہام دیوانی چونکہ مفتی غلام حضرت پر مہربانی رکھتا تھا اسواسطے سید محمد نصیر برداشتہ خاطر ہو کر بنارس کو چلے گئے اور غلام حضرت کا طوطی بولا مولوی دلدار علی اور میر مرتضی وغیرہ علماے مذہب امامیہ نے حسن رضا خاں کی وجہ سے نام پیدا کیا۔ جمعہ و جماعت کی نماز جس کا رواج اس ملک میں نہ تھا جاری کی اور کربلا جا کر اجتہاد کا حکم وہاں کے مجتہدوں سے حاصل کرکے لوٹ آئے اور اپنا اجتہاد جاری کیا۔

(۴) ایکبار غلام قادر خان ابن نواب ضابطہ خان خلف نجیب الدولہ اپنے باپ سے روٹھ کر لکھنؤ میں آئے نواب آصف الدولہ نے جاگیر اور پالکی بخشی اور نواب ضابطہ خان سے اون کی سفارش کی اسوجہ سے پھر اپنے وطن کو لوٹ گیے۔

نواب آصف الدولہ اور اون کے اہلکارون کے مصارف

نواب آصف الدولہ ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ ہولی اور بسنت وغیرہ کے جشن مین اور دوسرے لاابالی مصارف مین خرچ کرتے تھے اور ہرسال جو شکار کے لئے کوچ درپیش ہوتا تھا تو کارپردازان نیز اسقدر سختی روپیہ کی طلبی مین فرماتے تھے کہ حیدر بیگ خان اور راجہ ٹکیت راے کا دم ضیق مین پڑ جاتا تھا اوسی وقت حاضر کرتے تھے اسکے سوا نواب وزیر کے مزاج مین یہ بات بھی تھی کہ جو تاجر کوئی عمدہ چیز لاتا تھا بلا تکلف خرید فرماتے تھے خصوصاً انگریزی سوداگرون کا مال ایک روپیہ سے لاکھ روپیہ تک مول لینے مین دریغ نہ تھا مارٹن صاحب فرانسیس جو میجر پہولیر صاحب کے مصاحبون مین سے تھا اوسنے لاکھون روپیہ نواب وزیر کی بدولت تجارت مین پیدا کیا۔ یہ کیفیت نواب وزیر کے مصارف کی تھی حیدر بیگ خان جو سرفراز الدولہ حسن رضا خان کے نائب تھے بلکہ منیب سے بڑھکر اقتدار رکھتے تھے انکے مصارف چھتیس لاکھ روپیہ سالانہ سے کم نہ تھے۔ گوٹہ کناری عطر اور پھلیل لاکھون روپیہ کا انکے محل مین صرف ہوتا تھا اور راجہ ٹکیت راے کے مصارف اوربھی زیادہ تھے۔ اونہون نے بڑی بڑی عمارتین اور متعدد باغات اور اکثر کٹرے اور بہت سے پل اور معابد بنوائے جو آجتک اونکے یادگار ہین اور الماس علی خان جو ہمیشہ مستاجری کرتے رہے انکے مصارف اوربھی بڑھے ہوے تھے وکیل اور متصدی ان حضرات کے اپنے گہرون مین بادشاہ وقت تھے ایک ایک نے لاکھون روپیہ کی عمارت بنوائی۔ غرض ان مصارف نے حیدر بیگ خان کو دریاے فکر مین ڈبو دیا تھا۔ آخرکار سپاہ ہرکسی کا قلم پھرا۔ تنخواہی رسالہ دار موقوف ہوئے

نواب وزیر کا انگریزی سپاہ اور ملازمون کے مصارف کی زیرباری سے گھبرا جانا اور اون کا وارن ہسٹنگز سے ان مصارف کے بار سے سبکدوش کر دینے کے لئے التجا کرنا اور نیا عہدنامہ منعقد ہونا

مولوی ذکاء اللہ صاحب کہتے ہین کہ جو کچھ نواب آصف الدولہ کو سرکار کمپنی کا روپیہ ادا کرنا چاہیے تہا وہ اُسنے ادا نہو سکتا تہا روز بروز قرض بڑہتا جاتا تہا آصف الدولہ خود تو رات دن عیش و عشرت مین مشغول رہتے تھے اونکے اہلکار رشوت اور تغلب مین مصروف تہے۔ اس سبب سے ساری ملک مین اندھیر تہا۔ زمیندار سرکش تھے۔ رعایا افلاس اور تباہی کی حالت مین ڈوبی ہوئی تھی جب تک نواب کا تعلق انگریزون سے ہوا تہا تین کرور روپیہ کی آمدنی اونکے ملک کی تھی ۱۷۹۷ء مین ملک کی آمدنی اس سے آدھی بہی ہوئی۔ اور آگے سالون مین اور بھی زیادہ خاک اڑی۔ فیض آباد مین جو عہد و پیمان روہیلونکی لڑائی کے بعد نواب سے ہوئے تھے جب عہدنامے پر شروع ۱۷۷۵ء مین آصف الدولہ پر دستخط کیا تہا اوس مین یہ ٹھیرا تھا کہ سرکار کمپنی کی سپاہ کا ایک برگیڈ اودہ مین رہیگا اور اوس کا سارا خرچ نواب کے ذمے ہوگا۔ کورٹ ڈائرکٹرز نے بھی اس امر کو منظور کرلیا تہا کہ اگر نواب کی مرضی ایسی ہو تو ایک برگیڈ وہان رہا کرے غرض اس سپاہ کا رہنا جبراً و قہراً نواب کے ذمے نہین لگایا گیا تہا اونکی مرضی پر موقوف تہا ۱۷۷۸ء مین ایک اور برگیڈ انگریزی سپاہ کا جسمین انگریزی افسر حکمران اور چھ بٹالین پیادونکی اور ایک توپخانہ اور ایک حصہ سوارون کا شامل تہا چند روز کے لیے اور بڑہایا گیا اور فتحگڈہ مین تعینات ہوا۔ کیونکہ نواب کو خوف اس پاس کے حملون کا تہا اور نواب کی بہت سی سپاہ انگریزی افسرونکی ماتحت ہوئی اس جدید برگیڈ کے خرچے کے واسطے کوئی مقدار معین ہوئی اور مختلف اوقات مین تھوڑی تھوڑی سپاہ ضرورتونکے وقت ملائی گئی۔ ۱۷۸۰ء مین اس برگیڈ جدید وغیرہ کا خرچ آٹھ لاکھ روپیہ اور نواب کی سپاہ مین افسرون کا خرچ چار لاکھ روپیہ تخمینے سے زیادہ ہوا۔ یہ تو سپاہ کے خرچ کا حال تھا۔ اب دوسرا خرچ رزیڈنٹ اور اوس کے عملے کا تہا۔ اب اوس پر گورنر جنرل کے ایک اور ایجنٹ کا خرچ زیادہ ہوا۔ اس کے علاوہ ملازمان سرکار کمپنی کے تحفہ تحائف پنشن وغیرہ کا جدا صرف تھا۔ ۱۷۸۴ء مین نواب نے گورنر جنرل سے اس کمپو کے خرچ سے سبکدوشی پانیکی التجا کی اور کہا کہ مین اوس کی بار کے تلے دبکر مرا جاتا ہون وہ تین برس مین سارے میرے ملک کی آمدنی کھا گیا۔ اب میرے گہر کے آدمیون کو بھی کھانے کو کچھ نہین بچتا۔ شجاع الدولہ کی اولاد کو جو تہائی تنخواہ ملی ہے ان ضرورتون کے سبب سے ملک کا خرچ بڑہانا پڑتا اس سے اوسکی تحصیل مین اور بھی زیادہ خسارہ آگیا زمیندار اور کاشتکار بھاگ بھاگ کر چلے گئے سپاہی اور پرانے شریف اور نجیب زادے حیران ہوکر ملک کو چھوڑ کے چلے جاتے ہین۔ کچھ تھوڑی سی سپاہ میرے پاس رہگئی ہے جو ملک سے خراج وصول کرتی ہے۔ سب کے گہر مین فاقے کا گہر رہتا ہے۔ بڑی مشکل سے گذارہ ہوتا ہے۔ یہ خرچ اس سپاہ کا

عہدے سے بھی نہین اوٹھ سکتا۔ سپاہ کام کی نہین اوس کے افسر ایسے سرکش اور مغرور ہین کہ وہ ملک کا اپنی تئین مالک سمجھتے ہین۔ ملک کا محصول نہین وصول ہونے دیتے اور ساری میرے ملکی معاملات کو درہم برہم کردیا ہے۔ کب تک میرے گلے پر چھُری رہے گی۔ گورنر جنرل کب ایسی سنتے تھے اونہون نے خفا ہوکر کہا کہ نواب نے خود ہی اپنے ملک کی حفاظت کے واسطے انگریزی سپاہ کو بلایا ہے اوس کے سارے خرچ اوٹھانا اونکے ذمے واجب ہے اوس کو بلالینے یا گھٹانے کا اختیار ہم کو ہے۔ ہم جب چاہین ایسا کرین نواب کو اپنے عہد کے موافق تنخواہ دینی چاہیے خواہ اس مین ملک کی آمدنی اونکی سپاہ کو بھوکا مارے یا اوس کو موقوف کردین یہ اُن کا اپنا قصور ہے۔ کیون عیاشی اور بیکاری مین پھنسے رہتے ہین جس سے ملک کا یہ حال ہوگیا ہے۔ عہدنامے مین تو میعاد سپاہ کے رہنے کی متعین نہین کی گئی تھی اس لئے ضرور تھا کہ اوس کا تصفیہ فریقین آپس مین ملکر کرلیتے لیکن فریقین مین اختلاف تھا۔ اسلئے زبردست فریق کے ہاتھ مین اختیار تھا جو چاہے فیصلہ کرے۔ مگر بعض کے نزدیک یہ ہیسٹنگز صاحب کی ہٹ دھرمی تھی عہدنامے مین اور کورٹ ڈائرکٹرز کے احکام مین صاف لکھا ہوا تھا کہ نواب کو سپاہ اپنی مرضی کے موافق رکھنے کا اختیار ہے جس کے معنے صاف یہ ہین کہ جب چاہین رکھین جب چاہین نہ رکھین۔ مگر اسوقت گورنر جنرل کو دو مشکلات درپیش تھین کہ اگر انگریزی سپاہ کو وہ اودھ سے بلالیتے تو ملک مین اندھیر مچ جاتا۔ میدان خالی دیکھکر آس پاس کے دشمن اودھ پر پل پڑتے خصوصاً مرہٹے اس تاک مین بیٹھے ہوئے تھے وہ ضرور ملک پر چڑھائی کرتے اور پامال کرڈالتے اور سرکار کمپنی کا قرضہ نواب سے کیسے وصول ہوتا وہ سارا مارا جاتا مرہٹون سے ڈانڈا ملتا۔ سرحد کی حفاظت مین اور اُنسے لڑنے مین سرکار کا اور روپیہ خرچ ہوتا اب بھی سرکار کمپنی دو واسطے مین تھی پھر معلوم نہین کیا ہوتا۔ حفاظت خود اختیاری کا قانون انصاف کے قانون پر غالب آتا تھا۔ نواب اودھ حقیقت مین سرکار کمپنی کے تابعین سے تھا بغیر اوسکی حفاظت و حمایت کے وہ ایک روز نوابی نہین کرسکتا تھا۔ ہیسٹنگز نے جیسے کوئی اپنے تابعین کو حکم دیتا ہے نواب کو لکھا کہ اونکو سپاہ رکھنی ہی پڑے گی جو استحقاق آقا کو ملازم پر حاصل ہوتا ہے سرکار کو نواب پر اور اوس کے ملک پر یہ حق حاصل تھا گورنر جنرل سے جب اس بات کی دلیل ولایت مین پوچھی گئی کہ اوس نے ایسا کیون کیا تو اوس نے کہا کہ عہدنامے کی عبارت پہلودار تھی اوس کے معنی مشتبہ تھے اسلئے زبردست کو اختیار تھا کہ جو معنے چاہتا وہ عبارت مشتبہ کے مقرر کرتا۔ مگر یہ جواب ہٹ دھرمی پر مبنی اور دھوکے کا روغن چڑھایا تھا۔ عہدنامے مین کوئی عبارت مشتبہ نہ تھی۔ سوا اس کے گورنر جنرل نے یہ کہا کہ نواب نے جو یہ درخواست کی تھی کہ کچھ اپنی ضرورت کی وجہ سے نہین دی۔ بلکہ اوسکے صلاح کار اور مشیرونکو یہ معلوم ہوا تھا

کہ سرکار کمپنی کے ممبران کونسل مین طوفان نفاق برپا ہے ۔ دنون مین وہ خود غارت ہوا چاہتی ہے ۔ اصلی نواب کو ایسی درخواست پر ندامت ہوئی اس لئے پہلے اوس کا جواب ایسا سخت دیا تھا اگر اوس کے سبب نہ ہوتا تو مین کچھہ بات نواب کی مان لیتا ۔ اب سرکار کمپنی کا قرض نواب پر سنہ ۱۷۸۰ع مین ایک کروڑ چالیس لاکھہ روپیہ ہوگیا ۔ سپریم کونسل نے تقاضے پر تقاضا شروع کیا ۔ نواب نے عذر پر عذر کرنے شروع کئے کہ ملک مین میرے جان نہین ۔ میرے پاس کھانے کو بھی نہین ۔ اسپر گورنر جنرل نے یہ ارادہ کیا کہ لکھنؤ کو خود جائے اور آصف الدولہ سے روبرو گفتگو کیجئے ۔ مگر نواب نے کچھہ چکنی چپڑی باتین بنا کر اوسکو اپنے ارادے سے باز رکھا اور خود بھی تھوڑے مصاحبون کے ساتھہ گورنر جنرل کے پاس چنار گڑھ کے قلعہ مین آگئے ظاہر معلوم ہوتا تھا کہ اس ملاقات کا انجام بخیر ہوگا کیونکہ نواب تو یہ چاہتے تھے کہ برگیڈ جو رہتا اور رزیڈنٹ اور اونکی سپاہ کے انگریز افسرون کا اور بہت سے اخراجات کا بوجھہ اونکی گردن سے اوٹھہ جائے اور ہسٹنگز صاحب کو روپیہ لینا منظور تھا ۔ مگر اتفاق سے ان باتون پر اتفاق کیا گیا اور گورنر جنرل نے مان لیا کہ سوا اوس برگیڈ کے جسکا خرچ شجاع الدولہ کے زمانے مین بھی لیا گیا اور جسکی تنخواہ دو لاکھہ ہزار روپیہ ماہوار تھی اور سوا اوس ایک پلٹن کی جو رزیڈنٹ کی حفاظت کرے اور جسکی تنخواہ پچیس ہزار روپیہ ماہوار قرار پائی ۔ باقی تمام سپاہ کے خرچ نواب کے ذمے سے اوٹھا لئے گئے آصف الدولہ نے گورنر جنرل سے کہا کہ کمپنی کا روپیہ جو مجھکو دینا چاہئے اوس کے ادا کرنے کی مجھہ مین استطاعت نہین میری والدہ اور دادی نے جو خزانہ لے لیا ہے اوس کو چھین لینے کی مجھکو پروانگی ہو چنانچہ دوسری شرط یہ قرار پائی کہ نواب کو یہ اختیار رہے کہ وہ اپنے ملک مین جسکی چاہین جاگیر ضبط کر لین ۔ مگر جس جاگیردار کی سرکار کمپنی دستگیری کرے اوسکی پنشن نقد موافق محاصل جاگیر کے نواب رزیڈنٹ کی معرفت دین اس عہدنامے مین چوتھی شرط یہ تھی کہ کوئی رزیڈنٹ فرخ آباد مین مقرر نہو ۔

قولنامہ جو وزیر نے گورنر جنرل سے کیا

چونکہ میری درخواستین ملکی و مالی کے منظور ہوئی ہین اب مکرر وہ درخواست گذارش کرتا ہون کہ جیسے زبانی عرض کیا تھا اور امید ہے کہ آپ میرے تمام معروضات پر لحاظ فرمائین گے ۔ اور یقین ہے کہ

؎ دیکھو تاریخ ہندوستان مؤلفہ بشرح ۱۲

انکی منظوری بلا تامل فرمائی جائیگی - کیونکہ اونمین صرف آپکی مہربانی و عنایت ہے - اور کمپنی کو کچھہ تعلق اونسے نہین ہے صرف اسقدر کہ جو روپیہ مجہسے لیتا ہے وہ کمپنی کو دیا جاتا ہے - مین اسواسطے عرض کرتا ہون کہ جو تعداد نفری سہ بندی اور دوسری فوج کی کثرت سے ہوگئی ہے وہ کم کیجائے - اور ایک مقرر ہو جاتے اور اونکی تنخواہ آمدنی پر نہ دلائی جائے بلکہ خزانے سے نقد ملا کرے - اور اوسکی تعداد نفری اوسی قدر ہو جسقدر روپیہ خزانے سے مل سکتا ہو - مگر چونکہ یہ امر بہت مشکل ہوگا جب تک کہ میرے خانگی اور علاقے کے اخراجات جدا نہون - مین یہ بھی عرض کرتا ہون کہ مجھکو کچھہ روپیہ مقرر ہو کر اخراجات خانگی کے واسطے ملا کرے اور باقی آمدنی خزانہ عامرہ مین رکھی جایا کرے اور صاحب رزیڈنٹ بہادر اوس کا ملاحظہ کرلیا کرین اور اوس مین سے اخراجات سپاہ و دفاتر ہوا کرین اس صلاح سے مراد یہ نہین ہے کہ سالانہ ادائے سرکار کمپنی مین خلل واقع ہو - بلکہ وہ مع ادائے قرضہ سابق و مطالبہ حال کمپنی ہر سال بلا تخلف دیا جائیگا -

عہدنامے کی دوسری شرط کے مضمون پر بحث

اس عہدنامے کو دیکھہ کر کہ نواب اپنے ملک مین جسکی چاہین جاگیر ضبط کرلین تم کو تعجب ہوگا کہ اس مین ہمارا کوئی نفع انگریزون کا نظر نہین آتا - مگر اس مین بڑا فائدہ نقاب مین منہ چھپائے ہوئے تھا - اب آشکارا ہوتا ہے - آصف الدولہ کی دادی اور مان دو بڑی بوڑھی بیگمین تہین شجاع الدولہ کے وقت مین اونکا بڑا دور دورہ رہتا تھا - اور اونکی مرنے کے بعد بہی بہت بڑی جاگیر پر قابض تہین - اس جاگیر کا اہتمام اور بندوبست اونہون نے اپنے ہی ہاتھہ مین رکھا تھا اور آپ ہی اوس کا کل روپیہ وصول کرتی تھین - اس کے سوا شجاع الدولہ نے خزانہ کثیر جمع کیا تھا جس کا تخمینہ تین کروڑ روپیہ تھا وہ بھی انھین کے قبضہ مین تھا یہ دونون ساس بہوئین فیض آباد مین بڑے عمدہ محلون مین رہا کرتی تھین - اور آصف الدولہ لکھنؤ مین رہتے تھے - گومتی کے کنارے پر اونہون نے عمارتین تعمیر کرائی تہین چونکہ اسوقت سرکار کمپنی کو بہت سے اخراجات درپیش تھی - اسلئے ہسٹنگز صاحب کو یہ سوجھی کہ ان بیگمون کی دولت کو کسی طرح لینا چاہیے - انگریزون کو دولت اپنے اخراجات ضروری کے لئے چاہئے تہی - نواب کو اپنے بگچھڑے اوڑانے کے لئے درکار تھی غرض

ان دونون بھلے مانسون کے آپسمین قول و قسم ٹھہر گئے کہ ہیسٹنگز صاحب تو نواب کو فوج اور افسران ملکی کے بار خرچ سے سبکدوش کردے اور نواب ان دونون عورتون سے دولت لیکر اپنا قرضہ سرکار کمپنی کا چکا دین۔ نواب کو بحیثیت نوابی ان بیگمون کی جاگیر پر اختیار تھا اور اونکی دولت سکے وہ وارث موافق شرع کے تھے بیٹے کے ہوتے مان کا حق آٹھوین حصے کا ہوتا ہی اور مان کے ہوتے دادی کا کچھ حق نہین ہوتا نواب آصف الدولہ کی غفلت یا بے پروائی۔ یا فیاضی تھی کہ اونکی مان اور دادی یہ خزانہ دبا بیٹھی تھین۔ آصف الدولہ نے مان کو بہت تنگ کرکے بہت سا روپیہ تو لیکر اوڑا دیا تھا سنہ ۱۷۷۵ع مین کہ شجاع الدولہ کو مرے ہوئے بہت دن نہین گذرے تھے اونکی بیوی نے گورنمنٹ انگریزی کو یہ شکایت لکھی تھی کہ مین اپنے بیٹے کے ہاتھ سے تنگ ہون ایک دفعہ ۲۶ لاکھ روپیہ اور مانگتا ہے کہ سرکار کو عہد و پیمان کے موافق دینا ناگزیر ہی۔ اگر وہ نہ ادا کیا جائے گا تو مین تباہ ہو جاونگی اسپر انگریزون نے بیچ مین پڑکر ایک عہد موثق بیگم کے ساتھ کیا کہ اب آیندہ آصف الدولہ اون کو روپیہ کے لئے نہین دق کرینگے۔ اور وہ اپنی جاگیر و مال پر قابض رہینگی۔ اور اونکو اختیار ہی کہ جہان چاہین وہان رہین۔ بالفعل یہ تیس لاکھ روپئے دیدین۔ مگر اب زمانہ بدلگیا۔ خود ضامن و محافظ کو روپیہ کی ضرورت تھی جسنے ضمانت دی تھی اوس کو کچھ شرم و لحاظ اس کا نتھا کہ وہ آصف الدولہ سے وہ بدتمیزین کرائے جنکو کرتے ہوے وہ جھجکتے تھے۔ اب ضرور تھا کہ ان بیگمون کی جاگیر و مال و دولت ضبط کرنے کے واسطے کوئی وجہ بھی نکالنی چاہیے۔ اور وجہ بھی ایسی ہوا کہ جو رسم و رواج اور دین و دیانت اور آئین و انصاف کے موافق اور آدمیت و انسانیت کے مطابق ہو۔ اور ادب فرزندی کے بھی خلاف نہو مان کا ادب اور پاس عزت تو وحشیون مین بھی ہوتا ہے اسلئے سب سے عمدہ یہ سوجھی کہ چیت سنگھ زمیندار بنارس کی بغاوت کا الزام لگاتے کہ اونہون نے چیت سنگھ کی اعانت کی اور اوسکو فوج بھی اور روپیہ بھی بھیجا جسکی مفصل کیفیت یہ ہے۔

چیت سنگھ زمیندار بنارس کے حالات

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ راجہ بنارس جو پیشتر نواب وزیر کے ماتحت تھا۔ اب انگریزون کے تابعین مین قرار پایا تھا اس راجہ کا نام چیت سنگھ تھا اس کا خاندان قدیمی

نہتہا جسوقت سلطنت مغلیہ کو نادرشاہ کی حملہ کا صدمہ پہنچا تو اس افراتفری مین گنگاپور کے
زمیندار برہمن منسارام نے کچھ ملک دبا کر محمد شاہ سے راجہ کا خطاب حاصل کیا - یہ راجہ
کا خطاب پہلے بادشاہ کے ہان سے اوسی شخص کو ملتا تہا جو صاحب ملک و حشمت ہوتا تہا
آجکل کا راجگی کا خطاب نہتہا کہ جسے ملک دیا جاتا بعد ازان بلونت سنگہہ اوس کا جانشین ہوا
اور اوسکو بھی خطاب راجگی کا ملگیا - عالمگیر کے عہد سے بنارس کا علاقہ صوبہ اودہ سے
شامل ہو گیا تھا اسلئے یہ راجہ شجاع الدولہ کو خراج دیتا تھا اوس نے جو خدمات سرکار کمپنی
کی شجاع الدولہ اور انگریزونکی لڑائی مین بکسر مین کین اور اوسکی عوض مین جو سلوک انگریزون
نے اوسکی ساتھ کیا وہ بیان ہو چکا ہے وہ انگریزون کی لطف و عنایت سے اپنی ملک مین
چین و عافیت کے ساتھ راج کرتا تہا - جب وہ ۱۷۷۰ء مین مرگیا تو اوس کا بیٹا جو بیاہتا
رانی سے نہ تہا اوس کا اسطرحسے جانشین ہوا کہ نواب شجاع الدولہ کو بہت سا نذرانہ دیا
اور کچھ خراج کے زیادہ دینے کا وعدہ کیا - کچھ انگریزون کا سہارا ڈھونڈا اونہون نے
شجاع الدولہ سے سند بنارس کے راجہ ہونے کی اونہین شرایط کے ساتھ جو اوس کے
ساتھ تہین دلادی - ۱۷۷۳ء مین جب ہسٹنگز کی ملاقات شجاع الدولہ سے ہوئی تو اونہون
نے یہ کہا کہ مجھسے دس لاکھ روپئے لو اور اس راجہ کو معزول کر دو - مگر گورنر جنرل نے
کہا کہ ہم اون عہد و پیمان کو جو بلونت سنگہہ کے ساتھ ہوئے ہین چیت سنگہہ کے ساتھ نہین
توڑ سکتے - اور گورنر جنرل نے چیت سنگہہ کو لکہا کہ تمہاری عزت و دولت و حکومت
و ثروت کی جب ہی تک خیر ہے کہ تم سرکار کمپنی کے سایۂ عاطفت مین پناہ گزین ہو اور ہمکو
بھی تمہاری حرمت ملحوظ ہی تمہارا ملک ہماری سرحد پر واقع ہے اور تمہارا دوست ہونا ہمکو
پشت و پناہ ہے - ہمکو یقین ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہمیشہ وفادار رہوگے اور جب ہمکو کسی
کام پڑنے لگا تو اوس کو جلدی کروگے اور تمسے وعدہ کیا جاتا ہی کہ خراج زیادہ نہین لیا جائیگا
جب سرکار کمپنی کے آصف الدولہ کے ساتھ عہد و پیمان جدید ہوئے اور نیا انتظام
کیا گیا تو جس ملک پر چیت سنگہہ حکومت کرتا تھا وہ ۱۷۷۵ء مین سرکار کمپنی کے حوالے کر دیا
سرکار کمپنی نے بھی چیت سنگہہ کو بدستور اپنی حال پر بحال رکھا اور بائیس لاکھ چہیاسٹہہ ہزار
ایک سو اسی روپیہ سالیانہ خراج ٹہیرا لیا - اور اقرار کر لیا کہ راجہ سے اور زیادہ خرچ نہین
مانگا جائیگا - سنہ مین اسوقت انگریزون کی کئی جگہہ لڑائیان ہو رہی تہین - اور اونکی

مصارف کے لئے روپیہ بہم پہنچانا گورنر جنرل کا کام تہا اسوجہ سے ہیسٹنگز کے سرپر اسوقت اسقدر بوجہ پڑا کہ شاید ہی کبہی کسی اکیلے شخص پر گو کیسا ہی عالی حوصلہ کیون نہو اس سے زیادہ پڑا ہو۔ حیدر والی میسور۔ فرانسیس۔ ولندیز۔ مرہٹے۔ یہ سب کے سب ایک ہی دفعہ انگریزونکی مخالفت پر اوٹہ کہڑے ہوئے تہے۔ اور سب جگہ ہنگامہ کارزار گرم تہا مگر لڑائی روپیہ بغیر کب ہوسکتی ہے اسلئے ہیسٹنگز کو روپیہ فراہم کرنے کی فکر تہی اس لئے اوس نے راجہ چیت سنگہ والی بنارس سے یہ کہا کہ سرکار انگریزی جو تمہاری حاکم اور محسن ہے اوسکی اس ضرورت کے وقت روپئے اور فوج سے مدد کرو راجہ نے اس سے پہلوتہی کی اس لئے گورنر جنرل آپ بنارس چلا آیا اس سے اوس کا خاص منشا یہ تہا کہ چیت سنگہ کو دبا کر اپنا کام نکالے۔ پہر گورنر جنرل نے اوسکی احسان فراموشی سے جہلا کر اوس کو نظر بند کر دیا۔ راجہ کا نظر بند ہونا تہا کہ اوسکی رعیت طیش مین آکر اوٹہ کہڑی ہوئی۔ اور جن سپاہیون نے راجہ پر ہاتہ ڈالا تہا اونکو قتل کر ڈالا پہر جس جگہ گورنر جنرل اوترا ہوا تہا اوس کو آگہیر لیا۔ راجہ شہر سے بہاگ گیا اور گورنر جنرل کو اپنی جان کے لالے پڑے مگر اوسان و استقلال کو اوس نے اب بہی ہاتہ سے نہ دیا آخر کار وہ بہاگ کر چنارگڑہ کو چلا گیا۔ اور ہر طرف سے فوجین منگا کر راجہ بنارس کی بیس ہزار فوج کو شکست دیکر بجے گڑہ کو جہان وہ چہپا ہوا تہا فتح کر لیا۔ مگر جو خزانہ قلعہ میں موجود تہا اوسکو فوج نے ہاتہون ہاتہ سلگوا لیا اور گورنر جنرل منہ تکتا اور ہاتہ ملتا رہگیا کہ نہ تو خزانہ اوسکے ہاتہ لگا جسکی بڑی ضرورت تہی اور نہ راجہ قابو مین آیا کیونکہ وہ بہاگ کر گوالیار پہنچا اور وہان ۲۹ برس رہکر رہگرائے ملک عدم ہوا۔ اوس کے بعد اوس کے بہانجے کو گدی پر بٹہایا۔

آصف الدولہ کی مان اور دادی سے نہایت قسائی پن کے ساتہ روپیہ لیا جانا

اودہ کی رعایا نے جو چیت سنگہ کے ہنگامے میں فساد برپا کیا تہا گورنر جنرل نے اوس کو آصف الدولہ کی مان اور دادی پر ڈہالنا چاہا۔ اس فساد کو بیگمون کے ذمہ لگا دینا آسان تہا مگر اس الزام کے لئے کوئی شہادت موجود نہتی۔ مگر زبان خلق اس امر کی شہادت بڑی تہی۔ کرنیل ہنی بیگمونپر جرم بغاوت ثابت کرنیمین بڑے سرگرم تہے۔ کرنیل صاحب ہی غضب کے پکے تہے

اوہنون نے ایک زمانے مین نواب آصف الدولہ کے نہہون مین تیر دے رکہا تہا نواب نے گورنر جنرل کو لکہا کہ خدا کے واسطے اوسکو یہانسے بلائیے اور میری جان کے پیچہے سے جنجال چہڑائیے نہین مین نوابی سے اپنی درگذرا اب بیگمون کے پیچہے پنجے جہاڑ کے پڑے غرضکہ اس اولٹ پہیر مین کیا لکہنو جب آئے تہے تو قرضدار تہے یا اب اونکے پاس تیس لاکہہ روپئے تہے اس ملک مین انگریزون کے بیوپارے تہے۔ ہیسٹنگز صاحب نے نہایت عقلمندی کی کہ اس بغاوت کا مقدمہ کوئی نہین بنایا۔ کیونکہ وہ جانتے تہے کہ اس الزام کے لئے کوئی شہادت بہم نہوگی اسلئے بیگمین لوٹ سے بچ جاینگی اونہون نے نواب کو سمجہایا کہ تم جاتے ہی بیگمونکی جاگیر ضبط کرکے اپنا نفع اوٹہاؤ اور خزانہ ضبط کرکے سرکار کمپنی کا قرض چکاؤ اور خرچ اوٹہاؤ جس سے پہر کوئی گورنمنٹ بنگال کا اودہ پر مواخذہ نرہے۔ نواب آصف الدولہ جب تک چنار گڑہ مین رہے تو ہیسٹنگز صاحب کی [illegible] اور قوت عقل کے آگے کچہہ نہ کرسکے۔ مگر جب وہ لکہنو آئے اور سابق اپنی ماں اور دادی کے پاس گئے تو اون کا کہرام دیکہہ کر دل اونکا بہر آیا۔ گو دل و دماغ اونکا عیاشی اوباشی اور شراب نوشی نے خراب کردیا تہا۔ مگر اسوقت اون کا دل نرہ سکا اور اونہون نے ارادہ کیا کہ اقرار سے پہر جاینے۔ یہ معاملہ ایسا سنگدلی کا تہا کہ رزیڈنٹ مڈلٹن صاحب جو ہیسٹنگز صاحب کی ناک کے بال تہے وہ بہی ایسے کامونکو کرتے ہوئے جہجکتے تہے مگر گورنر جنرل کا دل اس معاملے مین پتہر تہا اوس پر کچہہ اثر نہین ہوتا تہا۔ نواب کے پیچہے ہی پیچہے اونہون نے رزیڈنٹ کو نہایت سختی سے لکہا کہ نواب سے عہدنامے کی موافق تعمیل جلد کراؤ اگر اس مین تم ڈہیل کروگے تو مین خود ہی لکہنو مین آونگا اور وہ کام جو تم سے ولسے نہین ہوسکتی خود کردونگا رزیڈنٹ کی اس دہمکی سے چہکے چہوٹ گئے۔ اوس نے گورنر کو لکہا کہ چنار گڑہ کے عہدنامہ کی پوری تعمیل ابہی حضور ہوئی جاتی ہے۔ آصف الدولہ یہ کہنے لگے کہ مجہسے تو یہ عہدنامہ زبردستی گورنر جنرل نے لکہالیا ہے۔ غرض جیسے تیسے ہوا کر جاگیر تو بیگمون کی ضبط ہوگئی مگر خزانہ ہاتہہ نہ آیا اس لیے جبر و ظلم کی ضرورت پڑی سرکاری فوج فیض آباد مین بہیجی گئی۔ ۱۲ جنوری سنہ ۱۷۸۲ء کو اوس نے جاتے ہی دونون بیگمات کو اونکے محلون مین نظر بند کرلیا۔ مگر روپیہ دینے سے اونہون نے اس پر بہی انکار کیا۔ اون بیچاری عورتون پر طرح طرح کا تشدد کیا۔ اونکا اپنا ہی گہر اونکے لئے کربلا بنادیا اونکی مصیبتون کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اور بدن مین سارا لہو خشک ہوجاتا ہے۔ ان بیچاری بیگمون کے مختار اور سربراہ کار بہار علی اور جواہر علیخان دو خواجہ سرا تہے انگریزی گورنمنٹ کے حکم سے

پکڑے گئے اونکی پیرون مین بیڑیان ڈالی گئین - کہانا پینا اونکا بند کیا گیا - غرض اور کیا کیا جبر و قہر بیان کئے جائین کہ اونپر اسباب پر ہوتے کہ وہ بیگمون سے خزانہ دلوادین جب دو مہینون ان سختیون کو جھیلتے ہو گئے وہ بیچارے بیمار زار و نزار ہو گئے اسلئے اونہون نے افسر محبس سے اجازت چاہی کہ ہم باغ مین کچھ ٹہل لیا کرین افسر محبس نے اونکو اجازت اس سبب سے نہ دی کہ اوس کو اندیشہ تہا کہ وہ کہین بہاگ نہ جائین لوہے کی زنجیرین اونکی پابند رکھنے کے واسطے کافی نہین تہین یہ تشدد تو ہو رہے تہے پہر اور زیادہ شکنجہ فرسائی کے لئے لکھنؤ بھیجے گئے یہان جو کچھ اونکا حال کیا گیا وہ بیان نہین ہو سکتا پارلیمنٹ کے کاغذات مین وہ چٹھی موجود ہے جو رزیڈنٹ نے ان قیدیون کے افسر کو لکھی تہی کہ صاحب من نواب نے یہ مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ جو خواجہ سرا تمہاری قید مین ہین انکو سزاے جسمانی دیجاے اسلئے جو افسر نواب کے آئین اونہین قیدیون کے پاس جانے دو اور جو اونکا جی چاہے وہ قیدیون کے ساتھ کرنے دو لکھنؤ مین تو خواجہ سراون پر یہ ظلم ٹوٹ رہا تہا بیگمین اپنے گہر مین قید تہین - کہانے کو اونکے پاس اتنا پہنچتا تہا کہ اونکے نوکرون چاکرون کا پیٹ نہ بہرتا تہا - اور وہ بہوک کے مارے مرنے کے قریب ہو گئین تہین - غرض ان مصیبتون پر مہینے کے مہینے گذر گئے - جب ان بیگمون نے ایک کروڑ بیس لاکہہ روپیہ دیکر اپنی جان کو ان جلادون سے چہوڑایا - ہیسٹنگز صاحب نے خیال کر لیا کہ اب اور زیادہ سختی سے روپیہ ہاتہہ نہین آئے گا - اسلئے اونہون نے اون دونون کمبختی کے مارے خواجہ سراون کو بہی چہوڑ دیا - جسوقت دروازہ قید خانہ کا کہلا ہے اور اونکی بیڑیان کٹی ہین تو اونکے رخسارون پر آنکہون سے آنسوؤن کا دریا روان تہا اور لرزتے ہوئے ہونٹون پر کپکپاتی آواز سے شکر الہی ورد زبان تہا - یہ حال دیکہہ دیکہہ کر جن سنگدلون کا دل پتہر تہا وہ بہی پانی ہوا جاتا تہا - ہیسٹنگز صاحب کے دشمن کہتے ہین کہ اونہون نے بیگمات پر وہ بیرحمی اور بیدردی کی کہ کسی وحشی قوم سے بہی اوس وقت تک ظہور مین نہ آئی تہی - دوست اونکے اس الزام کو یون ٹالتے ہین کہ مال آصف الدولہ کے باوا کا تہا - اوسکو بیگمون نے ناحق غصب کیا تہا اونہون نے شرع اسلام کے موافق دلا دیا - منصف مزاج اسپر اعتراض کرتے ہین کہ ہیسٹنگز صاحب مفت ال مار کے لئے مفتی شرع اسلام بنگئے - جسوقت اونہون نے بیگمون سے عہد استوار کیا تہا کہ ہم آصف الدولہ کو روپیہ کے لئے اونکو تنگ نہ کرنے دینگے اوسوقت مفتی صاحب کا فتویٰ معلوم نہین کہان گیا تہا - مگر اسوقت ہم کو سرالیجہ امپی کے انصاف کی داد دینی چاہیے اسوقت وہ مجبور تہے کہ اس معاملے مین اپنا دخل نہین دے سکتے تہے - اونکی تمام حکومت

بنگال پر ختم ہو جاتی تہی۔ اونکو اودہ کی معاملات مین کسی طرح بولنے کا منصب نہ تہا۔ وہ لکہنؤ مین پالکی کی ڈاک مین ان واقعات کو سنکر آئے ایک بہیڑ آدمیونکی اونہین دیکہا موجود ہوئی اور بیگمونکی شکایت مین اظہار حلفی لکہے ہوئے ہاتہ مین لائے وہ صاحب جج کو اونہون نے دئے اونہون نے لے لئے وہ اونکو پڑہ نہین سکتے تہے۔ اور نہ کوئی مترجم اونکی ساتہ تہا۔ غرض وہ ان سب اظہارات کو کلکتے اولٹے چلے گئے۔ اب سوال یہ ہی کہ اونہون نے اپنا لمبا چوڑا سفر کیون کیا۔ تو اوس کا جواب یہ ہی کہ اس سفر سے اونکی غرض یہ تہی کہ جس معاملے مین وہ قانون کے موافق حکم نہین دے سکتے تہے اوس مین بقاعدہ کچہہ اپنا بہی حکم لگائین اور اظہار حلفی جو اونہون نے جمع کئے وہ کچہہ کام آوین۔

نواب آصف الدولہ کا دس لاکہہ روپیہ پیشکش کو دینا

چنارگڈہ مین جو گورنر اور نواب کی ملاقات ہوئی تہی اوس مین یہ بات بیان کرنی باقی تہی کہ نواب آصف الدولہ نے گورنر جنرل کو دس لاکہہ روپئے بطور نذر کے دئے تہے جسکی وجہہ سی گورنر جنرل نے نواب کی اسقدر رعایت کی تہی حالانکہ نواب اسوقت مین قرضدار تہی نقد روپیہ تو نواب کے پاس تہا نہین ہنڈوی ایک بڑے مہاجن کے نام تہی۔ گورنر نے اپنی چہٹی مورخہ ۲۰۔ جنوری ۱۷۸۲ء کے ذریعہ سے کورٹ ڈائرکٹرز کو اس رقم کی اطلاع کر دی۔ اور لکہا کہ یہ روپیہ مجہکو میرے حسن خدمات کے صلہ مین ملجائے۔ مگر کورٹ ڈائرکٹرز نے اس عطا کے دینے مین تامل کیا۔ اور صاف انکار کر دیا۔

لکہنؤ کی رزیڈنسی سے مڈلٹن صاحب کا موقوف ہونا اور جان برسٹو صاحب کا دوبارہ اونکی جگہہ مقرر ہونا

جب ۱۷۸۲ء شروع ہوا۔ اور بیگمون سے روپیہ زبردستی مڈلٹن صاحب نہ چہین سکے۔ اور احکام گورنر جو اونکی پاس گئے اونکی تعمیل مین بہی اونہون نے التوا کی تو معقول حجتین پیش کین تو گورنر رزیڈنٹ سے خفا ہو گئے اور ۲۳ ستمبر ۱۷۸۲ء کو اونہون نے اس الزام مین کہ اپنے فرائض منصبی کو اچہی طرح ادا نہین کیا معزول کر دیا۔ اور برسٹو صاحب کو جنکی بحالی کا حکم کورٹ ڈائرکٹرز بہیج چکی تہی اونکی جگہہ مقرر کر دیا۔ اور ۲ مئی کو میجر پامر صاحب کو اپنا خانگی ایجنٹ مقرر کرکے نواب آصف الدولہ کے پاس بہیجا۔ اور اونکی معرفت اور کئی درخواستین کی گئین مڈلٹن صاحب کے تقرر سے پہلے جو ۱۷۸۲

یعنی ہوا سالانہ خرچ نواب آصف الدولہ سے ستر لاکھہ روپیہ سالانہ سے ایک کروڑ بیس لاکھہ روپیہ تک بڑھا جاتا تہا اور رزیڈنٹ ان روپیون مین سے ساٹھہ لاکھہ روپیہ سے لیکر اسی لاکھہ روپیہ تک وصول کئے بہی کرتا تہا اسلئے ہر سال قرض زیادہ ہوتا جاتا تھا جسوقت چنارگڑھ مین نواب اور گورنر کی ملاقات ہوئی تو یہ قرض چالیس لاکھہ روپیہ کا تہا۔ رزیڈنٹ نے بجائے اسی لاکھہ روپیہ کے جو سے زیادہ روپیہ وصول ہونیکی امید تہی ایک کرور چالیس لاکھہ روپیہ وصول کیا تھا۔ مگر نواب پر اس سال کا حساب ہونیکے بیچ پانچ لگاکر ڈہائی کرور روپیہ باندھا گیا۔ جو ملک کی سالانہ آمدنی سے پورا دوچند تہا۔

نواب فیض اللہ خانکی سپاہ کی فوج آصفی و انگریزی کے ساتھ سجہر دارانگر پر تقرری اور نواب فیض اللہ خان کی سپاہ کی ساتھ اون دونون فوجون کا جھگڑا ہونا

جبکہ سکھونکی شورش اور تاخت و تاراج کا اثر دریائے گنگا کے کنارے تک ظاہر ہونے لگا تو نواب آصف الدولہ نے کچھہ سپاہ انگریزی اور اپنی فوج دارانگر پر گنگا کے متصل متعین کردی۔ اور فیض اللہ خان کو لکھا کہ آپ بھی کچھہ اپنی فوج وہان بھیدین تاکہ یہ دونون فوجین ملکر سکھون کے ادہر آنے مین مزاحمت کرین۔ نواب فیض اللہ خان نے مولوی غلام جیلانی خان کا رسالہ وہان بہیجدیا۔ باوصف اس فوج کے وہان پہونچ جانے کے اور گنگا کے گہاٹ پر احتیاط رکہنے کے بہی سکھون نے ایک بار یورش کرکے دریائے گنگا کو عبور کیا اور سنبہل کو لوٹ لیا اور شرفا کی ننگ و ناموس کو برباد کیا۔ اسی طرح کئی سال یہ فوجین دارانگر مین مقیم رہین۔ ماہ رمضان ۱۱۹۵ ہجری مین نواب آصف الدولہ کی اور انگریزی سپاہ کے ساتھ نواب فیض اللہ خان کے آدمیونکی لڑائی ہوئی۔ انگریزی و آصفی سپاہ کو ہزیمت ہوئی پٹھانون نے ان پلٹنون کا اسباب اور سامان لوٹ لیا۔ اس فساد کے بعد سے سپاہ کی تعیناتی دارانگر کے مقام سے موقوف ہو گئی۔ مگر انگریز اور آصف الدولہ اس جھگڑے کا ن
ناراض ہوتے۔ اور لکھنؤ سے پامر صاحب اور تفضل حسین خان کشمیری عال لشکر
کے ساتھ تاوان وصول کرنے کے لئے رامپور آئے اور نواب فیض ہا تھوڑی سی جمعیت
ہوئی نواب صاحب چونکہ نہایت دوراندیش تھے اسلئے بعد ض اللہ خان سے بات چیت
۱۵ لاکہہ روپیہ دیکر راضی کردیا۔ یہ

بیان جامع جہان نما مؤلفہ مولوی قدرت اللہ صدیقی کے مطابق ہی۔ مگر انگریزی کتب تواریخ مین ان پندرہ لاکھ روپیونکے دیئے جانے کی حقیقت دوسرے طور پر لکھی ہی کہ یہ واقعہ بھی ضمناً اوس مین شامل ہو۔

گورنمنٹ انگریزی کا آصف الدولہ کو ترغیب دینا کہ وہ ریاست رامپور ضبط کرلین اور اس حیلہ سے پندرہ لاکھ روپئے اور بقولے تیس لاکھ روپئے نواب فیض اللہ خان سے وصول کرنا

عہدنامہ لال ڈانگ کے بموجب جسپر سنہ ۱۷۷۴ء مین انگریزی حکومت کی ضمانت لیگئی تھی نواب فیض اللہ خان سے یہ شرط قرار پائی تھی کہ پانچہزار سے زیادہ سپاہ اپنے پاس نرکھین اور نواب اودہ کی اعانت دو تین ہزار سپاہ سے بہنگام جنگ موافق اپنی قابلیت کے کیا کرین۔ جب انگریزون اور فرانسیسیون مین لڑائی شروع ہوئی تو نواب فیض اللہ خان نے دو ہزار سوار بھیجنے کی درخواست انگریزون سے کی جسپر لارڈ وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل نے اونکا بہت شکریہ ادا کیا۔ کوئی کہتا ہی کہ سنہ ۱۷۸۰ء مین گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار سپاہ مندرجہ عہدنامہ مانگی اونہون نے حسب الحکم انگریزی تین ہزار سپاہ بھیجی مگر وہ اسقدر نہ تھی جو اونسے مانگی گئی تھی اسلئے وہ فوج نامنظور کیگئی اور گورنر جنرل نے مقام چنار گڈہ مین آصف الدولہ سے ملاقات کر کے اون کو نواب فیض اللہ خان کی جاگیر چھین لینے کی اجازت دیدی تھی۔ چنانچہ ۱۹ ستمبر سنہ ۱۸۸۱ء کو جو عہدنامہ وہان لکھا گیا تھا اوسکی تیسری دفعہ نواب فیض اللہ خان سے متعلق تھی کہ چونکہ نواب فیض اللہ خان بسبب شکست کرنے عہد کے حقوق حفاظت وحمایت گورنمنٹ انگریزی ضبط کرا دئے اور اپنی خود سری سے نواب آصف الدولہ کو بہت دقت اور تکلیف دیتے ہین اسلئے آصف الدولہ کو اجازت ہی کہ جب موقع وقت ہو اونکی جاگیر ضبط کر کے اونکو نقد روپیہ مشروط عہدنامہ معرفت صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کے دیا کرین۔ مگر جسقدر روپیہ اوس فوج کا ہوگا جو اونہون نے

عہدنامے کی روسے سرانجام کرنے کی شرط کی تھی وہ روپیہ انکی نقدی مین سے منہا ہوکر حساب کمپنی مین تاقایم رہنے جنگ حال کے محسوب ہوگا یہ اجازت لاڈ منکلد کی سوانح عمری مین ایک مشہور یادگار باقی ہی یہ تدبیر صرف نواب فیض اللہ خان کے ڈرانے کے واسطے کی گئی تھی۔ کیونکہ آصف الدولہ کو اوس جاگیر سے نفع حاصل کرنے کی اجازت نہ تھی جب مدراس اور بمبئی کے حاطون مین لڑائی کی آگ بھڑک رہی تھی تو لارڈ ہیسٹنگز نے نواب آصف الدولہ سی کہا کہ تم نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار سوار اپنی خدمت کے لئے مانگو تاکہ انگریزی سپاہ مدراس جانے کے لئے کافی ہو اور گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان کو بھی پانچہزار فوج آصف الدولہ کے واسطے تیار کرنیکی ہدایت کی اس درخواست پر نواب فیض اللہ خان نے لکھا کہ مجھے عہدنامہ کی موافق پانچہزار سپاہ کل رکھنے کی اجازت ہے جس مین دو ہزار سوار ہین جو اسوقت سرکار کمپنی کی خدمتگذاری مین مصروف ہین اور تین ہزار پیادے ہین وہ ملک کی تحصیل آمدنی کرتے ہین۔ اونکے بغیر کام ملکداری کا نہین چل سکتا ہے۔ مین سپاہ کہان سی لاؤن گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان کے اس جواب پر جان برسٹو لکھنؤ کے رزیڈنٹ کو لکھا کہ وہ نواب فیض اللہ خان سی تین ہزار سوار مانگے اسپر بھی اونہون نے عذر کیا۔ مگر دو ہزار سوار اور ایکہزار پیدل بھجدئے اسپر انگریزون نے نواب آصف الدولہ کو سمجھایا کہ وہ راضی نہون غرض موافق دفعہ سوم عہدنامہ چنارگڈھ نواب آصف الدولہ نے ارادہ کیا کہ نواب فیض اللہ خان کی ریاست ضبط کرلین کیونکہ انگریز اس عہدنامہ کے ضامن جب تک تھے کہ کوئی نقض عہد نواب فیض اللہ خان کی طرف سی نہو۔ اب یہ بڑی ہٹ دھرمی تھی کہ انگریز اس پہلے سے عہدنامہ لال ڈانگ سے پھرتے تھے اوس مین یہ کہان لکھا ہوا تھا کہ پانچہزار سوارون سی نواب اودہ کی اعانت کی جائیگی۔ اوس مین تو دو تین ہزار سپاہ کا بحسب قابلیت وعدہ تھا وہ بھی سوارون کا نہ تھا غرض کہان یہ عہد کہ پانچہزار سپاہ سے زیادہ نرکھو کہان یہ معنی اوس کے کہ پانچہزار سوار نواب اودہ کی خدمت کے لئے بھیجو زمین آسمان کا فرق تھا مگر زبردستون کو اختیار تھا کہ جو چاہین سو کرین اس وقت تو فقط اس اصول پر ہیسٹنگز صاحب کا عمل تھا کہ جس رئیس امرا سے جو کچھ اینٹھا جا وہ اینٹھئے جو مرغی موٹی ہو اوسے ذبح کیجئے۔ سنہ ۱۷۸۲ء مین آصف الدولہ کو از حد اصرار ہوا کہ گورنر جنرل اجازت دیدین کہ وہ نواب فیض اللہ خان اس خدمت کے عوض ہرجے کا روپیہ دینے پر راضی ہوے چونکہ وہ ایک غنی ہی مقدرت رئیس خیال کئے جاتے تھے اسواسطے پندرہ لاکھ روپیہ ہرجے کی بابت طلب کئے گئے۔ اس روپے کے ادا کرنے پر نواب فیض اللہ خان راضی

ہوگئے اور میجر پامر صاحب انگریزونکی طرف سے گئے اور وہان ایک مہینہ رہے اور نواب فیض اللہ خان سے پندرہ لاکھہ روپیہ لیے اسطرح کہ پانچ لاکھہ روپئے فوراً دے لے اور پانچ لاکھہ فصل خریف مین اور دو لاکھہ ربیع سنہ ۱۱۹۰ فصلی مین اور باقی تین لاکھہ روپئے شروع خریف سنہ ۱۱۹۱ فصلی مین ادا کرنے کا وعدہ کیا اور ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۱۹۷ ہجری مطابق ۱۷ فروری سنہ ۱۷۸۳ء کو پامر صاحب نے نواب وزیر کی طرف سے اوس شرط کو جس سی او پر فرض تہا کہ بوقت ضرورت دو تین ہزار سپاہ سے نواب وزیر کی مدد کرین عہدنامہ سابق سے مستوکردیا - اور اس تاریخ سی نواب فیض اللہ خان فرض معہودی سپاہ سے بری کیے گئے

اس کی علاوہ پندرہ لاکھہ روپئے اور اس بہانے سے وصول کئی کہ یہ جاگیر نواب فیض اللہ خان کے حین حیات تھی اب یہ اوسنے عہد کیا گیا کہ نسلاً بعد نسل بہ ملکیت قایم رہی گا مگر مِل کی انگریزی تاریخ مین لکھا ہے کہ اس دوسری رقم کے دینے سے نواب فیض اللہ خان نے انکار کردیا - گورنر جنرل نے کورٹ ڈائرکٹرز کو رپورٹ بہیجدی کہ آصف الدولہ کی درخواست نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار سوارونکی بیجا تہی - موافق عہدنامے کے دو تین ہزار سپاہ سے خدمتگذاری اونکی ذمے واجب تھی - اور جو افواہین کہ اونکی بغاوت کی نسبت مشہور ہوئی تہین وہ محض بے اصل تہین - مِل کی تاریخ مین لکہا ہے کہ اس معاملے مین انگریزی دست اندازی سے صرف اپنا اعتبار ثابت کرنا چاہا - مگر اوس کے خلاف لوگون مین یہ مشہور ہوا کہ آصف الدولہ نے اس دست اندازی کی بابت انگریزی حکومت کو کچہہ معاوضہ دینے کا وعدہ کیا تہا -

ہیسٹنگز صاحب گورنر کا لکھنؤ مین ورود اور آصف الدولہ کی مان اور دادی کی جاگیر پھر اون پر بحال کرا دینا

تاریخ مظفری مین لکھا ہی کہ آصف الدولہ نے سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین حیدر بیگ خان کو کلکتہ کو ہیسٹنگز صاحب کے پاس بہیجا جس کام کے لیے وہ بہیجے گئے تہے اوس کو اچھی طرح انجام کو پہنچایا کہ آصف الدولہ نہایت رضامند ہوئے - گورنر جنرل ہیسٹنگز صاحب

کے کام سے بھی ایسے ناراض ہوگئے جیسے وہ مڈلٹن صاحب کے کام سے ہوئے تھے اس لئے اونکو چند مہینے کے بعد ہی معزول کرنا چاہا مگر اور ممبران کونسل نے گورنر جنرل کی رائے کے ساتھ اتفاق نکیا اور وہ بدستور کام کرتے رہے۔ مگر گورنر جس کام کے پیچھے پڑتے تھے اُسے کرکے چھوڑتے تھے اب اونھون نے یہ تجویز پیش کی کہ لکھنؤ مین رزیڈنٹ ہی نرہے اور جو رزیڈنٹ سے کام لیا جاتا ہی وہ ہندوستانیون ہی لیا جائے اسلئے کہ نواب کو بڑی شکایت ان رزیڈنٹون کے ہاتھ سے رہی ہے ہمیشہ نواب کے خط اونکی شکایت مین آتے رہتے ہین۔ اس پر کونسل مین کئی روز تک مباحثہ رہا مگر آخر کار سنہ ۱۷۸۴ء مین گورنر جنرل کو اپنی رائے مین کامیابی ہوئی۔ اور اوھون نے اب خود لکھنؤ آنیکا ارادہ کیا اور ۲۷ مارچ سنہ ۱۷۸۴ء مطابق ۱۱۹۸ ہجری کو وہ لکھنؤ مین آئے اون کا بڑا مطلب یہان آنے سے یہ تھا کہ نواب وزیر سے سرکار کمپنی کا قرض وصول کرین۔ اوھون نے آصف الدولہ کے نائب سے روپیہ وصول کیا معلوم نہین اون مصیبت کی ماری رانڈ بیگمون پر کیا دلمین رحم آیا کہ اونکی جاگیر کا ایک حصہ بھی فروگذاشت کرایا ان بیگمون کے ظلم وستم پر انگلستان مین بڑی ہاے وای مچ رہی تھی اور تحقیقات ہوتی تھی گورنر نے وزیر سے یہ کہدیا کہ اونکو جاگیر دینے مین تمھارا اور تمھارے ملک کا بھلا ہی۔ اُنسے تمھین انتظام مین بڑی مدد پہنچے گی ۲۷ اگست سنہ ۱۷۸۴ء کو گورنر جنرل نے لکھنؤ سے مراجعت کی

مرزا جوان بخت اور مرزا سلیمان شکوہ اور مرزا اسکندر شکوہ شہزادگان دہلی کا لکھنؤ مین ورود اور اونکے معاملات

مرزا جوان بخت جو شاہ عالم کی نیابت مین دہلی مین رہتے تھے[۵۷] سنہ ۱۱۹۸ ہجری مین قلعہ سے نکلکر لکھنؤ کیطرف روانہ ہوئے تو نواب آصف الدولہ نے وارن ہسٹنگز کے لکھنے کے بموجب شاہزادے کو کمال آبرو کے ساتھ ہاتھون ہاتھ لیا اور رسم خدمتگذاری ادا کی دو لاکھ روپیہ نقد اور چند کشتیان جواہرات و پوشاک نفیسہ کی اور دو ہاتھی اور ۲ گھوڑے کرم قلی خان پسر منیر الدولہ کی معرفت برائے استقبال روانہ کئے القصہ کرم قلی وزیر کے حکم سے کئی پلٹنین تلنگون کی اور کئی سو سوار اور تحائف مذکور لیکر روانہ ہوا جب شاہزادے قریب پہنچے تو نواب وزیر نے بھی استقبال کیا۔ اور باعزاز و اکرام تمام اپنے ساتھ لائے

---

[۵۷] دیکھو جام جہان نما

اور ٢ ہزار روپیہ ماہوار مطبخ اور کارخانجات وغیرہ کے لئے مقرر کیا اور بارہ دری نگینہ محل مین ٹھیرایا۔ گو شاہزادے کی صحبت نواب وزیر سے مرغبازی، پتنگ بازی و آتشبازی و خوردونوش مین دمبدم ملی جلی تھی۔ مگر کئی مہینے کے بعد شاہزادے کی صحبت وزیر سے برہم ہوئی۔ شاہزادے کا مزاج اجلاف پسند تھا ایک لکھنوی طوائف کرم بخش نامی سے جو فن محبت مین آنکھین لڑگئین اور اوس کو شمع کاشانہ محل بنایا بیگم صاحبہ کی پاسداری کی وجہ سے یہ امر نواب وزیر کی ناخوشی کا باعث ہوا اور شاہزادے کی صحبت مرغبازون وغیرہ اراذل سے زیادہ بڑھی آخرکار شاہزادے نے بنارس مین جاکر قیام کیا۔ جبکہ ارل ہسٹنگز اپنے عہدہ گورنری سے مستعفی ہوکر کلکتہ سے چلے گئے اور لارڈ کارنوالس اونکی جگہہ مقرر ہوکر آئے اور سنہ ١٢٠١ ہجری مین لکھنؤ کو وزیر سے ملنے کے ارادے سے روانہ ہوئے تو راہ مین بنارس کے اندر شاہزادے سے ملاقات ہوئی شاہزادے نے گورنر جنرل کو خلعت عطا کیا۔ دوسرے دن نواب سعادت علیخان گورنر جنرل کی ملاقات کو گئے اور تھوڑی دیر بات چیت کرکے اپنے مقام کو لوٹ آئے پھر گورنر جنرل نے دوسرے دن سعادت علی خان کے قیامگاہ پر جاکر رسم بازدید ادا کی نواب سے اونکی ضیافت کی خبر شاہزادے کو پہنچی گورنر جنرل سے ملنے کے لئے اونکی فرودگاہ پر گئے۔ اور اپنی خواہش بہت چاہی پر نواب سعادت علی خان کو تو نہ بٹھایا۔ ایک خواجہ سرا کو لے گئے۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ اونکو گورنر جنرل سے تنہائی مین کچھ باتین کرنا تھین جب یہ حال نواب سعادت علی خان کو معلوم ہوا تو وہ بہت کبیدہ خاطر ہوئے۔ شاہزادے نے گورنر جنرل سے کہا کہ الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع جس طرح بادشاہ سلامت کے قبضے مین دئے گئے تھے اوسی طرح ہم کو ملجانا چاہئے۔ گورنر جنرل نے کہا کہ آپ لکھنؤ کا قصد رکھتے ہین اور مین بھی وہین جاتا ہون وہان پہنچکر یہ بات وزیر الممالک سے کہی جائے گی غرضکہ گورنر جنرل لکھنؤ کو گئے اونکے پیچھے پیچھے شاہزادے بھی لکھنؤ کو روانہ ہوئے۔ گورنر جنرل نے وزیر پر شاہزادے کی خواہش ظاہر کی آصف الدولہ نے لطائف الحیل کے ساتھ اون اضلاع کے دینے سے انکار کردیا اور شاہزادے سے ظاہر و باطن مین ایسے کبیدہ ہوئے کہ شاہزادے کو اونکی عملداری مین رہنا ناگوار گذرنے لگا اسلئے گورنر جنرل کے مشورے سے اکبرآباد کی طرف چلے گئے۔ فرخ آباد کے مقام سے شاہ عالم بادشاہ کو یہ اطلاع گذری کہ مرزا جوان بخت اکبرآباد کی طرف جا رہے ہین تو بادشاہ نے اونکو شاہجہان آباد مین بلالیا۔ کچھ دنون یہان رہکر شاہزادے رخصت حاصل کرکے ٢٢ ربیع الثانی سنہ ١٢٠٣ ہجری کو اکبرآباد پہنچے مگر یہان اتنی آمدنی نہ تھی کہ اونکے مصارف کو مکتفی ہوتی۔ اسلئے دوبارہ لکھنؤ کا عزم کیا۔ اور ٥ رجب سنہ ١٢٠٤ کو فرخ آباد کے رستے سے لکھنؤ مین آئے۔ اور وہان سے بنارس کو روانہ ہوئے۔ اونکی

چار ہزار پیادہ و سوار اور دس توپین اور پندرہ بیس ہاتھی تھے ۔ بنارس مین پہنچکر مادہو داس کے باغمین قیام کیا ۔ گورنر نے سولہا ہزار روپیہ ماہوار مشاہرہ شاہزادے کا سرکار نواب وزیر کے حسابات ملکی سے جداگانہ مقرر کردیا آخر شاہزادے نے ۲۵ شعبان سنہ ۱۲۰۲ ہجری کو عارضہ ہیضہ مین مبتلا ہوکر انتقال کیا ۔ لاش سعادت علیخان اور رزیڈنٹ بنارس کے اہتمام سے مدفون ہوئے

وقایع عالم شاہی مین لکھا ہے کہ سنہ ۱۲۰۹ ہجری مین **شاہزادہ سلیمان شکوہ** مخفی قلعہ دہلی سے نکلکر لکھنؤ کے ارادے سے روانہ ہوئے اور ۲۳ جمادی الاخرے روز سہ شنبہ کو مقام بریلی مین راجہ صورت سنگھ اور راجہ جگنناتھ اوسکے داماد نے ملازمت شاہزادے سے مشرف ہوکر ایک ہاتھی اور پانچہزار روپیے نذر کیے ۔ شاہزادے نے صورت سنگھ کو اپنا خاص دو پٹہ اور اوس کے داماد کو دو شالہ عطا کیا ۔ اتفاق سے اوس زمانے مین گورنر جنرل خود لکھنؤ مین آئے ہوئے تھے ۔ ۷ جمادی الاخرے کو شاہجہانپور کی منزل مین آصف الدولہ اور عماد الدولہ مسٹر چری صاحب بہادر جلادت جنگ گورنر جنرل کی عرضداشتین پہنچین اوسکے ساتھ شاہ عالم کے شقہ جات کی نقل بھی تھی جو شقہ اون دونون رئیسون کے نام تھا اور مضمون اوس کا یہ تھا کہ مرشد زادہ بے استرضاے اقدس چلا گیا ہو شاہزادے نے اون کو جواب ایسا لکھا دیا جس سے انکی تشویش رفع ہوئی ۱۳ جمادی الاخرے کو راجہ گوبند رام وزیر کی جانب سے اور کپتان اسکاٹ گورنر جنرل کی طرف سے اپنے موکلون کے عرایض لیکر شاہزادے کے حضور مین پہنچے انہون نے تین ہاتھی مع عماری ہاے سلیمان دار اور نقرئی جھولون کے اور نشان و بان گورنر جنرل کی جانب سے پیش کیے اور جبکہ منزل مہان مین شاہزادے نے یہ سنا کہ وہ دونون رئیس خود استقبال کو آتے ہین تو شاہزادے نے مکرم الدولہ کو اون کے لانیکے لیے روانہ کیا ۱۴ ماہ مذکور کو نواب وزیر نے چار ہاتھی مع عماری نقرہ اور پانچ گھوڑے اور ماہی مراتب و نشان و بان شاہزادے کی خدمت مین نذر گذرانے اور اوس دن دونون سردارون نے عطاے شایستہ سے سر مفاخرت بلند کیا ۔ ۱۸ جمادی الاخرے کو شاہزادے لکھنؤ مین داخل ہوتے اور وزیر کے دولت خانے پر تشریف لے گئے وزیر سے دو ہاتھی اور دو گھوڑے اور ایک نقرئی پالکی اور جواہر اور کپڑون کے خوان اور ہتھیار پیشکش کیے شاہزادے نے بعد قبول کرنے کے اوس مقام پر چلے گئے جو اونکے ٹھہرنے کے لیے تجویز ہوا تھا ۔ جام جہان نما مین مولوی قدرت اللہ نے لکھا ہے کہ آصف الدولہ نے شاہزادے کے مصارف کے لیے چھ ہزار روپیہ مقرر کیا

مرزا سکندر شکوہ بھی لکھنؤ مین آئے تھے ۔ اس زمانے مین نواب آصف الدولہ

مرض الموت میں مبتلا تھے کچھ دونوں مراتب خدمت گذاری ادا ہوتے رہے لیکن جیسا کہ مدنظر تھا ویسی مدارات ظہور میں نہ آئی کہ وزیر موصوف نے انتقال فرمایا۔ مگر سولہا ہزار روپیہ بنارس میں اولاد مرزا خورم بخت و مرزا جوان بخت کے لئے جاتا رہا اور سات ہزار روپیہ ماہوار قدیم سے شاہ عالم بادشاہ کے باورچیخانہ خرد کے مصارف کے لئے بھیجا جاتا تھا اور مرزا سلیمان شکوہ کیلئے چھ ہزار روپیہ اور سکندر شکوہ کے لئے دو ہزار روپیہ درماہہ قرار پایا۔ مگر نواب سعادت علیخان کی مسند نشینی کے وقت جو عہدنامہ ہوا تھا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جوان بخت کی بیگم اور شاہزادگان بنارس کی تنخواہ سالانہ دو لاکھ چار ہزار روپیہ جاتی تھی

لارڈ کارنوالس کے پاس کلکتہ کو حیدر بیگ خان کا آصف الدولہ کی طرف سے جانا تاکہ سپاہ انگریزی کا بوجھ ریاست کے سر سے ٹالے۔ گورنر جنرل کا بہت سا خرچ سپاہ اور انگریزوں کا نواب کے ذمے سے گھٹا دینا

جبکہ مسٹر ہسٹنگز صاحب کی جگہ لارڈ کارنوالس گورنر جنرل ہوئے تو آصف الدولہ نے اپنے وزیر حیدر بیگ خان کو کلکتہ کو بھیجا حیدر بیگ خان آخر محرم سنہ ۱۲۰۱ ہجری مطابق نومبر سنہ ۱۷۸۶ء میں براہ خشکی لکھنؤ سے کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے ۹ ربیع الاول کو عظیم آباد پٹنہ کے علاقے میں پہنچے ایک دن وہاں ٹھیر کر آگے کو کوچ کیا۔ کلکتہ پہونچکر گورنر جنرل سے ملے نواب آصف الدولہ کا انکے بھیجنے سے مطلب یہ تھا کہ سپاہ انگریزی کا بوجھ اپنی گردن سے ٹالیں۔ اور فتح گڈھ کے برگیڈ کو جسکے بلا لینے کا وعدہ ہسٹنگز صاحب کر گئے تھے اپنے ملک سے نکالیں۔ حساب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب فی برس سے چوراسی لاکھ روپیہ سالانہ انگریزوں کو دیتے تھے سنہ ۱۷۸۱ء کے عہدنامے کے مطابق اونکو ۳۱۲۰۰۰۰ روپیہ اور سنہ ۱۷۷۵ء کے صلح نامے کے موافق ۰۰۰۰۲۴ سو روپیہ دینا چاہتے تھا۔ گورنر جنرل نے جو ملازمان کمپنی نواب اودہ کا روپیہ بیٹھے کہا رہے تھے اون کا انتظام کر دیا اور بہت خرچ گھٹا کر ایک پورے برگیڈ کا خرچ اونکے ذمے رکھا جو ہمیشہ اونکی حفاظت کے لئے تیار رہے کیونکہ سکھوں کا خوف اودہ کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ اوسی قدر سپاہ اونکے ملک کی حفاظت کے لئے کافی تھی۔ پامر صاحب کو جو

گورنر جنرل کے اجنٹ صرف اس لئے رہتے تھے کہ نواب آصف الدولہ اور گورنر جنرل کے خطوط ایکدوسری کے پاس پہنچا یں موقوف کردیا اس اجنٹ کا خرچ ۱۱۲۲۳۰۰ روپیہ سالانہ کا تھا فقط اجنٹ کی تنخواہ ۲۲۸۰۰۰ روپیہ سالانہ تھی ہیسٹنگز صاحب جب لکھنؤ مین آئے تھے تو اون کا باڈی گارڈ مقرر ہوا تھا وہ برخاست کیا غرضکہ لارڈ نواس نے روپئے کو گھٹا کر پچاس لاکھ روپیہ سالانہ خراج نواب کے ذمی رکھا مگر بباعث ضعف انتظام نواب کم کرنا فوج انگلشیہ کا حسب عہدنامہ سنہ ۱۸۰۱ء مناسب تصور نہین ہوا اور گورنر جنرل نے ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۰۸ء کو نواب کو لکھا کہ جو عہدنامہ انگریزی کمپنی اور نواب شجاع الدولہ کے درمیان ہوا تھا اوس مین طرفین کا نفع ملحوظ رکھا گیا ہے اور وہی مطلب آپکی اور کمپنی کی دوستی اور اتفاق مین ملحوظ رہا ہے پس جو اتفاق طرفین کی بہبودی اور رفاہ کے واسطے ہو اوسکو پائدار ہونا چاہئے اس سبب سے کہ میری تقرری یہان امورات کے انتظام کے لئے ہوئی ہے میری نیت ہمیشہ اسپر متوجہ رہی ہی کہ یہ اتفاق دوستانہ مضبوط اور مستحکم ہو چونکہ مین کمپنی کے اور آپکے ملکون کو یکسان تصور کرتا ہون تو حفاظت آپکے ملک کی ضروری ہوئی اس سبب سے کہ وہ سرحدی ملک ہے اور اور اوس مین غیر کا حملہ ممکن ہی اور یہ حفاظت کمپنی کی فوج کی مدد کے بغیر بخوبی نہین ہوسکتی اسلئے مین آپکے روبرو وہ امور ظاہر کرتا ہون جو بہت سے غور و تامل کے بعد میرے نزدیک مناسب ہین ۔ فوج مقیم فتحگڈہ کے باب مین جسکی برخاستگی عہدنامہ چنارگڈہ سنہ ۱۷۸۱ء کے مطابق ہوئی ہی مین صلاح دیتا ہون کہ وہ برخاست نکی جاسے بلکہ وہان مقیم رہی مین یہ صلاح اس وجہ سے دیتا ہون کہ آپ کا ملک وسیع ہے اور جو فوج وہان مقیم ہوگی وہ آپکے ملک کی حفاظت کے واسطے ضرور کارآمد ہوگی ۔ اگرچہ بالفعل کوئی خوف کسیکا آپکے ملک پر خیال مین نہین ہی مگر آخرکار آپکے ملک کی حفاظت فوج موجودہ ملک پر منحصر ہوگی ۔ اور جب تک فوج آپکے ملک مین رہے گی اوسوقت تک کوئی خیال خوف کسیکا بھی آپکے اوپر نہ کرے گا ۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ فوج کمپنی کی دلاوری اور قوت اکثر جنگ گاہون مین آزمائی گئی ہی یہانتک کہ جب اوس کے دشمن کی فوج اوس سے بیس گنی بھی زیادہ تھی تاہم اوسکی قوت اور طاقت ظاہر ہوئی ہی ۔ اور خدا کی برکت سے وہ ہمیشہ اپنے دشمن پر زور آور رہیگی اور فتحیاب ہوگی ۔ مگر چونکہ ہمیشہ واقعات جنگ مین ہمیشہ شبہہ ہوا کرتا ہے تو عقل و احتیاط مقتضی اسکی ہے کہ ہر ایک تدبیر ممکن الوقوع عمل مین آئے تاکہ یقین فتح ہماری طرف عائد ہو آپکو بھی معلوم ہوگا کہ کچھہ نسبت کمپنی کی فوج مین اور آپکی فوج مین نہین ہی اور یہ کہ بغیر مدد کمپنی کی فوج کی آپکی حکومت اور آپ کا ملک محفوظ نہین رہسکتا ۔ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ میری رائے پر غور کرینگے

تو آپ کو راستی میرے بیان کی معلوم ہوگی اور آپ قیام ایسی فوج کا منظور کرینگے جسکی دلاوری اور قوا بر اعتبار کلی بھاونکے مقابلے مین جو اعدا جنگ کچھ نہین جانتے اور مجھ شک نہین کہ آپ خرچ زائد اس فوج کا منظور کرینگے کیونکہ اس سے حفاظت ملک مقصود ہے اس واسطے مین بلا تامل صلاح دیتا ہون کہ آپ اوس قدر اپنی فوج کو برخاست کرینگے جسقدر اس زائد کارآمد فوج کے قیام سے وہ آپکو مکتفی ہوگا - اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو کہ جسقدر روپیہ اس فوج کے لئے ضروری ہے وہ آپکے ملک مین صرف ہوتا ہے - اصل مطلب اس صلاح کا یہ ہے کہ آپکے ملک کی حفاظت کی تدبیر کامل ہو - اور آپ کو اس امر کا یقین ہوگا کہ ہماری حمایت کا فائدہ کیا ہے - کیونکہ تمام ملک ہندوستان مین جو کچھ فساد اور خرابی ہوئی ہے مگر آپ کے ملک مین امن و امان جاری ہے اس صلاح کی تائید مین اور بہت سے دلائل قوی تر بیان ہو سکتے ہین - مگر میری راے ہین جس قدر پیش بیان کیا ہے اوس کا نتیجہ بھی کم نہین اور اوس سے آپکی راے مین بھی میری صلاح قرین مصلحت ہوگی . اس واسطے زیادہ طول دینا ضرورت نہین رکھتا - مصمم ارادہ یہ ہے کہ آپ کو تکلیف اوس خرچ سے زاید جو کمپنی کا آپکی دوستی اور آپکے ملک کی حفاظت کے باعث سے ہوتا ہے نہ دی جائے اور جو حساب میرے پاس ہے اوس سے ظاہر ہے کہ پچاس لاکھ فیض آبادی سکہ سولہ سنہ کا خرچ ہوتا ہے - اسی روپیہ مین نواب سعادت علی خان کا وثیقہ اور دہلویون کی تنخواہ اور رزیڈنٹ صاحب گورنمنٹ انگریزی کے اخراجات شامل ہین - القصہ میری تجویز اور نیت یہ ہے کہ اس عہدنامہ کی منظوری کی تاریخ سے اب سے زیادہ اوس پچاس لاکھ روپیہ کے نہ لیا جائے گا - اور کسی طرح کا مطالبہ نہ ہوگا - اگر آپ بعد ازین کمپنی سے زیادہ فوج طلب کرین گے تو اوسکا خرچہ واجبی اسکے سوا آپکو دینا ہوگا اور اگر کوئی ہردو برگیڈ یا رسالہ سوارون مین سے واپس طلب کیا جاے گا یا فوج مین زیادہ کمی ہوگی اوسی قدر حساب واجبی کرکے آپ کو دلاؤن گا - اس نظر سے کہ اس عہدنامے کے مطالب مین کوئی وجہ اختلاف راے کی باقی نہ رہے - مین آپ کو اطلاع دینا ضروری تصور کرتا ہون کہ اگر کسی ضرورت پر کچھ تبدیلی اس فوج مین واقع ہو خواہ بلا زیادتی یا کمی رسالہ و پیادگان کی تو یہ شرط مانع اوسکی نہ ہوگی - اگر کل فوج مین زیادہ کمی واقع نہ ہوا اور یہ بھی واضح ہو کہ اس تبدیلی کے عوض کچھ زیادہ آپ سے مطالبہ نہ ہوگا ایک رزیڈنٹ جیسا اب ہے آپ کے دربار مین رہے گا - مگر چونکہ برای کمپنی کی اور میرا ارادہ ہے کہ آپ کی حکومت مین کسی طرح کی مداخلت نہ کی جاے - اس لئے احکام تاکیدی رزیڈنٹ کے نام جاری ہونگے کہ وہ مداخلت خود نہ کرے - اور نہ کسی رعایا سے انگریزی کی طرف سے معافی محصول وغیرہ کا یا کسی اور طرح کا دعوے بذریعہ حکم گورنمنٹ انگریزی کے پیش

کرانے گا حاصل کلام یہ ہے کہ تمام انتظام آپ نے ملک کا آپکے اور آپکے اہلکارون کے سپرد رکھکر مین غیر کی مداخلت کا انسداد کرونگا اور تاکہ یہ امر بلا حجت وقوع مین آئے مین صلاح دیتا ہون کہ آپ کسی یورپین کو اپنے ملک مین بغیر میرے حکم تحریری کے رہنے نہ دین - اور اگر مین کسی کو ایسی اجازت یا حکم دونگا تو اوسکی نقل آپکے پاس بھیجی جاے گی - اگر کوئی یورپین بغیر میری اجازت تحریری کے آپکے ملک مین جاکر رہے تو آپ اوسکو زبردستی اوٹھا دین اور اگر اوسکی طلبی ہو تو آپ صاحب رزیڈنٹ کے پاس جو کمپنی کیجانب سے رہیگا اوسکو بھیجدین - مینے جو حالات گذشتہ ملاحظہ کئے اور آپ کی دوستی کا حال جو آپکے اور کمپنی کے درمیان مین ہی مشہور عام ہے دیکھا تو مجھے حال ذیل لکھنا مناسب مقصود ہوا کہ چند سال گذشتہ مین آپکے ملکے اون سے خود غرضی سے اکثر استغاثے گورنمنٹ انگریزی مین کئے تہے جسکے سبب سے بدنامی آپکے انتظام کی ہوئی ہے میرا ارادہ یہ ہے کہ اسکا انسداد ہو اور مینے کچھ توجہ اونکے استغاثے پر نہین کی ہے - مگر چونکہ دوستی باہم مشہور ہے - اس لئے اگر آپ انصاف کو کار فرمائین تو طرفین کی نیکنامی اور شہرت کا موجب ہے - فرخ آباد کے بارے مین عہدنامہ چنار گڑھ کی شرط چہارم کا لحاظ رہیگا اور انگریزی رزیڈنٹ وہانسے اب خواہ بعد اختتام سنہ ۱۱۹۴ فصلی کے طلب کرلیا جائے گا - اور بعد اس سنہ کے وہ وہان نرہے گا اور نہ دوسرا مامور ہوگا اس بارے مین بسبب اسکے کہ اب تک مداخلت اس گورنمنٹ کی اوس ضلع کے بندوبست مین بھی ہے مین آپ کی اطلاع دینی مناسب تصور کرتا ہون کہ آپ نواب مظفر جنگ کے حقوق کا لحاظ رکہین گے اور اگر کسی وجہ سے آپ کو فرخ آباد کے معاملات کا انتظام کرنا پڑے تو آپ وعدہ کرین کہ آپ اوس علاقے کی آمدنی سے کافی روپیہ نواب مظفر جنگ کے اچھی طرح گذارے کے لایق علیحدہ کردینگے اور چونکہ مظفر جنگ کی مان اور بہائی دل دلیر خان اور دیپ چند دیوان سابق نے انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ وجوہ دوستی ظاہر کی ہین اسلئے یہ بات ضروری ہے کہ کچھ گذارہ اونکے لئے بلا واسطہ مظفر جنگ تجویز ہو - یہ مشہور ہے کہ دلدلیر خان کو مظفر جنگ اپنا دشمن تصور کرتا ہے اور جو اعتبار کہ دل دلیر خان پر اس گورنمنٹ کا ہے اوسکی وجہ سے اندیشہ ہے کہ اگر اوسکی پورے طور پر حفاظت نہوگی تو وہ مظفر جنگ کی خفگی سے نقصان اوٹھائے گا اسلئے مجھے امید ہے کہ آپ وعدہ کرین کہ خاص اون لوگونکی پنشن مظفر جنگ کے خرچ مین سے اون کو علیحدہ صاحب رزیڈنٹ کی معرفت دلوایا کرین - اوس حساب کی رو سے جو آپکے اور کمپنی کے درمیان مین ہے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکے ذمے بہت باقی ہے - مگر حسب نیت مذکورہ بالا مین نہین چاہتا کہ آپ کو زیادہ دینے کی تکلیف ہو - مگر جو ضروری اخراجات ہون اونکا ادا کرنا ضرور ہے - مین اسواسطے

صلاح دیتا ہون کہ آپ جس تاریخ سے یہ عہدنامہ قرار پاوے گا آپ اوس تاریخ کو تمام تقایاے تنخواہ فوج جو آپکے ملک مین موجود ہے۔ اور رزیڈنسی اور نواب سعادت علیخان اور سرداران روہیلہ کا خرچ ادا۔ نیز رز تقایاے مسٹر اندرسن ادا کردین اور باقی جو کچھ رہیگا وہ حساب کے کاغذات سے صاف ہوگا۔ اور اس گورنمنٹ کے قرضے کے طور پر آپکے ذمہ سے تصور نہ کیا جاوے گا۔ جو مطالب کہ اسمین لکھے گئے ہین اونکی بارے مین اکثر گفتگو حیدر بیگ خان سے ہوئی وہ آپ کا بڑا خیرخواہ ہے اور دونون سرکارون کا دوست ہے۔ اور چونکہ وہ آپ کے کل امور سے واقف ہے اور آپ کا معتبر ملازم اور وزیر اعظم ہے اسلئے مینے اوسکو امور فوائد باہمی کا مجاز تصور کر کے بلا تامل اوس سے وہ سب حال جو میری راے مین فوائد طرفین کی ترقی کے لئے مناسب اور مفید متصور ہوا کہا ہے اور میری راے مین اوس سے کہنا بمنزلہ آپکے ساتھ کہنے کے ہے۔ مگر چونکہ آپکی منظوری بھی شرائط مقبولہ حیدر بیگ خان کے لئے ضروری اسلئے مینے مناسب تصور کیا کہ علت غائی اوسکی اس تحریر مین درج کرون باقی حال مفصل حیدر بیگ خان آپسے بیان کرے گا۔ آپ اطمینان رکھین کہ نہایت ایمانداری سے تمام شرائط کی تعمیل انرابل کمپنی طرفسے کرونگا۔ طلسم ہند مین لکھا ہے کہ حیدر بیگ خان نے کرور روپیہ کا جواہرات گورنر جنرل کی نذر کیا تھا اونھون نے اپنی عالی ہمتی سے کہا کہ اس تحفے کے عوض کوئی نایاب شے نواب وزیر کے پاس اپنی طرفسے روانہ کرون اس سے بہتر یہ ہے کہ یہی تحائف نواب وزیر کو ہماری طرفسے پہنچا دو۔ تاریخ مظفری مین بیان کیا ہے کہ گورنر جنرل نے آصف الدولہ کے تحائف اس وجہ سے نہین قبول کئے کہ وہ ولایت مین اپیل اوٹھا کر آئے تھے کہ مین ہندوستان کے کسی رئیس کا تحفہ نہین لونگا۔ اور اونھون نے صراحت کے ساتھ حیدر بیگ خان سے ان تحائف کے نہ لینے کا عذر کر دیا حیدر بیگ خان تھوڑے دنون کلکتے مین رہکر گورنر جنرل سے رخصت ہوے اور جس راستے سے لوٹے عظیم آباد پٹنہ باقی پور کے پاس چندروز توقف کر کے لکھنؤ پہنچے اس سفر مین بہت سا روپیہ اہل حاجات کو دیا تھا بعض کہتے ہین کہ اونھون نے اسکا تخمینا ایک لاکھ روپئے صرف کئے بعض اس سے بھی زائد بتاتے ہین۔ اس کارروائی کے ظہور سے نواب آصف الدولہ حیدر بیگ خان سے بہت خوش ہوے اور اونکو سب سے زیادہ دولت خواہ سمجھنے لگے

نواب وزیر کی طرف سے گورنر جنرل کی تحریر کا جواب

نواب وزیر نے گورنر جنرل کی تحریر کے جواب مین ایک خط جولائی سنہ ۱۷۸۴ء مین اونکو لکھا کہ آپ کی دوستانہ تحریر پہونچی۔ مضمون اوس کا یہ ہے کہ کمپنی کا اور آپ کا یہ مصمم ارادہ ہے کہ میری حکومت اور استحکام

مداخلت نہوگی اور رزیڈنٹ لکھنؤ کو حکم تاکیدی ہوگا کہ وہ نہ آپ مداخلت کرے گا اور نہ کوئی اور شخص آپ کا ماتحت کسیطرح کی مداخلت کرنے پاے گا۔ اور میرے ملک کی حکومت میرے اور میرے اہلکارونکی متعلق رہے گی اور غیر کی مداخلت بالکل مسدود ہوگی۔ نواب حیدر بیگ خان نے اون سب امور کو مفصل بیان کیا جو آپ کی مہربانی اور الطاف کے سبب میرے کامونکے بند وبست کرنے کا باعث ہوے مجھے نہایت خوشی ہوئی مین ہمیشہ آپ کی نیک نیتی کے تصور مین خوش تھا اب اوس کے نتیجے دیکھکر خوش ہوتا ہون اور اسقدر شکر گذار ہون کہ اوس کا ایک شمہ بیان کرنے کے واسطے دفتر چاہتے یہ مشہور ہے کہ نواب مرحوم کی زندگی مین اور اون کے انتقال کے وقت اور میری جانشینی اور حکومت کے زمانے مین انگریزونکی دوستی کامل و مستحکم اور بے ریا رہی ہے اور اللہ کی عنایت سے آیندہ یوماً فیوماً ترقی پر ہوگی۔ اس وقت مین ایسا سردار صاحب علم و خبر و اختیار کل اور حکومت کامل کے ساتھ میرے ملک کے انتظام کے واسطے آیا مین سمجھتا ہون کہ ایسے رئیس کا ورود صرف میری خوش نصیبی سے ہوا مجھے امید قوی اور اطمینان کامل ہی کہ میرے تمام کام میری مرضی کے موافق سرانجام پاوینگے فوج متعینہ فتحگڈہ کے قایم اور جاری رہنے کے باب مین جو آپنے تحریر فرمایا ہے کہ وہ مثل سابق قایم رہے مینے بخوبی غور کیا اور سمجھا باوجودیکہ میرے ملک کا بڑا صرف اس فوج کے سبب سے سال بسال ہوتا ہے۔ سابق مین جو عہد و پیمان سرداران انگریزی کے ساتھ اس بارے مین ہوئے ہین اور جس طریق پر یہ معاملہ بہت سی گفتگو کے بعد طے ہوا ہے اوس سب سے آپ بخوبی واقف ہین۔ بہر حال مجھو آپ کی توجہ سے بہتری و بہبودی کی امید ہے اور مجھے لازم آیا کہ اوس کا احسن و مفصل حال بیان کرون۔ مگر مینے سنا ہے کہ آپ اس طرف تشریف لاتے ہین یہ میری عین دلی خوشی ہے اور آپ کی ملاقات سے مجھے خوشی حاصل ہوگی۔ اسواسطے اس مطلب کو اوس وقت پر منحصر رکھا اور یہ ضروری تصور کیا کہ اول آپکی مہربانی حاصل کرون بعد اوس کے آپ مہربانی والطاف سے جو مشہور عام ہے وہ تحریر فرمائین جو میری بہبودی اور خوشی کا باعث ہو اور آپ کو بھی منظور ہو اس لئے آپ کی رضامندی اور خوشی کے قایم رکھنے کے لئے مین منظور کرتا ہون کہ جو فوج اب فتحگڈہ اور کانپور مین ہے وہ بدستور قایم رہے اور اپنے بھائی سعادت علیخان اور سرداران روہیلہ کی تنخواہین اور رزیڈنٹی اور دوسرے انگریزون اور صاحب رزیڈنٹ ہمراہی مہاراجہ سیندھیا کے اخراجات اور ڈاک کا خرچ وغیرہ بھی جو آپنے پچاس لاکھ روپیہ مقرر کردیا ہے کہ مین دیا کرون یہ مجھے منظور ہے اور آپنے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ میرا خرچ اس پچاس لاکھ سے

زیادہ نہوگا اور اگر کسی طرح کا مطالبہ اسکے سوا نہوگا اور یہ بھی درج فرمایا ہے کہ جب کبھی کوئی ان دو بریگیڈ مین سے یا رسالہ سواران مین سے واپس طلب کئے جائینگے یا زیادہ کمی اون فوجمین ہوگی تو کمی خرچ کے مطابق روپیہ کمی کا اس پچاس لاکھہ مین سے مجرا ہوگا مین یہ بھی منظور کرکے فرد قسط بندی ارسال کرتا ہون۔ اور مجھے یقین ہی کہ آپ ہمیشہ مہربان اور عنایت فرما میرے حال پر رہینگے جس مین میری بہبودی اور آسایش کا باعث ہوگا۔ آپکے مہربانی نامے کے امر کا جواب بتنے نہین دیا ہے اسوجہ سے کہ مینے سنا ہے کہ آپ ضرور اس نواح مین تشریف لائینگے بس بروقت ملاقات ہر امر مین دوستانہ گفتگو کی جاے گی اب یہ خیال کرکے کہ آپکے حکم کی تعمیل اور آپ کی رضا جوئی اسمعاملت دوستی سے ہے مینے اپنی منظوری تحریر کی۔ فرخ آباد کے بارے مین آپ تحریر فرماتے مین کہ وہ ملک حسب سابق میرے ماتحت رہیگا اور رزیڈنٹ جو وہان مقیم ہے وہ خواہ اوسوقت خواہ سنہ ۱۱۹ فصلی کے ختم ہونے کے بعد برخاست ہوگا اور سنہ مذکور کے بعد وہ وہان نرہیگا۔ اور نہ کوئی اور اوسکی جگہہ مامور ہوگا۔ اور آپ حکم دیتے مین کہ مین مظفر جنگ کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤن اور انکے حقوق کا لحاظ رکھون اور جبکہ انتظام امور ضلع مذکور کا مناسب مفقود ہو تو معقول پنشن نواب مظفر جنگ کیلئے مقرر کرون۔ اور نواب مظفر جنگ کی مان اور اونکے بھائی دل دلیر خان اور راے دیپ چند دیوان سابق نے جو خواہش دل گورنمنٹ انگریزی کمپنی کی نسبت ظاہر کی ہی یہ ضرور ہے کہ کچھہ گذارہ اون کا بلا واسطہ نواب مظفر جنگ کے مقرر ہو چونکہ نواب کی دشمنی امنکے ساتھ ظاہر ہے اور دل دلیر خان پر گورنمنٹ انگریزی کا اعتبار ہونے کی وجہ سے یہ اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اوسکی حفاظت نہوگی تو مظفر جنگ کی وجہ سے اوسکو تکلیف ہوگی مین اوس کے واسطے کچھہ گذارہ مظفر جنگ کی پنشن مین سے مقرر کرکے لکھنؤ کے رزیڈنٹ کی معرفت اوسکو دلایا کرون مین ان سب امور مین آپکے حکم کی تعمیل کرونگا اور مظفر جنگ کی مان اور دل دلیر خان اور راے دیپ چند کو رزیڈنٹ کی معرفت گذارہ دلایا کرونگا۔ اور اونکو حفاظت مین رکھونگا۔ امید کہ ملاقات حاصل ہونے تک تحریرات سے معزز اور مسرور ہوتا رہون۔ اس خط کے ساتھ پچاس لاکھہ روپیہ کی قسط بندی بہی بھیجی گئی تھی۔

حیدر بیگ خان نے اپنی طرف سے بھی ایک عریضہ گورنر جنرل کو بھیجا جس کا مضمون یہ ہے۔ سابق مین ایک عرضی اپنے لکھنؤ مین پہنچ جانے کی حال کی حضور کی خدمت مین بھیجی ہے یقین ہے کہ ملاحظہ مین گذری ہوگی اب حضور کی تحریر دوستانہ کا جواب نواب وزیر کی جانب سے بھیجا جاتا ہے اوس سے

حضور کی رضا جوئی کا حال نواب وزیر کی طرف سے واضح راے عالی ہوگا حضور نے اونکے امور مین ازحد مہربانی ظاہر فرمائی ہے ۔ اور یقین ہے کہ آئندہ بھی وہی عنایات اونکی نسبت مرعی رہینگی کیونکہ اونکو حضور کی ذات سے نہایت توقع ہے ۔ ایک فرد قسط بندی زر اخراجات فوج وغیرہ کی نواب صاحب کے خط کے ساتھ مرسل خدمت ہے اور مین ایک ہنڈی اوس قدر روپیہ کی جسقدر دو مینول صاحب نے فرمایا تھا کہ ماہ فروری ۱۷۸۷ء تک تو مجکو چاہیے بھیجتا ہون اور دو ہنڈیان اوس روپیہ کی بابت بھی جو شاہزادون اور نواب سعادت علی خان کی تنخواہ کا فروری ۱۷۸۷ء تک ہے بھیجتا ہون یہ سب حضور کی ملاحظہ مین گذرینگی ۔ چونکہ مجھے یہان بہت عرصہ ہوگیا ہے پہلے اکثر طریق کارروائی مین بدانتظامی واقع ہوئی ہے اور توقف اور اہمال بھی زر سرکار کمپنی کی ادائی مین ہوگیا اور اب کہ مین یہان آگیا ہون اور فصل کے تردد وغیرہ کا وقت ہے مین سرکار کے کام مین مصروف ہوتا ہون اور اللہ کی مدد اور حضور کی عنایات سے ہر ایک کام کا انتظام ہوجائیگا اور جو زر یافتنی کرنیل ہارپر صاحب اور دوسرے صاحبان انگریز کا ہے وہ حسبقدر بعد تحقیقات آخر ماہ فروری ۱۷۸۷ء تک ہوگا ۔ ہنگام وجوب تک ادا ہوجائیگا ۔ روپیہ قسط بندی بابت اخراجات فوج ابتداے مارچ ۱۷۸۷ء سے جون ۱۷۸۸ء تک سرکاری خزانے مین داخل ہوگیا اور آیندہ اللہ کی عنایت سے ماہ بماہ قسط بندی کے مطابق ادا ہوتا رہیگا امید کہ تحریرات عالی سے سرفراز ہوتا رہون ۔

گورنر جنرل کی لکھنؤ مین تشریف آوری ۔ عہدنامہ تجارت

کارن والس صاحب آپ بھی لکھنؤ مین آئے ۔ سلطنت کی طرف سے رسم استقبال اور دعوت علی قدر مراتب حسن وخوبی کے ساتھ ادا ہوئی ۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ اول ملاقات مین آصف الدولہ نے گورنر جنرل کو تحفے پیش کئے اونھون نے کچھ نہ لیا اور وہی عذر بیان کیا جو حیدر بیگ خان سے کیا تھا جب آصف الدولہ گورنر جنرل سے ملنے کو گئے تو اونھون نے ولایت فرنگ اور انگلستان کے تحفے نواب کو دیے نواب نے اونکی خاطر سے دو ایک چیزین لے لین باقی وہین چھوڑ دین پھر گورنر آصف الدولہ سے رخصت ہوکر بنارس کی طرف راہی ہوئے ۔

۱۲۰۲ ہجری مین ایک عہدنامہ تجارت کا سرکار کمپنی کے ساتھ قرار پایا جسکی رو سے ایک محصول فیصدی قیمت اجناس پر لینا تجویز ہوا ۔ اور زمینداران وغیرہ کو ممانعت ہوئی کہ محصول گذارات کا نہ لیا کرین ۔

امیرالدولہ حیدر بیگ خانکی وفات۔ ملکی انتظامات

یہ شخص مدت تک اودھ کے انتظام مین مصروف رہا نواب وزیر کا خیر طلب تھا تشخیص اور تحصیل کا کام خوب کیا رعایا بھی راضی رہی۔ مگر فوج و سپاہ مین انگشت نما تھا فرح بخش مین لکھا ہے کہ حیدر بیگ خان نے کلکتے جا کر ایسا معاملہ درست کہ کوئی صاحب حکم فرنگی نواب کے علاقے مین نہین رہا مگر اسقدر خرابی کی کہ سپاہ کی تنخواہ کم کر دی اور ملک کی خبر گیری نکی حیدر بیگ خان ایک سال سے ضعف معدہ کے عارضے مین مبتلا تھا۔ مگر دو تین مہینون سے دستونکا ایسا عارضہ پیدا ہوا کہ اوٹھنے بیٹھنے کی طاقت جاتی رہی علاج سے کسیطرح نفع نہوا اسلو اول ذیقعدہ سنہ ۱۲۰۶ ہجری مین سنبھالا اجل کا شکار ہوا کشمیری باغ واقع لکھنؤ مین دفن ہوا۔

تاریخ وفات

زین جہان نواب حیدر بیگ خان ۔ عازم ملک عدم گردید ہاے
سال تاریخ وفاتش بہر عقل ۔ گفت رحلت کرد امیرالدولہ واے

اپنی وفات سے پہلے اوس نے اپنی تمام نقد و جنس کی فرد تیار کرا کے نواب وزیر کے پاس بھیجدی اور لکھا کہ یہ مال سرکار کا ہے چاہین لین اور چاہین بخشدین۔ اکبر علی خان اپنے دونون بیٹون کو نواب کے سپرد کر دیا۔ اونکے متروکات مین بیس لاکھ روپئے کے قریب نقد و جنس تھا لڑکے بھی کمسن تھے چونکہ نواب وزیر حسن خدمات حیدر بیگ خان سے مسرور تھے اسلیئے وہ مال و اسباب منضبط نکیا اوسکی اولاد کو بخشدیا اور اوسکی تنخواہ بھی اوس کے بیٹون پر مقرر کر دی۔ فرح بخش مین لکھا ہے کہ حیدر بیگ کے بعد راجہ ٹکیت رائے کی ذات پر نظم و نسق کاروبار کا مدار ہو گیا جو سابق مین چارون صوبون کا دیوان کار بیوتات مالی و ملکی تھا۔ اور اوس کو وزیر نے مہاراج ادھراج نرندر راجہ ٹکیت رائے بہادر کا خطاب دیا اور راجہ دہنپت رائے خزانے کا کام کرتا تھا اور راجہ بلاس رائے پیش کار بخشی گری کا کام کرتا تھا۔ گیان پرکاش مین نواب آصف الدولہ کے ہندو کاربردازون کا اسطرح تذکرہ کیا ہے کہ راجہ خوشحال رائے پسر راجہ نول رائے الہ آباد کا صوبہ دار رہا اور راجہ بھگوانداس کا بڑا بیٹا رائے بہادر سنگھ اور چھوٹا بیٹا رائے بالکرام دونون جھاؤلال کی رفاقت مین کام کرتے ہین اور کارخانجات کے کامونپر مامور ہین اور راجہ بھگوانداس جو راجہ جھاؤلال کا بڑا دوست تھا خطاب راجگی کے ساتھ سرفراز ہو کر بریلی و روہیلکھنڈ کا صوبہ دار رہا۔ اور راجہ بولاس رائے کہ راجہ ٹکیت رائے کا رشتہ دار ہے کاروبار مالی و ملکی مین اوسکی ذات پر بھی دارومدار تھا اس شخص نے امام باڑہ اور مسجد بنائی تھی۔

نواب آصف الدولہ کا لکھنؤ مین ایک عالیشان امام باڑہ تعمیر فرمانا اور نجف اشرف مین نہر لانیکے لئے روپیہ بھیجنا

نواب نے سنہ [illegible] ہجری مین ایک عالیشان امام باڑہ اور ایک بڑی مسجد اور رومی دروازہ تعمیر کرایا ان عمارتونکی چھتو مین ایک ستون بھی لکڑی کا نام نہین ہے سب چھتین ڈاٹ کی ہین۔ امام باڑے کے دالان کا طول ساٹھ گز اور عرض بیس گز تھا اور رومی دروازے کی بلندی چالیس پچاس گز سے اونچی تھی۔ لاکھون روپیہ کا قیمتی اسباب امام باڑے مین سجایا گیا اور کانچ کا سامان ایک لاکھ روپیہ کا ڈاکٹر فلنٹ صاحب کی معرفت طلب کیا۔ مگر نواب کی رحلت کے بعد یہ اسباب لکھنؤ مین پہنچا۔ مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ جس زمانے مین اس امام باڑے کی تیاری شروع ہوئی تو اوسوقت سخت قحط سالی تھی غلہ روپے کا آٹھ سیر بکتا تھا۔ شاعرون نے اسکی تاریخین لکھی تھین یہان بھی اونمین سے بعض کو نقل کیا جاتا ہے ؎ وزیر سلیمان جناب آصف جاہ ✦ ہزبر خنگ خدیو جہان کلاہ کہا ✦ رفیق گشت جو توفیق حق بنا کردش ✦ امام باڑہ گردون اساس ہشت آثار ✦ بگوش اہل جہان گفت عقل تاریخش ✦ رواق عرش جناب ائمہ اطہار ✦ دیگر مقر شاہ کربلا آل نبی ابن علی ✦ دیگر بزم گاہ شہید راہ خدا ✦ دیگر مقام آل پیمبر مقام محمود است ✦ گیان پرکاش کا مولف آصف الدولہ کی تعمیر عمارات کی بڑی تعریف کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ نواب نے دریاے گومتی کا پل بنوایا اوسکی تاریخ صراط مستقیم ہے۔ باغ اور باغیچے اور صدہا بارہ دریان اور نہرین اور حوض اور پانی کے خزانے اور فوارے اور حمام خشتی و سنگین اور شیشہ کا محل بے مثل اور ہاتھی دانت کا بنگلہ بنوایا۔ اور نواب نے سات لاکھ روپیہ حاجی محمد طہرانی کی معرفت نہر فرات سے ایک نہر[1] نجف اشرف مین

---

[1] اور بعض نوشتون سے کربلا مین نہر کا بنوانا پایا جاتا ہے اور میر محمد اسمٰعیل الہ آبادی کی نظم سے مشہد مین نہر جاری کرنا ثابت ہے مشہد ایک شہر کا نام ہے ایران مین واقع ہے پہلے زمانے مین طوس کہلاتا تھا۔ حضرت علی موسی رضا علیہ السلام کا مزار شہر مین ہے اسلئے مشہد مقدس کہلاتا ہے ۱۲ منہ

لانے کے واسطے بھیجا اس کام میں مدد کے لیے مرزا حسن رضا خان اور خواجہ عین الدین انصاری نے بھی نے بھی روپیہ دیا اس نہر کا نام نہر آصفیہ رکھا اور اس نہر کے جاری ہونے سے پانی کا خطرہ رفع ہو گیا ۔

درگاہ حضرت عباس کی حقیقت

فقیر بیگ نام ایک شخص نواب آصف الدولہ کے عہد میں تھا اوس نے ایک علم دریائے گومتی کے کنارے پوشیدہ دفن کر دیا اور شہر کے لوگوں سے یہ بات ظاہر کی کہ مجھکو خواب میں یہ الہام ہوا ہے کہ حضرت عباس کے ہاتھ میں جو علم معرکہ کربلا میں تھا وہ فلاں مقام پر دفن ہے تو اوسکو نکال لے اور اپنے طریق کے چند رفیق جمع کرکے اوس مقام پر گیا اور جگہ کو کھود کر وہ علم نکالا اور گھر میں کہ رستم نگر کے اندر واقع تھا نہایت تعظیم کے ساتھ رکھا اس حکایت نے شہرت پائی نواب آصف الدولہ ہزار جان و دل سے شہدائے کربلا کے جان نثار تھے اوس علم کی زیارت کے لیے فقیر بیگ کے گھر گئے اور علم کی زیارت کی اب اہل شہر بھی جو اس طریق کے تھے جوق جوق آنے لگے شیرنیاں اور نیازیں حاجتمندوں نے حاضر کرنی شروع کیں جب فقیر نے قضا کی تو اوسکے بیٹے نے بھی جمعرات کے دن وہ طریقہ جاری رکھا اور اوسکی آمدنی سے اوقات بسر کرتا تھا عشرہ محرم میں زیادہ رونق ہوتی تھی پہلے وہ مکان خام تھا چھت کی عوض کھپریل تھی ۔ عمارت عالی نواب سعادت علی خان کے عہد میں تعمیر ہوئی جیسا کہ مفتاح التواریخ میں لکھا ہے اوسکی آمدنی کچھ خادموں کے حصے میں آتی تھی اور کچھ سرکار میں داخل ہوتی تھی رفتہ رفتہ اوسکی آمدنی لاکھوں روپیہ سالانہ کو پہنچی ہر جمعرات کو خصوصاً نوچندی جمعرات کے دن اوس درگاہ میں بڑا جلسہ منعقد ہوتا تھا زیارت کرنے والوں کے سوا ہزاروں تماشائی اور شہر کی بڑی بیگمیں طوائفیں بن ٹھن کے جمع ہوتی تھیں سلطنت کے قیام تک یہ جلسہ بڑی دھوم دھام سے رہا اب بقول شخصے ؎ آن قدح بشکست و آن ساقی نماند ۔ ارباب نشاط اب تک بیٹھتے ہیں نہ وہ آمدنی ہے نہ وہ آرائش و زینت

مرزا حسن رضا خان اور راجہ ٹکیت رائے کا کلکت کو بھیجا جانا

نواب آصف الدولہ نے مرزا حسن رضا خان سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت راے کو کلکتے
کو گورنر جنرل کے پاس بہیجا چنانچہ یہ دونون اوائل شوال سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین عید الفطر کی نماز کے
بعد آصف الدولہ سے رخصت ہوکر پندرہ سولہ ہزار سوار اور دو توپون کے ساتھ شہر سے باہر نکلکر تہیکے
متصل ٹہیرے اون کے ہمراہ انگریزی فوج کی چار کمپنیان بہی ارکاٹ صاحب کے زیر حکم ہوئین
اسی مہینے مین یہ دونون صاحب اس لاو لشکر کے ساتھ کلکتہ کی طرف روانہ ہوے غازیپور
اور جونپور کی راہ سے بنارس پہنچے وہان صاحب رزیڈنٹ اور نصیر الدین خان بن علی ابراہیم خان
حاکم عدالت دیوانی و فوجداری نے استقبال کیا۔ سرفراز الدولہ نے آصف الدولہ کی
جانب سے خلعت جسکے ساتھ مالاے مروارید اور جیغہ اور سرپیچ مرصع تہا علی ابراہیم خان
کے بیٹے کو دیا علی ابراہیم خان ان دنون علیل تہا۔ اسلئے خود نہ ملا وہان سے کوچ
کرکے سلخ ذیقعدہ کو دانا پور کے متصل پہنچے یہان کے حکام انگریزی سول و فوجی سے ملاقات کی
وہان سے ذیحجہ روز چہار شنبہ کو آگے کو کوچ کیا عظیم آباد مین باغ جعفر خان المخاطب بہ مرشد
قلی خان مین ٹہیرے پہر وہان سے چلکر آخر ذیحجہ مین مرشد آباد پہنچے اور عشرہ محرم کے دن یہان
کئے اس مقام مین سرفراز الدولہ نے مسافرون محتاجون اور سیدون کو بہت کچہ دیا یہان انگریزون
سے بہی ملاقات ہوئی اور جو نامی آدمی ہندوستانی اون سے ملے اونہین خلعت عطا کئے۔
پہر یہان سے روانہ ہوکر کلکتہ پہنچے۔ اور شہر کے باہر مقام کیا لارڈ کارن والس صاحب گورنر جنرل سے
کئی ملاقاتین ہوئین۔ گورنر جنرل نے دونون کو کمپنی کی طرف سے خلعت تکلف دئے۔ گورنر
تو وہان سے جہاز پر سوار ہوکر ولایت کیطرف روانہ ہوے یہ دونون جدید گورنر جنرل سے
ملنے کے انتظار مین ٹہیرے رہے اور اس وجہ سے دو مہینہ تک وہان رہنا ہوا۔ جبکہ
جدید گورنر جنرل سر جان شور صاحب کلکتے مین پہنچے تو اون سے ملکر سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین وہان سے
معاودت کی ۷۔ جمادی الاولے کو عظیم آباد مین پہنچے یہان تین چار مقام کئے اور غریبونکو
اپنی سخاوت سے فیضیاب کرکے لکہنؤ کیطرف چلے۔ اوائل ماہ جمادی الآخرے مین مقام
بہرائچ مین آصف الدولہ کے پاس پہنچ گئے۔ آصف الدولہ سیر و شکار کے بعد لکہنؤ کو روانہ ہوے
یہ دونون ہمراہ تھے۔ ۲۰۔ جمادی الآخرے روز پنجشنبہ کو آصف الدولہ لکہنؤ مین داخل ہوگئے
اور دونون کو خلعت فاخرہ دئے یہ سفر نو مہینے کے عرصہ مین ابتدائے شوال سنہ ۱۲۰۲ ہجری
سے اوائل جمادی الآخرے سنہ ۱۲۰۳ ہجری تک پورا ہوا۔ دونون کا گذارہ پندرہ لاکہہ روپیہ

صرف کر کے پھر آئے سواے اپنی راہ و رسم کے ارباب کونسل سے کوئی بات نواب کے فائدے کی ظہور مین نہ لائے ۔

وزیر علی خان کی شادی

ماہ شعبان سنہ ۱۲۰۹ ہجری مین نواب آصف الدولہ نے مرزا وزیر علی خان کی شادی کا سامان کیا یہ شادی اشرف علیخان ابن بندہ علی خان کی بیٹی سے قرار پائی تھی ۔ یہ بندہ علی خان نواب برہان الملک اور نواب صفدر جنگ اور نواب شجاع الدولہ کے عہد مین داغ[1] و تصحیحہ کی خدمت رکھتا تھا اس تقریب مین نواب آصف الدولہ نے بہت روپیہ صرف کیا صرف روشنی مین تین لاکھ روپیہ کا تیل جلا تھا ہزارون نقرئی گھڑے ساتھ مین تھے ۔ اور آرایش کی ٹٹیان مقیش و بادلہ و تمامی سے آراستہ تھین یہ تمام سامان دولت خانہ سے سج کر چار باغ تک کہ درمیان مین تین کوس کا فاصلہ ہی گیا ۔ گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ آتشبازی نہایت نفیس تیار کرائی ایک قسم کا غبارہ تھا کہ آسمان مین بطور تارے کے جاتا اور ایک گھڑی تک وہان ٹھہرتا دو رویہ ٹھاٹر بنگلہ کر بوریا اور برنج سے آراستہ کئے تھے ۔ سات روز تک یہ جشن رہا اس شادی کے مصارف کی وجہ سے تمام چیزین بہت گران ہو گئین ۔ غلہ اور تیل اور ہر قسم کا کرانہ اور کپڑا زیادہ قیمت پر چڑھ گیا ۔ بیوپاریون کے پو بارے تھے ۔ اس شادی کا صرف کم سے کم بیس لاکھ اور زیادہ سے زیادہ چالیس لاکھ روپئے تک بتاتے ہین ۔ نواب مظفر جنگ پسر نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد اور محمد علی خان ولیعہد نواب فیض اللہ خان والی رامپور بھی ایک ماہ پیشتر سے مہمان آئے تھے ۔ موزون نے آصف نامے کے آخر مین ایک مثنوی اس شادی کے حال مین لکھی ہے اور اس تاریخ یون موزون کی ہے ؎

ازین عقد جانم شاد شد ٭ دلم کرد موزون ز فرط طرب
ز من سال تاریخ را چون طلب ٭ بیک بیت گفتم دو تاریخ نغز

---

[1] عمدہ عمدہ گھوڑون وغیرہ پر انکی صحت کی پہچان کے واسطے نشان لگا دینے کو داغ کہتے ہین اور تمام جانورون مین سے جانچ کر عمدہ جانورون کے چھانٹنے کو تصحیحہ کہتے ہین ۔ ۱۲ فرہنگ انتخاب شاہجہان نامہ متضمن شرح اردو انٹرنس کورس ۔

سخن را برآورد ما ز پوست مغز + دہی ہمت یارب این عقد سا + کہ گرداند اخلق و اعقد را
زروئے وفاق ورزید دواد + کہ کمتر چنین اتفاق اوفتاد + دگر سال تاریخ آمد بگفت +
قران دو کوکب بہ برج شرف + اس شادی کے بعد مرزا علی رضا خان کی جو وزیر علیخان
سے چھوٹا اور متبنی تہا مرزا جنگلی کی بیٹی سے شادی کی۔ اس مین روپیہ کم صرف ہوا غرضکہ
نواب کے عہد مین ملک کی زیادہ تر آمدنی سے ہی مصارف مین خرچ ہوتی تھی سوا عیش و عشرت
کے کسی کو کسی سے کام نتھا۔ ہر روز عید اور ہر شب شب برات تھی۔

نواب وزیر کی افاغنہ رامپور پر چڑہائی

نواب فیض اللہ خان والی رامپور کے انتقال کے بعد اون کے بڑے بیٹے نواب محمد علیخان ۱۷۔ ذیحجہ سنہ ۱۲۰۸ ہجری کو مسند نشین ہوئے ۱۳ محرم سنہ ۱۲۰۹ ہجری کو افسران فوج نے اونکی بدخوئی ناحق کوشی بدمزاجی اور سخت گیری کی وجہ سے اونکو مجروح و معزول اور قید کر کے اونکے چھوٹے بھائی نواب غلام محمد خان کو مسند نشین کر دیا۔ جام جہان نما مین لکھا ہی کہ جبکہ استغاثہ قتل نواب محمد علیخان بوکالت صاحبزادہ مصطفی خان ابن الہ یار خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کے جن سے نواب محمد علی خان کی حقیقی بہن منسوب تھی آصف الدولہ کے حضور مین ہوا تو وہ بہت برہم ہوئے اور رامپور کے افسران فوج کو لکھا کہ غلام محمد خان کو گرفتار کر کے یہان بھیجدو ورنہ تم لوگون کو سخت سزا دیجائیگی اور معظم کہتا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب محمد علیخان مجروح کو ڈاکٹرون سے علاج کرانے کے لئے لکھنو بلایا تھا۔ اس تحریر کے پہنچتے ہی اونکے سب مخالفون نے صلاح کر کے اونکو مروا ڈالا۔ اور اونکی تجہیز و تکفین کے بعد نواب غلام محمد خان نے ایک محضر تیار کرایا جس کا یہ مضمون تہا کہ نواب محمد علیخان نے غیرت کی وجہ سے تمنچہ مار کر خودکشی کر لی ہی شب کو اونکی آرامگاہ مین ایک فیر ہوا دیکھا تو وہ مرے پڑے تھے اور یہ محضر ایک عرضی کے ساتھ نواب وزیر کے پاس بھیجا اور اپنے چھوٹے بھائی فتح علی خان کو اس مقدمہ مین جوابدہی اور پیروی کے واسطے روانہ کیا۔ فتح علی خان لکھنو پہنچکر ایک باغ مین مقیم ہوا۔ دیوان جھاؤ لال کے ذریعہ سے جس کو اوس عہد مین بڑا رسوخ حاصل تہا گفتگو شروع ہوئی مولوی قدرت اللہ خان نے جام جہان نما مین لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے فتح علی خان کو غائبانہ کہلا بھیجا کہ تم تمام سرداران فوج کو خفیہ خطوط لکھ کر اپنے ساتھ متفق

کرکے یہان بلا لوین تم کو ریاست دیدونگا مگر فتح علی خان نے کسی مصلحت کی وجہ سے یہ بات
قبول نکی روہیلکھنڈ گزیٹیر مین ذکر کیا ہے کہ آصف الدولہ کو جب اس بلوے کی خبر ہوئی تو پہلے
اُنھون نے معقول رشوت لیکر اس معاملے کی طرف توجہ نہ کی اور کہا کہ یہ آپس کا فساد ہے
لیکن مسٹر جیری انگریزی رزیڈنٹ اس خبر کی تصدیق سے انکار کرتا ہی بلکہ اوس کا بیان ہی کہ
آصف الدولہ کا خیال یہ تھا کہ نواب محمد علی خان اور نواب غلام محمد خان دونون اس جاگیر
کے مستحق نہین ہین کیونکہ یہ جاگیر انکے باپ کی حین حیات تھی ۔ آصف نامے کے مولف نے
بھی لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب غلام محمد خان کی سفارت کے مقاصد کو نامنظور کیا
وہ نظم یہ ہے ؎

کہ ناگہ بدرگاہ گردون مسیر — زنزد برادر کشش آمد سفیر
کہ پوزش گران گناہش شود — برین آستان عذر خواہش شود
ازین در شود عفو جرمش مگر — جرمانہ پذرفتہ گوہے ز زر
برین آستان سپہر اقتدار — رسیلہ قاصدش را نشاندن بار
پذیرا نشد عذر آن زشت خو — کہ سرزد چنین خون ناحق ازو
ز انکار آن عذر بیجا شنو — کہ مرضی دستور اعظم نبود
بطبق شریعت بحکم رسول — نگردید عذر گناہش قبول

مگر یہ قول صحیح نہین معلوم ہوتا کہ نواب آصف الدولہ نے نواب غلام محمد خان کی سفارت کے
مضمون پر توجہ نہ کی بلکہ انتخاب یادگار مولفہ منشی امیر احمد مینائی اور شمس العلماء ذکاء اللہ صاحب
کی تاریخ ہند سے ثابت ہے کہ نواب غلام محمد خان نے نواب آصف الدولہ کو پیش بہا تحائف
بھیجکر درخواست کی کہ مجھے نوابی مرحمت کیجئے اوس کے عوض مین جو بیس لاکھ روپئے نذرانے
کے بھیجے نواب آصف الدولہ تو کچھ نیم راضی سے ہوگئے ۔ مگر یہ معاملہ ایسا نہ تھا کہ بغیر انگریزی
گورنمنٹ کی مرضی کے طے ہوتا ۔ جب اوس سے کہا گیا تو اوس نے نواب غلام محمد خان کی
جانشینی سے انکار کردیا ۔ مگر یہ اور تماشا کیا کہ یہ تجویز ٹھیری کہ نواب فیض اللہ خان کا سارا ملک
لیکر نواب اودہ کو دیدیجئے ۔ یہ نہ خیال کیا کہ یہ سزا گنہگار اور بے گناہ دونون کو ہوتی ہے ۔
نواب غلام محمد خان بیشک قصوروار تھے ۔ مگر جو خاندان اونکے ہاتھ سے ستم رسیدہ تھا اوس پر
ظلم توڑنے کا کیون ارادہ کیا ۔ سوا اس کے نواب فیض اللہ خان کے تعین انتظام اون کا

ملک نہایت سرسبز و شاداب تہا اور نواب اودہ کا ملک ویران اور تباہ ہے ملک کو ایک ظالم سرکار کے حوالے کرنا کب انصاف تہا چونکہ یہ علاقہ انگریزی گورنمنٹ کی وساطت اور ضمانت سے تہا اسلیئے اونپر لازم آیا کہ وہ آصف الدولہ کی مدد کرکے نواب غلام محمد خان سے ملک نکال لے اسلیئے گورنر جنرل کے حکم سے سر رابرٹ ابرکرمبی فرخ آباد سے انگریزی فوج لیکر اس بلوے کے انسداد کے واسطے روانہ ہوا۔ اور معظم جنگ نامہ وہ جو شامین کہتا ہے کہ اوس کے ساتھ سکا خور کا کمپو بھی تہا۔ عماد السعادت مین لکہا ہے کہ انگریزی فوجین دو ولبشن گورون کی اور بارہ بلٹنین تلنگون کی اور دو رجمنٹ ترک سوارون کی تہی اور معظم نے انگریزی فوج کی تعداد چہ دہ ہزار بتاتی ہے۔ جن مین سے سات سو گورے تھے اور تاریخ مظفری مین انگریزی سپاہ کی تعداد پندرہ سولہ ہزار لکھی ہے۔ اور نواب آصف الدولہ بھی تیاری کرکے اوائل ماہ ربیع الاول ۱۲۰۹ ہجری مین الہ آباد سے لکھنو کو آئے اور یہان تین مقام کرکے رام گہاٹ کوچ کیا اونکی توپون کے عجیب و غریب نام ہین جو بعض شاعرون نے نظم کیے ہین مین اونکو یہان لطف کیلئے بیان کرتا ہون۔ دہوردہانی۔ فتح پیکر۔ نہنگ۔ شیر پیکر۔ جم دکار۔ ملک میدان فتح بار۔ اجگر۔ ہودبند۔ کہنڈ دہانی۔ کڑک بجلی۔ سرجیو۔ گہن گرج۔ سنگار دل۔ فتح لشکر صف شکن۔ وزیری۔ جہانگیری۔ حیدری۔ سلیمانی۔ بعلہری۔ فتحیاب۔ بخاری۔ انگریز بان شترنال۔ کرنال۔ ہتہنال۔ انہین سے سرجو بہت بڑی توپ تھی الماس خان خواجہ سرا بہی اناو سے فوج لیکر چلا۔ نواب آصف الدولہ کے لشکر مین بہت سے امرا اور افسر تھے ہنومان سنگہ کپتان ہرنار سنگہ دولم سنگہ۔ بہوانی سنگہ اور سالار جنگ کے دونون بیٹے اکبر علیخان و قاسم علیخان اور عبدالرحمن خان قندہاری اور مرزا اشرف الدین اور مرزا حسن رضا خان و مرزا داروغہ عجب خاص اور راو ہولا اور راجہ ملہاسرائے اور راجہ جگیت رائے اور راجہ دہنپت رائے یہ سب امرا اور افسر ساتھ تھے۔ سید ولی اللہ نے تاریخ فرخ آباد مین لکہا ہے کہ مظفر جنگ رئیس فرخ آباد بھی ہمراہ تہا۔ اور انگریزی رزیڈنٹ چیری صاحب بہی نواب وزیر کے ساتھ تہا۔ نواب آصف الدولہ کی پہلی منزل نول گنج مین دوسری الماس گنج مین تیسری سلطان گنج مین چوتھی باون مین۔ پانچوین سری نگر مین۔ چہٹی شاہ آباد مین۔ ساتوین شاہجہانپور مین آٹھوین قریب تلہر کے ہوئی۔ انگریزی فوج بھی بڑی بڑی منزلین کرتی ہوئی بریلی پہنچ گئی اور وہان قیام کیا۔ لکہنو کی فوج کا انتظار کرنے لگی۔ مگر اوس نے اس فتح مین شریک ہونے

کی سرفرازی کی کوشش نہ کی جب نواب غلام محمد خان کو اس چڑہائی کی خبر پہونچی تو اونہون نے بھی تیاری کی اور بہت سی جدید سپاہ بھرتی کر کے بریلی کی جانب کوچ کیا اور سعید خان کو ایکہزار آدمیون کے رسالے کے ساتھ رامپور کی بندوبست پر چھوڑا۔ نواب صاحب کی فوج کی تعداد عماد السعادت مین ۴۵ ہزار سے ۷۰ ہزار تک بتائی ہی اور لکہا ہی کہ توپون کے علاوہ بانون کے بھی کئی چہکڑے تھے اور منتخب العلوم مین پچاس ہزار لکھی ہی اور روہیلکہنڈ گزیٹیر مین پچیس ہزار بیان کی ہی۔ اور جام جہان نما مین تیس ہزار ذکر کی ہی۔ اور معظم نے صحیح تعداد بتائی ہی۔ اوسکی روایت کے موافق سرسٹھ ہزار آدمی تھے جس مین ہر قسم کے آدمی تھے اور وہ کہتا ہی کہ تیرہ توپین بڑی بڑی تہین اور چالیس شترنال تہین۔ نواب غلام محمد خان کی فوج کا پہلا مقام موضع ملک علاقہ اسپور مین ہوا اور یہان اونہون نے سپاہ کو تنخواہ مین اشرفیان تقسیم کین۔ نواب صاحب نے اس مقام سے جنرل ابرکرمبی کو لکھا کہ آپ درمیان مین پڑکر نواب وزیر سے ہماری صفائی کرادیجے جنرل صاحب نے جواب بھیجا کہ آپ مطمئن رہیے۔ جب نواب آصف الدولہ یہان آجاینگے۔ تو مین صلح کرادونگا۔ مگر جسقدر خزانہ نواب فیض اللہ خان کا ہی وہ میرے پاس بہیجا دیا جائے اور آپ اپنی سرحد سے قدم آگے کو نہ بڑہائین۔ جب یہ جواب نواب صاحب کے پاس بہیجا۔ تو افسران سپاہ کو جمع کر کے کہا کہ اپنے ملک کے ڈیرے سے آگے کو قدم نہ بڑہانا چاہیے خدا چاہے گا تو سب کام مین درست ہو جائے گا۔ مگر روہیلہ سردارون نے جواب دیا کہ انگریزون کی بات کا اعتبار نہین جرنیل صاحب نے یہ بات صرف اسواسطے لکہی ہے کہ اونکی فوج جسنے وزیر اودہ کی فوج بہی آکر مل جائے اور دونون فوجین ملکر جنگ کرین اور سب نے یہی راے دی کہ صبح کو آگے بڑہنا چاہیے۔ نواب صاحب نے مجبوراً آگے کو کوچ کیا۔ نواب صاحب کے چھ بھائی اور تہے جنمین نظام علیخان۔ سرفتح علیخان۔ حسن علیخان بریلی مین انگریزون کے پاس پہنچ گئے تہے۔ کیونکہ انمین سے ہر ایک ریاست کا امیدوار رہتا اور انگریزون خفیہ عہد و پیمان کرچکا تہا۔ اور اونکے تین بہائی یعنی یعقوب علیخان۔ کریم اللہ خان۔ اور قاسم علیخان اونکے ہمراہ تہے۔ بلکہ ایکدن ایک اور گل کہلا کہ سپاہی نواب صاحب کے پاس ایک اور شخص کو پکڑ کر لائے اس شخص کو مار پیٹ کر تلاشی لی تو اوس کی کمر مین سے کئی خط نکلے یہ خط بعض افسرون کی طرف سے جنرل ابرکرمبی کے نام بہیجے تہے۔ اون کا مضمون یہ تہا کہ آپ آکر جنگ کیجیے ہم طرح دیجائینگے۔ روہیلے اوسوقت اون افسران نمک حرام کے ڈیرون پر جا گرے۔ مگر یہ

اوس پہلے ہی سے قاصد کی گرفتاری کی خبر سنکر لشکر سے نکلکر جنگل کی طرف بھاگ گئی تھے۔ روہیلون نے اونکی ڈیرے لوٹ لیے۔ نواب صاحب بہت متحیر ہوئے اور اون کا دل ٹوٹ گیا اور اب وہ ہر ایک کو یقین دیکر کہنے لگے کہ جسکی خوشی اس جنگ مین شریک ہونے کی نہو وہ چلا جاوے میری طرف سے اوسکو اجازت ہی۔ اور جسکو رہنا ہو رہجاوے میری طرف سے کسی پر جبر نہین ہے پٹھانونکی فوج تین روز مین میرگنج پہونچی۔ صبح کو آگے بڑھی اور دوجوڑہ کو عبور کرنے لگی انگریزی فوج نے بھی بریلی سے آگے بڑھکر اوس سے سات میل یہان کی طرف سنکہا کے پل سے پل کے پاس قیام کیا۔ بریلی کا صوبہ شنبھوناتھ بھی پانچہزار سپاہ لیکے ساتھ انگریزی فوج کے ہمراہ تہا جنرل ایر کرمبی کو یہ خبر پہونچی کہ نواب غلام محمد خان ملک سے کوچ کرکے دوجوڑہ کو عبور کر آئے تو اوس نے ناخوش ہوکر نواب غلام محمد خان کے سفیر کو جو انگریزی کیمپ مین موجود تہا بلاکر کہا کہ نواب صاحب نے یہ اچھا نہین کیا جو آگے کو بڑھ آئے ہمارا اون کا عہد و پیمان اب شکست ہوگیا۔ اونکو لڑائی کا بندوبست کرنا چاہیے اور اوس سفیر کو لشکر سے رخصت کردیا۔ اب نواب صاحب کو صلح کی امید جاتی رہی۔ اور دوسرے دن ہاتھی پر سوار ہوکر آگے کو بڑھے اور موضع بہٹورہ کے کہیڑے پر اونکی فوج قبضہ کرنے لگی۔ یہ مقام انگریزی فوج کے سامنے دو میل کے فاصلے پر معلوم ہوتا تھا۔ اور یہ مقام اب فتح گنج (یا فتح گنج غربی) کہلاتا ہے۔

مقابلے مین روہیلون کا انگریزی فوج پر غلبہ ظاہر کرنا مگر آخر کار شکست فاش پانا اور دامن کوہ کمایون مین پناہ لینا

۲۴۔ اکتوبر ۱۷۹۴ء مطابق ۲۸۔ ربیع الاول ۱۲۰۹ ہجری روز جمعہ کو سنکہا کے مغربی کنارے پر دن نکلنے سے ایک گھنٹہ پہلے انگریزی فوج کی کمربندی ہوئی۔ فوجی جنرل نے گہوڑے پر سوار ہوکر نواب غلام محمد خان کی فوج کا تاڑ بہاؤ کیا تو معلوم ہوا کہ اونکی فوج موضع بہٹورہ کے سامنے میدان مین پڑی ہوئی ہے۔ اس میدان مین تہوڑا تہوڑا جنگل بھی ہے جو کسی قدر اونکی جماعت کو چہپائے ہوئے ہے۔ نواب کی فوج کا اگلا حصہ کسی قدر آگے بڑھا ہوا تہا۔

اسواسطے انگریزی جنرل نے اپنی جماعت کو زیادہ پھیلنے کا حکم دیا۔ دن نکلتے نکلتے انگریزی فوجنے اپناکام شروع کیا نواب غلام محمد خان نے بھی اپنی فوج کو مقابلے کے لئے تیار کیا۔ اور اونکی فوجنے آگے بڑھکر جنگل پر قبضہ کرلیا اور دونون طرف سے توپین چلنے لگین اور نواب کی فوجین سے بان بھی چھوٹنے لگے اتنے مین انگریزی فوجین سے کپتان رامزی کو ہندوستانی رجمنٹ (ترکسواران) کے ساتھ نواب صاحب کی فوج پر دھاوا کرنے کا حکم ملا۔ مگر کپتان مذکور یا تو اوس حکم کو بھول گیا۔ یا گھبرا گیا۔ کہ اوس نے اپنی رجمنٹ کو جلدی نواب صاحب کی جانب پھیر دیا اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رجمنٹ مذکور انگریزی فوج کے محاذ مین ہوکر گذرا اس حالت کو دیکھکر بخت خان اور بلند خان وغیرہ نے اپنے سوارون کے ساتھ انگریزی فوج پر حملہ کرکے کپتان رامزی کو پوری شکست دی اور اوسکی بھاگی ہوئی جماعت کو انگریزی کیمپ تک تعاقب کرتے ہوئے چلے گئے اور انگریزی فوج کا داہنا بازو توڑ ڈالا شکست پائی جماعت انگریزی کیمپ کی داہنی طرف بھاگ کر آئی۔ لوگ توپون کے سامنے بھاگتے ہوئے آرہے تھے اسواسطے انگریزی بھاگے ہوئے رسالون اور باقیماندہ باہنی بازو کی فوج کو لفٹنٹ گاہن اور رچارڈ مین نے دوبارہ درست کرکے صف آرا کیا۔ لیکن روہیلے غول باندھکر انگریزی کیمپ مین گھس آئے اور تلوار نیزہ اور بندوق سے مردانہ وار لڑنے لگے۔ انگریزی ملازمون نے بھی سیدھے ہاتھ مین تلوار اور بائین مین سنگین لیکر ان لوگون کا خوب مقابلہ کیا۔ عماد السعادت مین لکھاہی کہ روہیلون نے تلنگون کے سر اوڑانا شروع کئے اونکے زوردست و بازو کی یہ حالت تھی کہ جس آدمی کے سر پر پٹھان کی تلوار پڑی اوس کے لکڑی کی طرح دو ٹکڑے کردیے اور اگر بندوق کی نال پر پڑی تو اوس کے بھی دو حصے ہوگئے یہ تمام پٹھان سوار انگریزی توپین اس سرے سے اوس سرے تک نکل گئے لیکن انگریزی تلنگون پر بھی آفرین ہے کہ جہان کھڑے تھے وہین کھڑے کھڑے کٹ گئے قدم نہین ہٹایا اڑھائی سو کے قریب گورے اور پچاس سردار کام آئے اور سترہ سو کے قریب تلنگے (ہندوستانی پیادے) مارے گئے اور بعض کہتے ہین کہ گورے ڈیڑھ سو یا کچھ اس سے زیادہ مارے گئے جن کی لاشون کو ایک خندق مین ڈالکر پاٹ دیا تھا اور مقتول تلنگون کی تعداد دوہزار بتاتے ہین جو بڑے بڑے یورپین افسر مارے گئے اونکے نام ذیل مین درج کئے جاتے ہین یہ نام گورنر جنرل کے حکم سے کرنل جارج برنگٹن کی یادگار مین ایک پتھر پر کندہ کرکے وہان نصب کئے گئے ہین (۱) کرنل جارج برنگٹن (۲) میجر تھامس بالفن (۳)

کپتان جان ہوبی (۴) کپتان نار گلیند (۵) کپتان جان مرڈنٹ (۶) لفٹنٹ انڈریو کمنگ (۷) لفٹنٹ ایڈمنڈ ویلز (۸) لفٹنٹ ولیم منگسمن (۹) لفٹنٹ جانسٹ ریچارڈسن (۱۰) لفٹنٹ جان پلمر (۱۱) لفٹنٹ برج (۱۲) لفٹنٹ ولیم آڈیل۔ (۱۳) لفٹنٹ ایڈورڈ بکر (۱۴) لفٹنٹ فائر ورڈ بکر (۱۵) لفٹنٹ جمیس بلفر۔ انکے سوا اور بہت سے یورپین اور ہندوستانی چھوٹے سوار کثرت سے مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ نواب غلام محمد خان اوس ٹیلے پر جہان آجکل انگریزی کشتونکی یادگار کا پتھر نصب ہے مع اپنی بہائیون اور نصر اللہ خان ابن نواب عبد اللہ خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ اور احمد یار خان ابن محمد یار خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ و محمد اکبر خان خلف حافظ رحمت خان کے ہاتھیون پر سوار کھڑے ہوئے اس لڑائی کا تماشا دیکھ رہے تھے اونہون نے کپتان رامزی کی رجمنٹ کی شکست دیکھ کر قبل از وقت فتح کے نقارے بجوا دیئے تھے مگر جسقدر سوار ترک سوارونکو لتاڑتے ہوئے انگریزی کیمپ مین گہس گئے تھے اونکو کوئی کمک نہ پہونچی اور وہ پٹھان جو لشکر انگریزی مین گہس گئے تھے لوٹ مین مصروف ہوگئے تھے کہ یکایک جنرل ابرکرمبی نے گورونکی پلٹن اور چار توپین اور بچھوٹے دو توپین پٹہانون کی سیدھی طرف گہما کر لگا دین۔ بعض مورخ کہتے ہین کہ تلنگونکو جمع کر کے حلقہ باندھ دیا تہا۔ شاید اوس مقام پر گنّون کا کوئی کہیت ہوگا جسمین یہ پلٹن گہنسی ہی کیونکہ منتخب العلوم مین لکھا ہے کہ انگریزونکی ایک پلٹن گنّونکے کہیت مین پہلے سے چھپی ہوئی بیٹھی تھی اور تاریخ مظفری مین بیان کیا ہے کہ کچھ فوج انگریزی کمین گاہ مین تھی وہ آگئی اور معظم کا قول ہے کہ یہ پلٹن ایک نالے مین بیٹھی ہوئی تھی جسنے اوس مین سے نکلکر ان لوٹنے والے پٹہانون پر بندوقون سے گولیان برسائین اور توپون کے گراب اور گولے مارے کہ تھوڑے ہی عرصے مین پٹہانون کا چڑہا ہوا نور ایک دم ابلے کی مانند اوتر گیا اور بہت سے روہیلے توپون کے منہ کا نوالہ ہوئے اور پٹہان یہ سمجھے کہ کوئی تازہ فوج انگریزونکی میدان مین آگئی ہے بجو خان کے سینے مین گولہ لگا کہ وہ ٹھنڈے ہوئے ملبند خان کے سر مین دو گولیان لگین اور ٹھنڈے ہوگئے۔ اول سے آخر تک ایک ہزار روہیلے مارے گئے انجام کار روہیلون نے منتشر اور متفرق ہوکر بہاگنا شروع کیا۔ اور بے سری بہادری باقاعدہ جرات کو نہ پہونچ سکی اس ہنگامے مین محمد عمر خان بڑیچ مارا اونکے دو بیٹے عبد الصمد خان اور محمد یوسف خان عرف جنگی خان مارے تو نہین گئے مگر زخمون سے چور ہوگئے۔ بہتورے کی میدان کی رسم

انگریزی فوج کے نصیب مین لکہی تھی۔ انجام کار روہیلون کو کامل شکست ہوئی اور کوئی پٹھان میدان مین باقی نرہا بڑا باعث اس کا یہ ہے کہ دلیر خان کمانڈر جو پانچہزار آدمیون کے جتہے کے ساتھ نواب کے ہمراہ کہڑا تہا اور نواب علی محمد خان مقتول کا سمدہی تہا یہ نواب غلام محمد خان سے ظاہر مین موافق تہا اور باطن مین مخالف اوس نے انگریزی فوج پر دہاوا کرنے سے انکار کیا اور میدان جنگ سے بہاگ گیا اور اپنے گروہ کو آواز دی کہ زن طلاق ہو جو یہان ٹہیرے یہ سنتے ہی دفعتہ میدان مین بہاگڑ پڑگئی اور ایک دم مین میدان صاف ہو گیا۔ نواب غلام محمد خان کے ہمراہ احمد یار خان اور نصر اللہ خان اور دو چار رفیق باقی رہگئے جنکے اصرار سے نواب صاحب نے بھی مجبور ہو کر میدان چھوڑا اور رامپور کی طرف چلے راستے مین بہاگے ہوئے اور سردار ملے یکم ربیع الثانی ۱۲۰۹ ہجری یکشنبہ کو نواب صاحب رامپور مین داخل ہوئے اور تمام خزانون اور بیگمات اور بچونکو لیکر پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے۔ رعایاے رامپور مین سے بہت سے شرفا اپنی عورتون اور بچون کو لیکر اودہر ہی کو چلے۔ مگر نواب احمد علی خان کی والدہ اپنے بیٹے کو لیکر رامپور سے نہین نکلی نواب غلام محمد خان اور یہ تمام مغرور پٹھان پہاڑ کے ایک گہاٹے مین جو نہایت دشوار گذار جگہ تھی مقیم ہوئے انکے پناہ کے مقام مین اختلاف ہے۔ انتخاب یادگار مین لال ڈانگ مذکور ہے۔ اور یہ محض غلطی ہے اور جام جہان نما مین انکا فاجور مین پناہ گزین ہونا ذکر کیا ہے۔ عماد السعادت اور قیصر التواریخ و منتخب العلوم مین لکہا ہے کہ نواب غلام محمد خان نے ریہڑ کی طرف پناہ لی تہی۔ دُر منظوم سے بھی کہ وہ نواب غلام محمد خان کا جنگنامہ ہے یہی ثابت ہوتا ہے اوسکی نظم یہ ہے ؎

رہ دامن کوہ را برگرفت ٭ در فتح چون آن مظفر گرفت ٭ نخستین مقامی بہ ریہڑ نمود ٭ کہ یکجا شود لشکر جنگ سود
پس آن شاہ با اتفاق سپاہ ٭ در آن درہ بگرفت جای پناہ ٭ بدانجا کہ دریای آن درہ بود ٭ دم تیغ او برق کین می نمود
گرفتند آرام از مورچل ٭ کہ تا ناید از خصم سہل خلل ٭

اور عباس خان عباس تخلص خلف زیارت خان نے اپنی سوانح مین لکہا ہے کہ مینے لاہور مین یہ خبر سنی تہی کہ نواب غلام محمد خان نے کوہ چلکیا مین پناہ لی تہی۔ عماد السعادت مین نواب غلام محمد خان کے پناہ لینے کے مقام کا نام خجنیا جور لکہا ہے اور یہہ لفظ اس کتاب مین ایک سے زیادہ جگہ وارد ہوا ہے۔ سر رابرٹ ابرکرمبی نے روہیلون کا دو جوڑا تک تعاقب کیا۔ اسکے بعد اپنے مقتولون کی لاشین گاڑنے کے واسطے جنرل مذکور کو ایک روز وہان قیام کرنا پڑا۔ اور زخمی بریلی کو بہیجدیے گئے۔ اب ذکر آصف الدولہ کا

حال سنئے جو تلہر مین مقیم تہا کہ جسوقت میدان جنگ مین لڑائی بگڑ گئی اور آصف الدولہ کے پاس اس بات کی خبر پہونچی تو اونہون نے عبدالرحمن خان قندہاری اور ملاس خان کے رسالون کو کرنیل مارٹین کے ساتھ جسکا خطاب شرف الدولہ تہا اور فوج آصفی کا سپہ سالار تہا روانہ کیا۔ اور اونکے عقب سے نواب آصف الدولہ خود روانہ ہوے اور جہاؤلال کو حکم دیا کہ میدان جنگ سے جو خبرین موصول ہون وہ ہم کو ہر وقت پہنچتی رہین نواب آصف الدولہ ابھی کٹرہ کمال زئی خان مین پہنچے تہے کہ آدہی رات کے وقت خبر ملی کہ نواب غلام محمد خان کو شکست ہوئی فتح کی نوبتین بجنے لگین جہاؤلال کو خلعت مرحمت ہوا۔ انگریزی فوج اپنے مقتولونکی لاشین دفنانے سے فارغ ہوکر میر گنج کو چلی گئی۔ اور شمبھو ناتھ حاکم بریلی نے ملازم نجو خان اور بلند خان کے سر کاٹ کر آصف الدولہ کے پاس لے گئے جو کٹرے سے بریلی کو روانہ ہو چکے تھے لاتے کہیڑے کے پل کے پاس سواری پہنچی تھی کہ شتر سوار نجو خان اور بلند خان کے سر لیکر پہنچا اور وہ سر نواب کو دکہائے گئے اور وہان سے واپس لاکر فتح گنج کے کہیڑے مین دفن کئے گئے۔ آصف الدولہ نے بریلی کے باہر قیام کیا اور جنرل ایرکربی کو کہلا بھیجا کہ آپ ہمارے پہنچنے تک آگے کو نہ بڑہئے۔ جب نواب آصف الدولہ کا گذر میدان جنگ مین ہوا اور پٹہانون کی لاشین پڑی دیکہین تو راجہ جہاؤلال کو حکم دیا کہ جتنے مقتول اس میدان مین پڑے ہین اونکی لاشین دفن کرا دینا چاہئے۔ چنانچہ بہادر علی اس خدمت پر متعین کیا گیا اوس نے کشتون کو جمع کراکے دفن کر دیا[1] اور زخمیون کو جہواکر مرہم پٹی کے لئے جراح مقرر کئے جب وہ تندرست ہو گئے تو ہر ایک کو مکان تک پہنچ جانے کے لئے خرچ دیکر روانہ کیا[2]

انگریزی اور آصفی فوجون کا روہیلون کے تعاقب مین دامن کوہ کیطرف جانا اور نواب غلام محمد خان کا مجبور ہوکر اپنے آپ کو انگریزونکے حوالے کر دینا۔ اور قید ہو جانا۔ آخر کار رہا ہوکر حج کو جانا

---

[1] دیکھو آصف نامہ ۱۲ [2] دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

آصف الدولہ بریلی سے کوچ کرکے بیرگنج مین انگریزی فوجیں آملے یہان سے دونون فوجون سے رامپور کی طرف کوچ کیا۔ جب یہ لشکر رامپور کے قریب پہونچا تو راجہ جہاؤلال نے آصف الدولہ کے تاکید سے شہر کی محافظت کے لیے ایک پلٹن مقرر کردی تاکہ کوئی شخص سپاہ انگریزی یا آصفی مین کا رامپور مین گھسکر کسی کو لوٹنے کھسوٹنے نہ پائے اور حکم سنا دیا گیا کہ کوئی لشکری شہر کے اندر نہ جانے۔ نواب آصف الدولہ کوسی کے کنارے مقام کیا۔ اور یہان دو دن دو رات قیام کرکے تیسرے دن نواب غلام محمد خان کے تعاقب مین کوچ کیا۔ یہ فوجین ریٹھہ تک پہنچین اور میدان ٹیپہ مین ٹھیرین۔ مولوی غلام جیلانی رفعت در منظوم مین کہتے ہین[1]

در انجا دو اسپہ بہ ریٹھہ رسید　　بمیدان ٹیپہ کمین آرسید

مگر روہیلون نے آصف الدولہ کے قریب پہنچنے کی خبر سنکر ٹیپہ کو پہلے ہی لوٹ کھسوٹ کر تباہ کردیا تھا۔ انگریزی فوج نے روہیلون پر بہت کچھ گولہ باری کی مگر وہ ایسے مورچے لیے محفوظ تھے کہ وہان مطلق نقصان کا اثر نہوا[2]۔ جبکہ متفقہ فوجون سے پٹھانونکے مورچے مسخر نہ ہوسکے تو انگریزون نے نواب غلام محمد خان کو تحریر کیا کہ آپ ہمارے پاس چلے آئیے اور صلح کریجیے نواب موصوف نے جواب دیا کہ مجھکو پہلے سے صلح کا خیال تھا آپکی جانب سے لڑائی کی ابتدا ہوئی تو ناچار مجھکو بھی مقابلہ کرنا پڑا۔ اگر آپ عہد و پیمان کریں تو مین آپکے پاس چلا آؤن انگریزون نے اس تحریر کا یہ جواب دیا کہ آپ بے کھٹکے چلے آئین یہان آنے کے بعد سب امور متنازعہ فیصل ہوجائینگے۔ نواب صاحب نے اس امر کے استحکام اور صلح کی پختگی کی غرض سے اپنا ایک سفیر انگریزی کیمپ مین روانہ کیا۔ آصف نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سفارت پر نصر اللہ خان ابن عبد اللہ خان خلف نواب علی محمد خان آئے تھے۔ اور نواب آصف الدولہ کی طرف سے جہاؤ لال گفتگو کے لیے مقرر ہوا۔ نصر اللہ خان نے نواب غلام محمد خان کیطرف سے اطاعت کا ارادہ ظاہر کیا۔ جہاؤ لال نے آصف الدولہ کے پاس جاکر یہ بات بیان کی نواب آصف الدولہ نے امن دینے کا وعدہ کیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ریاست پر نواب غلام محمد خان کو قایم رکھنے کا کوئی صریح وعدہ نہین کیا گیا اسلیے کہ

---

[1] دیکھو جنگنامہ منظوم ۱۲ [2] یہ بیان آصف نامہ اور در منظوم سے شروع ہوتا ہے ۱۲

جنگ نامہ فارسی موسوم بہ در منظوم مین لکھا ہی کہ اس سفیر (نصر اللہ خان) نے نواب غلام محمد خان کے پاس واپس پہنچکر بیان کیا کہ انگریز صلح کرنے اور امن دینے کو تیار ہین۔ مگر یہ نہ کہلا کہ وہ اور زیادہ کیا کرینگے۔ ملک دینے کا اونہون نے کوئی وعدہ نہین کیا۔ جب نواب غلام محمد خان اس مبہم جواب کو پاکر امید برآری سی مایوس ہوئے تو اونہون نے مقابلہ جاری رکھنے کے خیال سے سپاہ کو اشرفیان تقسیم کین اور رسد حاصل کرنے کا یہ انتظام کیا کہ راجہ کہتان کے پاس اپنا ایک ایلچی بھیجکر اوس سے استدعا کی کہ وہ بیوپاریون کو حکم دیدے کہ ہمارے لشکر مین رسد پہنچاتے رہین۔ راجہ نے اوسکی استدعا قبول کی۔ اور روہیلون کے لشکر مین رسد پہنچانے کا حکم جاری کردیا۔ اور بہت سا غلہ پہاڑون کے موہون مین آگیا۔

آصف نامے مین لکھا ہے کہ جب آصف الدولہ نے دیکھا کہ روہیلے قابو مین نہین آتے اور ہماری تدبیر کارگر نہین ہوتی تو ایک روز شب کے وقت انگریزون سے صلاح کرکے یہ تجویز کیا کہ یہان سے فوج کو آگے بڑھانا چاہئے تاکہ پٹھانو نپر رعب پڑے۔ چنانچہ پیچھے سے فوج آگے بڑھائی گئی۔ اور پہاڑ کی تلی تک اونکا تعاقب کیا گیا۔ انگریزی لشکر کے پیچھے نواب آصف الدولہ کی فوج کے آگے ٹھہرے ہوئے اور نواب کی فوج کی پشت پر ظفر جنگ کی سپاہ تھی۔ مگر روہیلون کے لشکر مین اس بات نے کوئی ہراس پیدا نہ کی۔ بلکہ انگریزی لشکر مین ہمیشہ اس بات کا خوف رہتا تھا کہ روہیلے توپون پر کوئی حملہ نہ کربیٹھین یا شب خون مارین اور یہ اندیشہ بہی شدت سے انگریزی سپاہ مین پیدا ہوگیا تھا۔ نواب غلام محمد خان نے اوس مقام دشوار گذار کو ایسا حصار بنایا تھا کہ انگریزی فوج سے سر نہو سکا تو ناچار انگریزون نے فوج روہیلہ کے سردارون کو خط لکھے کہ تم یہان چلے آؤ تمہارے قصور معاف کیے گئے۔ جب نواب غلام محمد خان کو یہ حال معلوم ہوا کہ انگریز میرے لشکر مین تفرقہ پردازی کی فکر کررہے ہین۔ اور اونہون نے میرے افسرونکو خط بھیجے ہین تو نواب نے عہدہ دارون سے وہ خط طلب کیے تو اول سے خیرخواہ تھے اونہون نے تو پیش کردیے۔ مگر منافقون نے نہ دکھائے۔ خط کے آنے سے انکار محض کیا۔ نواب نے یقین خیال کیا کہ دشمن تو صلح پر آمادہ ہے اور بعض ظاہری دوست دغا و فریب کی فکر مین ہین تو یہ مناسب سمجھا کہ حق بہ تقدیر مخالف کے لشکر مین جاکر اوسکے رحم پر اپنی جان کو چھوڑ دینا چاہیے۔ اور انگریزی کیمپ مین چلے جانے کا قصد کیا۔ جام جہان نما مین لکھا ہے کہ نواب غلام محمد خان کے انگریزی کیمپ مین چلے جانے کی دو وجہین تہین

ایک تو پٹھانون کے پاس رسد ختم ہو چکی تھی ۔ دوسرے اپنے افسران لشکر کی خیر خواہی مین فرق دیکھا نواب صاحب نے اول صید خان جرنیل صاحب کے پاس بھیجا تاکہ وہ مراتب صلح کو طے کرلین جرنیل صاحب نے نواب صاحب کی حفاظت جان کی ذمہ داری اور وعدہ کیا مگر ملک دینے کی نسبت کوئی عہد و پیمان نہین کیا ۔ اور قرار پایا کہ اسکاٹ صاحب اور چیری صاحب نواب صاحب کو لانے کے لیے بھیجے جاوین ۔ اور ایک اقرارنامہ جرنیل صاحب کیطرف سے لکھا گیا اور وہ مہرون سے پختہ ہو کر صید خان کو دیا ۔ جو اوسے نواب صاحب کے پاس لیگیا نواب غلام محمد خان نے اپنے عزیز و اقارب کو جمع کر کے کہا کہ میری جگہ نصر اللہ خان کو سمجھنا چاہتے مین انگریزی لشکر مین جاتا ہون ۔ خیر اندیش افسرون نے اونکی اس راے کو ناپسند کیا اور مشورہ دیا کہ آپکے وہان جانے مین اندیشہ ہے ۔ اس عرصے مین اسکاٹ صاحب کے پاس پہنچ گیا اور چیری صاحب بن سے باہر کھڑا رہا نواب صاحب اسکاٹ صاحب کے ساتھ روانگی کو طیار ہوتے تھے عمر خان بڑمو پہنچے اور نواب کے چھوٹے بھائی کریم اللہ خان ساتھ ہوتے سپاہ نے اصرار کے ساتھ روکا مگر نواب نے نہ مانا ۔ اور کہا کہ اس معاملے مین تم سے زیادہ واقفیت رکھتا ہون ۔ میرے والد (نواب فیض اللہ خان) کا معاملہ بھی انگریزون کے توسط سے طے ہوا تہا ۔ اور وہ انگریزون کے لشکر مین چلے گئے تھے اور یہ اب لڑائی کو ختم کرو ورنہ بنا ہوا کام بگڑ جائے گا ۔ اور بغیر کسی قسم کے قرار و مدار[1] کے اسکاٹ صاحب کے ساتھ روانہ ہو گئے ۔ نماء السعادت مین لکھا ہے کہ نواب غلام محمد خان چیری صاحب کی سفارش سے ملک ملنے کی امید پر خود بخود چیری صاحب کے پاس چلے آئے ۔ اور اونکے کمپ مین ٹھہرے ۔ اور اس بات سے غافل تھے کہ ملک کے مالک آصف الدولہ اور گورنر جنرل ہین اور یہ دونون اس بات کو خوب سمجھے ہوئے تھے کہ ایسے شخص کو جسنے بیوجہ اپنے بھائی کو مار ڈالا ہو ملک دینا آئین عدالت کے خلاف ہے ۔ نواب غلام محمد خان کے انگریزی کمپ مین چلے آنے کے بعد نصر اللہ خان بہت سی جمعیت کے ساتھ فعیناچور[1] مقامین جو دامن کوہ مین تہا چھپے رہے اس خیال سے کہ مبادا کوئی دغابازی نواب موصوف کے ساتھ کیجاے تو مین اوہر سے یک بیگ کو مستعد ہو کر زور ڈالون ۔ اور نواب

---

[1] دیکھو سوانح محمد عباس ابن زیارت خان ۱ر ۲۹ نماء السعادت مین یون ہی لکھا ہے ۱۲

آصف الدولہ جیری صاحب کی سفارش سے نواب غلام محمد خان پر ملک بحال کردین آصف نامے مین بیان کیا ہی کہ آصف الدولہ نے انگریزون سے صاف صاف کہدیا کہ مین نواب غلام محمد خان کو ملک نہین دونگا ۔ اور تاریخ مظفری مین ذکر کیا ہی کہ نواب نے جنرل ابرکرمبی کو عندالملاقات چند اشرفیان نذر دکہائین جسنے نذر معاف کی اور نواب کرسی پر بیٹھے معاملات ضروری کے بارے مین چند سوال و جواب ہو کر جنرل صاحب نے نواب کو اوس خیمے مین جانے کے لئے رخصت کیا جو اونکے ٹہیرنے کے لئے تیار تہا جب وہ اوس مین پہونچے تو تلنگونکی تہوڑی سی فوج بہیجکر نظر بند کرلیا ۔ جب نواب نے اپنے باب مین کچہ سوال کیا تو ابرکرمبی صاحب نے یہ جواب دیا کہ آپ کی ذات کو کسی قسم کی نہین پہنچے گی ۔ ہر طرح کی آسائش کا سامان ملیگا ۔ مگر ملک نہین مل سکتا ۔ اب نواب صاحب کے ہاتہ چارہ کچہ نتہا مجبور تھے ۔ مخالف کے قبضے مین آگئے تھے ۔ اونہون نے اپنی فوج مین کہلا بہیجا کہ میرے اہل و عیال اور خزانے کو میرے پاس پہنچا دو اور تم اب مختار ہو چاہے صلح کرو یا جنگ وہان سپاہ کو جو خبر پہنچی تو اوس نے عبدالعلیخان پسر دوم نواب غلام محمد خان کو سردار کرکے مقابلے پر کمر باندھی اور جنگل کی آڑ مین سے انگریزی لشکر پر بندوقین مارنے لگے اور رات کو بھی ستانے لگے ۔ نواب غلام محمد خان نے انگریزون سے کہا کہ جسقدر خزانہ وہان موجود ہے وہ روہیلے تلف کردینگے آپ مجھکو یا عمر خان کو چھوڑدین تا کہ خزانہ بربادی سے بچاکر آپکے لشکر مین لے آئین انگریزون نے غلام محمد خان کو تو نہ چھوڑا ۔ عمر خان کو چھوڑدیا ۔ جبکہ عمر خان نے لشکر روہیلہ مین پہنچکر انگریزون کا یہ پیام دیا کہ سارا خزانہ اور نواب غلام محمد خان کے اہل و عیال کو انگریزی لشکر مین بہیجدو ۔ تو روہیلون نے یہ جواب دیا کہ جب تک ہمارے تن مین جان باقی ہی ایسا نہین کرینگے اور عمر خان کو بھی روک لیا ۔ عمر خان کے ساتھ جو آدمی انگریزی لشکر کے گئے تھے ۔ عمر خان نے اونکو واپس کردیا ۔ اور کہدیا کہ مجھے بھی سپاہ روہیلہ نہین چھوڑتی ۔ انگریز یہ خبر سنکر مشوش ہوے اور رؤساے افاغنہ کو کہلا بہیجا کہ ہمکو تو تمہارے معاملات کی درستی منظور ہے اور ہم سے جنگ کرتے ہو نواب کا خزانہ لیکر یہان چلے آؤ ۔ نصف ملک تمکو دیدیا جائیگا ۔ مگر فوج روہیلہ نے یہ جواب دیا کہ نواب غلام محمد خان کو رہا کرکے ہمارے پاس بہیجدو ۔ اسپر انگریزون نے کہا کہ وہ رہا نہین ہو سکتے ۔ اسلئے کہ نواب محمد علی خان کے بیٹے احمد علی خان مستحق ریاست ہین اونکو مسند نشین کیا جاے گا ۔ البتہ نائب کا تقرر تمہاری

مرضی ہو جس کو منظور کروگے ہم اوسکو مقرر کردینگے ۔ مگر چونکہ غلام محمد خان کے ہوا خواہ تھے اونہون نے اسطرح صلح پسند نہ کی بلکہ انگریزی فوج کو تیر و بندوق سے تنگ کرنے لگے انگریزون کے یہان یہ مشورہ قرار پایا کہ جب تک نواب غلام محمد خان یہان موجود رہینگے روہیلے اپنی ہٹ سے باز نہ آوینگے ۔ اور صلح کیطرف بہی مائل نہونگے اسلئے جمعہ کی شب کو آدہی رات کے وقت ہاتھی پر بٹھاکر بہت سے سوارون کی حراست مین اونکو بنارس کیطرف بہیجدیا جام جہان نما مین لکہا ہے کہ جبکہ انگریزون نے نواب غلام محمد خان کے ساتھ نقض عہد کیا تو اونہون نے استدعا کی کہ میری جگہہ میرے کسی بہائی کو مسند نشین کردیا جاوے ۔ انگریزون نے جواب دیا کہ ہم کو بدون مرضی آصف الدولہ کے اس معاملے مین کوئی اختیار نہین چند مدت کے بعد نواب غلام محمد خان نے بنارس مین اپنے عیال و اطفال و اعزہ و اقربا کو چہوڑکر اور انگریزون سے یہ اقرار کرکے کہ رامپور کو نہ جاونگا حج کا عزم کیا ۔ ۱۶ شوال سنہ ۱۲۰۹ ہجری کو عظیم آباد پٹنہ کی طرف چلے گئے ۔ اور کچھ دنون وہان رہکر کلکتے کی طرف جہاز مین بیٹھنے کے ارادے سے کوچ کیا ۔ اور حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر ماہ رجب سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین کابل پہنچے اور وفادار خان کے ذریعے سے زمان شاہ نبیرہ احمد شاہ کی ملازمت سے مشرف ہوئے ۔ خلعت فاخرہ اور ناصر الملک مخلص الدولہ مستقیم جنگ بہادر خطاب پایا ۔ یہ واقعہ ۲۲ شعبان سنہ ۱۲۱۲ ہجری کا ہے ۔

روہیلون کے ساتھ مصالحت ہوجانا

نواب غلام محمد خان کی روانگی کے بعد انگریزی اور آصفی روہیلون کے دبانے کے لئے اون کے مورچون کی طرف بڑہا اور ادہر سے پٹھان بہی مقابل ہوئے بندوقین مارنے لگے ۔ چونکہ روہیلے ایسے موقع پر پناہ گزین تھے کہ انگریزون کی طرف سے اونکو کوئی نقصان نہین پہنچ سکتا تہا اسلئے اون کا کوئی آدمی کام نہ آیا اور انگریزی فوج کے بہت سے آدمی مقتول و مجروح ہوئے ۔ اگرچہ بڑے بڑے افسران روہیلہ کی یہ مرضی نہ تہی کہ جنگ جاری رکہی جاوے ۔ مگر سپاہ برابر لڑتی رہی کہ اثنائے جنگ مین انگریزون کی طرف سے سفید جہنڈی جنگ بند کردینے کی علامت کے لئے ہلائی گئی ۔ بعد اس کے انگریزون کی طرف سے ایک ایلچی اس مضمون کا خط لیکر روہیلون کے پاس گیا کہ یہ صورت اچہی نہین سب اعزہ و اقارب تمہارے رامپور مین موجود ہین مخالفت کی

صورت مین اونکی واسطے بہت برا ہے اسلئے بہتر یہی ہے کہ لڑائی کو موقوف کرکے نواب کا خزانہ
یہان بہیجدو نواب احمد علی خان کو مسندنشین ریاست کیا جاوےگا اور جس کو تم نایب تجویز کروگے
اُسے نایب و مختار ریاست بنایا جاویگا اس تحریر کو دیکہکر تمام سرداران روہیلہ جمع ہوے
اور مشورہ کیا کہ نواب غلام محمد خان مخالف کے قبضے مین آگئے اونکا رہا ہونا معلوم دو مہینے
سے ہم یہان محصور ہین ہر طرحکی تکلیف اوٹہا رہے ہین اور یہانکی آب و ہوا نہایت خراب ہے
بہت سے روہیلے تپ ولرزہ اور اسہال کی بیماری مین مبتلا ہین قوت اور طاقت کو بیحد
نقصان پہنچ رہا ہے اگر دشمن دباتا ہوا ہمارے مورچون مین گہس آیا تو تمام عزت و ناموس برباد
ہوجاوےگی۔ بہتر یہی کہ انگریزون کے حکم کی تعمیل کیجاوے۔ اور نواب نصراللہ خان کی نیابت
کے لئے استدعا کی جاوے۔ اس مشورے کے بعد روہیلون نے انگریزون کو کہلا بہیجا کہ ہمکو
آپکے حکم کی تعمیل منظور ہے۔ اور ہماری خواہش ہے کہ مختار و نایب ریاست نواب نصراللہ خان
مقرر کئے جاوین آپنے جو زبانی پیام دیا ہے اوس مضمون کو تحریر کرکے اور پختگی اوسکی قسم سے
فرماکے بہیجدیجئے تو ہم سارا خزانہ بہی آپکے پاس بہیجدین اور اطاعت کو حاضر ہوجاوین۔
انگریزون نے روہیلون کی درخواست کے بموجب یہ مضمون لکہہ بہیجا۔ دوسرے دن نواب
نصراللہ خان عہدنامے کی تکمیل کیلئے انگریزون کے پاس چلے آئے۔ نواب آصف الدولہ
نے نواب احمد علی خان اور اونکی والدہ کو بہی رامپور سے لشکر مین طلب کرلیا تہا۔ بیگم نے بہی
یہی خواہش ظاہر کی کہ نصراللہ خان احمد علی خان کے نائب مقرر کئے جاوین۔ چنانچہ موضع ٹیہ
کے گہاٹ مین ۵ جمادی الاولی ۱۲۰۹ ہجری کو عہدنامہ تحریر ہوا۔ اس آصف نامی مین
جو اس واقعہ کا مادہ تاریخ جنگ افاغنہ لکہا ہے جس سے ۱۲۰۸ ہجری نکلتے ہین اس مین ایک
عدد کی کمی ہے۔ اسلئے کہ دوجوڑا کی لڑائی ۱۲۰۹ ہجری مطابق ۱۷۹۴ء مین ہوئی تہی
اس عہدنامے کی رو سے یہ قرار پایا کہ جو کچہ خزانہ خاندان نواب فیض اللہ خان مرحوم کا ہوگا
نوج روہیلہ اوسکو امانتہً کمپنی کے حوالے کردیگی۔ اور جب حوالے ہوجاوے خزانے کے
نواب آصف الدولہ اور انگریزی کمپنی کی فوجین یہان سے روانہ ہونگی۔ اور فوج روہیلہ
منتشر اور متفرق ہوکر جہان چاہے گی چلی جاوےگی۔ اور نواب احمد علی خان کے ۱۸
سال کی عمر کو پہونچنے تک نصراللہ خان بطور منصرم ریاست اور محافظ احمد علی خان کے مقرر
ہوسکےگے۔ نواب احمد علی خان کو جسقدر جاگیر دیگئی تہی مین زیادہ سے زیادہ ۸۲۰ [illegible]سیل

اور عرض مین زیادہ سے زیادہ ۴، ۰۳ میل ہے کل رقبہ اس جاگیر کا دہی کاغذات کی رو سے ۲، ۹۹۵ میل مربع ہے مگر پیمایش کے دفتر کی رو سے جو ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۶ء تک ہوئی ۸۹ مربع میل ہے اور ریاست رامپور کے صدر قانونگو ہری شنکر کو اس بات پر اصرار ہے کہ اس جاگیر کا رقبہ ½۲۹۵ میل مربع ہے۔ اس جاگیر کی آمدنی دس لاکھ روپیہ سالانہ اوسط تخمین قرار دیکر نواب احمد علی خان کے لئے مقرر کی تھی۔ نواب فیض اللہ خان کو نواب شجاع الدولہ نے چودہ لاکھ پچہتر ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر سنہ ۱۱۸۸ ہجری مین عطا کی تھی اونکی حسن انتظام سے اسقدر ملک کی آمدنی بائیس لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ کو پہنچ گئی تھی تو اس حساب سے نواب وزیر نے اصل جاگیر مین سے بارہ لاکھ روپیہ سالانہ کی آمدنی کا ملک کاٹ لیا۔ اور اسکی تحصیل کا مرزا دل عطا بیگ خان عرف مرزا کلن کو جو پہلے اعظم گڑھ کا حاکم تہا فوج شایستہ کے ساتھ مقرر کیا۔ جب یہ عہدنامہ تمہیدی تحریر ہو چکا تو نواب نصر اللہ خان روہیلوں کے لشکر مین گئے اور تین لاکھ اکیس ہزار اشرفیان سکہ جیپور بارہ چھکڑوں مین لدوا کر انگریزی لشکر مین بہجوا دین اور جیری صاحب رزیڈنٹ کے سپرد کر دین جو جناب انگریزی کمپنی کے عہدنامے کی تعمیل کا ضامن تہا۔ تاریخ مظفری مین غلطی سے ایک لاکھ بیس ہزار اشرفیان لکھی ہین۔ نواب آصف الدولہ نے دیوان فیض اللہ خان کے دیوان طوطا رام کو رامپور سے بلوا کر نواب فیض اللہ خان کے خزانے کا سب حساب پوچھا اوس نے جمع خرچ پورا سمجھایا اور دیوان مذکور سے نواب مرحوم کے ملک کی نکاسی کا حساب لیا گیا تو بائیس لاکھ روپیہ سے زائد آمدنی پائی گئی۔ بعد اس کے آصف الدولہ مع لشکر ذاتی و انگریزی دامن کوہ سے کوچ کر کے رامپور کی طرف روانہ ہوئے۔ پھر پٹھانوں کی سپاہ اپنے مورچوں سے نکلی اور نواب نصر اللہ خان روہیلوں کے لشکر کا حضرت نگر مین چھوڑ کر آصف الدولہ کے لشکر مین شریک ہو گئے نواب آصف الدولہ نے رامپور کے قریب پہونچکر اجیت پور مین مقام کیا۔ جام جہان نما مین لکہا ہے کہ دوسرے روز نواب آصف الدولہ سوار ہو کر رامپور کی سیر کو گئے کوچہ و بازار مین پھرتے کئی ہزار روپیہ مساکین کو دیا۔ جب نواب نصر اللہ خان کے ڈیرے کے پاس پہنچے نواب روہیلوں نے ایک ہزار اشرفیان نذر کین۔ اور وزیر اونکے ڈیرے کے اندر داخل ہوئے۔ [illegible] تاریخ مین بیان کیا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب احمد علی خان کو محل مین سے بلوا کر مسند ریاست پر بٹھایا۔ احمد علی خان جب تک زندہ رہے اوس احسان کے

رہون منت رہے اونکی تحریرین نواب سعادت علیخان کے وقت تک باقی رہین۔ بعد اسکے آصف الدولہ اور انگریزی تمام فوج کے ساتھ ۲۵ جمادی الاولے کو بریلی کی طرف روانہ ہو جب وہ لوگ لشکر سرحد رامپور سے نکل گئے تو تمام رعیان رامپور مین آکر اپنے گھرون مین آباد ہوگئے اور خاندان ریاست رامپور اور نواب احمد علیخان اور نصر اللہ خان آصف الدولہ کے ساتھ بریلی کو چلے گئے۔ وہان ۷ جمادی الاخری سنہ ۱۲۰۹ ہجری مطابق ۲۰ دسمبر ۱۷۹۴ء کو تفصیلی عہدنامہ کی تکمیل ہوئی۔ مگر ان عہدنامون مین عہدنامہ تمہیدی کی تنسیخ کی گئی کیونکہ اوسمین تو خزانہ نواب فیض اللہ خان مرحوم کا صرف کمپنی کو سپرد کرنا قرار پایا تھا اور اب یہ شرط لکھی گئی کہ کمپنی یہ سارا خزانہ نواب آصف الدولہ کو بطور تاوانہ بابت جاگیر رامپور کے اور بعوض کل حقوق ضبطی وغیرہ املاک نواب فیض اللہ خان اور نواب محمد علیخان کے دیدیا۔ جب نواب فیض اللہ خان کے بیٹون نے یہ دیکھا کہ نصر اللہ خان نائب ہوگئے تو انگریزون سے کہا کہ ہماری تنخواہ کا تصفیہ کردیا جائے۔ تاکہ نصر اللہ خان پھر قابو نہ کرین اسلئے اونکی تنخواہین بھی عہدنامے مین داخل کردی گئین۔ اور نواب فیض اللہ خان نے جسقدر تنخواہ اپنے بیٹون کی مقرر کی تھی نواب آصف الدولہ نے اوس سے زیادہ اونکے درماہے مقرر کئے۔ ؛

نواب آصف الدولہ کا نواب احمد علیخان اور اونکے امرا کو خلعت عطا کرنا اور جاگیر رامپور کی آمدنی کے مصارف مقرر کردینا۔ اور بعد اسکے آصف الدولہ کا اودھ کو روانہ ہونا

مصنف کہتا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے ۵ جمادی الاخری سنہ ۱۲۰۹ ہجری کو اپنے دربار مین نواب احمد علیخان کو طلب کرکے ایک خلعت عطا کیا جسمین ایک زرین دستار اور ایک ٹوپی اور ایک سرپیچ اور کلغی اور موتیون کی مالا اور سپر اور تیغ تھی۔ اور ایک گھوڑا اور ایک ہاتھی اور پالکی بھی دی۔ جب نواب احمد علیخان خلعت پہن چکے تو ایک خلعت نصر اللہ خان کو دیا پھر ریاست رامپور کے بائیس ارکان دولت کو طلب کرکے اونکو بائیس خلعت عطا کئے۔ اور پھر

فیض اللہ خان کے بیٹون کو بھی خلعت مرحمت کئے۔ نواب آصف الدولہ نے آمدنی ریاست مین خرچ کا سالانہ اسطرح انتظام کیا کہ نواب احمد علی خان کی ذات خاص کے سالانہ مصارف کے لیئے ایک لاکھ روپیہ نصر اللہ خان کے لئے سالانہ ساٹھ ہزار روپیہ حسن علی خان و فتح علی خان و غلام علیخان ابنائے نواب فیض اللہ خان کے لئے سالانہ بہتر ہزار روپیہ اور یعقوب علیخان و قاسم علیخان و کریم اللہ خان ابنائے نواب فیض اللہ خان کے لئے سالانہ ساٹھ ہزار روپیہ اور احمد یار خان ابن محمد یار خان پسر نواب علی محمد خان روہیلہ اور مصطفے خان ابن اللہ یار خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ کے لئے پچیس ہزار روپیہ سالانہ اور محمد اکبر خان خلف حافظ رحمت خان کے لئے چھ ہزار روپیہ سالانہ اور بیگمات کے مصارف کے لئے اڑسٹھ ہزار روپیہ سالانہ ۔ اور نواب غلام محمد خان کے بیٹون کے لئے اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ مجموعی تعداد مصارف کی چار لاکھ روپیہ سالانہ ہوئی ۔ باقی آمدنی سپاہ کے خرچ کے لئے مقرر کی اور اس کے مطابق بند خرچ تیار ہو کر نصر اللہ خان کو دربار مین دیدیا گیا ۔ ۹ جمادی الاخری سنہ ۱۲۰۹ ہجری کو نواب آصف الدولہ مع فوج انگریزی کے اودہ کو چلے گئے اور نواب محمد علی خان اور اونکے اہل خاندان او افسران فوج رامپور کو روانہ ہو گئے ۔ ۱۰ جمادی الاخری کو نواب لکھنؤ مین داخل ہوئے ۔ جسدن نواب کا داخلہ لکھنؤ مین ہوا تمام چوک اور دوکانین دو رویہ کمال حسن و خوبی سے نقش و نگار کے ساتھ آراستہ کی گئی تھین تمامی اور کمخواب کے تھان دوکانون مین بچھائے گئے ۔ اور پری پیکر رنڈیان سر سے پانون تک زیور اور گران بہا پوشاکون سے آراستہ ہو کر چھتون پر کمرون مین جلوہ گر تھین اور تماشائیون کا کوچہ و بازار مین ہجوم تھا نواب نے روپئے اور اشرفیان محتاجون اور ارباب نشاط کو بخشین ۔ ناسخ نے آصف الدولہ کی فتحیابی کی تاریخ اسطرح موزون کی ہے

مژدہ ای تاریخ کہ با اقبال و جاہ ٭ بر عدو نواب آصف فتح یافت ٭
از پئے تاریخ این فتح مبین ٭ ہان بگو۔ نواب آصف فتح یافت

نواب مظفر جنگ والی فرخ آباد اور اوسکے ساتھ سلطنت اودہ کے معاملات۔ نواب کی وفات ہونا اور اوسکا جانشین مقرر کرنیکے لئے آصف الدولہ کا فرخ آباد کو جانا

نواب مظفر جنگ ایک کمزور اور ناتجربہ کار جوان آدمی تھا اوس کے ملک مین سے الماس علیخان عامل اودہ نے عقبہ و سہرہ کو ایک مبر کافی خراج پر لے لیا تھا۔ پرگنہ حافظ مؤ اور سوج ہمیشہ تاراج ہوتے رہے فتحگڈھ کے قریب کے گھاٹ اوترنے کے محصول کو نواب وزیر کے افسرون نے زبردستی لے لیا تھا۔ فرخ آباد ویران ہوگیا وہانپر کوئی مستقل حکومت کئی برسون تک نہین رہی نواب آصف الدولہ اور اونکے نائب اور لکھنؤ اور فرخ آباد کے رزیڈنٹون اور فتحگڈھ کے کمپو کے حاکمون اور نواب مظفر جنگ اور اوس کے بیس نائبون نے باری باری سے دست اندازی کی اس نواب کی بھی سرکار کمپنی مدت سے سرپرستی کرتی تھی اور نواب اودہ کی دست برد سے بچاتی تھی اس نواب کا ملک طول مین ١٥٠ میل اور عرض مین ٥٠ میل تھا۔ اور سارے ملک کی آمدنی ساڑھے دس لاکھ روپئے کی تھی۔ انگلش گورنمنٹ نے مظفر جنگ اور آصف الدولہ کے درمیان ١٧٨٦ء مین یہ عہد و پیمان کرادئے تھے کہ نواب فرخ آباد اوسقدر سپاہ رکھے جو ریاست کے کامون کو کرسکے اور نواب اودہ ایک پلٹن اپنی سپاہ کی فرخ آباد مین ہمیشہ رکھے۔ جو نواب فرخ آباد اور ملک کی حفظ و حراست کرے اور ساڑھے چار لاکھ روپیہ سالانہ مظفر جنگ آصف الدولہ کو دیا کرے۔ اپنے عہد ریاست کے اخیر حصے مین نواب مظفر جنگ نے ساڑھے چار لاکھ روپیہ خراج کی تخفیف لکھنؤ سے حاصل کرنے مین بہت کوشش کی اگرچہ وہ بذات خود ایکمرتبہ وہان گیا لیکن اوسکی کوشش نے کچھہ فائدہ نہین اوٹھایا۔ وہ اوس شخص کے ہاتھ سے بچ گیا جسکو وہ یقین کرتا تھا کہ آصف الدولہ نے روپیہ دیکر اوسکے قتل پر آمادہ کیا تھا۔ ایک شخص بھاگو خان نامی نے اس مشکل مین اوسکی جان بچائی تھی۔ نواب مظفر جنگ نے ٣٨ برس کی عمر مین ایک خفیف علالت کے بعد ٢٤ اکتوبر ١٧٩٦ء کو انتقال کیا۔ زہر دینے کا شبہہ کیا گیا۔ نواب آصف الدولہ اور مسٹر لمشڈن رزیڈنٹ لکھنؤ اس معاملے کی تحقیقات کرنے اور جانشین تجویز کرنے کے لئے فرخ آباد مین گئے۔ جہاؤ لال نے چاہا کہ فرخ آباد مین بھی آتش فتنہ مشتعل ہو نواب وزیر کا مزاج اس راہ پر لایا کہ مظفر جنگ کے بڑے بیٹے رستم علی خان نے اپنے باپ کو زہر دیکر ہلاک کیا ہے مسندنشینی کے لائق نہین مناسب یہ ہے کہ اوس کی جگہ دوسرا بیٹا امداد حسین نصیر جنگ جو عاشق محل کے بطن سے تھا مسندنشین کیا جائے۔ اور خداوند خان نائب بنایا جائے۔ جب افاغنہ نے شمس آباد سے جو شریک دولت فرخ آباد تھے یہ خبر سنی۔ اوہنون نے نواب وزیر کی مداخلت خلاف سمجھکر مفسدہ برپا کیا۔ آخر وہ جماعت جو خداوند خان کی مطیع تھی راجہ جہاؤ لال کی پاسداری کی وجہ

سے عقد مقابلہ ہوئی دوسری طرف سے امراؤ بیگم پہلی زوجہ ہمدوگانی نے اپنے بھائی امین الدولہ کے اپنے بھتیجے دلاور جنگ پسر امین الدولہ کو جو اوس کا متبنیٰ تھا پیش کیا۔ فریقین مقابل نے نواب آصف الدولہ کی توجہ اور مہربانی حاصل کرنے کی کوشش کی آخر کو وہ نزاع بذریعہ مصالحت کے طے پائی جس کے بموجب نواب نصیر جنگ جو اسوقت ۱۳ برس کا تھا بنگرانی امین الدولہ جانشین ہوا اور یہ شرط ہوئی کہ نواب کو پچاس ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملنا چاہئے اور دوسرے معاملات امین الدولہ اختیار تام رکھے اور مظفر جنگ کے بڑے بیٹے پر جرم زہر خورانی ثابت ہوا جو لکھنؤ میں جلاوطن کیا گیا۔

سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت رائے سے نواب کی ناموافقت ہونا جھاؤلال کو سلطنت کے کاموں میں مداخلت کرنے سے انگریزوں کی طرف سے ممانعت ہو جانا۔ چیری صاحب کا عہدہ رزیڈنٹی سے تبادلہ۔ علامہ تفضل حسین خان کا عہدہ سفارت کلکتہ پر مقرر ہونا

ریاست اودھ کا حال روز بروز بدتر ہوتا جاتا تھا۔ گورنمنٹ انگریزی کا زر موعود قرض سے ادا ہوتا تھا۔ اگر کوئی بڑا [illegible] ادا ہوتا تھا تو اوس کے لئے نیا قرض لیا جاتا تھا۔ آمدنی ملک سے بہت ادا ہوتا تھا۔ اس لئے سود پر سود بڑھتا جاتا تھا۔ حیدر بیگ خان کی رحلت کے بعد سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت رائے کلکتہ کو گئے تھے۔ اور جو روپیہ سرکار کمپنی کا نواب وزیر کے ذمے مشتونی رہ گیا تھا اوسکی وجہ سے سود میں تیس لاکھ روپیہ سالانہ دینا قرار پایا تھا۔ اُن روپیوں کا تقاضا اہل شہر اور باہر والوں سے رہتا تھا۔ آخر کار ٹکیت رائے نے نواب آصف الدولہ کے کثرت مصارف کی شکایت لکھ کر گورنر جنرل سے خط نواب وزیر کے نام اس مضمون کا لکھایا کہ اتنا زیادہ روپیہ مصارف

سلہ دیکھو طلسم سنہ ۱۲

بیجا مین رائگان خرچ ہوتا ہے اگر اوس کے عوض خزانے مین جمع ہو تو کسی ضرورت کے وقت کام آوے نواب وزیر اس مضمون سے تاڑ گئے کہ یہ آتش افروزی ٹکیت رائے کی ہے ورنہ انگریز کچھ ہمارے ناصح نہین اسوجہ سے راجہ ٹکیت رائے نواب کی نظرون سے گر گیا۔ اور اوس کے معزول کرنے پر آمادہ ہوئے۔ ٹکیت رائے نے ایک فرد مہاجنان شہر کے قرضے کی تعدادی چھتر لاکھ روپیہ فاضلات کی خزانچی سے لکھوا کر نواب کے ملاحظہ مین گذرانی اور عرض کیا کہ اس کا سود باعث نقصان سرکار ہے۔ چونکہ نواب وزیر کو توجہ کاغذات کی جانب بہت کم تھی دیکھکر نہایت برافروختہ ہوے اور غضب مین آکر راجہ جھاؤ لال کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ جب تک حیدر بیگ زندہ رہا ہم کو حساب و کتاب کی تکلیف نہین دی۔ جبکہ ہم بذات خاص متوجہ اس کام کیطرف ہون تو یہ کارپرداز لوگ جو لاکھون روپیہ اپنے حقوق کا پیٹے مین محض بیکار ہین۔ یہ سنکر پہلے راجہ جھاؤلال خاموش رہا جب دوبارہ نواب وزیر نے ارشاد فرمایا اوسوقت جھاؤلال نے عرض کی کہ راجہ ٹکیت رائے شہر کے مہاجنون سے سازش رکھتا ہے۔ اور بیجاناتھ جو خزانے کا داروغہ ہے وہ ٹکیت رائے کا بھائی ہے۔ اور اوس کو آج اسقدر مقدرت حاصل ہے کہ چاہے تو چاندی کی عمارت تعمیر کرے اور یہ سب دولت حضور کی بدولت ہے۔ نواب آصف الدولہ نے جھاؤلال کو حکم دیا کہ مہاجنون کو اپنی حویلی مین یا راجہ بچھراج کے مکان مین بلا کر بات چیت کرے اور راسے بالکلیہ اپنی محاسبہ کا ہو۔ غرض بہت سی تفتیش و تحقیق کے بعد حسب فیصلہ بالکلام کل گیارہ لاکھ روپیہ مہاجنون کا نکلا۔ باقی سب حساب مصنوعی تھا۔ اس جرم مین بیجاناتھ خزانے کے عہدے سے علیحدہ ہوا۔ اور یہ کام بچھراج کو دیا گیا۔ جب ٹکیت رائے نظرون سے گر گیا تو سرفراز الدولہ کے ذریعے سے مسٹر چیری صاحب رزیڈنٹ سے ملنا چاہا۔ اور سلسلہ جنبانی کی۔ مگر کوئی بات سودمند نہوئی جسوقت راجہ ٹکیت رائے نے کچھ کاغذات درست کرکے پیش کیا تو سرفراز الدولہ اور رزیڈنٹ کی سفارش سے اوسکو دوبارہ دیوانی اور پیشکاری کا خلعت مرحمت ہوا۔ مگر نواب آصف الدولہ کا دل اوس سے اب بھی غبار آلودہ رہا۔ بلکہ سرفراز الدولہ کیطرف سے بھی مزاج مین کدورت آگئی۔ رزیڈنٹ نے نواب کو مشورہ دیا کہ بخشی گری کی خدمت سرفراز الدولہ کے فرزند کے نامزد ہو بہتر ہے اور دیوانی کا تعلق راجہ ٹکیت رائے سے مناسب ہے اور جھاؤلال مصاحبت مین رہے اور باہم کوئی شخص کسی کے عہدے مین دست اندازی نکرے اور بچھراج خزانے کا کام رہے نواب وزیر نے سرفراز الدولہ سے کہا کہ تم ہمارے نائب ہو تم کو جھاؤلال خیرخواہ پر نظر

التفات لازم ہے اور ٹکیت راے بدخواہ کو موقوف کرنا مناسب ہے۔ مگر سرفراز الدولہ کو ٹکیت راے کا عزل منظور تھا نواب وزیر نے کاغذات گذرانیدہ ٹکیت راے کو جعلی قرار دیا۔ اور سرفراز الدولہ کے بیٹے کو کم سنی کے سبب سے یا تکدر خاطر کی وجہ سے بخشی گری نصیب نہوئی یہ خدمت مرزا جعفر کو ملی جھاؤلال کو مرزا جعفر اور راجہ ٹکیت راے کا عزل منظور تھا اس کارروائی کی وجہ سے نواب وزیر اور مسٹر چیری صاحب میں کشش پیدا ہو گئی۔ چیری صاحب سنہ ۱۲[illegible] ہجری سے ریذیڈنسی لکھنؤ پر مقرر تھا نواب نے سر جان شور صاحب گورنر جنرل کو چیری صاحب کے تبادلے کے لئے لکھا اونھوں نے اون کو اودھ سے بنارس کو بدل دیا اور وہاں محکمہ اپیل کا حاکم اعلی کر دیا۔ اور چیری صاحب کی جگہ مسٹر لیڈن جو بنارس میں مقرر تھا ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۱۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۹۶ء کو اودھ کا ریذیڈنٹ مقرر ہو کر آیا[۱] اور گورنر جنرل نے نواب آصف الدولہ کو تحریر کیا کہ ہمنے آپکی خواہش کے مطابق چیری صاحب کو لکھنؤ سے علیحدہ کیا اب مناسب ہے کہ جھاؤلال کو آپ کسی کاروبار مملکت میں مداخلت نہ دیں۔ اوسکو معطل کر دیں۔ مگر نواب وزیر نے جھاؤلال سے تعلق و کرم کم نہ کیا۔ اور جھاؤلال نے بہت کوشش کی اور منشی عبد القادر کی معرفت مسٹر لیڈن ریذیڈنٹ سے موافقت اور صفائی چاہی۔ مگر مسٹر چیری ایسی قباحتیں نکال گیا تھا جو ریذیڈنٹ حال کے مزاج کی اصلاح ہوئی۔ تفضل حسین خان کے نام عہدہ سفارت کلکتہ قرار پایا وہ کلکتہ کی جانب روانہ ہوئے اور راجہ گوبند رام قوم ناگر جو اس سفارت پر مامور رہا تھا موقوف ہوا۔

نواب آصف الدولہ کی دادی کا انتقال

نواب شجاع الدولہ کی والدہ جو برہان الملک سعادت خان کی بیٹی تھیں اونھوں نے فیض آباد میں انتقال کیا یہ بیگم عجیب بھولی بھالی تھیں یہاں تک کہ سکھ چین نام اونکی لونڈی اونکے خزانے کی کلید دار تھی جب سکھ چین کو روپیہ کی ضرورت ہوتی تو بیگم صاحبہ سے عرض کرتی کہ روپیوں کے توڑوں کو دھوپ دینے کا حکم ہو جائے اور اون سے اجازت لیکر تھیلیاں دھوپ میں رکھواتی حسب ضرورت ہوتی روپئے لے لیتی اور شام کے وقت پھر تھیلیاں خزانے میں رکھکر

---

[۱] دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

بیگم سے عرض کرتی کہ آج اسقدر روپیہ دہوپ مین خشک ہوگیا بیگم صاحبہ اس دروغ کو سچ سمجھ کر کبھی مزاحمت نہین فرماتی تھین ۔ بیگم صاحبہ کے تئے ایک لاکھہ روپئے کی آمدنی کی جاگیر محمد شاہ شہنشاہ ہندستان کے ہان سے تھی اور جو جاگیر نواب صفدر جنگ اور شجاع الدولہ نے اونکے تئے مقرر کی تھی وہ جدا تھی ۔ اور اونکے خزانے مین نقد پچاس لاکھہ روپے سے زیادہ جمع تھا اور جواہرات و اسباب طلائی و نقرئی وغیرہ لاکھون سے زیادہ کا اونکے پاس تھا نواب وزیر نے اس مال متاع کے لینے کے تئے ڈیوڑہی کے خواجہ سرا وغیرہ کو جو نواب کی اطاعت سے گریز کرتے تھے زنجیر و طوق پہنا کر کمال تشدد سے ضبطی کی ۔

راجہ جھاؤلال کی سرکار وزیر مین خیرخواہیان اور انگریزونکی طرفسے مخالفانہ خیالات جسکی پاداش مین عظیم آباد کو جلاوطن کیا جانا ۔ زمان شاہ ابدالی کی چڑہائی کے حیلے اور اودہ کی اصلاح کے خیال سے گورنر جنرل کا قلعہ الہ آباد مین سپاہ فراہم کرنا

راجہ جھاؤلال نے منشی غلام قادر خان میر منشی رزیڈنٹ کا تھوڑا سہارا پاکے بردست تسلط سلطنت کے کامون مین دراز کیا اور سرداران سپاہ اور نواب کے عزیز و اقارب اور نواب برہان الملک اور صفدر جنگ کے پسماندون کے بہت سے مصارف کم اور موقوف کرکے ایسی بچت پیدا کی کہ ڈیڑھ کروڑ روپیہ انگریزی مہاجنون کا جو راجہ ٹکیت راے کے وقت سے سلطنت کے ذمے واجب الادا تھا ادا کیا ۔ اور خزانے سے نقد چالیس لاکھہ روپئے لیکر سب انگریزون کا قرضہ بیباق کیا اور جو کچھہ فی الجملہ باقی رہا اوسکو بلا سود چھہ برس پر قسط بند کیا ۔ اور اس کے سوا کچھہ زر نقد بھی خزانے مین جمع کیا اور نواب کے امور خانگی مین بھی خیرخواہیان کین ۔ نواب وزیر اکثر زبان سے فرمایا کرتے تھے کہ مرزا حسن رضا خان اور ٹکیت راے نے ہمارا گھر برباد کیا مگر جھاؤلال نے

پھر سے نو قایم کیا اونکو اپنے وزیر حسن رضا خان اور راجہ ٹکیت رای سے قلبی نفرت تھی اونکو وہ اپنا عذاب جان اور وبال خاطر جانتے تھے جہاؤلال پر مرتے تھے۔ اوسی کو اپنا وزیر بنانا چاہتے تھے۔ اس منظور نظر کی خاطر سے اونہوں نے وزارت کا کام ظاہر میں اپنے ہاتھ میں لیا اور حقیقت میں اوسکو دیدیا جہاؤلال نے جسطرح ریاست کا اندرونی انتظام درست کرد گورنر جنرل اور اونکی کونسل سے موافقت پیدا نہ کرسکا۔ بلکہ جو کچھہ اوسکے ہاتھ سے وقوع میں آیا وہ انکے خلاف تھا۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب راجہ جہاؤلال کو گورنر جنرل اور اونکی کونسل کے ساتھہ صفائی ہونے سے مایوس ہوا تو اوس نے در پردہ نامہ و پیام کابل کے [illegible] مرہٹون سے شروع کیا اور جو لوگ کہ جہاؤلال کا کچھ طرفدار [illegible] سے تھا اوسکی [illegible] ساتھ کیا۔ اور اپنی بیٹی کی شادی بخت بہادر کے فرزند کے ساتھ [illegible] اتحاد مضبوط اور ایک بیٹی محمد [illegible] خان کے ساتھ منعقد کی۔ یہ شخص بڑا [illegible] شاہجہان آبادی تھا اور رامپور سے عمر خان [illegible] کو بلا کر نواب کی سرکار میں نوکر رکھوایا اور منظور تھا کہ فیض اللہ خان کا نواب محمد علی خان والی رامپور کے عہدۂ نیابت سے موقوف کرکے عمر خان کو رامپور کا نائب بنا تاکہ [illegible] رامپور اور نوابان شاہجہان آباد اور مرہٹان کالپی کی [illegible] ضرورت کے وقت کام آسکے اور جبکہ زمان شاہ نبیرۂ احمد شاہ ابدالی کی لاہور کی طرف آنیکی خبر مشہور ہوئی تو راجہ جہاؤلال نے چپکے سے شاہ کی خدمت میں نیازمندی کے عرضی پیام بھیجے [illegible] بموافقت جا اور قلعہ الہ آباد کی مرمت شروع کرائی۔ اور یہ مشہور کیا کہ اگر ابدالی کی فوج اودہ پر چڑھائی کریگی تو قلعہ الہ آباد میں پناہ لی جائے گی اور جہاؤلال نواب وزیر کو صلاح دیتا تھا کہ حضور لکھنؤ سے باہر نکلیں یہ تمام خبریں کونسل کلکتہ تک پہنچیں گورنر جنرل اور اونکی کونسل کو گمان ہوا کہ جہاؤلال نواب وزیر کو آمادہ مخالفت کرتا ہے۔ گورنر جنرل نے اس حیلے سے کہ اگر ابدالی کا لشکر ادہر رخ کریگا تو ہم تدارک کرینگے قلعہ آباد میں انگریزی فوج جمع کرنا شروع کی جبکہ زمان شاہ کو اخبار اور ہوا خواہان دولت کے عرایض سے دریافت ہوا کہ اون کے سوتیلے بھائی محمود نے جسکو وہ ہزیمت دیکر ترکستان کے پہاڑوں کی طرف بھگا آئے تھے۔ ہرات کیطرف سر کھینچا ہے تو شاہ قندہار کی طرف لوٹ گئے۔ گورنر جنرل کا مدعا قلعہ الہ آباد میں فوج جمع کرنے سے یہ تھا کہ لکھنؤ کی حالت کی اصلاح کریں۔ نواب کے ملک میں انگریزی سپاہ بڑہا دی گئی تھی۔ وارن ہیسٹنگز کے وقت میں ایک بریگیڈ سپاہ رہتی تھی۔ لارڈ کارن والس

زمانے مین دو بر گیدڑ رہنے لگے اور نواب کی نالیاقتی[۵۱] اور بد انتظامی کے باعث سے کمی روپئے کی ہوکر پچاس لاکھہ روپئے وصول کئے جانے لگے اب اوس سے بھی زیادہ سپاہ رہنے لگی کیونکہ نواب مین نہ خود لیاقت تہی نہ اونکی سپاہ اس قابل تھی کہ ملک کا انتظام کرسکتی اگر پوچھو تو یہ سود امعت تھا کہ ملک کی حفاظت غیر فرنگی سپاہ سے اوس کی چوتھائی آمدنی مین ہوتی تہی اوس سے زیادہ کیا سود استا ہو سکتا تہا[۵۲] ۲۲۔ اپریل سنہ ۱۷۹۶ء کو کورٹ ڈائرکٹر نے گورنر جنرل کو لکہا کہ بنگال مین جو دو رجمینٹ ہندوستانی سوارونکی ہین انمین دو اور رجمنٹون کا اضافہ ہو اور سرکار کمپنی کا خرچ نہ بڑہے۔ اسلئے نواب آصف الدولہ کو سمجہایا جائے کہ وہ اپنے بکمے سوار موقوف کردین۔ اور اونکی تنخواہ کی بچت سے ان سوارونکی رجمنٹونکی تنخواہ دیا کرین۔ جب نواب سے یہ درخواست کی گئی تو اونہون نے صاف انکار کردیا تہا۔ مارچ سنہ ۱۷۹۷ء مطابق سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین سر جان شور گورنر جنرل نے علامہ تفضل حسین خانکو ساتھہ لیکر کلکتے سے زمان شاہ ابدالی کے تدارک کے حیلے مین کوچ کیا۔ اور بنارس مین آئے۔ اور یہان سے بہی انگریزی فوج اوٹھاکر لکہنو کی طرف روانہ ہوئے نواب وزیر نے استقبال کرکے ملاقات کی دو مطلب گورنر جنرل کے تھے۔ ایک یہ کہ سوارون کا خرچ نواب اپنے ذمے لین۔ جس سے وہ قطعی انکار کرچکے تھے۔ دوسرے انتظام ملکی مین اصلاح کرین گورنر جنرل کا کہنا خالی نہ گیا۔ اس شامت[۵۳] کے مارے نواب نے مان لیا کہ اگر ساڑہے پانچ لاکھہ روپیہ سالانہ سے زیادہ خرچ ہو تو ایک رجمنٹ گورونکے سوارونکی اور ایک ہندوستانی سوارونکی بڑہانی منظور ہے۔ گورنر جنرل اور آصف الدولہ دونون لکہنو سے بھی آگے کو بڑہ گئے تھے۔ جبکہ زمان شاہ کی واپسی کابل کی خبر ملی تو گورنر جنرل ماہ شوال سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین وزیر سے رخصت ہوکر بنارس کیطرف سدہارے[۵۴] چلتے وقت گورنر جنرل نے نواب آصف الدولہ سے درخواست کی کہ جہاؤلال کو جسکی ذات سے مفسدہ پردازی اور فتنہ انگیزی کی اکثر خبرین مسموع ہوتی ہین ہمارے حوالہ کرین۔ نواب سے اسوقت مین کہ عالم مجبوری تھا بجز اسکے کچہہ بن نہ پڑا کہ راجہ جہاؤلال کو حوالے کیا۔ گورنر جنرل نے

---

[۵۱] یہ الفاظ نواب کی شان مین جلد دوم عہدنامجات مین مندرج ہین ۱۲۔ [۵۲] دیکہو تاریخ منشی ذکاء اللہ صاحب۔ ۱۲ [۵۳] یہ لفظ منشی ذکاء اللہ صاحب کا عطیہ ہے۔ ۱۲
[۵۴] دیکہو تاریخ مظفری ۱۲

اوسکو عظیم آباد مین بھیجدیا۔ اور پانچہزار روپیہ ماہوار مقرر کردیا۔ اوسنے وہان عالیشان عمارت بنوائی اور ہمیشہ تعزیہ داری بڑے تکلف سے کرتا تہا۔ سنہ ۱۲۲۳ ہجری مین بستر بیماری پر قضا کی اور انتقال کے وقت اپنے وطن کے گئے بوضع اسلام وصیت کی اوس کے تکلفات اور عیش و عشرت کا یہ حال تھا کہ جبکہ لکھنؤ مین رہتا تھا تو کہانا کہانے کے وقت اوس کے اوس فرش پر جسپر کہانا کہاتا ایک طرف روبرو مسلمان طوائفین بیٹھتین اور ناچتی گاتی تہین اور دوسری جانب ہنود کہانا کہانے مین مشغول ہوتے تھے۔ غرضکہ اوس کا تمام خاندان مطیع الاسلام تہا۔ اوسکی چند بیٹیان بجبن طوائف سے تہین جن مین سے ایک بیٹی نواب اشرف علیخان کے خاندان مین مرزا بہورا ولد مرزا ابراہیم کے ساتھ منسوب ہوئی تہی۔ بجبن طوائف کے بطن سے جسقدر اولاد تھی راجہ جہاؤلال کے انتقال کے بعد اوس کے تمام متروکے پر متصرف ہوئی۔ کیونکہ کوئی بیٹا منکوحہ عورت سے نہ تہا۔ بجبن جہاؤلال کے بعد چند مدت راے بالکرام سے متفق رہی اسوجہ سے اوسکا درماہہ جاری رہا۔ تہوڑے دنون کے بعد ان دونون مین نزاع خفیف پیدا ہوگئی۔ اس عرصے مین بجبن نے انتقال کیا۔ اور راے بالکرام نے بھی راجہ جہاؤلال کے بعد ترک لباس کیا۔ جہاؤلال کے بعض پسماندون نے انگریزی سردارون سے توسل پیدا کرکے اپنے اندوختے سے اوقات معمولی مقرر رکھکر اعزاز و امتیاز کے ساتھ بسر کی۔ بریلی مین راے بالکرام کے جسقدر گانون تھے وہ اوس کے بیٹے رتن سنگھ کے نام سرکار انگریزی کیطرفسے بحال رہے۔

سلطنت لکھنؤ کی نیابت پر تفضل حسین خان علامہ کا مامور ہونا

عظیم آباد کیطرف جہاؤلال کی روانگی کے بعد گورنر جنرل نے آصف الدولہ سے کہا کہ نیابت کا کام بدستور مرزا حسن رضا خان سے لیا جاے۔ اور پیشکاری اور دیوانی کا کام راجہ ٹکیت راے کے سپرد کیا جائے۔ نواب وزیر کا مزاج جہاؤلال کے جانے کی وجہ سے نہایت افسردہ ہو رہا تہا اونہون نے یہ جواب دیا کہ اگر انہین دونون شخصون کو نیابت اور دیوانی دینی منظور ہے تو مین عتبات عالیات کیطرف روانہ ہوتا ہون مشرب بھی دوسرا پیدا کرنا چاہیے یعنی تبدیل لباس کرونگا۔ یہ جواب سنکر گورنر جنرل نے تامل کیا کچھ دنون اہل شہر کو الماس علی خان خواجہ سرا کیطرف نیابت کا گمان رہا۔ مگر گورنر جنرل کو اوسکی نیابت منظور نہ تھی۔ آخرکار گورنر جنرل کو

سفارش و مشورے سے نواب وزیر نے تفضل حسین خان کو جنکی ذہانت اور لیاقت پر گونر جنرل کو بڑا اعتبار رہتا سلطنت کے کام کے لئے مقرر کیا۔ اور وہ خلعت سے مخلع ہوئے۔ تفضل حسین خان نے اکرام اللہ خانکی معرفت سرفراز الدولہ کے پاس یہ پیام بھیجا کہ مینے بہت سا خون جگر کھایا تھا کہ کاروبار سلطنت کا حل و عقد بدستور آپسے متعلق رہے لیکن اوسکے خلاف ظہور مین آیا۔ امید ہی کہ آپ اس بات کا ملال نفرماینگے سرفراز الدولہ نے یہ خبر سنکر اظہار مسرت کیا اور حضرت عباس کی حاضری منگاکر تقسیم کی اور خان موصوف سے کہلا بھیجا کہ اس بات سے ہم بہت خوش ہوئے۔ تفضل حسین خان کا سلسلہ نسب یون ہی کہ سیف اللہ خان اور اکرام اللہ خان دو حقیقی بھائی لاہور مین رہتے تھے۔ سیف اللہ خان کے پانچ بیٹے تھے (۱) رحمت اللہ خان کہ عدالت بنارس کچھ دنون اس سی متعلق رہی (۲) انعام اللہ خان یہ شخص لکھنؤ مین رہتا تھا (۳) احسان اللہ خان (۴) افضل اللہ خان (۵) اکرام اللہ خان۔ ان پانچ بیٹیون کے سوا دو بیٹیان بھی تھین جن مین سے ایک بیٹی محمد حسین خان کے بیٹے کے ساتھ منسوب ہوئی۔ اور دوسری بیٹی سلام اللہ خان پسر میر محمد کے ساتھ منعقد تھی اور سیف اللہ خان کا بھائی اکرام اللہ خان مدت تک نواب معین الملک عرف میر منو صوبہ دار لاہور پسر قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کی طرف سے وکالت پر مقرر رہا اور تین لاکھ روپیہ سالانہ پایا کیا۔ تفضل حسین خان اسی اکرام اللہ خان کے بیٹے ہین قصبہ سیالکوٹ مین پیدا ہوئے تھے دہلی مین داخل ہو کر مولوی نظام الدین کے حلقۂ درس مین داخل ہو اور علم ریاضی حبیب اللہ مہندس سے سیکھا۔ ملا نظام الدین کے بعد لکھنؤ چلے آئے۔ اور فرنگی محل مین ملا حسن سے استفادہ کیا۔ سبق کے وقت حاکمانہ اعتراض کرتے ملا حسن تنگ ہوکر کتاب کو زمین پر دے مارتے تھے آخر کار انکو حلقۂ درس مین آنے کی ممانعت کی بعد ابو الفضل اور سعد اللہ خان شاہجہانی کے علامہ کا خطاب اگر ہوا تو تفضل حسین خان کے لئے تسلیم ہوا ہے۔ انہون نے انگریزی اور لاطینی زبان بھی سیکھی تھی۔ نیوٹن صاحب کے فرنشل و عبرو کا ترجمہ فارسی مین کیا تھا۔ غرضکہ تفضل حسین خان رفتہ رفتہ یعقوب علی خان خواجہ سرا کی وساطت سے شجاع الدولہ کے حضور تک پہنچ گئے۔ اور بعد الحال نواب سعادت علیخان کی اتالیقی پر مقرر ہو گئے۔ جسوقت مین العطہ الہ آباد مین تھے تو خان مذکور مصروف مطالعہ رہتے تھے۔ اور مولوی سید دلدار علی جو اثنا عشریون کے مجتہد تھے اونکی کفالت کرتے تھے اور مولویان صاحب سے مباحثہ رہتا تھا۔ تفضل حسین خان کے اباء اجداد حنفی مذہب رکھتے تھے مگر انہون نے اپنی ذات سے اثنا عشری مذہب اختیار [illegible]

سعادت علیخان نے نجف خان کے لشکر سے لکھنؤ آنے کا ارادہ کیا تھا تو نواب آصف الدولہ نے وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل کو لکھا تھا کہ اگر سعادت علی خان لکھنؤ میں آتے ہیں تو آئیں مگر تفضل حسین خان اونکے ساتھ نہ آئیں اسلیے تفضل حسین خان کا لکھنؤ میں آنا موقوف رہا۔ بالا بالا کلکتہ کو چلے گئے۔ سنہ ۱۷۷۹ء میں گوہد کے رانا نے جسکا ملک کوہستانی بہت وسیع جمنا کے کنارے پر اودہ اور سیندھیا کے ملکوں کے درمیان میں آگرے سے ساٹھ میل پر جنوب و مشرق میں واقع تھا انگریزوں سے ارتباط پیدا کرنا چاہا۔ جسکو سیندھیا بہت دق کرتا تھا۔ گورنر جنرل نے اوس سے ان شرائط پر عہد و پیمان کیے کہ رانا جو اکثر مرہٹوں کی دست درازی سے تنگ رہتا ہے اوسکو مرہٹوں کے ہاتھ سے خلاصی دلانے میں انگریز امداد کرینگے۔ اور وہ انگریزوں کی امداد اپنے لشکر سے اوس حالت میں کریگا کہ مرہٹے متصل کی ریاستوں پر ترکتاز کریں۔ جبکہ مرہٹوں نے رانا کے ملک پر حملہ کرنا شروع کیا تو کپتان پوپھم کی افسری میں ایک دستہ سپاہ سنہ ۱۷۸۰ء میں رانا کی مدد کو بھیجا گیا۔ جسنے گوہد کے ملک سے مرہٹوں کو نکال کر بھگا دیا۔ اور مشہور قلعہ گوالیر کا بھی ۴ اگست سنہ ۱۷۸۰ء مطابق ۳ شعبان سنہ ۱۱۹۴ ہجری کو فتح کرکے رانا کو دیدیا۔ تفضل حسین خان نے اوسوقت میں کپتان افسر کے ساتھ جاکر رانا سے گوہد کی کارروائی میں مدد کی تھی۔ اور انگریزوں میں اون کا رسوخ پیدا ہوگیا تھا۔ ایک مرتبہ پامر صاحب کے ساتھ لکھنؤ میں آئے۔ اور اونکے ساتھ رامپور میں گئے سنہ ۱۷۸۳ء میں پندرہ لاکھ روپئے نواب فیض اللہ خان سے آصف الدولہ کو دلانے کی عوض میں نواب فیض اللہ خان کو فرض مددی سپاہ سے بری کرایا۔ بعد اس کے تفضل حسین خان پھر کلکتے کو چلے گئے۔ اور جب وارن ہیسٹنگز سنہ ۱۷۸۴ء میں کلکتے سے لکھنؤ میں آئے تو تفضل حسین خان کو اپنے ہمراہ لاکر نواب آصف الدولہ کی ملازمت کرائی اور بہت کچھ سفارش کی آخر کار نواب نے تفضل حسین خان کو راجہ نوبت رام کے عوض میں اپنی ریاست کی طرف سے گورنر جنرل کے پاس سفیر مقرر کر دیا اور اب سلطنت کا عقد و حل نصیب ہوا وہ اپنے علم اور حسن تدبیر سے اور معتمد سرکار انگریزی کے اور رکن سلطنت کے تھے تفضل حسین خان نے انتظام شروع کیا۔ سلسلہ انتظام جدید میں مرزا جعفر کو بخشی گری کا عہدہ دیا۔ اور خلعت دلایا۔ اور حیدر بیگ خان کے بعض رفقا کو دیوانخانہ اور کوتوالی کی خدمت پر مامور کیا۔ اور نصیر الدولہ سید معز خان کو [illegible] کا عہدہ دار کیا۔ مگر اونہوں نے اس زمانے میں تبدیل لباس کیا۔ اور دنیاداری کے متعلقات کو ترک کر دیا تھا۔ اور سن بھی زیادہ تھا اسوجہ سے نوکری اور علاقہ کچھ قبول نہ کیا۔ تفضل حسین خان نے مرزا [illegible] خان کو جو سرکار وزیر کا ایک عامل تھا

اپنا مشیر بنایا۔ مگر جبکہ خان مذکور ریاست کے تمام مہم سے الگ ہوتے تھے تو اکثر کہتے تھے کہ مجھکو مطالعہ کتب اور مشغلہ درس و تدریس اس نیابت سے بہتر تھا۔

نواب آصف الدولہ کی وفات

ابھی اس تغیر کو پورا ایک سال نہ گذرا تھا کہ اوایل صفر ۱۲۱۲ ہجری سے نواب کا مزاج جادہ اعتدال سے منحرف ہونا شروع ہوا ابتدا مین نواب شراب پیا کرتے تھے پھر اوسکی استعمال سے توبہ کرکے بھنگ سے مشغول رہا۔ اس کو چھوڑ کر افیون پر ٹھہرے اور پہلے حقے سے طبیعت کشیدہ تھی۔ مگر اب بساط تھا۔ مرض نے ہاتھ پاؤن نکالے دوا اور غذا مین بے اعتدالیان واقع ہوئین اطبای حاذق جیسے شفائی خان اور حکیم صادق خان وغیرہ کہ ہر ایک صاحب تصانیف تھا معالج تھے۔ مگر نواب وزیر کہا کرتے تھے کہ اب مین زندگی کا خواستگار نہین بلکہ عوام مین مشہور تھا کہ جھاؤ لال کے جلنے سے نواب وزیر کو اپنی عمر عزیز جان وبال ہی بلکہ دوا سے اجتناب تھا۔ آخر آخر مین استسقا پیدا ہوگیا۔ برف کا پانی کثرت سے پیتے رہے مرض نے طول کھینچا دوا کا استعمال بھی ترک ہوا اور علاج بھی موقوف کیا ۲۳ برس اور کچھ مہینے ریاست کی تھی کہ جمعرات کے دن ۲۸[1] ربیع الاول ۱۲۱۲ ہجری کو اس ششدر جہت سے کوچ کیا۔ ۲۵ ماہ ذیقعد ۱۱۸۸ ہجری کو مقام فیض آباد مین مسند حکومت پر بیٹھے تھے اوہون نے اپنا دار الحکومت لکھنؤ مقرر کیا تاریخ مظفری کی روایت کی موجب اونچاس برس کی عمر پائی اور وزیر نامے سے ثابت ہے کہ وہ پچاس سال بھی زیادہ عمر پاکر فوت ہوتے۔ کیونکہ اواخر ۱۱۶۱ ہجری مین پیدا ہوئے تھے۔

آغا محمد ندیم روضہ خان مصنف بحر البکا نے کہ روضہ خوانی و مرثیہ گوئی اور خوش بیانی مین کمال رکہتا تھا نواب وزیر کے مدفن کی تاریخ اس طرح نکالی ہی۔ رہیتا روح و ریحان و جنات نعیم۔ نواب وزیر عتبات عالیات کی زوارون کی نہایت خبرگیری کرتے تھے سیکڑون کوٹھے خاک کربلا اور تبرکات کربلا و نجف اشرف سے معمور تھے۔ باوجود اس حشمت اور عظمت کے انتقال کے وقت جملہ کوٹھون پر دفعتہً مہر و قفل لگ گئی۔ اس لئے مرزا حسن رضا خان کے یہان سے خاک کربلا اور اونکا خاص کفن منگا کر دیا گیا اور وہ نواب کے نصیب ہوا۔ اور نواب اپنے امام باڑے مین دفن ہوتے۔ نواب کی [illegible]

---

[1] دیکھو مفتاح التواریخ اور تاریخ مظفری مین سلخ ربیع الاول لکھی ہی اور سلخ اوس دن کو کہتے ہین جسکی شام کو ہلال نمودار ہو۔ شاہ محمد اجمل کی نظم سے معلوم ہوتا ہی کہ اوس دن ۲۹ ربیع الاول تھی۔

اسوقت تک نو ہزار ہاتھی موجود تھے اسکے عہد مین برف اور پھول اور گلاب باوجود کثرت کے لوگون کو بہت کم میسر ہوتے تھے ۔ یہ جملہ چیزین سرکاری کارخانے مین جاتی ہتین ٭

تاریخ وفات از آغا محمد ندیم

گلشن عشرت بتاراج خزان رفت ای ندیم
شامہ استشمام حسرتی نماید در شمیم
آصفی کین بخت عہد را یکی شہوار بود
آن در شہوار رفت از دست وعالم شد یتیم
لکھنو بی آصفست و آسمان بی آفتاب
شہر یونان بی مسیح و طور سینا بی کلیم
داد آصف عشرتی در صحن آصف باغ خلد
انبیا ہمدم سلیمان ہمنشین آصف ندیم
نقش جنبان فلان بر تربت آصف نوشت
ہہنا روح و ریحان و جنات نعیم

قطعہ دیگر

الہی آصف الدولہ بہادر
بحق نائب تو باد مغفور
نوشتم سال تاریخ وفاتش
بود با حیدر کرار محشور

ایضاً

وزیر جہان آصف الدولہ رفت
بجنت چو زین خاکدان خراب
بسلب ناسے دیگر ایام او
بدل گشتہ در دیدہ شیخ و شاب
در سیلاب اشک صغار و کبار
بنای امید جہان شد بر آب
وزیدا چنان بلای عالم نمود
جہان آتش ماتم او کباب
ندانم جرا از سیر روزگار
پدید آمدہ گشت آن حباب
پی کنان تاریخ او چون عجب
گفتا دم و ماند لب بی حساب
خرد زآسمانم رسید این صدا
بزیر زمین حیف شد آفتاب

دیگر

گرو رحلت چو آصف الدولہ
شبا سعد جہان بجا تحسین
[illegible] گفت سال تاریخش
[illegible] بزیر پای حسین

دیگر

ای آفتاب جود بزیر زمین شدی
در ملک غیب والی تاج و نگین شدی
بی تو جهانیان بعذاب قیامت اند
فکر جهان نکردی به خلد برین شدی

دیگر به تعمیه

از وفاتش بی سر و پا گشته اند
نظم و نسق و هیئت و همت کرم

دیگر

آصف الدوله به فردوس برین منزل کرد

از شاه محمد اجمل اله آبادی

وزیر اعظم دستور افخم
گرامی گوهری از ولد آدم
ابا عن جد امیر ابن الامیری
ابا عن جد وزیر ابن الوزیری
سلیمان حشمت و آصف شکوهی
فریدون صولت و در حلم کوهی
جناب آصف الدوله که در جود
نظیر او بعالم کمتر که بود
کسی از فتنه جستی گر پناهی
بدیدی کشورش آرام گاهی
هزاران مردم از اقصای عالم
هزاران یافتند از وی دراهم
نیاز آتشش بحضرت کربلا رفت
به یتیمان پاره پاره بر ملا رفت
بمشهد نهری آورد آن یگانه
که باشد یادگارش در زمانه
غلام همتا د حاتم طائی
بود از بندگانش معن بن زائی
سراپا مظهر جود و سخاوت
ز نوشیروان فزون تر در عدالت
چو خور روشی زمین تا بند میداشت
جهان را بخشش او زنده میداشت
اگرچه خانخانان کان سیم بود
امیر عالی من هم نه کم بود
درین ایام بودی خانخانان
ازو می خواستی انعام احسان
بجنت رفت آن میر جوان بخت
و دنیا بست ازین دار الفنا رخت

دریغا آن سپهر جود و حشمت
بملک جاودانی کرد رحلت
ازین فلک فنا دل سیر گردید
بملک لایزالی کنج بگزید
دریغا این امیر پاک طینت
که ناید کس نظیرش در بصیرت
به تنگ آمد ز بس زین دار فانی
نموده بند و بست جاودانی
بروز پنجشنبه آه صد آه
وداع این جهان بنمود ناگاه
ربیع الاول بست و نهم بود
که رحلت آن سپهر جود بنمود
مرا اشتعار این غم چون رسانند
شنید همچو ماتم چون رسانند
چه گویم آنچه شد حال دل من
چه گویم آنچه گشت غم حاصل من
در آن حالت بجز هر گز نشاندم
بچرخ هفتمین ناله رساندم
بغیر ناله و آه و فغان هیچ
نبوده با من سر ناتوان هیچ
بدل حسرت بچشم اشک و بلب آه
ز وقت شام تا وقت سحرگاه
هزاران آه می کردم در آن شب
دهانم بود از آهم لبالب
از آنجمله شمردم چون نه صد آه
فزودم هم بر آن دو آه جانکاه
شمار این دو صد آه دو آهم
بود بر سال رحلتش گواهم
دگر تاریخ فوت او بناگاه
غم آصف بگفتم با سر آه
دگر تاریخ گفته جان بر فت
سلیمانی نمانده آصفی رفت
بطور تعمیه تاریخ دیگر
بگو بخشش تمام وجود بے سر

خدایا جای او خلد برین باد
طفیل احمد و اولاد امجاد

دیگر

آصف الدوله وزیر اعظم ذیشان
گرد رحلت گشت حال اهل عالم بس تباه
سال تاریخ وفات آن امیر والا کرم
گفت هاتف عمده ماتم عمده ماتم آه آه

بزبان هندی

ایک سہس آٹھ سے چون سنبت کا ہر مان
بارہ سی بارہ سنہ ہجری جا سکل جہان
۱۸ ۱۲ ۱۲
کوار ماس بنا یو اسدی جمعرات مہان
اٹھائیسین ربیع الاول آصف تجے پران

نواب آصف الدولہ کی ازواج و اولاد

نواب آصف الدولہ شمس النسا بیگم مخاطب بہ نواب بہو بیگم بنت نواب انتظام الدولہ خانخانان ابن نواب قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کے ساتھ بیاہی گئی تھی بہو بیگم قلعہ مچھی بھون میں رہتی تھیں لاولد تھیں کبھی نواب سے موافقت نہی تھی نواب گنج کے قریب پرتاب گنج جسکی آمدنی ساٹھ ہزار روپیہ سال کی تھی انکی جاگیر میں تھا اور نواب آصف الدولہ کی سرکار سے ساٹھ روپیے روز کا خاصہ (امراکا کہانا) مقرر تہا۔ نواب سعادت علی خان نے اپنے عہد میں کچھ آمدنی بازار اور گومتی کے پل کی ضبط کی تو خفا ہوکر اپنی جاگیر کو چلی گئیں کرنیل بیلی صاحب رزیڈنٹ لکھنو فہمایش کو گئے نمانا خیال تھا کہ نواب سعادت علیخان خود منانے کو آئینگے مگر یہ خیال خام تھا۔ ایک مہینے کے بعد جاگیر سے الہ آباد کو چلی گئیں۔ وہین کئی مہینے کے بعد انتقال کیا غازی الدین حیدر کے عہد میں اونکی لاش لکھنو میں آئی۔ ایک ضریح چاندی کی اونکی قبر پر بھی موافق ضریح قبر نواب آصف الدولہ کے رکھوادی تھی مرزائی صاحب وغیرہ مرحومہ کے متعلقین تھے سرکار سے اون کے سب متعلقین کو پنشن ملتی رہی جو نسلاً بعد نسل ہے۔ نواب ناظر تحسین علیخان کہتا تہا کہ فقط[۵] دو بیٹے میرزایان علی خان وغیرہ نطفہ نواب آصف الدولہ کسی محل سے ہوئے تھے وہ سن طفلی میں مر گئے۔ باقی اور بیٹے و بیٹیاں نواب کی اولاد لطفی تھے نہ نطفی۔ مرزا رفیع سودا نے نواب موصوف کے اون دونوں فرزندوں کی ولادت کی تاریخیں اسطرح موزون کی ہین

تاریخ فرزند آصف الدولہ

شدم در فکر تاریخ تولد برائے آن گل باغ نجابت
کہ ہاتف گفت ناگہ از سر ہوش گرامی گوہر درج سیادت
۸۹ ہجری ۱۱

دیگر

تہا اسی فکر و سوچ میں کہ مجھے ہوا حق کی طرف سے یہ الہام
تاج اقبال سر پہ ہے اوسکے کہہ کہ ہے فخر مادر ایام
۹۳ ہجری ۱۱

---

[۵] دیکھو تاریخ منشی ذکاء اللہ ۔

مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ کو عورتون سے مطلق شوق نتہا۔ بلکہ اونمین رجولیت ہی نہ تھی لیکن اونکی محلسرا مین پانسو کے قریب خوبصورت عورتین جمع تھین اونمین سے کئی ایسی بھی تھین کہ اونکو نواب نے حمل کی حالت مین اپنی محل سرا مین داخل کیا تھا۔ جب کوئی بچہ ان حاملہ عورتون سے پیدا ہوتا تو نواب خوشی کرتے اور اپنے فرزند کے طور پر پرورش فرماتے چنانچہ ایسے ساٹھ بچے اونکے پاس جمع ہو گئے تھے جن مین ۳۲ لڑکے اور ۲۸ لڑکیان تھین سب سے بڑا وزیر علی خان تھا۔

نواب آصف الدولہ کی شاعری

نواب آصف الدولہ اردو مین شعر بھی کہتے تھے۔ سید محمد میر متخلص بہ سوز کے شاگرد تھے۔ نواب کی غزلون مین بالکل استاد کا انداز ہے جنکی انشاپردازی کا حسن تکلف اور صنائع مصنوعی سے بالکل پاک ہے اس خوشنمائی کی ایسی مثال ہے جیسے ایک گلاب کا پھول ہری بھری ٹہنی پر کورا سادہا ہے اور سرسبز پتونمین اپنا اصلی جوبن دکھا رہا ہے جن اہل نظر کو خدا نے نظرباز آنکھین دی ہین وہ جانتے ہین کہ ایک حسن خداداد کے سامنے ہزارون بناوٹ کے بناو سنگار قربان ہوا کرتے ہین۔ وہ جیسے سیدھے سادھے مضمون باندھتے تھے ویسے ہی آسان آسان طرحین بھی لیتے تھے۔ انکے شعر کا قوام فقط محاورے کی چاشنی پر ہے۔ اضافت تشبیہ استعارہ۔ فارسی ترکیبین انکے کلام مین بہت کم ہین جنکے لیے استعداد علمی کے ساتھ طبیعت مین زور اور فکر مین قوت غور ضروری ہے۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ آصف الدولہ فارسی زبان مین بھی شعر کہتے تھے۔ اور علم سیر و تاریخ مین اچھی مہارت رکھتے تھے اونکے اردو اشعار یہ ہین

ص

یون ٹکڑ دل مین گرچہ تجھے سو لگی رہے　　آصف یہ شرط ہے کہ اودہر لو لگی رہے
ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے　　پر تجھکو چاہیے کہ تگ و دو لگی رہے

وزیر علی خان کی مسند نشینی و معزولی

نواب آصف الدولہ کے نطفے سے کوئی فرزند نہ تھا ہمیشہ آرزو مند رہی کہ کوئی وارث ریاست پیدا ہو۔ لیکن نخل آرزو بارور نہوا عالم مایوسی مین ایک غریب سید کے لڑکے کو نواب نے اپنی فرزندی مین جگہ دی۔ اور وزیر علی نام رکھا۔ اسی طرح اور بھی لڑکے رضا علی احمد شجاع علی اور

دیانت علی وغیرہ تھے مگر اونمین سے سوائے وزیر علی خان کے کسی نے نام اور نمود پائی وزیر علیخان نہایت ذہین خوبصورت ملیح خوشنما تہا۔ علم وہنر اور انشا کی تعلیم بخوبی پائی تھی خوشنویسی مین مرزا محمد علی عجاز رقم کا شاگرد تھا۔ اور فنون سپاہگری رستم خان بھکیت سے سیکھے تھے استادی شمشیر افگنی تیر اندازی اور چوگان بازی مین اوسکو خوب مشق تھی نواب آصف الدولہ کو اوس سے کمال الفت تھی نواب کی وصیت کے موافق صاحب رزیڈنٹ اور جملہ ارباب سلطنت نے ملکہ مکان باولی مین وزیر علی کو مسند ریاست پر جلوہ آرا کیا۔ خلعت بخشی گری مرزا جعفر کو ملا۔

وزیر علی خان کی مسند نشینی مین علامہ تفضل حسین خان کی مختاری داخل تھی[1] آصف الدولہ کے بھائیون مین سے بڑے سعادت علی خان تھے۔ اس اندیشے سے کہ کوئی سازش نہ کرین وہ بنارس مین رہنے کے لئے مجبور کئے گئے تہے اونہون نے وزیر علی خان کی جانشینی پر اعتراض کیا کہ آصف الدولہ کا کوئی بیٹا نہین ہے۔ اور جو بیٹے اونکے مشہور ہین وہ اونکے نطفے سے نہین اسلئے میرا استحقاق جانشینی کا ہے اور اس جھگڑے کے انفصال کے لئے گورنر جنرل ثالث بالخیر ٹھیرے آصف الدولہ وزیر علی کو اپنا بیٹا اور وارث سلطنت کا اپنے بعد کہتے تھے اور یہ کہنا اونکا شرع اسلام کے موافق اوس کے استحقاق سلطنت کو مستحکم کرتا تھا آصف الدولہ کی بی بی اور ماں کی مرضی تھی کہ وہ تخت نشین ہو بازاری دار السلطنت کے آدمی اوس کے نواب ہونے سے خوش تھے۔ غرض وزیر علی مسند آرای ریاست ہوا۔ اور انگریزون نے در پردہ کی وجوہات پر خیال کر کے اوسکی جانشینی کو تسلیم کر لیا اور وہ افواہین جو اوس کے نطفہ ناتحقیق ہونے کی نسبت مشہور تہین اونپر خیال نہین کیا۔ وزیر علی خان ملک داری کے کوچے سے نابلد تہا ناشایستہ حرکتین اس کثرت سے وقوع مین آئین کہ جو صورتین سالہاے دراز مین پیدا ہوتی تہین وہ چند روز کے عرصے مین بہم ہوئین نئے مصاحب پیدا کئے سترہ برس کی عمر تھی اور عالم شباب جوش پر تھا اور لکھنؤ حسن خیز پری زادون سے رشک قاف ہو رہا تہا وزیر علی خان نے عیاشی شروع کی اور شراب و بہنگ نے رنگ جمایا۔ مرزا وارث علی خان جو لکھو خان کوتوال کا معشوق تہا ارباب نشاط کا داروغہ مقرر ہوا۔ اور میر عشرت علی جو رستم خان بھکیت کے شاگردون مین سے تہا مشیر و ہمدم بنا۔ الغرض اسیطرح اکثر کلاوت اور قوالون کو مراتب بخشے۔ امرا میران قدیم اور

---

[1] دیکھو آب حیات ۱۲

انکا ان لایق سی منہ چھپایا ۔ اور اون ہمواروں کے حق مین کلمات نالایم کہنے لگا ۔ نواب آصف الدولہ نے چند طوایفین اپنے نفس کے واسطے جمع کین تھین اون پر نگاہ رغبت ڈالنا شروع کی تحسین علی خان خواجہ جو نواب آصف الدولہ کے عہد مین توشے خانے کا داروغہ تھا اور نواب کی وفات کے بعد لباس بدلکر دنیا سے ہاتھ اوٹھا کر نواب کی قبر پر بیٹھ گیا تھا اوس کو وزیر علی خان نے ابتداے ریاست مین بلا کر خلعت سے سرفراز کیا اور محل کا ناظر بنا دیا اور اوس سے بہت سا جواہرات اور اسباب لیکر بیجا مصرف مین اوڑا دیا محتشم خانی مین لکھا ہے کہ آصف الدولہ کی صاحبات محل مین ایک حسین عورت کو چاہا کہ اپنی صحبت کے لیئے لے لے تحسین علی خان نے منع کیا کہ ایسا کرنا زیبا نہین آپکی تو وہ مان ہی اوس کے ساتھ ادب سے پیش آنا چاہیے ۔ وزیر علی خان نے چند مصاحبون کے اغوا سے چاہا کہ اوس کو قید کر دے جب اوسنے وزیر علی خان کی نظر پھری ہوئی دیکھی تو تفضل حسین خان نائب کے مکان پر جا کر پناہ گزین ہوا ۔ عقب سے وزیر علی خان بھی گیا اور اوسکی گرفتاری کی درخواست کی ۔ مگر تفضل حسین خان نے چاپلوسی کی باتین کر کے بے نیل مرام واپس کیا ۔ اعیان سے سب کی یہ راے ہوئی کہ اس کو معزول کر دینا چاہیے ۔

ان عادات سے جملہ بیگیات خصوصاً نواب آصف الدولہ کی مان نہایت رنجیدہ خاطر ہوئین اور اب وزیر علی خان کی شکایت زبانون پر جاری ہوئی اور رزیڈنٹ کے کانون تک یہ خبرین پہنچنے لگین اوس نے گورنر جنرل کو لکھا آصف الدولہ کے بھائی اور دوسرے بڑے آدمی وزیر علی خان کی اطاعت مین پیچ کرنے لگے ۔ انہون مین ایک عجیب ملی طرح نکالا ۔ جام جہان نما مین لکھا ہی کہ ایک محضر بھی اس مضمون کا تیار ہوا کہ مرزا وزیر علی خان سلطنت کی لیاقت بالکل نہین رکھتا ۔ اوس سے حرکات ناشایستہ وقوع مین آتی ہین اور اوس کا حسب و نسب جیسا ہی وہ سب پر ظاہر ہے اور مرزا جمعیتی ریاست سے محروم ہین اسلیئے اہل استحقاق کو حق ریاست پہنچنا واجب اور لازم اور خوشنودی خدا و رسول و خلق کا باعث ہی جو شخص اس اتفاق سے انکار و اغماض کرے وہ اپنے کردار کو پہنچے یہ محضر کوچہ و بازار مین اور زنانہ بجانہ پھرا محلہ بیگمات اور خواجہ سراؤن اور افسرون اور نواب سالار جنگ کے بیٹون وغیرہ کی اوس پر مہرین ہوئین اور بازار کے مہاجنون اور چودھریون نے بھی اوس پر دستخط کیئے ۔ مگر عبد الرحمن خان اور بعض دوسرے افسران سپاہ نے یہ کہکر پہلو تہی کی کہ ہم لوگ سپاہی مسند وزارت کے نوکر ہین ہم کو خانگی معاملات سے کیا کام جو کوئی مسند نشین ہو اوس کے مطیع ہین ۔ اور وجہ اسکی یہ بھی کہ مرزا وزیر خان باوجود اون بد اطواریون کے شجاعت دوست سپاہ پرست اور باہمت تھا اشرفیون کو کوڑیون سے بھی کم تصور کرتا تھا ۔ پس اہل سپاہ ایسی ہی شخص کو عزیز رکھتے تھے ۔ اس نوجوان نے بہت دنون سلطنت کے مزے اوڑائے تھے کہ گورنر جنرل کے پاس اسکے چال چلن کی اور اوسکی ناحق جانشینی کی خبرین پہنچنے لگین اور گورنر جنرل کی خدمت مین آصف الدولہ

بیویون وغیرہ اعیان ریاست نے یہ درخواست کی کہ وزیر علی اولاد آصف الدولہ سے نہین ہی۔ بلکہ ایک فراش کا بچہ ہی۔ نواب نے اوس کو متبنی کر لیا تھا اونکی لقب نے نام کے لئے ہمنے اسکو اپنا والی تسلیم کر لیا چونکہ قوم کا رذیل تھا اس نعمت عظمی کی شکر گزاری نہ کی بلکہ کفران نعمت کرنے لگا۔ ایسی کج ادائی کے ساتھ یہ شخص قابل فرمانروائی کے نہین ہی اس ریاست کے مستحق شجاع الدولہ کی اولاد ہی اسکی تدبیر کرنی چاہئے ورنہ فساد پیدا ہوگا جس سے دونون سرکارون مین عداوت بڑھ جاوے گی۔ اسلئے گورنر جنرل کے برسر موقع آنے کی ضرورت ہوئی اسلئے اونہون نے لکھنؤ کی طرف سفر کیا جب لکھنؤ کے قریب پہنچے تو وزیر علی نے بھی پیشوائی کی راستے مین کج اندیش مشہور کرتے تھے کہ وزیر علی کو ترقی اقبال حاصل ہوگی اور انگریزونکی شوکت برباد ہو جائے گی اور کہتے تھے کہ گو آلمہتو جاکر خان علاسہ کو مع چند دوسرے آدمیون کے قید کر کے وزیر علی کے سپرد کر دینگے اور وزیر علی خان بھی بادشاہ وقت بن گیا تھا راہ مین اپنے ہاتھی اور گھوڑے کو گورنر جنرل کے ہاتھی اور گھوڑے سے آگے آگے رکھتا تھا ایکدن ایک انگریز راہ مین ایک کھیت کے کنارے پیشاب کر رہا تھا تلنگون نے اوس کے پاس جاکر بیجا باتین اوسکو کہین اور ہزار کے قریب آدمی اوس کے گرد جمع ہو گئے۔ اور شور مچاتے تھے کہ پکڑو پکڑ لو۔ مگر اوس انگریز نے اور اوس کے ساتھیون نے بھی بوجہ فہمایش گورنر جنرل کے دم نہ مارا اور اسطرح لکھنؤ کو روانہ ہوکر وہان جا پہنچے[۵۱] بڑی بیگم یعنی نواب آصف الدولہ کی مان نے وزیر علی کی بد اعمالی کو روکنا چاہا تھا اسلئے وہ زبردستی فیض آباد کو بھیجی گئی تھین اسلئے اب وہ دوست سے دشمن ہو گئی تھین۔ الماس علی خان سے گورنمنٹ انگریزی کو نفرت تھی جسنے نواب کی سرکاری خدمتون سے اوس کو جدا کر دیا تھا اب اوس نے اپنی عقل و دانش کے زور سے ایک بڑا علاقہ اپنی زمینداری مین لے رکھا تھا اور اس ریاست مین بڑے رتبے کا آدمی گنا جاتا تھا۔ جب بیگم کا جھگڑا نواب سے ہو گیا تھا تو اونہون نے الماس علی خان ہی کو اپنا مدار المہام بنایا اوس نے بیگم اور نواب کی ظاہر مین صلح کرادی گورنر جنرل جسوقت لکھنؤ مین پہنچے ہین تو الماس علی خان کو لکھا گیا کہ بیگم اور نواب کے درمیان جو عہد و پیمان ہوئے ہین وہ ایسے استوار ہین کہ ٹوٹنے کے نہین اور حسن خان اور راجہ ٹکیت راے بھی اوسکی مٹھی مین گھس گئے نواب کے مزاج مین اوس کا خسر اشرف علی خان بڑا اثر رکھتا تھا ان تمام گروہون کا یہ مطلب تھا کہ انگریزونکی مداخلت کا مقابلہ کیجیے بلکہ افسران سپاہ فتنہ و فساد پر مستعد ہوگئے۔ گورنر جنرل نے یہ خیال معلوم کر کے اقبال الدولہ سے کہا کہ مرزا حسن رضا خان کو سمجھا دو کہ آپ افسران فوج کے پاس جاکر کہین کہ قرب و جوار لکھنؤ سے اوٹھ جاوین۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور گورنر جنرل نے چند پلٹنین انگریزی اور ترکسوار

---

[۵۱] دیکھو گورنر سہلٹے کی تاریخ ۱۲

اور گورنمنٹ کی فوج اطراف و جوانب سے بلا کر بی بی پور کے قرب و جوار مین قائم کر دی ۔ تھوڑے ہی دن گورنر جنرل کو آئے ہوئے ہوئے تھے کہ نواب کی چیچک نکلی اور وہان سازشین شروع ہوئین ۔ سر جان شور خود لکھتے ہین کہ مجھے اپنے ہوش سے آجتک ایسا اتفاق نہین ہوا کہ ایسی بدگمانی اور بداعتمادی کے معاملے مین دقت اور دشواری اوٹھانی پڑی ہو ۔ ۲۰ دسمبر ۱۷۹۷ء کو الماس علیخان جو تمام باتون کو نہایت غور و خوض سے دیکھتا تھا گورنر جنرل کے پاس گیا اور کئی روز تک اوس سے صلاح اور مشورہ کرتا رہا ۔ اور کہتا تھا کہ وزیر علی نطفۂ ناتحقیق ہے اور وہ نہایت مسرف اور عیاش ہے ۔ بیگم کی مرضی ہے کہ وہ معزول ہو اور شجاع الدولہ کے بیٹون مین سے کوئی جانشین ہو ۔ آصف الدولہ کے سارے بیٹے جو مشہور ہین نطفۂ ناتحقیق ہین ۔ غرض یہی بات گورنر جنرل کے سامنے کئی دفعہ اور کمانڈر انچیف کے سامنے ایک دفعہ بیان ہوئی ۔ بیگم صاحب اور الماس علیخان دونون مرزا جنگلی کو جو سعادت علی خان سے چھوٹا بھائی تھا نواب بنانا چاہتے تھے اور گورنر سے درخواست کرتے تھے کہ اگر آپ اسپر راضی ہو جائین تو اس عوضانہ بہت کچھ نذر کیا جائیگا ۔ وزیر علی کی بدچلنی اور مسرفی اور زشت افعالی کی شکایتین نہایت حکمت اور سلیقے سے اسطرح گورنر جنرل کے سامنے پیش ہوتی تھین کہ جس سے اونکا دل وزیر علی سے پھر جائے لوگون نے کہا کہ نواب ایسا مسرف ہے کہ سارے ملک کی آمدنی اپنے تکلفون مین اوڑا دیگا سرکار کمپنی کا روپیہ کہانسے ادا کریگا ۔ مزاج اوس کا اکھڑ اور ہٹیلا ہے کہ وہ کسی بات کو سمجھانے سے سمجھتا نہین اسلئے وہ غالباً انگریزون کا محکوم نہین رہیگا ۔ بلکہ اونسے نفرت کرنے لگیگا ۔ اور جہانتک اوس سے ہو سکیگا ۔ وہ اوس کے جوئے کے نیچے سے نکلنا چاہیگا ۔ جب یہ باتین سر جان شور کے گوش گزار ہوئین تو اون کا ذہن بھی وزیر علی کے نطفۂ ناتحقیق ہونے پر یقین کرنے لگا ۔ اور اوسکی تحقیقات کے درپے ہوئے تو یہ معلوم ہوا کہ وہ ایک ماما کا لڑکا ہے ۔ تحسین علی خان جو آصف الدولہ کا بڑا معتمد خواجہ سرا تھا اوس نے یہ افسانہ سنایا کہ وزیر علی کی مان کا خاوند موجود ہے وہ نواب کے ہان ماما تھی اور خاوند کے پاس وہ آتی جاتی تھی جب وزیر علی اوسکی مان سے پیدا ہوا تو اوسے پانسو روپے کو نواب نے مول لیا تھا ۔ نواب کی عادت تھی کہ وہ حاملہ عورتون کو مول لے لیتے تھے ۔ اور اونکے ہان جب بچے پیدا ہوتے تھے تو اونکو متبنیٰ کیا کرتے تھے ۔ اور اونکی پرورش بیٹون کی طرح کیا کرتے تھے ۔ یہی حال سب لڑکون کا ہے جو نواب کے بیٹے مشہور ہین ۔ یہ تحقیق ہو گیا کہ وزیر علی کی مان ایک امیر کے گہر مین ماما تھی تین لڑکے اوسکے تھے ۔ اوسکے بڑے بیٹے کو نواب آصف الدولہ نے پانسو روپے کو مول لیا تھا ۔ اور اوس کا نام محمد امیر رکھا تھا ۔ دوسرا بیٹا اوس کا اپنی ذلیل حالت مین نوکری چاکری کیا کرتا تھا ۔ تیسرا بیٹا یہ وزیر علی تھا ۔ اس وزیر علی کے سامنے کبھی نواب آصف الدولہ کی بیوی نہوئی یہانتک کہ نواب کے بلانے پر بھی اوس کے بیاہ مین شریک نہوئی اور اوس نے خاوند سے کہلا بھجوایا

کہ مین ایسے ذلیل و کمینے کے روبرو ہو کر اپنے خاندان کی نام و ناموس کو بٹا نہین لگاتی - نواب آصف الدولہ
کے حقیقی دو بیٹے تھے جو صغر سنی مین مر چکے تھے اب کوئی بیٹا نہین تھا - گورنر جنرل نے تحسین علی خان سے پوچھا
کہ کیا آصف الدولہ کو خیال یہ تھا کہ وزیر علی کی مان سے جو لڑکا پیدا ہوا ہے وہ میرے نطفہ سے ہے اوسپر
اوسنے کہا کہ نواب کو اوسکی مان کے حاملہ ہونے کی بھی خبر نہین ہوئی - جب لڑکا پیدا ہوا ہے تو اوس کا حاملہ ہونا
معلوم ہوا ہے - اب سرجان شور نے یہ کہا کہ جس شخص کو ہمنے نواب زادہ مان لیا تھا اور سوا سے سعادت علیخان کے
اور سب امرائے عالی تبار نے اوس کا اقرار کر لیا تھا اب ثابت ہوا کہ وہ آصف الدولہ کا بیٹا نہین تو چاہیے
کہ وہ تخت سے معزول کیا جاوے - گو گورنر جنرل کے خیال مین یہ ایک دفعہ آیا کہ وزیر علی کی صغر سنی مین سارے
ملک کے انتظام کی عنان اپنے ہاتھ مین رکھے - مگر بہت سے اعتراضات اوسپر ہوتے تھے - اس لئے اس
خیال سے ہاتھ اوٹھایا گو سرجان کے فہم نے کچھ بلیغ کیا ہے - مگر اوسکی تمام تحریرات اس معاملے مین
پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نیک ذات سادہ مزاج کی نہ تھی رسائی - اور انصاف پرستی وہ بھی
موٹی سمجھ سے مجبور تھا کہ اوس نے ایک سلطنت کا فیصلہ اوس شہادت سقیم کر دیا کہ جس انگریزی قانون ملک
انگلستان مین چند پونڈ کا فیصلہ نہ کرتا - گورنر جنرل نے منشی غلام قادر خان جو اوسکے میر منشی تھے مسٹر لمسڈن رزیڈنٹ
کی معرفت وزیر علی خان کو کہلا بھیجا کہ شرع محمدی کے موافق قرار پایا ہے کہ آپکو دولت آصفیہ مین شرعًا اور
عرفًا کسی طرح شراکت اور مداخلت نہین - اور اہل استحقاق یعنی نواب شجاع الدولہ کی اولاد اس منصب سے
محروم ہے - اسلئے اون مین سے ایک شخص مسند آرا ہوگا - اور آپکے واسطے عمدہ عمدہ کھانے اور
پہننے کے کپڑے اور سامان امارت مہیا رہیگا - اور نواب سعادت علی خان مسند نشینی کے لئے
بنارس سے روانہ ہو چکے ہین - لیکن آپکو اپنے دل مین کوئی ملال نکرنا چاہیے کیونکہ جملہ اسباب حشمت
آپکو حاصل - وزیر علی خان نے جواب دیا کہ جو کچھ مرضی گورنر جنرل کی ہے وہ عمل مین آئیگا بیہوش
ہوگیا - جب ہوش بجا ہوا ہے تو رو دیا - اشرف علی خان نے بگڑکر کہا کہ اس رونے سے کیا فائدہ تمنے
خود تیشہ اپنے پاؤن پر مارا ہے - وزیر علی نے کہا کہ جو کچھ کیا ہے تمنے کیا ہے - باوجود اطلاع کے
کس لئے مجھکو آگاہ نہ کیا - جواب دیا کہ آپنے وہ کام کیا ہے کہ ہم کو اور اپنے آپکو بلا سے محفوظ کیا ہے
شام کے وقت گورنر جنرل وزیر علی کو اپنے پاس طلب کیا اور گورنر جنرل کی ملاطفت آمیز بات چیت سے
اوسکے زخم پر کچھ مرہم کاری ہوئی اور اپنے خیمے مین واپس آیا اوسوقت عرضی خانہ زاد خان
منتظم سرکار مرزا سلیمان شکوہ کی کہ بعد عزل وزیر علی کے اخراج اوس کا اسی گناہ کی وجہ سے
ظہور مین آیا تھا اس مضمون کی پہنچی کہ جسطرح ہوسکے جناب اپنے آپ کو گھوڑے پر سوار کرکے

دریاے گومتی تک پہنچا دین ہاتھی مین لاتا ہون اور وہانسے ہاتھی پر سوار کرکے ابراہیم داروغہ توپخانہ کے پاس پہنچا دونگا ۔ اور شہر سے باہر نکلکر لشکر جمع کرکے انگریزان سے لڑینگے ۔ غرضکہ بڑہکر کہا کہ ملاح اوسوقت کشتی لایا کہ غریق پانی کی تہ مین پہنچگیا ۔ ایک مخبر نے یہ خبر گورنر جنرل کو پہنچادی اونہون نے وزیر علی خان کو پہر طلب کرکے کوٹھی مین بٹہا لیا ۔ اور اوس کے خیمے کو واپسی کے لیے نہ چھوڑا ۔ انگریزی پہرون نے اوسکو حراست مین لے لیا ۔ جب یہ خبر مشہور ہوئی تو ابراہیم بیگ مسکوری نے کہا کہ وزیر علی خان کو اشرف علی خان نے اس روز بد کو پہنچایا ۔ ورنہ ہم سب اوسکے ساتھ جان نثاری کرتے ۔ اگر کوئی شجاع الدولہ کی اولاد مین سے ارادہ کریگا تو مین قصور نہ کرونگا ۔ رفتہ رفتہ یہ خبر میرزا جنگلی برادر علاتی سعادت خان کو پہنچی ۔ اور ابراہیم بیگ کا قول اونکے خاطرنشین ہوا ۔ بقصد محاربہ کے لیے کمر باندھی اور صف آرائی و مسند نشینی کی اجازت والدہ آصف الدولہ سے چاہی ۔ مگر اونہون نے کوئی جواب ندیا ۔ اور رات اسی سوال و جواب مین گذری ۔ صبح کو آفرین علی خان اور اشرف علی خان گورنر جنرل کے حکم سے وزیر علی خان کے پاس رہے ۔ اور [illegible] صاحب نے وہ اشتہار جو نواب سعادت علیخان کے استحقاق ریاست اور وزیر علی خان کی معزولی کی نسبت خان علامہ کا لکہا ہوا تہا گورنر سے لیکر جاری کیا اور نئی حکومت کا اعلان کیا ۔

عبارت اشتہار درباب معزولی وزیر علیخان

[illegible] باظہار ثقات و اقرار جمع کثیر و بیگم صاحبہ معظمہ این معنی بثبوت پیوست کہ نواب وزیر علی خان را اصلا و مطلقا حقے در جانشینی جنابعالی مرحوم نیست چون ملازمان این سرکار بطریقہ وفاداری موصوف و در درجہ خدمتگذاری و حق پرستی معروف اند یقین کہ باستماع این معنی کہ محافظت ناموس شجاع الدولہ بہادر و غمخواری فوج و رعیت بدست فرزند حقیقی ایشان تعلق یابد و مال و دولت و ناموس قبائل نواب برہان الملک و نواب صفدر جنگ و نواب شجاع الدولہ از دست تسلط شخص اجنبی محفوظ باشد ہمہ نوکران وفادار و ملازمان از قدیم نمک خوار خوشحال خواہند شد بنابران ریاست برائے نواب والا قدر سعادت علی خان بہادر کہ باستحقاق مالک این ملک و از روے حقیت ریاست بہتر از ہمہ اند مقرر شد لہذا بقلم می آید کہ ہرکس کہ از ملازمان جنابعالی مرحوم باطاعت و فرمانبرداری نواب صاحب ممدوح خواہد کوشید بدستور ملازم سرکار و بقدر مرتبہ و درجہ خود مورد تفضل [illegible] خواہد شد و ہرکہ طریقہ نمک حلالی گذاشتہ راہ تمرد و سرکشی اختیار خواہد ساخت از چاکری برطرف و از ملک جنابعالی

مرحمت اخراج خواہد گردید این چند سطر بنابر اطلاع بقلم آمدہ تا آیندہ مقام عذر عدم اطلاع برای کسی نباشد۔ تحریر سوم شعبان سنہ ہزار و دو صد و دوازدہ ہجری۔

بعد اس کے گورنر جنرل نے یہ حکم دیا کہ دو سو ہتھیان اور دو سو اونٹ اور بقدر ہاتھی اور چھکڑے آٹھ روز تک جسقدر اسباب اور سامان شوکت اور نقد و جنس و جواہرات و پشمینہ و اصطبل و فیلخانہ وغیرہ نقارہ و ماہی مراتب سمیت ضروریات امارت و سواری و جلوس و حشمت مرزا وزیر علیخان کو ضرورت ہو اوس کے قیام گاہ تک پہنچا دین اور ساڑھے بارہ ہزار روپیہ ماہوار وزیر علیخان کے مصارف کے لئے بمعرفت صاحب رزیڈنٹ کے مقرر فرمایا اور شہر بنارس مین مادہو داس کا باغ اوسکے قیام کے لئے تجویز ہوا۔ چنانچہ یہ سب صورتین ظہور مین آمین۔ مگر اس دار و گیر مین لاکھون روپیون کا مال لوگون کے تصرف مین آیا اور لاکھون روپیون کا جواہرات تلف ہوا۔ اس تغلب و تصرف مین بہت سے آدمی صاحب دولت و تجارت ہو گئے۔ نواب آصف الدولہ کے کارخانے اس قدر تھے کہ اون کا حساب و شمار مشکل تھا۔ لاکھون روپیون کا مال ضایع ہوا۔ اور لاکھون روپیون کا مال و اسباب وزیر علیخان کے ساتھ گیا اور لاکھون روپیو کے تحایف گورنر جنرل اور سرکار کمپنی تک تو پہنچے ہونگے۔ اون تحایف مین ایک شاہنامہ اور ایک شاہجہانی مطلا و مذہب تھے۔ یہ کتابین اعلے درجے کے خوشنویسون کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھین یہ دونون کتابین لندن کے کتب خانے مین رکھنے کو بھیجی گئین۔ باوجود اسقدر سامان نکل جانے کے اسقدر سامان اب بھی لکھنؤ مین باقی تھا کہ جسکو دیکھ کر چشم حقیقت بین دنگ ہوتی تھی شالون سے کوٹھے بھرے پڑے تھے جواہرات سے جواہر خانہ معمور تھا۔ وزیر علی خان کی حکومت لکھنؤ مین چار مہینہ اور کئی روز رہی جشن سنت کی تیاری لاکھون روپیونکے صرف سے ہو رہی تھی مگر اس سنت کی خبر نہ تھی تقدیر نے یہ روز بد دکھایا۔ مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ وزیر علی خان کی معزولی کا صدمہ لوگون پر بہت گذرا شعرا نے اوسکی معزولی کی تاریخین موزون کین تو اون مین اون آدمیونکی بہت مذمت کی جو اوسکی معزولی کے بانی مبانی ہوئے۔

تاریخ

از سر نام سفت کور نمک
اول آن قاتل حسن الماس
باز تحسین کہ باد نفرینش

سال تاریخ شد عیان بے شک
سرگروہ ہمہ حرام نمک
از سماوات ہم ز جن و ملک

الماس علیخان ۱۲ — ۱
تحسین علیخان ت ۔۔۔

فتنہ پرداز مہد کشمیر
آن خرد دشمن جسیم و لئیم
ناقص العقل زنگ نادان
تا کہ ہم داخل لعینان شد
دادن وحشت و دغا کردن
مہر کردند بہر عزل وزیر

کہ شیاطین بدرش او طفلک
جہل بسیار و دانش اندک
دست بردار شد ازان کودک
کرد پاس نمک ز خاطر حک
شرف خود شناخت آن مردک
خود سیہ رو شدند زیر فلک

تفضل حسین خان	ت	۴۰۰
حسن رضا خان	ح	۸
بہو بیگم مادر آصف الدولہ	ب	۲
ٹکیت رائے	ت	۴۰۰
اشرف علیخان	ا	۱
سنہ ۱۲۱۲ھ		

دیگر

اول بزناست پشیمان
بیگم خرد و بزرگ ہر دو
پیدا شدہ این یزید ثانی

دویم برانگہ گشت دیوان
دیگر مردک شرف علیخان
یعنی مرزا حسن رضا خان
تاریخ اسیرش برآمد

سویم الماس بو خناس
تحسین کہ بر و ہزار نفرین
کردند اسیر خود را
لعنت بر ہمہ نمک حرامان

لعنت بروی زحد فراوان
از وحش و طیور جن و انسان
از مکر و فریب کید شیطان

ایضاً ہندی

بی بی بیگم حسن رضا خان اور الماس زنانہ
بیچا نچا وزیر علی کو جو وہ ہے مردانہ
ٹکیت و تحسین اور تفضل اشرف سب سر دیوانہ
سرے حرف ان ساتار و دہن ہے تاریخ شہانہ

ایضاً

ساتھ حرفون نے کیا خانہ خراب
تین تے اور دو الف یک حے و بے

تین تے سے مراد علامہ تفضل حسین خان کشمیری و تحسین علیخان خواجہ سرا و راجہ ٹکیت رائے اور دو الف سے مطلب الماس علیخان خواجہ سرا و اشرف علیخان حسنہ وزیر علیخان اور یک حے سے مقصود حسن رضا خان سرفراز الدولہ اور یک بے سے مراد بہو بیگم مادر آصف الدولہ ہین ۔

وزیر علیخان کا بنارس مین انگریزون کو مار ڈالنا اور فرار

ہوکر جابجا مارا مارا پھرنا آخرش مہاراجہ جیپور کی معرفت اوس کا پکڑا جانا ۔ اور کلکتہ کے قلعہ میں بحالت قید انتقال کرنا

سرجان شور نے وزیر علیخان نواب معزول اودہ کی سکونت کے واسطے ایک نامناسب مقام بنارس تجویز کیا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی بی بی کے ساتھ بنارس مین جاکر مقیم ہوا اوس کے ساتھ چالیس ہاتھی اور دو سو گھوڑے اور تلنگونکی دو کمپنیان اور نجیبونکے کئی پلٹن تھے اور تمام جلوس کا موجود تہا۔ کمال عیش و عشرت مین بسر ہوتی تھی اکثر غلام بچون اور اپنے رفیقون کی شادیون مین لاکھون روپیئے صرف کئے عوام الناس مین اسکی ہمت و جود نے بڑی شہرت پائی۔ گو سرجان شور کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا تہا کہ سب لوگ اوس سے ناراض ہین مگر اس کے خلاف جہان جہان اوسکی معزولی کی خبر پہنچی وہان کی رعایا اور اہل پیشہ کو تاسف ہوا اور بعض نے خطوط اخلاص آمیز لکھے اور بعض بے فکرے جو اپنے تئین ارسطو اور افلاطون سمجھتے تھے اوسکی مشیر مصاحب بنے لکھنو کی مخلوق اون لوگونکی ہجو کرتی تھی جنھون نے محضر پر دستخط کیے تھے اور اشرف علی خان اور تفضل حسین خان کے حق مین وہ نئے نئے پھبتے اور تکلمے بان موزون ہوئین کہ زبان قلم بیان کا آنا باعث حجاب ہے اور وزیر علیخان ثناخوان تھے ۔ وزیر علیخان کے نادان مصاحبون نے اوس ناسمجھ کے ذہن مین یہ بٹھانا شروع کیا کہ حضور جتنے سردار اور امیر نزدیک و دور کے ہین آپکی معزولی پر رات دن روتے ہین اب وزیر علی کے رفیقون نے کاغذ کے گھوڑے دوڑانا شروع کئے اطراف کے اطراف و نواح کے زمینداروں اور معتبر آدمیون کے ساتھ نامہ و پیام جاری کئے بہت سے زمیندار ایسے تھے کہ وہ وزیر علی کے زر و جواہر کی تاک مین کمین گاہ لگائے ہوئے تھے وہ اوسکے پاس آکر نوکر ہو گئے بعض زمیندار جو نواب سعادت علی خان کے خراج کی زیادہ ستانی سے عاجز تھے وہ بھی اوسکے پاس آپہنچے بالا بالا ایک وکیل نوکر رکھ کر زمان شاہ والی کابل کے پاس بھیجدیا معلوم نہین اون دوچار مفلوک مغلوں نے جو مرثیہ خوانی اور حدیث پڑھنے کے لئے روٹیون پر پڑے رہتے تھے کیا اوس سے لکھوا کر بھجوایا۔ غرض قرائن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اوس کا ارادہ تھا کہ جب سپاہ انگریزی فاصلہ بعید پر زمان شاہ سے لڑنے جاوے تو وہ یہان ہنگامہ فتنہ پردازی برپا کرے اور سب لوگ اوسکے شریک ہونگے بد معاش مصاحبون نے اوسکو یہ سمجھایا کہ آپ ایسے شاہزادے ہین کہ جسکو چاہیے مار ڈالئے کوئی آپ سے بازپرس نہین کرسکتا ۔ اور آپ پر

کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا - اس سبب سے اوسنے کئی دفعہ شورش برپا کی - اس راز نہان کا کسیطرح پردہ کھل گیا مسٹر چیری جو بنارس کا رزیڈنٹ تہا وزیر علی خانکی نیت سے آگاہ ہوگیا اور یہ خبرین گورنر جنرل تک پہنچین - غرض ان وجوہات سے نواب سعادت علیخان نے بھی درخواست کی کہ وہ بنارس سے کہین اور بہیجدیا جاوے - لارڈ ولزلی گورنر جنرل نے بھی اسکو مصلحت سمجہا اور چیری صاحب رزیڈنٹ بنارس کو لکھا کہ وہ وزیر علی کو سمجھاوے کہ وہ کلکتے کے قرب وجوار مین سکونت اختیار کرے اوس کا اعزاز واکرام بدستور باقی رہیگا - سواے تغیر مسکن کے کوئی اور تبدل اوسکی حالت مین نہوگا - صاحب موصوف ہمیشہ سے وزیر علی کے خیرخواہ تھے اونہون نے یہ حکم گورنر جنرل کا اوسکو سنا دیا - جسکے سبب سے وہ چیری صاحب کا دل سے دشمن ہوگیا - وزیر علی کو یہ حکم ناگوار ہوا - مصاحبون نے سمجہایا کہ آپ کلکتے تشریف لیجاوینگے کہ قبر مین گئے - حکم منسوخ ہونیکے واسطے اوس نے بہت ہاتھ سر پیٹے جب کچھ نہوا اور بالکل مایوسی ہوئی تو اوس نے اپنی روانگی کے متعلق ٹال مٹول کرکے سپاہ کی بھرتی شروع کی بلکہ اودھ اور ملک بہار اور بنگالے کے بعض راجے بھی اس بات پر مستعد ہوتے اور ایکدن اور ایک مہینہ خاص مقرر ہوا کہ بنارس کے انگریزون کا وزیر علی کام تمام کرے اور اوسی دن ہر ایک ضلع مین ہر ایک آدمی اپنا حوصلہ باقی نرکھے جوہر شمشیر دکہلاے اور فوج انگریزی کو شربت فنا پلاے - لیکن دنیا کا کارخانہ مشیت الٰہی پر وابستہ ہے وہ دن جو وعدے کا قرار پایا تہا اوس سے پیشتر یہان ایک نیا رنگ فلک نیرنگ ساز نے دکہایا کہ ۱۴ جنوری سنہ ۱۷۹۹ء کو صبح کے وقت وزیر علی خان رزیڈنٹ کی کوٹھی پر جو شہر بنارس سے تین میل تھی گیا دوستانہ موافق دستور کے ملاقات ہوئی - چاہ پی گئی - پہر اوس حکم کی شکایت کا دفتر کہولا - باتین کرتا جاتا تہا اور مزاج اوس کا بگڑتا جاتا تہا - اور غصے پر غصہ چلا آتا تہا - جب وہ بہت گرم اور گستاخ ہوا تو چیری صاحب نے نہایت نرمی سے اس ہونہار ملک الموت سے فرمایا آپ مجھپر کیون عنایت فرماتے ہین یہ لارڈ صاحب کا حکم ہے مجھے اوسکی تعمیل واجب ہے - یہ سنکر یہ ظالم اوپر لپکا اور ایک تلوار لگائی - یہ دیکھتے ہوے اور نوکر جو اس اشارے پر لگے ہوے تھے تلوارین لیکر اوس مظلوم پر ٹوٹ پڑے اور ان قصائیون نے اوس کا قیمہ کردیا کپتان کانوی صاحب اور گریہم اونکے گھر مین تھے اونکا بھی یہی حال کیا - وزیر علی کے ساتھ جو پچاس آدمی تھے اونہون نے چیری صاحب کے بنگلے کو آگ دیدی اور تمام مال واسباب لوٹ لیا اور دو ایک انگریزونکو اونکی کوٹھیون پر جاکر مارا جب ڈیوس صاحب جج کی کوٹھی پر پہونچے تو یہ کوٹھی دومنزلی تھی صاحب کوٹھی کی چھت پر چڑھ گئے اور زینے کا دروازہ بند کرلیا - اور بلم ہاتھ مین لے لیا کئی دفعہ بدمعاشون نے حملہ کیا - مگر بلم سے اپنا کام کیا اور سرکشون کو ناکام رکہا اسلیے سرکش کوٹھی کا لوٹ لات کر چلتے ہوے

اس مقابلے مین اتنا عرصہ لگ گیا کہ اس سے تمام انگریزون کو خبر ہو گئی وزیر علی نے اپنے مکان پر پہنچکر
لوگون کو اشرفیان اور روپئے تقسیم کئے اور عجلت کے ساتھ آدمی جمع کئے اور مرزا جوان بخت کی بیگم کے پاس
جا کر توپ طلب کی مگر اوس نے توپ نہ دی یہان سے لوٹ کر مرزا جہانگیر جوان بخت کے پاس گیا اور اوسکی
شرکت چاہی یہ کم سن ناتجربہ کار شخص تھے سلاح جنگی تن پر آراستہ کئے اور ہاتھی پر سوار ہوئے تھے وزیر علی
نے خواصی مین جگہ پائی دو تین ہزار آدمی قدیم و جدید اوس دو چار گھڑی مین جمع ہو گئے کہ دفعۃً انگریزی ترک سوار
اور تلنگے اور توپین آگئین اور اس فوج نے قریب شہر پہونچکر صف آرائی کی پہلے فوجی افسر نے پیام دیا
کہ اگر وزیر علی ہمارے پاس آجائے تو ہم اوس کے ساتھ کوئی بدی نکرینگے مگر وہان تقدیر اور رنگ پر تھی
مقابلے کو قدم بڑھایا انگریزی افسر نے چار گولے توپ کے باد ہوائی سر کئے کہ اوسکی آواز سے شہر کے تماشائی
اور فوج جدید نے راہ فرار لی فقط وزیر علی خان چند آدمیون کے ساتھ میدان کارزار مین رہگیا وزیر علیخان
نے بہت چاہا کہ ہاتھی سے اوترکر ہاتھ تلوار پر ڈالے مگر لوگون نے سمجھایا کہ یہ جرأت بیفائدہ ہے
وزیر علیخان نے میدان سے پھر کر جسقدر جواہر اور اشرفیان ممکن تہین کچھ اپنی کمر مین رکھین اور کچھ
ہمراہیون کی کمرونمین بندہوا کر دو سو سوار ہمراہ لیکر شہر سے نکلا اور باقی مال و اسباب شہر کے بدمعاشون
نے لوٹ لیا۔ اور سوار جو ہمراہ تھے وہ بھی زر و جواہر کی طمع مین گھوڑون سے اوترکر پیادہ پا اپنے اپنے مکان
کو راہی ہوئے۔ جن مین سے بعضون کو کوتوال شہر بنارس نے گرفتار کیا اور بعضون نے مال بخوبی
ہضم کیا اور بعضون نے مال کے پیچھے جان بھی دی وزیر علی خان کے مکان کی ضبطی کے وقت اکثر
متوسلان سرکار انگریزی کے خطوط فساد انگیزی کی تحریک کے لئے ہاتھ آئے۔ اونمین سے شمس الدولہ
برادر ناظم ڈھاکہ کا بھی ایک خط ملا اور ایک ناصر الدولہ کا ملا جو بنو بیگم دختر علی قلی خان والہ داغستانی
کے بطن سے میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان عماد الملک کا بیٹا تھا اور بندیلکھنڈ مین اپنے
باپ کی جگہہ ریاست باونی پر قابض تہا۔ جو عماد الملک کو علی بہادر ولد شمشیر بہادر مرہٹہ نے دی تہی
اور اوس مین باون موضع شامل تھے اسلئے باونی کے نام سے مشہور ہوئی اور کالپی سے مشرق تہ
بارہ میل کے فاصلہ پر جمنا کے نزدیک واقع ہے۔ ناصر الدولہ نے یہ خط شمس الدولہ کی دوستی کی وجہ سے لکھا تہا
آخر کار روبکاری کے بعد بہت سے آدمیون کا اخراج ہوا اور بہتون کو پھانسی دیگئی اور بہتون نے خلاصی
پائی اور اکثر دایم الحبس ہوئے اور تشہیر کئے گئے۔ شمس الدولہ نے بھی بڑی بھاری روبکاری کے بعد
نجات پائی۔ جسوقت وزیر علی خان نے دریائے گنگا کو عبور کیا تو صرف دس بیس سوار ہمراہ تھے اور
راجہ بنارس کے پاس جو پہلے پوہت رہتا تہا بھیجا۔ مگر یہان پناہ نپائی۔ مضطر ہوکر پہاڑ کی طرف بھاگا

بہرایچ کی طرف چلا گیا اور گھاگرہ کو عبور کرکے راجہ بہوٹ وال کے ہان پناہ لی۔ یہ راجہ نیپال کے راجہ کا باجگذار تھا۔ نواب سعادت علیخان نے رسالہ قندہاری کو بھیجا اور دوسرے سردار بھی بھیجے تاکہ وزیر علیخان کا محاصرہ کرلین اور پکڑ لاوین۔ وزیر علی نے قلعہ سے نکلکر مردانہ جنگ کی انگریزون نے اسکی شکایت راجہ نیپال سے کی ادہر نواب سعادت علیخان نے راجہ بہوٹ وال کو اپنی طرف سے کہلا[۵] تو راجہ بہوٹ وال بھی وزیر علی خان سے مخالف ہوگیا اسلئے وہ رات مین وہان سے بہاگ گیا۔ اب اس فرعون بے سامان کے پاس سامان بہت سا جمع ہوگیا تہا۔ وہ گورکھپور مین آیا۔ یہان سرکار کمپنی کی سپاہ سے خفیف سا مقابلہ ہوا۔ اور اوس مین اوس کا نقصان ہوا۔ اب اوسکی بے زری کی وجہ سے ساتھی جدا ہونے لگے اگر نواب سعادت علیخان کی سپاہ اوس سے ملی ہوتی تو ضرور پکڑا جاتا۔ مگر وہ بھاگ کر نانک متہ کی راہ جنگل مین آیا اور یہان قدرے آرام لیا اور بکھائی کردلسنے کرکے کوچ کرکے بھینس گھاٹ کی راہ گنگا کو عبور کرکے اور ملاح کو پانچ اشرفیان دیکر فتحپور سیکری مین داخل ہوا۔ اور وہان سلیم چشتی کی زیارت کرکے رات وہان بسر کی بعض زمیندار پہلے اتفاق کرتے تھے اور پھر کنارہ کرنے لگتے کلب علی نے جو سابق مین سرکار کمپنی کا نوکر تہا اور بادل خان نے ساتھ دیا اور جنگلون مین ہمراہ رہے۔ لیکن ہر جگہ فوج انگریزی اور فوج نواب سعادت علیخان سایہ کی طرح اوسکے پیچھے پہونچتی تھی اور وزیر علی سیماب کی طرح کسی جگہ ٹھیر نہ سکتا تھا۔ اور کمال دلاوری کے ساتھ ہر جگہ لڑتا بھڑتا چلا جاتا تھا۔ آخر میوات مین پہنچا۔ مگر میواتیون سے بھی کچھ بن نہ آئی وہان سے جیپور چلا گیا۔ راجہ جگت سنگھ والی جیپور نے استقبال کیا اور اوسکو اپنا مہمان کیا۔ دستار بدلی اور راجہ کی مان نے وزیر علیخان کو اپنا بیٹا بنایا کپتان کولنس رزیڈنٹ مہاراجہ سیندہیا نے راجہ جیپور کو لکہا کہ تم وزیر علی کو ہمارے حوالے کردو تو ہم تمکو بہت روپئے دین گے۔ راجپوتون کا کہ جو شخص اونکی پناہ مین آئے خواہ وہ قاتل ہی کیون نہو اوسکو بھی دشمن کے حوالے نہین کرتے۔ مگر یہ وقت تو وہ انقلاب کا تھا کہ سارے دہرم کرم اپنی جگہ پر نہ تھے راجہ نے دیکھا کہ مفت بدنامی مین زر و جواہر ہاتھ لگتے ہین اسلئے اوسنے کچہ اس کا دہیان نہین کیا کہ ہمیشہ کو کلنک کا ٹیکہ لگے گا۔ سرکار انگریزی سے روپیہ اور وزیر علی سے جواہر لیکے سنہ ۱۸۰۰ء مین اوسکو اس شرط کے ساتھ حوالے کر دیا کہ وہ جان سے نہ مارا جاوے نہ اوسکے پاؤن بیڑیان پڑین۔ یہان کی مہمانداری کا

---

[۵] دیکھو جام جہان نما ۱۲

یہ حق ادا کر دیا کہ اوسکی جان بچا دی ۔ انگریزون نے وزیر علی کو پالکی مین بٹھا کر دونون طرف قفل لگا کے اور ڈاک کے ذریعہ سے کلکتہ کو بھیجدیا ۔ ٹاڈ صاحب نے تاریخ راجستان مین لکھا ہے کہ ایک امر جسنے زیادہ تر بے اعتباری ہماری پیدا کی ہمارا ہمین لینا وزیر علی کا پناہ جیپور سے تہا جس سے ایک داغ بدنامی کا ہمارے نام کو لگا ۔ جب کوئی مجرم یا مغضوب پناہ لیتا ہے تو راجپوتون کے نزدیک وہ عمل مذہبی تصور کیا جاتا ہے اس قاعدہ کا افسوس ہے جبرا جیپور سے کرایا گو وہ اوس زمانے مین ہمارا مطیع نتہا یہ کوئی عذر بیجا نہین ہوسکا کہ پناہ گیرندہ وزیر علی قاتل اور مجرم غلط عمل تھا ہم کچھ استحقاق اوسکے طلب کرنے کا نہین رکھتے تھے ۔ وزیر علی کلکتے کے قلعہ مین ایک تنگ کوٹھری مین قید رہا مگر پلنگ اوسکو ملتا تھا ۔ ساتھیون مین سے بعض کو بنارس مین پھانسی ملی ۔ بعض قید ہوکر جلا وطن ہوئے وزیر علی کو کھانا ہندوستانی باورچیون کے ہاتھ کا پکا ہوا دیا جاتا تھا ۔ آخر بیمار ہو گیا ۔ یونانی حکیمون اور انگریزی ڈاکٹرون کا معالجہ سود مند نہوا اوسی قید خانہ مین ۳۶ سال کی عمر مین جون ۱۸۱۷ء مطابق شعبان ۱۲۳۲ ہجری مین ۱۷ سال ۳ ماہ ۴ دن قید رہکر انتقال کیا جنازے کے ساتھ لکھنؤ کے تمام چھوٹے بڑے آدمی تھے چند مدت تک قبر بیگار رہا پھر چھوٹا سا مقبرہ بنوا دیا جو کاشی باگان مین ٹیپو سلطان کے کسی بیٹے کی قبر کے پاس ہے اوسکی لوح قبر پر یہ اشعار کندہ ہین ؎

وزیر عہد وزیر علی آصف جاہ　　جو سوے خلد برین رفت زین سراے غرور
زدیم غوطہ بدریاے فکرتا آریم　　بدست گوہر تاریخ آن مغفور
بگوش من آمدہ ناگہ بشور و شیون سخت　　نداے واے در فیاض جن و انس و طیور

وزیر علیخان گو طفل مزاج تہا مگر شجاعت و ہمت مین جوان بےنظیر تہا بھاگتے وقت اکثر جگہ ہزارہا سوارونکی غول مین سے تن تنہا بزور شمشیر مقابلہ کرتا ہوا نکل گیا ۔ اور جسوقت دریاے گھاگرہ پر پہنچا تو فوج انگریزی بھی صورت موج قدم بقدم جا پہنچی ۔ مگر اوس نے کمال جلادت اور جرات کے ساتھ گھوڑی کا کمربند کاٹ کر پانی مین ڈالدیا اور پار اوترا پہاڑ اور جنگلون مین اکیلا اوترا اور تیور دینرلیا نہین آیا ۔ ایکدن قید خانہ کلکتہ مین پلنگ پر لیٹا ہوا تہا کہ اوسکے گلے کی مالا کا ڈورا ٹوٹ گیا اور دانے زمین پر بکھر گئے وزیر علی نے ایک دانہ اوٹھا کر جسطرح لڑکے گولی کھیلتے ہین اوسکو دو انگلیون کے بزور سے ساتھ دیوار پر مارا اوسکی آواز سنکر بہت خوش ہوا وہ کئی بیش قیمت دانے اسطرح مار مار کر توڑ ڈالے ۔ اوسوقت آبدار پانی پلانے کے واسطے حاضر تہا اوسنے یہ حال دیکھکر کہا کہ باقی دانے مجھے دیدیے جاوین ۔ مرزا نے وہ موتی جو کئی ہزار روپے کے تہے

دے ڈالے

وزیر علی خان کے اخراج کے بعد اوسکی زوجہ نے لکھنؤ مین آکر ابراہیم علی خان کے بیٹے مرزا ابھورا کے ساتھ نکاح کرلیا اور اوس عورت کے لئے چھ سو روپیہ ماہوار سرکار انگریزی سے مقرر ہوا۔ مرزا ابہوسا کے بعد یہ تنخواہ اون کے فرزندون پر مقرر ہوئی۔ اور وزیر علیخان کے بیٹے بھی جو خاص اوس کے نطفہ سے تھے کچھ پاتے تھے۔ اور اوس عورت کا زیور جو ایک صندوقچے مین تھا وہ مرزا ابہورا کے تصرف مین آیا۔

وزیر علیخان شعر بھی کہتا تھا۔ ایک غزل اوسکی یہان لکھی جاتی ہے جو اوسنے اپنی مصیبت کی حالت مین کہی تھی تخلص وزیری کرتا تھا۔

جون سبزہ رُندھی گئے ہی پیرونکے تلے ہم ۔۔ اس گردش افلاک سے پھولے نہ پھلے ہم
روتے ہین شب و روز اسی فکر ہے یا رب ۔۔ غنچے کی طرح باغ مین گل ہو نہ کھلے ہم
ارمان بہت رکھتے تھے ہم دلکے چمن مین ۔۔ بیٹھے نہ خوشی سے کبھی سائے کے تلے ہم
جس گل پہ نظر کرتے ہین آتا ہے نظر خار ۔۔ گلشن سے چلے جاتے ہین کانٹونمین پلے ہم
ہم وہ نہ قلم تھے کسی مالی کے لگائے ۔۔ نرگس کے نہالونمین تھے آصف کے پلے ہم
افسوس کہ اس دل کا کنول کھلنے نہ پایا ۔۔ کوئی دنکو چلے جاتے ہین مالی کے تلے ہم
اب پہلے ہی آغاز مین پامال ہوئے ہین ۔۔ فریاد کرین کس سے قسمت کے جلے ہم
دکھہا اپنا عیش کہتے ہین ہمدرد کے آگے ۔۔ بے کس جو جہان آگئے ہرگز نہ ٹلے ہم

زندان مصیبت مین بھلا کسکو بلا ہین
رہتے ہین **وزیری** ہی ایسے ذات پلے ہم

تمام شد

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ کتاب تاریخ اودھ حصہ دوم مؤلفہ جناب مولوی نجم الغنی خانصاحب ہیڈ مولوی فارسی مہارانا ہائی اسکول اودیپور بماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۹ع مطبع مطلع العلوم مرادآباد مین باہتمام منشی امین الدین علیصاحب مالک مطبع کے چھپی

خاص ہمارے یہاں کی مطبوعہ کتب

جو سوائے دفتر نیر اعظم مراد آباد دوسری جگہہ نہین مل سکتین

گنج شایگان معروف بہ ٹکسال قدیم شاہان ایران سے لیکر آجتک کی دنیا بھر کی بادشاہتون ریاستون وغیرہ کے سونے چاندی تانبے کے سکون کی دو ہزار نقوش کی اصلی تصویر حال - وزن - ماہیت اور ایک مبسوط فہرست سلاطین ہندوستان جلال الدین اکبر کے سکون کی دیکھی ہے مجلد عہ

مخزن الفوائد نہایت دلچسپ کارآمد کتاب ہے - لائق مصنف نے بڑی محنت اور کوشش سے اس کو ترتیب دیا ہے دنیا بھر کے اوزان - پیمانے - مقادیر اور سکہ جات کے حالات تحقیقات کے بعد درج کئے گئے ہین - ممالک غیر کے اوزان اور سکون کا مقابلہ - انگریزی اور ہندوستانی اوزان اور سکون سے بڑی خوبی سے کیا گیا ہے - ایران عرب - اور ہندوستان کے قدیم و جدید سکون کے مکمل تاریخی حالات یہانتک کہ نقش سکہ کا بھی تعین کر دیا اور تحقیقات مین مصنف نے اپنا سکہ بٹھا دیا ہے - تاریخ کے شائق اور غیر ممالک اور خود ہندوستان کے مختلف صوبہ جات مین سیر کرنے والونکے لئے اس کتاب کا مطالعہ بہت مفید ہوگا - عہ

مخزن الفوائد حصہ دوم اول باب مین فوٹوگرافی کے متعلق تمام اشیا اور اونکی تصاویر اور ادویات - اور اوزان باب دوم مین زنکوگرافی اور اوسکی تمام متعلقہ چیزون کا تفصیلی ذکر اور تصاویر و ہدایات - زنکو فوٹوگرافک - فوٹو زنکوگرافی - ہاف ٹون بلاک بنانا تصویرون کا اوتارنا - دھات یا شیشہ پر اسید سے کھودنا عکس پر طبع کے مصالے تصاویر و نقشہ جات کے روغن - وارنش - تصویر کو صاف کرنا چوکھٹا لگانا - اور بنانا مخمل پر سنہری افشان - گلٹ کرنا اور صاف کرنا وغیرہ مع ترکیب درج ہین - باب چہارم مین فوٹو لیتھوگرافی کاغذ سے - یا دھات یا کسی رنگین سطح پر تصویر اوتارنے کی ترکیب - پانچوین باب مین سنوگراف چھاپہ - چھٹے مین نقل ربر پریس - ساتوین مین فرد ٹائپ - آٹھوین مین ان گریونگ ٹائپ پریس اور اوسکی متعلق تمام جزوی چیزون کا ذکر تفصیل کے ساتھ مع تصاویر درج ہے - نوین مین لیتھوگرافک پریس اور اوسکی ہر ایک جزوی چیز کا شرح ذکر مع تصاویر درج ہے - دسوین مین قواعد نقاشی و مصوری اور اوس کے کل آلات کا ذکر و تصاویر - گیارہوین باب مین قواعد خوشنویسی اور اوسکی تمام جزوی حالات مع خوشنویسی کی قطعات کے درج ہین - غرضیکہ اسیطرح آئندہ بابون مین سیکڑون ضروری اور مفید صنعتون کی ترکیبون اور قاعدونکو صحیح صحیح لکھا ہے - جنکو لوگ باوجود روپیہ خرچ کرنے اور خدمت کرنے کے بھی حاصل نہین کر سکتے - ان کیمیاوی نسخون سے آدمی گھر بیٹھے دولت کما سکتا ہے - یہ تمام کتاب اور تجربہ شدہ نسخے سینے سے سفینہ مین لائے گئے ہین (عہ)

تاج و نشان المعروف بہ تاج الملوک دو جلد کامل دنیا بھر کی سلطنتون اور ریاستون وغیرہ کے تاج و نشان

قومی نارے - پھر ریرے - [illegible] کی اصلی
تصویر [illegible] کی [illegible] ہیں۔
دستار و کلاہ تمام دنیا کی مختلف قسم کی پگڑی - ٹوپی
کنٹوپ - خود - شملہ - کہیں بگڑیان - یا سپاہی متفرق
ٹوپیان - انگریزی بردیان - لڑکون - لڑکیون اور رنڈیون
کی مختلف اوقات کی ٹوپیان - تماشہ والون کی ٹوپیان ان
سبکے حالات و تصویرین ہیں۔ ۸

تاریخ اودھ کمل چار جلد - نواب بران الملک سعادت خان
کے عہد سے واجد علیشاہ تک کی معزولی کے حالات
مفصل درج ہیں سنہ نایاب کیاب کتب سے یہ جامع تاریخ
مرتب کی گئی ہے۔ غور و تحقیق کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں
رکھا گیا۔ فہرست مضامین بہت طول طویل ۹۰ صفحہ پر ہے
جسکے دیکھنے سے اس کتاب کی اہمیت اور وقعت معلوم ہو
سکتی ہے۔ کہ مولف نے برسہا برس تک کس جانکاہی۔
تحقیق و تلاش اور دماغی محنت سے اسکو ترتیب دیا ہے
گویا اودھ کے حالات لکھنے والون مین اول نمبر لیا ہے
اور حصہ اول مین مولف کی عکسی فوٹو پورے صفحہ کی
تصویر بھی لگائی گئی ہے۔ غرضکہ کتاب بلحاظ حسن صوری
و معنوی و جامع ہونے کے موجودہ زمانہ کی قابل قدر
تصنیف ہے۔ جلد اول و دوم بالکل مکمل ہین اور سوم
و چہارم پریس مین ہین جو جلد سے جلد شائع ہونگی۔
سفید کاغذ پر بہت تھوڑی جلدین طبع کی گئی ہین قیمت
فی جلد عہ مقرر ہے۔

مصباح الادب ہندوستان کے گوہر سخن خیز
خلاقی حکایتین - شاعر ازلی - معمر حافظ شیرازی
کے مستند نامی ہا اردو ترجمہ دنیا کی سات اور
زبانون مین بھی اسکے ترجمے ہو چکے ہین۔ لندن کے
کتب خانہ انڈیا آفس مین موجود ہے۔ ۸

عدد التاریخ معروف بہ زنبیل تاریخی - یہ کتاب
منشی انوار حسین صاحب مرحوم المخاطب بہ تسلیم سہسوانی
کی تصنیف سے ہے۔ ابجد کے حساب سے تاریخ نکالنے
کے فن مین انکی شہرت اور مسلم الثبوت استادی
محتاج بیان نہین ہے - نمبر ۲ سے لیکر ۲۰۰۰ نمبر تک
ہر نمبر کے مقابلہ مین اتنے ہی عدد کے نام۔ الفاظ۔
فقرے - محاورات - ضرب الامثال - آیات - حدیث
وغیرہ لکھے ہین اور بعض جگہ مصرعے دئے گئے ہین۔
اور وہ بھی اس کثرت سے کہ پڑھنے والونکو حیرت ہوتی
ہے کہ مصنف کس بلا کا دماغ رکھتا تھا - تاریخی نام
نکالنے والون اور تاریخی کلام کہنے والون کے
لئے اس سے بہتر کوئی اور کتاب کارآمد نہین ہو سکتی عہ

کنز الطغرا معروف بہ نقش حیرت قدیم و جدید ہر قسم کے
تین سو نایاب طغرے ایک ایک صفحہ تقطیع کلان ۱۲ ا

تذکرۃ السلوک فلسفہ و حکمت سے بلوے کی
جزئیات مصطلحات صوفیہ کی تشریح کی گئی ہے ۸

احسن الاذکار فی مناقب غوث الابرار
حضرت غوث پاک کی مفصل سوانحعمری - کرامات - اور
حالات سب مناقب معجزات خوارق عادات وغیرہ ۱۲

ذکر رحمانی حضرت مولانا فضل الرحمن شاہ صاحب
گنج مرادآبادی قدس سرہ کی سوانح - حالات - کرامات
اور اذکار وغیرہ ۸

المشتہر منیجر نیر اعظم بک ایجنسی مرادآباد